تیرے ہی "لا" نے کیا ہے "الٰہ" کو قائم
تیری "نہیں" سے "ہاں" لا الٰہ الااللہ

میر احمد نویدؔ

ہائے حسینؑ

مولف: غلام عبّاس سوپاری والا

حتمی اشاعت

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ
کچھ نہیں چاہئے سوائے حسینؑ
جانے کرنا تھا کیا بیاں مجھ کو
رہ گیا کہہ کے صرف ہائے حسینؑ

میر احمد نویدؔ

21شوال،1446ھ

20اپریل،2025ء

انتساب

تمام عزاداروں کے نام، بالخصوص سید آفتاب حسین زیدی (لالو شاہ)، سید ناظم حسین نقوی، جناب معصوم علی راشد اور جناب غلام اصغر خان۔

عرضِ مولف

آپ مجموعۂ نوحہ جات ہائے حسینؑ کی حتمی اشاعت ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ "ہائے حسینؑ" کی وجہ تسمیہ جناب میر احمد نویدؔ کا ایک سلام (یا منقبت کہہ لیں) ہے، جس کے چار مصرعے آپ سر ورق پر دیکھ سکتے ہیں۔ نوحوں کی کتابی ترتیب اور ٹائپنگ کا کام پانچ جلدوں پر مشتمل تھا ، لیکن عصرِ حاضر کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے، میں نے تمام جلدوں کو ایک جلد میں ضم کر دیا ہے۔اب آپ اسے اپنے موبائل فون پر بھی بہ آسانی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں، میں نے بابا نثارؔ حیدری کے نوحے شامل نہیں کیے کیونکہ میں نے اُن کے نوحے علیحدہ کتابی صورت میں مرتب کیے ہیں۔ اُس کتاب کا عنوان ارمان ہیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو چاہیئے ہو تو وہ مجھ سے رابطہ کر لیں۔

والسلام اور یا علیؑ مدد

ہماری دیگر تالیفات

- ہائے حسینؑ۔ اردو نوحے
- غمِ چادرِ زینبؑ۔ ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی
- ہائے شبیرؑ۔ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی
- ارمان رہیا۔ بابا نثارؔ حیدری، لاہور
- پیاسوں کی داستان، شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور
- نبیؐ دی اکھیاں دا اختر۔ اختر حسین اخترؔ، لاہور
- "ایک تحریر" سے "ویران گھروں" تک۔ اصغر خان، سیالکوٹ کے بنائے ہوئے سوز
- ویراں دیا تانگاں۔ بیمارِ مدینہ کے چند نوحے
- صدائے غم۔ ضمیر الحسن تنویرؔ (ہم نے صرف ایک فہرست بمطابق حروفِ تہجی مرتب کی ہے)

Contact: WhatsApp: +923002617896
email: gabbas2958@gmail.com

بنیادی فہرست

فہرستِ نوحہ جات بمطابق حروفِ تہجی

آ

ا

ب

پ ت ٹ ث

ج چ ح خ

د ڈ ذ

ر ڑ ز ژ

س ش

ص ض ط ظ ع غ

ف ق ک گ

ل

م

ن و

ہ ھ ء ی ے

ذبحِ عظیم

دلیلِ بعیت فاسق روا رکھی گئی تھی	مدینے میں بناء کربلا رکھی گئی تھی
حسینؑ آغوشِ پیغمبرؐ میں جب لائے گئے تھے	وہیں بنیادِ تہذیبِ عزا رکھی گئی تھی
حضورِؐ سرورِ کونین جب محضر ہوا پیش	زمینِ کربلا سب سے جدا رکھی گئی تھی
منیٰ کا خواب پورا ہورہا تھا کربلا میں	یہ قربانی اسی دن پر اٹھا رکھی گئی تھی
بہت مشکل مراحل آپڑے تھے راستے میں	سو زادِ راہ میں خاکِ شفاء رکھی گئی تھی

از قلم جناب افتخار حسین عارف

فہرستِ ابواب

فہرستِ نوحہ جات بمطابق ابواب

باب نمبر2: قتل قبلہ ہوا 148

باب نمبر 3: پیکاں برس رہے ہیں 196

باب نمبر 4: چلی یثرب سے آلِ مصطفیٰؐ 212

باب نمبر 5: سفیرِ حسینؑ 360

باب نمبر 6: ہلالِ محرم 376

باب نمبر 7: دشتِ بلا 391

باب نمبر 8: عاشورہ

باب نمبر 9: شبیہِ پیمبرؐ 457

باب نمبر 10: مہندی 483

باب نمبر 11: سقائے سکینہؑ 501

باب نمبر 12: جھولا 533

باب نمبر 13: یثرب کا مسافر سو گیا.................. 570

باب نمبر14:بعدِ قتلِ شاہؑ 676

باب نمبر 15: کنیزِ زہراؑ ۔ پیکرِ وفا 815

باب نمبر 16: بیمارِ کربلا 831

باب نمبر 17: قتیلِ زندانِ شام 917

باب نمبر18: شریکتہ الحسینؑ 977

باب نمبر19: اہلِ حرمؑ کی وطن واپسی 1078

##

حیاتِ نو

شبیرؑ کو سر دے کر اسلام بچانا ہے	کونین ہیں قدموں میں ریتی پہ ٹھکانا ہے
کوثر کے یہ مالک ہیں پانی کی طلب کیسی	سوئی ہوئی ملت کی غیرت کو جگانا ہے
یہ کس نے جھکایا ہے سر طاعتِ خالق میں	کیا سر ہے کہ سجدے سے قاتل کو اُٹھانا ہے
احمدؐ کا نواسا ہے معراج بھی پائے گا	نیزے کی بلندی سے قرآن سنانا ہے
اسلام کو دیتا ہے ہر سال حیاتِ نو	کیا تو نے کہا غافل یہ ذکر پرانا ہے
ہے نجمؔ کی ہستی کیا اے کرب و بلا والے	کس نے تجھے سمجھا ہے کس نے تجھے جانا ہے

انتخابِ کلام، علامہ نجم آفندی

بندگی جبرئیل جس در کی رہے کرتے نثارؔ
در وہی توڑا گیا اور گھر وہی لوٹا گیا

باب نمبر 1: ہائے بعدِ مصطفےٰ ؐ

قرآن کے جلانے کی ہے ایجاد سقیفہ زہراؑ کے رلانے کی روداد سقیفہ
ہر نخلِ فدک دیتا ہے اخترؔ یہ گواہی شبیرؑ ترے قتل کی بنیاد سقیفہ
اخترؔ چنیوٹی

دعا۔ فاطمہؑ معصومہؑ مخدومہؑ سیدہؑ

ہم عزاداروں کی بی بیؑ سن لے تو یہ دعا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

تو محمدؐ کی بیٹی زوجہِ مرتضیٰؑ
زندگی تیرے در سے ملتی ہے سیدہؑ
جو بھی ہے بیمار اُن کو بی بیؑ دے تو شفا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

تیرے دونوں جہاں یہ سب تیرے خزانے
تجھ کو بخشے خدا نے اے بی بیؑ زمانے
جو بھی ہے مفلس اے بی بیؑ اُن کو زر کر عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

دعا۔۔۔۔

خلد کی وارثہ تو بی بیؑ یہ شان ہے
بی بیؑ سب سے بڑا یہ بس تیرا دان ہے
جن کی خالی گودی اُن کو کر تو اولاد عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

ہم پہ ظلموں کی بی بیؑ ہو گئی ہے انتہا
جو حسینیؑ ہے اُس کی آخر ہے کیا خطا
وقت مشکل ہے یہ بی بیؑ مولا مہدیؑ بلا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

سب عزادار مانگیں تجھ سے یہ دعائیں
اَشک آنکھوں میں جوہرؔ دیتے ہیں صدائیں
غم نہ دے کوئی مگر کر شاہؑ کا غم عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

میں مہدیؑ پتر دی آس اچ آں

آندے وین بتولؑ دے اج تائیں آرام قبر وچ آیا نئیں
میں پتر حسینؑ مسافر دا زخمی چولا دفنایا نئیں

میںڈی قبر تے آ کے کربل دی بس شامِ غریباں کھڑ گئی اے
شبیرؑ دے ٹرن دے بعد کہیں ایتھے آن چراغ جلایا نئیں

میںڈا محسنؑ توں آغاز تھیاں میکوں روز جنازے ملدے ہن
ودھ اناللہ پڑھ دی ہاں میں پاسے توں ہتھ چایا نئیں

میںڈا کاظمؑ بچڑا ہن تائیں اویں قبر دے وچ وی قیدی ھے
اوں چودہ سال دے قیدی دا میں کوئی زنجیر لہایا نئیں

سجادؑ دی کنڈ تے شامیاں نے ہر ظلم دی سطر لکھی ہوئی اے
میں کہہ منصف کوں ہن تائیں سجادؑ دا جگر وکھایا نئیں

میںڈا مہدیؑ بچڑا پچھ گھن سی کیویں واپس میت وہ لیندے ہن
میں ہن تائیں حسنؑ دے کفن اوتوں کوئی سرخ نشان مٹایا نئیں

گوہرؔ زہراؑ فریاد کرے بکھرا قرآن ہے اے قبر میری
میںڈے اپنے بابےؑ دی پگ دا کہہ آن غلاف پوایا نئیں

شاعر: غلام محسن

نوحہ خواں سنگت: انجمن اسیرِ بغداد (ملتان پارٹی)

جگ رون نئ دیندا اے بابا

جگ رون نئیں دیندا اے بابا تیرے بعد اے کی دن آئے نے تیرے کلمہ گو اگاں لے کے میرے گھر نوں جلاون آئے نے
تیرے جیوندے جی منہ رکھدے سن ہائے بعد وچ اکھیاں پھیر لئیاں اج کلِ ایمان نوں کجھ لوکی ہائے قیدی بناون آئے نے
سکھ چین حرام کیتا ساڈا زہراؑ دے رات دنے رونے اینوں شہر و باہر بھیج دئیو لوکاں نے حکم سنائے نے
تربت تے پاک محمدؐ دی پئیں روندی اے ماں حسنینؑ دی اے بابا کی پچھنا اے ایناں زخماں دی پہلو دے زخم سوائے نے
تیرے مرن دے ویلے کر دے رئے ہائے سازش وچ سقیفے دے ہن دنیا دا منہ رکھن لئی ایناں وکھڑے پور بچھائے نے
زینبؑ دی ماں منظوری کر غازیؑ دے صدقے نوحے دی تیرے حق دے ماریاں جاون لئی نجفیؔ دے اتھرو آئے نے

شاعر: افضل حسین نجفیؔ

اے شاہِ انبیاء یہ مسلماں نے کیا کیا

اے شاہِ انبیاء یہ مسلماں نے کیا کیا منبر پہ فاطمہؑ کا مجرم بیٹھا دیا	
اُتری ہے جن کی شان میں آیات بار بار جن کی رضا کو رد نہ کرے ربِ کردگار حق مانگنے گئی وہ تو خالی لوٹا دیا	شاعر: توقیر کمالوی
جس در پہ آپؐ رُکتے تھے لینے اجازتیں آتے فرشتے عرش سے کرنے زیارتیں اُس بے حیا نے آگ سے وہ گھر جلا دیا	
جس شخص نے دی آپؐ کو ہضیان کی سوغات جس سے ملا نہ آپؐ کو کاغذ قلم دوات دربار میں بتولؑ کو اُس نے رولا دیا	سوز: وحید الحسن کمالوی
ہنسنے لگا لعین جو رونے لگی بتولؑ غاصب نے سیدہؑ کی گواہی نہ کی قبول خود سچا بن کے بی بیؑ کو جھوٹا بنا دیا	

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں کیوں فاطمہ زہراؑ کو ستاتے ہو مسلماں
معصومہؑ ہے مخدومہ حسنینؑ کی مادر ہے تفسیر ہے کوثر کی یہ بنتِ پیعمبرؐ ہے کیوں پہلو پہ دروازہ گراتے ہو مسلماں
تم جانتے ہو لوگو اِس بی بیؑ کی عظمت کو لوٹایا ہے کیوں خالی خاتونِ قیامت کو کیوں آگ اُس کے گھر کو لگاتے ہو مسلماں
باباؐ کے مدینے میں ہائے رات جو آتی ہے رونے کے لئے باہر وہ شہر سے جاتی ہے کیوں رونے پہ پابندی لگاتے ہو مسلماں
دربار میں مخدومہ حق مانگنے آئی ہے معصوم گواہوں کو ہمراہ وہ لائی ہے دِل کس لئے زہراؑ کا دُکھاتے ہو مسلماں

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو

شاعر: توقیر کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

جس شخص نے احمدؐ کو ہذیان سنایا تھا
جس شخص نے کوڑے سے زہراؑ کو رُلایا تھا
کیوں ناز اُس شقی کے اُٹھاتے ہو مسلماں

تم نے تو ثقیفہ میں اجلاس بٹھائے تھے
احمدؐ کے جنازے پہ تم لوگ نہ آئے تھے
حق کیسے خلافت پر جتاتے ہو مسلماں

کیا احمدِؐ مُرسل سے یہ پیار کیا تم نے؟
زہراؑ ہی کے روضے کو مسمار کیا تم نے
تم کیسی محبت یہ دکھاتے ہو مسلماں

حیدرؑ کے گلے میں بھی ڈالا ہے رسن تم نے
شبیرؑ کو مارا ہے مارا ہے حسنؑ تم نے
اَب عابدِ مضطر کو رلاتے ہو مسلماں

زہراؑ کا یہ وعدہ ہے توقیرؔ وہ پائے گا
میرے گھر کے اُجڑنے کا جو سوگ منائے گا
پھر کس لئے تم فتوے لگاتے ہو مسلماں

زہراؑ دا پاک باباؐ سن دھی دیاں دہائیاں

زہراؑ دا پاک باباؐ سن دھی دیاں دہائیاں رووݨ تے فاسقاں نے پابندیاں نے لائیاں
ایہہ لوگ تیرا پرسہ میںنوں نئیں دین آئے بیٹھے رہے ثقیفے منبر تے دید لائے تِن دن دے بعد آ کے ایناں پھوڑیاں وچھائیاں
میںنوں ظالماں نے باباؐ دربار وچ بلایا ٹکڑے سند دے کر کے اے فیصلہ سنڑایا سانوں قبول نئی او اے تیریاں گواہیاں
اک واری ویکھ اٹھ کے کی فاطمہؑ دا حال اے تیری لاڈلی دے ہو گئے باباؐ سفید وال اے حق لین لئی گئی ساں ہو کے ضعیف آئیاں
اگ لا کے میرے گھر نوں ایناں نے ساڑیا اے گودی میری چہ میرا محسنؑ وی ماریا اے گردن چہ مرتضےؑ دی رسیاں وی ایناں پائیاں

زہراؑ دا پاک بابا۔۔۔۔

جینے تینوں پاک باباؑ ہذیان سی سنایا اوہنے تیری لاڈلی دے پاسے تے در گرایا
پاسے دا زخم تینوں اج میں وکھان آئیاں میں جان گئی آں باباؐ رل جانی تیری آل اے وچ کربلا دے ہوسی میرا پتر پامال اے رسیاں ہتھاں چہ پا کے ٹرسن بتولؑ جائیاں
اے ماتمی دعا کر قائم امامؑ آوے زہراؑ دے دشمناں نوں وچ ہاویہ پچاوے جناں نے زہراؑ جائیاں بچپن دے وچ رلائیاں
توقیرؔ سیدہؑ دا جنے سوگ ہے منایا محشر چہ اونوں مِل سی آلِؑ نبیؐ دا سایا قرآن دے رہیاں ایس گل دیاں گواہیاں

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ

کلام	
روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ نہ جانے کیا وہاں سے دیکھ آئی فاطمہؑ	شاعر: توقیرؔ مالوی
زینبؑ سے کہہ رہی ہے تیری ردا کی خیر منظر بازارِ شام کا دیکھ آئی فاطمہؑ	
اس بات کا نہیں غم جاگیر چھین لی رونا تو یہ ہے تم نے جھٹلائی فاطمہؑ	
محسن کو بھول جانا انسانیت نہیں پہچانو محمدؐ کی ہے جائی فاطمہؑ	
خود ہی بتا مسلماں تیرے ستم کے بعد دنیا میں کتنے دن ہے جی پائی فاطمہؑ	سوز: وحید الحسن مالوی
رو رو کے کہہ رہی ہے قبرِ رسولؐ پر تیرے بعد دوسرے نے ہے ستائی فاطمہؑ	
توقیرؔ کیا لکھوں میں کیسے بیاں کروں امت نے کیسے کیسے ہے رولائی فاطمہؑ	

رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے

رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے
کلمہ گویوں نے کلمہ والوں کو بھرے دربار میں رلایا ہے

ہے مقدمہ رسول زادیؑ کا بھرے دربار میں وہ آئی ہے
جن پر اللہ بھی درود پڑھے ایسے فرزند ساتھ لائی ہے
غاصبانِ فدک نے پھر کیسے اُن گواہوں کا دل دکھایا ہے

مسندِ مصطفیٰؐ پہ غاصب ہے سامنے مصطفیٰؐ کی بیٹی ہے
میرا حق دے دوا ے مسلمانوں رو کے خیر النساءؑ یہ کہتی ہے
میرے بابا کے بعد کیوں تم نے فاطمہؑ پہ یہ ظلم ڈھایا ہے

قبرِ احمدؐ پہ جا کے کہنے لگیں فاطمہؑ کو نحیف کر ڈالا
دیکھ بابا تمہاری امت نے کتنا مجھ کو ضعیف کر ڈالا
میرا محسنؑ شہید کر ڈالا میرے پہلو پہ در گرایا ہے

رونے والوں شہر مدینے۔۔۔۔

فاطمہ سیدہؑ کو بابا کی گروراثت پہ اختیار نہیں
پھر وہ عورت نبیؐ کے حجرے کی اے مسلمانوں ورثہ دار نہیں
جس نے مولا حسنؑ کی میت پہ تیر ہاتھوں سے خود چلایا ہے

بولا بے ظرف اے نبیؐ زادیؑ تیرے حق کو میں جانتا ہی نہیں
جو لکھی تھی تمہارے بابا نے میں وہ تحریر مانتا ہی نہیں
چاک کر دی سند محمدؐ کی قہقہہ زور سے لگایا ہے

غمِ آلِ عباء میں رہتا ہے ذکرِ شبیرؑ عام کرتا ہے
ماتمی کو توقیرؔ نوحوں میں اِس لیے بھی سلام کرتا ہے
جس نے بی بی بتولؑ کے غم میں دل کو بیت ُالحزن بنایا ہے

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ

بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ نہ جانے کس طرح حق مانگتی رہی زہراؑ	شاعر: توقیرؔ مالوی
سند کے ٹکڑے ہوا میں اڑا کر ہنسنے لگا رسولؐ زادی سے گستاخ ایسے کہنے لگا بتاوہ کون سی جاگیر ہے تیری زہراؑ	
حسنؑ، حسینؑ سے سچے گواہ بھی جھٹلائے رُلا کے بی بیؑ کو ظالم ذرا نہ شرمائے بھلا نہ پائے گی امت کی بے رخی زہراؑ	
یہ اس کی بیٹی ہے جس نے دو لخت چاند کیا وہ جس کے نور نے ہر روشنی کو ماند کیا اُسے ستاؤ نہ دکھیاری ہے بڑی زہراؑ	
سیاہ بال جو ماں کے سفید تر دیکھے توقیرؔ کیسے کہوں بیٹیوں نے سر پیٹے گئی تھی اس طرح گھر آئے تھکی تھکی زہراؑ	

زہراؑ تے کلمہ گو نے دروازہ اینج گرایا

زہراؑ تے کلمہ گو نے دروازہ اینج گرایا
اج تک حسنؑ دی ماں نے پاسے چوں ہتھ نئیں چایا

بابے نبیؐ نوں آکھے تقصیر کی اے میری
غاصب نے آکھیاں اے وارث نئیں میں تیری
مسئلے نوں بھل گئیاں الزام اے ہے لایا

ہن تیرا غم وی بابا زہراؑ منا نئیں سکدی
اپنے ہی گھر چہ بے کے اتھرو وہا نئیں سکدی
حیدرؑ نے شہر وباہر بیت الحزن بنایا

بابا میں دیندی رہیاں تیرے نام دی دوہائی
فی القربا والی آیت کئی وار میں سنائی
فیر وی روا کے مینوں دربار چوں بلایا

میں جان گئیاں بابا کیتا بتولؑ وین اے
امت نے مار دینے میرے حسنؑ حسینؑ اے
دربار جا کے ایہو مینوں نظر اے آیا

شاعر: نوید تیغ ملالوی

سوز: نوحیدر الحسن ملالوی

دِیا نہیں جلتا ہے

دِیا نہیں جلتا ہے ان پانچ تُربتوں پر
نوحہ برس رہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

جو بھی وہاں گیا ہے اُس نے یہی کہا ہے
غربت کی انتہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

پہچان اے مسلماں ان تربتوں کی عظمت
نیرِ فلک جھکا ہے ان پانچ تُربتوں پر

کم فاصلے پہ روضہ ہے مصطفےٰؐ کا روشن
اندھیرا چھا رہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

سب تُربتوں پہ پیہم فی القربا رو رہی ہے
ماتم پہ ھل اتیٰ ہے ان پانچ تُربتوں پر

اپنی ہی خاک سے وہ سب تُربتیں ڈھکی ہیں
سایہ ہے نہ ردا ہے ان پانچ تُربتوں پر

توقیرؔ تیری عزت کچھ اور بڑھ گئی ہے
یہ نوحہ جو کہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: واجد علی

ہائے بابا تیری امت نے میرے رون تے

ہائے بابا تیری امت نے میرے رون تے پہرے لائے
میں دسنی آں تیرے باجوں تیری زہراؑ نے جو ظلم اٹھائے

منبر دے سامنے تیری سند دے پرزے
چُن دی رئی نالے سن دی رئی گلاں تیری تحریر دے بارے
میں روندی رئی اوہنسدے رئے جناں لوکاں نوں توں کلمے پڑھائے

حق لین گئی ساں ظالم دیاں جھڑکاں
جھل دی رئی ہتھ مل دی رئی رو کے کھڑی دربار وچالے
میں اجڑی نوں نا حق ملایا کوئی میں وانگوں دربار نہ جائے

تیری دھی دے نال جو ایناں کلمہ گواں نے
کیتی اے ہتھ پاسے تے رکھ کے سینؑ ہن تیک وی رووے
کسے سوچیاں نہ اے زہراؑ اے ایس اجڑی تے کیوں طاق گرائے

ہائے بابا تیری امت نے۔۔۔۔

حسنینؑ کوں سڈیا جدوں آخری ویلے زہراؑ نے

دو ویں روندے ہوئے بے گئے آ کے امڑی دے سرہانے

روح جسم وچوں پرواز کیتی ہائے پتر جدوں گل نال سی لائے

شبیرؑ نوں کیتا زینبؑ دے حوالے

امڑی نے کر کے پیار اخیری ایکوں گل نال چا لایا

نالے کیندی رئی سنگ چھوڑی نہ میرے بچھڑے تے کوئی وقت وی آئے

حسنینؑ دی امڑی تے جو لکھیا اے نوحہ

اخترؔ نے واسطہ عون دی ماں دا بنڑے بخشش دا وسیلہ

ہر مومن لئی تیرا ناں لے کے تابوت اتے جنے اتھرو وگائے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

اللہ جانے سین زہراؑ کیویں دربار گئی

اللہ جانے سین زہرا کیویں دربار گئی
حق منگدی رہی رورو کے ستم گاراں توں
اکو دربار دی پیشی، اینوں تھاں مار گئی

خوب بدلہ اینوں ملیا پیوٗں دے احساناں دا
پاک زھرہؑ کی گوایا سی مسلماناں دا
ہائے امت ایدا وسدا ہویا گھر ساڑھ گئی

جیدے دروازے تے جبریل امیں جھکدا سی
جیہندی تعظیم لئی ختمِ رسل اُٹھدا ادا سی
روندی میراثِ ابیہا دی اے حقدار گئی

روکیا رون توں کونین دی شہزادی نوں
کون سی اے جینے پھٹ لایا نبی زادی نوں
لے کے پہلو دے زخم بابے دی غمخوار گئی

اللہ جانے سین۔۔۔۔۔

اے آں زھرہؑ دی وصیت نہ بھلاوی زینبؑ
ساتھ شبیرؑ دا مر کے وی نبھاوی زینبؑ
ایسے لئی عونؑ دی ماں شام دے بازار گئی

پاک زھرہؑ تیرے پرسے دے عزادار آئے
روندی پٹڈے تیری زینبؑ دے وفادار آئے
شام نوں بن کے جو ویرن دی عزادار گئی

مریم و آسیہ حوا دے حیا دی وارث
سامنے لوکاں دے روندی سی کساء دی وارث
جہڑی بی بی کدی اخترؔ نہ گھروں بار گئی

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

پردہ دارِ انبیاء روتی رہی

پردہ دارِ انبیاء روتی رہی
فاطمہؑ زہرہ سدا روتی رہی

اس طرح یعقوب بھی روئے نہ تھے
جس طرح یہ بے نوا روتی رہی

ہاں مسلمانوں کی آبادی سے دور
دخترِ خیرالوراؐ روتی رہی

لاش حرؑ پر لاشِ ابن قینؑ پر
صاحبِ شرم و حیا روتی رہی

روئی پردے میں سدا بنتِ نبی
بنتِ حیدرؑ بے ردا روتی رہی

سوچ میں اخترؔ ہے قرطاس و قلم
کیوں شہیدِ حسبُنا روتی رہی

سوز: ضمیر جعفری　　　　شاعر: اخترؔ چنیوٹی

جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ

جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ
بدلی ہوا کہ دین کے بدلے گئے اصول

کچھ لوگ گھر نبیؐ کا جلانے تو آ گئے
پوچھا مگر کسی نے نہ حالِ دلِ بتولؑ

سمجھے نہ بات سروِ چمن کی کبھی ببول
ناجنس کر سکے نہ نبیؐ کا اثر قبول

دربارِ میرِ شام میں بنتِ علیؑ نہ تھی
بالوں سے منہ کو ڈھانپ کے روتی رہی بتولؑ

اسلام کا کسی طرح پردہ بچا رہے
زینبؑ کی قید عابدِؑ بیمار کو قبول

جب کر چکے جہاں۔۔۔۔۔

اللہ کی کتاب کو کافی سمجھ لیا
فرمانِ مصطفیٰؐ کو گئے لوگ جلد بھول

دو نظریوں کے نام ہیں شبیرؑ اور یزید
کرب و بلا کی جنگ میں لڑتے رہے اصول

اخترؔ کچھ اور مانگ لے سوداگری نہ کر
صلائے غمِ حسینؑ میں جنت نہ کر قبول

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ایک تحریر اُٹھائے

ایک تحریر اُٹھائے بولی دربار میں آکر زہراؑ لوگو میں بنتِ نبیؐ ہوں
ایسا بدلا ہے مدینہ اپنا حق مانگ رہی ہوں غاصب سے
کلمہ گو کُرسی نشیں ہے اور میں کب سے کھڑی ہوں

پوچھا حیدرؑ نے بتا کیا کیا مسجد میں ہوا رو کے بس اتنا کہا
کبھی دیواروں کو تھاما کبھی میں خاک پہ بیٹھی ہوں تھک کر
کبھی بیٹوں نے سنبھالا کبھی رستے میں گری ہوں

جتنے دُکھ میں نے سہے گر یہ دن پر بھی پڑیں وہ سیاہ رات بنے
یہ ہی دُکھ کم تو نہیں ہے کس قدر تنہا مدینے میں ہوئی ہوں
کوئی سنتا ہی نہیں ہے کہ میں کیا بول رہی ہوں

وہ تو کمسن ہے ابھی دور ہے شام سے بھی سہ نہ پائے گی کبھی
مجھ سے زینبؑ نے یہ پوچھا کہاں جاتی ہو بتاؤ اے اماں
میں نے زینبؑ سے چھُپایا کہ میں دربار چلی ہوں

ایک تحریر۔۔۔۔۔

ایسے خاموش ہو کیوں کہنا چاہو جو کہو اماں کچھ تو بولو
رو کے بولی بیٹوں سے ساتھ بہنوں کا نبھانا کربل میں
ننگے سر کیسے چلیں گی بس یہ ہی سوچ رہی ہوں

تُربتِ بنتِ نبیؐ دیکھے اکبرؔ جو کبھی مجھ کو لگتا ہے یہی
اُس کا مہدیؑ کہتا ہے منتقم بن کے مدینے زہراؑ کا
جلد آؤں گا میں لوگو دورِ حاضر کا علیؑ ہوں

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

قرآن کے جلانے کی ہے ایجاد سقیفہ
زہراؑ کے رلانے کی روداد سقیفہ
ہر نخلِ فدک دیتا ہے اخترؔ یہ گواہی
شبیرؑ ترے قتل کی بنیاد سقیفہ

اخترؔ چنیوٹی

نانا تیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر

نانا تیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر سنانے آئے ہیں تیری تربت پہ لاڈلے تیرے چند ٹکڑے سند کے لائے ہیں
اِنَّمَا روز جس پہ پڑھتے تھے اب وہ دروازہ جل گیا نانا تیرے در پر دیا جلانے ہم اُسی در کو بُجھا کے آئے ہیں
داغ دُرّوں کے کیسے دکھلاتی باپ ہو تم سے بیٹی کیا کہتی جس کساء کے تلے تھے ہم سارے نیل اسکے تلے چھپائے ہیں
دل پہ آئی تھی موت کی ضربت سر کے بالوں پہ آگئی غربت جب یہ کہتے تھے لوگ زہراؑ نے دین کے مسئلے بھلائے ہیں
مشکلوں سے قدم اُٹھاتی ہے دو قدم چل کے بیٹھ جاتی ہے بن سہارے وہ چل نہیں سکتی زخم ایسے جگر پہ کھائے ہیں
بولے اکبرؔ یہ رو کے شہزادے صرف تحریر ہی نہیں تھی وہ **بَضْعَةٌ مِنِّي** کے وہ ٹکڑے تھے جو ہوا میں گئے اڑائے ہیں

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

سلمان بھرے دربار دے وچ

سلمان بھرے دربار دے وچ آیت تطہیر سنڑیندا ھا
زہراؑ دی شان ڈسیندا ھا
جد قدم بتولؑ دے آندے ہن اُو خاک دے بوسے دیندا ھا
ول رورو نقش مٹیندا ھا

زہراؑ دا قدر شناس جو ھئی ایکوں عصمت دا احساس جو ھئی
تہوں سین دی سند دے ٹکڑیاں کوں قرآن سمجھ سنبھ لیندا ھا
اکھیاں کوں رحل بنڑیندا ھا

سلمان کوں جا محسوس تھیا ہُن دیر نہ جی سکدی زہراؑ
منہ کرکے قبر پیمبرؐ جو تطہیر دے پرسے دیندا ھا
عصمت دا سوگ منیندا ھا

سلمان بھرے دربار۔۔۔۔

جیڈا واپس آئے دربار وچوں گل لا زہراؑ دے پتراں کوں
ھک کوں مسموم سڈیندا ھا بیہہ کوں مظلوم سڈیندا ھا
محسنؑ کیتے پر چیندا ھا

کوئی جھڑک جے تخت توں آندی ھئی چادر زہراؑ لرزاندی ھئی
سلمان بتولؑ کیتوں پہلے پس خاک اتے بہویندا ھا
دو وے ہتھ انکھیاں تے دیندا ھا

گوہرؔ ادھ رات دا ویلا ھا ویڑے توں میت بتولؑ ٹرا
فضہ، حسنینؑ، علیؑ وانگوں سلمان وی فرض نبھیندا ھا
ودھ میت کوں نال چویندا ھا

شاعر: گوہر حسین, نوحہ خواں سنگت: ملتان پارٹی، انجمن اسیر بغداد، 1999

ہائے بعدِ رسولؐ امت نے

ہائے بعدِ رسولؐ امت نے فاطمہؑ کو بہت ستایا ہے
اس کے گھر کو جلانے آئے ہیں جس کے گھر میں قرآن آیا ہے

بھرے دربار میں مسلماں نے دونوں جھٹلا دیئے ہیں لعل اس کے
جانے کیسا سلوک کر ڈالا پل میں ہو گئے سفید بال اس کے
گر کے بے ہوش ہو گئی زہراؑ حال زینبؑ کو جب سنایا ہے

بولی فضّہ اسے رلاؤ نہ جھڑکیاں دو نہ کچھ تو شرم کرو
دیکھ جس کو نبیؐ کھڑے رہتے اس کو دربار میں کھڑا نہ کرو
روئی جب لاڈلی محمدؐ کی سارا دربار مسکرایا ہے

جو اجر سیدہؑ نے پایا کیسے کوئی لگائے اندازہ
جب مسلمانوں نے کیا حملہ یوں لگا فاطمہؑ کو دروازہ
زخمی پہلو سے پاک بی بیؑ نے مر کے بھی نہ ہاتھ اُٹھا یا ہے

ہائے بعدِ رسولؐ۔۔۔۔

ہاتھ اماں تیرے جنازے کو میں نہ اس وقت تک لگاؤں گا
نہ بلائے گی جب تلک مجھ کو بولے شبیرؑ میں نہ آؤں گا
گھر میں کہرام ہو گیا برپا شاہؑ کو بی بیؑ نے جب بلایا ہے

تیری ہمت کا نام ہے زینبؑ اور شبیرؑ ہے صبر تیرا
تیرے آنسو سجادؑ کے آنسو اور سکینہؑ میں ہے اثر تیرا
تیرے بچوں نے بی بیؑ تیری طرح ظلم سہہ کر یہ دیں بچایا ہے

نہ حسنؔ ڈر ہے کوئی محشر کا اور نہ خوف ہے جہنم کا
ہم عزادارں کو تو پس بی بیؑ آسرا ہے بہت تیرے غم کا
قسم غازیؑ کی خوش نصیب ہے وہ جس کے دل میں یہ غم سمایا ہے

شاعر: حسنؔ رضا
سوز: اکبر عباس

احمدؑ کے آج گھر میں کہرام

احمدؑ کے آج گھر میں کہرام اک بپا ہے
ناحق جو قتلِ زہرہؑ امت نے کر دیا ہے

راتوں کو اٹھ کے پانی شبیرؑ کو پلانا
زینبؑ میرے حسنؑ کے تم دو کفن بنانا
زہرہؑ نے وقتِ رخصت بیٹی سے یہ کہا ہے

حق مانگنے جو زہرہؑ دربار میں ہے آئی
حاکم نے یہ نہ سوچا یہ ہے رسولؐ جائی
کہا مسئلہِ وراثت گئی بھول فاطمہؑ ہے

شبیرؑ نے کہا جو اماں مجھے بلاؤ
آئی صدا قبر سے میرے حسینؑ آؤ
دونوں لپٹ کے روئے یاد آئی کربلا ہے

احمدؐ کے آج گھر۔۔۔۔۔

آیہ مباہلہ سے واقف اگر وہ ہوتے
جھٹلاتے نہ کبھی وہ زہرہؑ کے دونوں بیٹے
قرآن نہ سمجھ میں امت کے آ سکا ہے

بنتِ رسولؐ کو ہے بے جرم ہی ستاتے
امت نے فاطمہؑ کو دربار میں بلا کے
یثرب میں شام والا منظر دکھا دیا ہے

شاعر: حسن رضا، لاہور
سوز: استاد اکبر عبّاس

اے روحِ پیمبرؐ، تری اُمت ہے پریشاں
شاید تری بیٹی تری اُمت سے خفا ہے
سید محسن نقوی شہید

گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سما جاتی

گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سما جاتی
نہ ہی بی بیؑ کا حق غضب ہوتا اور نہ دربار فاطمہؑ جاتی

حال کیسے بیاں کروں لوگو جس گھڑی در بتولؑ کا ہے جلا
گھر کا دروازہ پاک بی بیؑ کے ہائے پہلو میں آن کر ہے لگا
بولی فضہؑ کہ یا علیؑ آؤ آج دنیا سے فاطمہؑ جاتی

آلِ احمدؐ خدا کی حجت ہے فاطمہؑ آل پر بھی حجت ہے
جس کو کہتے ہو مسئلہ بھولی دراصل وہ حجابِ قدرت ہے
زخمی پہلو کو لے کے دنیا سے آج تفسیرِ اِنَّما جاتی

جس نے سب بیٹیوں کی عزت کی اُس کی بیٹی رلائی ہے تم نے
جس کی تعظیم انبیاء کرتے وہ ہی زہراؑ ستائی ہے تم نے
خالی دربار سے تو جاتی ہوں پر نہیں کر کے بد دعا جاتی

ہاں حسنؔ گر سقیفہ نہ ہوتا قتل زہراؑ کا نہ کبھی ہوتا
ضرب کھاتے علیؑ نہ کوفے میں گھر حسنؑ کا جنازہ نہ آتا
واقعہ کربلا کا نہ ہوتا شام زینبؑ نہ بے ردا جاتی

شاعر: حسن رضا

سوز: اکبر عباس

ہائے بابا کلمہ گو ہواں تیری زہراؑنوں دربار بلایا

ہائے بابا کلمہ گو ہواں تیری زہراؑنوں دربار بلایا

ہوئی ایسی پیشی تیرے سنگتیاں دے سامنے ہائے اس پیشی نے مینوں مار مکایا

کیتا برباد میرے گھر نوں مسلماناں نے

دھو کے بازاں تے ستمگاراں تے بے ایماناں نے

آئے لین لئی بدلے اج شبرؑ دے باپ توں، ہائے اج کربل دا آغاز بنایا

تیری تحریر نوں پڑھ ھسدے میں تکدی رئیاں

دھی محمدؐ دی ہاں میں لوکاں نوں دسدی رئیاں

کیتے سند دے ٹکڑے نالے جھڑ کاں وی مار ئیاں، ہائے جناں لوکاں نوں توں کلمہ پڑھایا

بعد تیرے تیری امت نے کی قدر پائی

کھولیا حق میرے پتر اں توں کی گھڑی آئی

توں وی روندا ہو سن تک دختر دے حال نوں، ہائے جدوں اُجڑی دا گھر بار جلایا

شاعر:

سوز: اصغر خان

پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے

پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے کیا حال یہ اُمت نے زہراؑ کا بنایا ہے
خاتون کوئی غم سے یوں چور نہیں دیکھی ایسی کوئی دنیا میں مستور نہیں دیکھی اٹھارہ برس میں ہی لگتی جو ضعیفہ ہے
دربار میں ظالم نے کی ایسی پزیرائی کس طرح سے تو بی بیؑ پھر لوٹ کے گھر آئی بالوں کی سفیدی نے سب حال سنایا ہے
تو روتی رہی گھر میں حیدرؑ سے بھی چُھپ چُھپ کے عصمت کی طرح دُکھ بھی پردے میں رہے تیرے کچھ درد تیرے بی بیؑ بس جانتی فضّہ ہے
دو ایسے جنازے ہیں تاریکی میں جو اُٹھے بس گھر کے ہی لوگوں نے دونو کو دیئے کاندھے اک فاطمہ زہراؑ ہے اک بالی سکینہؑ ہے

پہلو بھی شکستہ ہے۔۔۔۔

مرہم تیرے زخموں کا بی بیؑ نہ ملا اب تک اولادِ امیّہ کی باقی ہے جفا اب تک رونے پہ بھی پہرا تھا تُربت پہ بھی پہرا ہے
مسمار تیرا روضہ اُمت نے کیا جب سے باباؐ تیرا رہتا ہے تُربت پہ تیری تب سے کب گنبدِ خضرا میں باباؐ تیرا رہتا ہے
مہدیؑ سے کوئی پوچھے کیا اُس پہ گزرتی ہے آواز بقیعہ سے جب رونے کی آتی ہے آنکھوں سے لہو رو کر وہ بھی یہی کہتا ہے
تصویر حقیقت کی خوابوں کو بنا دیجئے اے بی بیؑ تکلم کو تعبیر دیکھا دیجئے ماتم تیری تُربت پہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے

شاعر: میر تکلم میر

غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ

غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ
ہے تیرے حوالے یہ گھرانا میری فضّہ

شبّرؑ کیلئے دو دو کفن رکھنا بنا کر
تیروں بھرا تابوتِ حسنؑ آئے گا جب گھر
تابوت کو زینبؑ سے چھپانا میری فضّہ

ایک دور کڑا تم پہ ابھی آنا ہے بی بی
بازار میں بے پردہ تمہیں جانا ہے بی بی
یہ بات نہ زینبؑ کو بتانا میری فضّہ

زینبؑ میری بازار میں جائے گی کُھلے سر
ہر موڑ پر ملعونوں سے کھائے گی یہ پتھر
ہر موڑ پر ساتھ اُس کا نبھانا میری فضّہ

غم سے میرے بچوں کو۔۔۔۔

رکھ لینا کئی چادریں سامانِ سفر میں
رکھ لینا ردائیں سبھی جو بھی ملیں گھر میں
رن کیلئے جب ہونا روانہ میری فضّہ

دیکھو ابھی معصوم بہت ہیں میرے بچے
غم سے ابھی مغموم بہت ہیں میرے بچے
تم دور کہیں ان سے نہ جانا میری فضّہ

کی نور علیؔ فاطمہ زہراؑ نے وصیت
بچوں کو میرے صبر کی تم کرنا ہدایت
رو کر مجھے مت اُن کو رُلانا میری فضّہ

شاعر: نور علی نورؔ

غربت کی انتہا ہے

شاعر: عقیل محسن نقوی

غربت کی انتہا ہے نہ سایہ نہ ردا ہے — زہراؑ تیری لحد پر
چند پتھروں نے مل کر محرومہ لکھ دیا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

تیروں بھری قباء تھی اور خوں بھری ردا تھی
جو شام سے بچا تھا زینبؑ نے رکھ دیا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

دو پہر ڈھل رہے ہیں خیام جل رہے ہیں
تصویر کربلا کی کوئی بنا رہا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

زندان کی گھٹن سے اور لاشِ بے کفن سے
عابدؑ نے جو سنبھالا وہ آنسو گر پڑا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

کیا یہ دلیل کم ہے اُس کی کمر میں خم ہے
کئی بار آسماں نے سجدا ادا کیا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

سنکر ہوا بھی روئی خود کربلا بھی روئی
خاکِ رہِ نجف نے جو مرثیہ پڑھا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

تیرے غم کی چند سطریں کام آئیں گی لحد میں
بخشش عقیلؔ کی ہے یہ نوحہ جو لکھا ہے — زہراؑ تیری لحد پر

بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا

بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا
تیرے مدینے میں زخمی تیرا جگر بابا

جواب ہاتھ سے اب تک چھپائے بیٹھی ہوں
میرے سوال کا ایسا ہوا اثر بابا

بتا رہے ہیں یہ تیور تمہاری اُمت کے
لُٹے گا کرب و بلا میں ہی میرا گھر بابا

کہاں ہے کُوفہ کہاں قُم کہاں ہے کرب و بلا
بکھر گئی میری تسبیح کدھر کدھر بابا

وہ آنکھ جلنے نہیں دوں گی میں جہنم میں
جو میرے بیٹے کے غم میں ہوئی ہے تر بابا

سوز: غلام عباس

رورو کے آکھے زہراؑ میرا جگ تے جی نئ لگدا

رورو کے آکھے زہراؑ میرا جگ تے جی نئ لگدا اہن کول بلالے بابا
امت نے دل دکھایا ہائے نئ اعتبار جگ دا ہن کول بلالے بابا

تیرے بعد چند لوکاں یک طرفہ جنگ چھیڑی کیتی نہ قدر میری
تیرے بعد جنگ نئ کرنی تیرے حکم دی پابند سی اُوس شیر دی دلیری
گل پارسن پھرایا ہائے وارث جو تیری پگدا ہن کول بلالے بابا

مینوں قبر وچ نئ بھلنی امت دی بے وفائی غاصب دی بے حیائی
ممبر توں لے کے گھر تک میں اُٹھدی بیندی آئی بن گئی ضعیف مائی
ہر وال میرے سر دا ہائے ہویا سفید رنگ دا ہن کول بلالے بابا

جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی

جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی یا احمدِ مختارؐ دُہائی ہے دہائی
شبیرؑ ذرا دیکھو تو بے تابیِ اصغرؑ جھولے سے گرا جاتا ہے یہ ننھا سپاہی
جب اصغرِؑ معصوم کا لایا گیا لاشہ سر پیٹتی خیموں سے سکینہؑ نکل آئی
بچے بھی دیئے بھائی بھی اور شام بھی دیکھا نانا تیرے اسلام پہ چادر بھی لٹائی
دربارِ یزیدی میں اغیار کا مجمع فضّہ کو نبی زادیؑ کی حالت نظر آئی
دربار میں بلوایا گیا بنتِ نبیؐ کو یا بنتِ علیؑ کو افسوس مسلمانوں کو غیرت بھی نہ آئی
محسنؑ کی شہادت کی ذمہ دار ہے امت دروازہ گرا زہراؑ پہ اللہ رے دہائی

عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں

عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں
دینِ حق کی پاسباں ظالموں کے دربار میں

حقِ زہراؑ مل نہ پایا اور پھر جاتے رہے
منصبِ شیرِ خدا پر کم نسب آتے رہے
صبر کی تھی انتہا ظلم کی بوچھار میں

کربلا کا ہر ستمگر تھا اسی دربار میں
ہر ستم پنہاں تھا ان کے ظاہری کردار میں
دِکھ رہی تھی کربلا حاسدوں کی گفتار میں

دیکھتی ہوں سر میں نیزے پہ شہہِ مظلوم کا
سر کھلا دِکھتا ہے مجھ کو زینبؑ و کلثومؑ کا
العطش کی ہے صدا تشنہ لب کی پکار میں

عظمتوں کی مالکہ۔۔۔۔۔

اشک بہتے جا رہے تھے سامنے تھی کربلا
ایک دن آئے گا زینبؑ ہو گی اس میں مبتلا
ہو گا جب اکبرؑ میرا دشمنوں کی یلغار میں

در جلایا گھر گرایا باندھا حیدرؑ کا گلا
بابا تیری وصیتوں کا پایا میں نے یہ صلہ
رہ گیا محسنؑ میرا جلتے در اور دیوار میں

اے مسلمانوں بتاؤ کیا میں وہ زہراؑ نہیں
اور جو چھینا ہے مجھ سے کیا وہ حق میرا نہیں
کردوں گر میں بددعا ہو گا کیا سنسار میں

در حقیقت حق و باطل کی یہ ہی پہچان ہے
ہے دُرود آلِ نبیؐ پہ غاصبوں پہ لعن ہے
بھیجتا ہے خود خدا منکروں کو نار میں

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ندائے زہراؑ لحد سے آئی

ندائے زہراؑ لحد سے آئی زمانہ مجھ کو ستا رہا ہے
جو اپنے دربار میں تھا غاصب وہ ہی تو خیمے جلا رہا ہے

گرا کر در کو لعین بولا علیؑ کہاں ہے مجھے بتاؤ
کہاں ہو بابا پکاری زہراؑ یہ تازیانہ اُٹھا رہا ہے

حسینؑ اکبرؑ اُٹھا رہے ہیں شبیہہِ احمدؐ لہو میں تر ہے
کہ پھر سے خیر الوریٰؐ کی بیٹی کا ہاتھ پہلو پہ آ رہا ہے

شقی بڑھے تھے بقیع کی جانب علیؑ ارادوں کو جانتے ہیں
امامِ اوّل بنا کے قبریں نشان سارے مٹا رہا ہے

بتایا سلمان نے لعین کو یہ ہی ہیں دیں کی بقا کے ضامن
علیؑ کے بیٹوں کو ساتھ لے کر سند کے ٹکڑے اُٹھا رہا ہے

ندائے زہراؑ لحد۔۔۔۔۔

نہ جانے کب سے کھڑی ہے زہراؑ نہ زخم پہلو کا بھول پایا
اسی لئے تو امامِ غائب لہو کے آنسو بہا رہا ہے

میں عدلِ مہدیؑ کی منتظر ہوں اور اپنی تربت میں رو رہی ہوں
جہاں جہاں ہیں ہماری قبریں وہ حسبِ سابق گرا رہا ہے

نبیؐ کو ہذیان کہہ دیا ہے نواسے جس کے ہیں دیں کے ناصرؔ
لعین مورّخ جنابِ زہراؑ کے قاتلوں کو چھپا رہا ہے

شاعر: ناصرؔ عبّاس
سوز: شبیر حسین خاں

یہ غم جو پڑے دن پر دن رات میں ڈھل جائے
یہ غم جو میری بی بیؑ نے دل پہ اُٹھایا ہے
میر احمد نویدؔ

باباتیری زہراؑ نوں

باباتیری زہراؑ نوں اینج کربل یاد کرائی اے
جیویں پُتر حسینؑ نے جانا اے ہائے اینج تحریر میں چائی اے

گھر آ کے زہراؑ، زینبؑ نوں ہائے سینے دے نال لایا اے
دس ہویا کی اے ماں تینوں کیوں رنگ تیرا بدلایا اے
سر چُم زینبؑ بی بی دا۔ نہ گل زہراؑ دہرائی اے

تاریخ گواہیاں دیوے گی دو ایسے جنازے دفن ہونڑے
اصغرؑ دے نال حسینؑ ہونڑے۔ محسنؑ زہراؑ دے نال ہونڑے
ہائے زخمی پہلو نال علیؑ۔ جدوں زہراؑ قبر چہ لائی اے

دھیاں دے درد ونڈاونڑ لئی اک ماں دا سایہ ہونداسی
زینبؑ، کلثومؑ نوں تک مولاؑ ہائے ہچکیاں لے لے روندا سی
سُن وین عرش وی روندا اے۔ نالے روندی کُل خدائی اے

بابا تیری زہراؑ نوں۔۔۔۔

چوں گھنٹے دی ایس پیشی وچ زہراؑ تے ضعیفی آئی اے

ہتھ رکھ حسنینؑ دے موڈیاں تے ہائے زہراؑ گھر تک آئی اے

ہائے سال اٹھارہ وچ بی بیؑ اِک فدک لئی جھٹلائی اے

اے رو کے دعانواں منگدے نیں اج حسنؔ تے ماتمی زہراؑ دے

ساڈے دل دی حسرت اے بی بیؑ کریے ماتم تیرے روضے تے

روضہ تیرا آباد ہووے۔ تیرے پترؑ نوں عرضی پائی اے

شاعر: حسنؔ مہدی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

یثرب میں کربلا میں بغداد و سامرہ میں

افسوس پھول بکھرے زہراؑ تیرے چمن کے

بابا نثارؔ حیدری

اس قوم کے رونے کو

اس قوم کے رونے کو یہی بات بڑی ہے زہراؑ بھرے دربار میں حق مانگ رہی ہے	نوحہ خواں: استاد رضا علی خان
اُٹھ اُٹھ کے خاک اُڑاتی ہے جو بن میں شاید علی اصغرؑ کو بہن ڈھونڈھ رہی ہے	
تا دیر تڑپتے رہے تعظیم کو لاشے یہ کون ضعیفہ ہے جو مقتل میں کھڑی ہے	
برچھی علی اکبرؑ تیرے سینے میں گھڑی ہے پر چوٹ تو زینبؑ کے کلیجے پہ پڑی ہے	https://youtu.be/LnKUegxEEso
سجادؑ تو خاموش ہے بازار میں لیکن زنجیر کی اک ایک کڑی بول رہی ہے	
تاریخ ذرا سانس کو روکے ہوئے رکھنا عمران کی غیرت سوئے دربار چلی ہے	
جس بی بی کی تعظیم کو اُٹھتے تھے پیمبرؐ گھنٹوں سے صحابی کی عدالت میں کھڑی ہے	

رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ

رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ
حال اپنا کب کسی کو سناتی ہیں سیّدہؑ

پہلو کے ایک زخم میں، بس ایک زخم میں
ہر زخمِ کربلا لیے جاتی ہیں سیّدہؑ

کرتی ہیں یاد شامِ غریباں کی تیرگی
جب بھی چراغ گھر میں جلاتی ہیں سیّدہؑ

زینبؑ پہ اور حسینؑ پہ کرتی ہیں جب نگاہ
عبّاسؑ کی دُعا کیے جاتی ہیں سیّدہؑ

دل سے بجائے آہ نکلتا ہے یا حسینؑ
اُٹھتا ہے درد خاک اُڑاتی ہیں سیّدہؑ

رونے کو بیتِ حزن۔۔۔۔۔

بے حال روئے جاتی ہیں زینبؑ کو دیکھ کر
دربار سے جو لوٹ کے آتی ہیں سیّدہؑ

کس میں تاب ہے کہ سنے سیّدہؑ کا حال
خود کو ہی اپنے زخم دکھاتی ہیں سیدہؑ

فرشِ عزا پہ بیٹھ اور آنسو بہا نویدؔ
لینے کو پُرسہ آپ ہی آتی ہیں سیّدہؑ

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

روشن دنوں کو کر دے سیہ رات جو نویدؔ
وہ آہ، وہ تڑپ، وہ فغاں، سیدہ س کا غم

اگ لا چھوڑی دروازے کوں

اگ لا چھوڑی دروازے کوں جس در تے لھندا قرآن ڈٹھا اساں بعد نبیؐ اِس اُمت دا تبدیل تھیندا اِیمان ڈٹھا	شاعر و سوز: سلامت فیروز سلامت بشکریہ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی
کربل دا مقتل ھِک پاسے ڈٹھی ظلم دی حد اِیناں اکھیاں نیں وچ شکم دے قتل وی ھک تھیندا اللہ دا پاک مہمان ڈٹھا	
جَھل زخمی پاسہ جَد بہہ گئی جنت دی مالکہ وِچ ویڑے اَساں عرش تے بیٹھا رَت روندا بے مثل او رب رحمان ڈٹھا	
جیھڑا دینِ خدا دا وارث سی اتے فاتح خیبر و خندق سی زھراؑ دی میت تے رو جھنڈدا بے مثل علیؑ سلطان ڈٹھا	
بند کفن دے کھول کے سد مارے آکھے ماں دے کول توں آ بچڑا میت تے غش توں نہ اٹھدا، زہراؑ دی جند جان ڈٹھا	
زینبؑ نوں سَد کے سِر چُم کے آکھے رات ڈٹھا میں خواب دے وچ شبیرؑ دا سِر میں نیزے تے اَتے تینوں وچ زندان ڈٹھا	
چَھڈ عرش ملائک سِر پٹدے وِچ غم دے شریک تھیونڑ آئے وِچ غم تے بیٹھے سَلامتؔ نوں جَدوں لکھدا اے عُنوان ڈٹھا	

تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی

تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی
بابا میری ہر خوشی نظر سقیفہ ہو گئی

تیری امت سے لگا ہر تازیانہ سہہ لیا
میں گئی دربار میں جب بال تھے میرے سیاہ
بس چنے ٹکڑے سند کے توضعیفہ ہو گئی

نہ دیا جی بھر کے رونے، نہ دیا مجھ کو فدک
تیرے بھائی سے بھی چھینا ہے تیرے ممبر کا حق
تیری نافرمان اُمت خود خلیفہ ہو گئی

بن گئی نوحہ علیؑ کے واسطے ہے میری ذات
چلتی ہوں حسنینؑ کے اب رکھ کے میں کاندھوں پہ ہاتھ
ایک دن میں بابا دیکھ میں نحیفہ ہو گئی

تیری زہراؑ دردو غم۔۔۔۔

میں بنائے دیں کی ماں ہوں میں بقائے لا الہٰ
آج ہوں پہلو شکستہ دیکھ میرا گھر جلا
اور اب آہ و بقا کا میں وظیفہ ہو گئی

حشر تک عرفانؔ بھولے گی ہمیں نہ یہ صدا
روکے وہ بی بیؑ کا کہنا ہائے زینبؑ کی ردا
اس قدر مغموم اک اُمّ الشریفہ ہو گئی

شاعر: عرفانؔ

ہائے بعد مُصطفےٰؐ کیسا زمانہ آ گیا
صاحبِ تطہیرؑ کو دربار میں دیکھا گیا

بابا نثارؔ حیدری

یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفیٰؐ

یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفیٰؐ ہاتھ پہلو پہ لئے لوٹی جنابِ سیدہؑ
اِس طرح تحریر کے ٹکڑے اُڑے دربار میں بھول پائے گی نہ بی بیؑ وقت حاکم کی جفا
آگ لے کر سیدہؑ کا گھر جلانے آگئے اپنے محسن کو دیا کیا خوب امت نے صلہ
بعد تیرے تیری امت کے ہیں بدلے یوں مزاج میں کھڑی تھی اور بیٹھے تھے سبھی وہ بے حیا
اس طرح اجرِ رسالت ہے ملا دربار سے کہ بروز حشر ہونگے میرے رخسارے گواہ
اے امامِ عصرؑ آ کے لے تو اِن سے انتقام ماتمی ہیں منتظر مولاؑ تو اب پردہ اُٹھا

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

آج تک کوئی سمجھا کہاں اے علیؑ تیری تنہایاں
اک فقط ہیں تیری رازداں اے علیؑ تیری تنہایاں
سوچتا ہے یہ اکثر نویدؔ کھوجتا ہے یہ اکثر نویدؔ
ختم ہوتی ہیں جا کر کہاں اے علیؑ تیری تنہایاں

میر احمد نویدؔ

باب نمبر 2: قتل قبلہ ہوا

وہ جس کے سر کا عمامہ ہے دین کی دستار
اُسی کے سر پہ ہی سجدے میں چل گئی تلوار
صراطِ حق ہے وہی، راہِ مستقیم وہی
بنا گئی ہے جو رستا ترے لہو کی دھار

میر احمد نویدؔ

بے درد مسلماں تو خوشیاں منا رہے ہیں

بے درد مسلماں تو خوشیاں منا رہے ہیں

عرب و عجم کے مولا دنیا سے جا رہے ہیں

کچھ تو لحاظ کرتے دامادِ مصطفےٰؐ کا

سجدے میں جو علیؑ پے ہائے ظلم ڈھا رہے ہیں

احمدؐ کے بعد زہراؑ اب چل پڑے علیؑ بھی

آثار پنجتنؑ کے ظالم مٹا رہے ہیں

بالوں کو کھولے زینبؑ کلثومؑ رو رہی ہے

گھر گھر چراغ کوفی شامی جلا رہے ہیں

برسے گے تیر پیہم تابوت پر حسنؑ کے

مولاؑ یہ وقتِ آخر رو کے بتا رہے ہیں

بے درد مسلماں تو۔۔۔۔

نکلے ہیں آگ لے کر کچھ لوگ ثقیفہ سے
سادات کے گھروں کو ابتک جلا رہے ہیں

تو سیکھ گھر میں چلنا وہ شام کا سفر ہے
تیری قید کے زمانے نزدیک آ رہے ہیں

مولا کے جنازے پر جبرئیل رو کے بولے
سردارؔ انبیاء کے غمخوار جا رہے ہیں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

تیرے در پر جب بھی اخترؔ نے کیا سوال مولاؑ
تیرا سوزِ عشق مانگا کبھی زندگی نہ چاہی
اخترؔ چنیوٹی

وین کرے کلثومؑ تے زینبؑ بابے نوں گل لا کے

وین کرے کلثومؑ تے زینبؑ بابے نوں گل لا کے
امبڑی وانگوں بابل سائیاں چلیاں رونے پا کے

جو مسجد وچ ظلم سی ہویا ویکھ کے عرش تے رب وی رویا
کُلِ ایمان دے سر تے ظالم ماری ضرب سی آ کے

بن ملکہ تیرے سنگ آئی کیتی اے تعظیم خدائی
اج لگدا ایں دوجی واری آؤنا اے رسیاں پا کے

تیری شکل دا ویر عباسؑ اے اُم البنینؑ دی آخری آس اے
پیو پتراں نوں بندھے سہرے شگھناں نال سجا کے

چڑھ پئی خونی سُرخ ھنیری آئی بقیعہ چوں امبڑی میری
ہائے حسنینؑ نوں ویکھ کے رووے سر وچ مٹیاں پا کے

تیری موت دا جو ارمان ایں ایہو کربل دا عنوان ایں
میں ویراں دیاں لاشاں چھڈ کے ٹریا ایں کڑیاں پا کے

وین کرے کلثومؑ تے.....

نہ امبڑی نہ کول وے نانا ویری لوک تے دیس بیگانہ
روندے ویر بے وارثاں وانگوں گل وچ بانہیں پا کے

آخری ویلے کر اک وعدہ بابا صدقہ ماں زہراؑ دا
ویکھیں شامِ غریباں میرے رات نوں پہرے آ کے

تک زہراؑ دا گھر ویران ایں روند انبیاںؑ دا سلطان ایں
آیا نال بتولؑ دے کوفے رووے خاک اُڑا کے

گھر سادات دے پھوہڑی پہ گئی امت خوشیاں دے وچ پہ گئی
حسنؑ حسینؑ نے روندے ٹرپئے پیو دی میت چا کے

وچ مسجد دے خون داڈُھلنا نئی سردارؔ کدے وی بھلنا
سجدے توں پہلا قاتل نوں ٹریا اے سید جگا کے

شاعر: یوسف سردارؔ　　　　سوز: یونس افتخار

دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفیؐ کا

دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفیؐ کا
لو وار چل گیا ہے پردیس میں جفا کا

لو ہو گئے ہیں تازہ پھر زخم فاطمہؑ کے
اس ظلم سے ہوا ہے آغاز کربلا کا

اک بار پھر ملی ہے حسنینؑ کو یتیمی
نانا رہے نہ سر پہ نہ سایہ مرتضیٰؑ کا

بقیع سے آ رہی ہے رونے کی پھر صدائیں
امت نے مار ڈالا ہے تاج اِنَّمَا کا

یہ آخری وصیّت عبّاسؑ میری سن لو
اب تو ہی ہے محافظ زینبؑ کی اس ردا کا

دنیا سے چل بسا۔۔۔۔۔

بے وارثوں کو کوئی دیتا نہیں تسلی
کوفے میں رونقیں ہیں میلہ ہے اشقیا کا

پہلو تھا ماں کا زخمی سر باپ کا ہوا ہے
زینبؑ نے رو کے دیکھا چہرہ جو مرتضیٰؑ کا

امت نے جس کو مارا کوفے کی سر زمیں پر
سردارؔ یہ وصی ہے سرکار انبیاء کا

شاعر:یوسف سردارؔ

سوز:افتخار سردار

https://www.youtube.com/watch?v=l_cwSIy_ehs

وہ اگر سجدہ نہ کرتے، تھے وہ کافر سب نویدؔ
گر علیؑ سجدہ نہ کرتے لوگ انہیں کہتے خدا
میر احمد نویدؔ

یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہ خیبر گیر کا

یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہِ خیبر گیر کا آج بابا مر گیا ہے شبرؑ و شبیرؑ کا
فاطمہ زہراؑ کے مرقد سے صدا آنے لگی یہ مصائب رہ گیا تھا کیا میری تقدیر کا
یا رسول اللہ یہ جبریلؑ نے رو کر کہا ایک حلقہ اور ٹوٹا نور کی زنجیر کا
کیوں چلائی تیغ حیدرؑ پہ بنِ ملجم بتا قتل قرآن کر دیا ، کاٹا گلا تفسیر کا
غم علیؑ کی بیٹیوں کے پھر سے تازہ ہو گئے غم ابھی بھولی کہاں تھیں مادر دلگیر کا
چھوٹے سے عباسؑ بھی روتے ہیں سر کو پیٹ کر بچپنا عباسؑ کا اور زخم دل پر تیر کا
نزع میں جانے علیؑ کو کیا خیال آتا رہا منہ کبھی زینبؑ کا دیکھا اور کبھی شبیرؑ کا

یہ جنازہ ہے علیؑ کا۔۔۔۔۔

باپ کی میت سے زینبؑ کا لپٹنا بار بار دل ہلا دیتا تھا رونا شاہ کی ہمشیر کا
بیٹیوں کو دیکھتے ہیں اور روتے ہیں علیؑ ہائے وہ ظالم تصور شام کی تشہیر کا
سجدہِ خالق میں سر پر چل گئی تیغ ستم کرگیا ہے سرخرو حیدرؑ کو پھل شمشیر کا
تھپکیاں دیتے رہے حضرت کبھی عباسؑ کو اور بازو چومتے تھے چاند کی تصویر کا
مسجدِ کوفہ میں ضربت ہائے سجدے میں لگی قتل کعبہ ہو گیا یہ نالہ تھا جبریلؑ کا
روتے تھے جس کے لئے وہ سب کا تھا مشکل کشا ہائے سکینہؑ کا تھا دادا، بابا تھا شبیرؑ کا

اسلام دا محسن قتل ہویا

اسلام دا محسن قتل ہویا سر تاج رسولؐ دی دھی دا
زہراؑ دے لال یتیم ہوئے گیا ماریا ویر نبیؐ دا

ایں دی کعبہ جائے ولادت ہے مسجد وچہ پائی شہادت ہے
توحید رسالت دی نصرت جیندا مقصد ہا زندگی دا

ہک ضرب جیندی جنگِ خندق دی ثقلین دی بندگی توں ودھ گئی
افسوس ہے ابنِ ملجم تے کیوں بُھل گیا شان علیؑ دا

اے پہلا لال ولایت دا حیدرؑ ہے فخر امامت دا
ہائے کلمہ گو سب مل کے اٹھاؤ اے تابوت علیؑ دا

نہ میت حسنؑ دے تیر ڈٹھے نہ لاش حسینؑ پامال ڈٹھی
غیور علیؑ تیں ویکھیا نئی سر ننگا زینبؑ دھی دا

اسلام دا محسن۔۔۔۔۔

عمران دا چن فاتحِ خیبر کیوں بعد رسول خاموش رہیا
حق پاک بتولؑ دا غضب تھیا ڈھالو گاں صبر علیؑ دا

توں خوش قسمت ہیں مولا علیؑ تیکوں غسل کفن ڈتا پتر اں نے
رہیا ترے ۳ ڈین باجھ کفن لاشہ تیرے پتر حسینؑ سخی دا

تنویرؔ علیؑ فرمایا اے گل لا کلثومؑ تے زینبؑ نوں
میکوں درد روئندا ئے دھیاں دی درباراں دی پیشی دا

شاعر: سید تنویرؔ نقوی

سوز: وزیر افضل

شاہ نجف دے سرتے خنجر شقی چلایا

شاہ نجف دے سرتے خنجر شقی چلایا
جبرئیل وین کر دادرِ فاطمہؑ تے آیا

ہل گئی زمین کوفہ ماتم ہے دوجہاں وچ
بابے دا زخمی سر جد زینبؑ نے جھولی پایا

کھولیں نہ وال زینبؑ بابے دی زندگی وچ
قائم روے ہمیشہ ویراں دا سرتے سایا

قاتل نوں ویکھ پیاسا شربت پلایا سیّدؑ
ہو قیدی ابنِ ملجم جدوں سامنے ہے آیا

مظلوم بہوں حسینؑ اے توں خوش نصیب مولاؑ
ملیا کفن وی تینوں پتر اں جنازہ چایا

شاہ نجف دے سر۔۔۔۔۔

بابے دا زرد چہرا جدوں ویکھیا اے دھیاں
اج میں یتیم ہوئی زینبؑ نے وین پایا

کعبہ جائے ولادت مسجد دے وچ شہادت
حیدرؑ سوا کسے وی اعزاز اے نہ پایا

حسنینؑ چا جنازہ ٹرپئے نجف دے پاسے
زینبؑ نوں یاد اُس دم ماں دا جنازہ آیا

تنویرؔ کربلا دی ہوئی کوفے ابتداء اے
مسجد دے وچ علیؑ دا ناحق لہو بہایا

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ

کلام	شاعر
قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ ہائے روئے گی نماز اپنے نمازی کو صدا	شاعر: نعیم احمد نویدؔ
نہ رہا وہ جسے پڑھتی تھی مصلّے پہ نماز اب پٹکتا ہے مصلّے پہ سر اپنا سجدہ	
کیا سحر ہو گئی ضربت کی گھڑی آ پہنچی کیوں ٹھہرتی نہیں ہائے سرِ زینبؑ پہ رِدا	
جُز محمدؐ کسے معلوم محمدؐ کی قسم تیری تنہائی پہ تنہائی میں روتا ہے خُدا	
سورۃ فتح کی آنکھوں سے ٹپکتا تھا لہو ہائے جس وقت کہ گلیوں میں تجھے کھینچا گیا	
تیری مظلومی پہ جب روتا ہے تیرا ہی جلال عرش و کرسی سے ہے آتی ترے گرِیے کی صدا	
کامیابی سے ارادوں کی علیؑ کو جانا اے نوید آپ کا کاسہ کبھی خالی نہ رہا	

سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آگیا

سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آگیا
خود کٹ گیا مگر وہ خدا کو بچا گیا

کچھ اور بھی بلند ہوا گریائے علیؑ
زینبؑ کا حال جب بھی تصور میں آگیا

ہو کر سرِ علیؑ کا عمامہ لہو لہو
زینبؑ کی بے ردائی کا نوحہ سنا گیا

بہہ کر سرِ علیؑ سے لہو فرش خاک پر
کچھ ہو نہ ہو خدا کو خدا تو بنا گیا

جس کے لہو کی دھار بنی راہِ مستقیم
بہہ کر لہو نجات کا رستہ بنا گیا

اب تم اسے تلاش کرو ہر سوال میں
دے کر صدا سلونی کی وہ تو چلا گیا

جب چاند عید کا نظر آیا مجھے نویدؔ
اک سر لہو میں ڈوبا ہوا یاد آگیا

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے

حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے سر پر سے یہ زینبؑ کے ہائے سایہ اُٹھایا ہے
ضربت کی خبر آئی جس دم درِ حیدرؑ پر زینبؑ نے ردا تھامی بازو کو چھپایا ہے
شبیرؑ تیرے لاشے کو کون اُٹھائے گا تو نے تو یہ بابا کا تابوت اُٹھایا ہے
کرنا ہے حوالے جو شبیرؑ کو غازیؑ کے عبّاسؑ کو حیدرؑ نے نزدیک بلایا ہے
زینبؑ سے کوئی پوچھے اے کوفے کی شہزادی کیوں باپ سے مرتے دم تک خود کو چھپایا ہے
شبیرؑ کو زینبؑ نے ہی سر کی ردا سمجھا ماں کہہ کے ہی سرور نے زینبؑ کو بلایا ہے
ماں کو بھی نوید آمت نے روکا تھا رونے سے زینبؑ کے بھی رونے پر اب پہرا لگایا ہے

شاعر: نمیر احمد نویدؔ

گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے

گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے مسندِ ختم رسلؐ ویران ہو جانے کو ہے[1]
آج زینبؑ کو نظر آنے لگا بازارِ شام فاطمہؑ کیا پھر کسی دربار میں جانے کو ہے
زینبؑ و کلثومؑ رکھنا حوصلے اپنے بلند آج پھر کوئی قیامت کی خبر آنے کو ہے
جب گرے گھوڑے سے غازیؑ تو سکینہؑ نے کہا دُر میرے اور چادر تطہیر چھن جانے کو ہے
ننھے ننھے بازوؤں میں ڈال کر چھوٹی سی مشک شیر حق عباسؑ کی کچھ شان دکھانے کو ہے
آج کی شب روضائے ختم رسلؐ ہل جائے گا اِبن ملجم آج کچھ ایسا غضب ڈھانے کو ہے

---

[1] نوٹ: مطلع کا مصرعِ ثانی جو ناظم پارٹی نے پڑھا ہے: "حیدرؓ و صفدرؑ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کو ہے"

گلشن آلِ پیمبرؐ میں۔۔۔۔۔

زینبؑ و کلثومؑ کو سینے سے کر لو اب جدا باپ کے چہرے کی رنگت اب بدل جانے کو ہے
چھا گئی ہے کیوں اداسی شبرؑ و شبیرؑ پر صاف ظاہر ہے یتیمی سر پہ چھا جانے کو ہے
کربلا والوں کی شاید تشنگی کا ہے خیال ساقیِ کوثر ذرا پہلے چلے جانے کو ہے
تا قیامت خوں روئے گی زمین کربلا ظلم کی کالی گھٹا سر پہ چھا جانے کو ہے
نوحہ گر جبریلؑ ہے ماتم بپا ہے چار سو روشنی چھپنے کو ہے اندھیرا چھا جانے کو ہے
گونجتی تھی جو فضاؤں میں سلونی کی صدا وہ صدائے دل نشیں خاموش ہو جانے کو ہے
قصّہِ قرطاس سے نسبت ہے اے اخترؔ اسے جو فسانہ ابنِ ملجم آج دوہرانے کو ہے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

بھول نہ پائیگی زہرہؑ کوفہ والوں کی وفا

بھول نہ پائیگی زہرہؑ کوفہ والوں کی وفا
دور یثرب سے علی کی بیٹیاں، ہو گئیں پردیس میں بے آسرا

ہو گئیں برباد زہرہؑ زادیاں، لٹ گئی کونین کی شہزادیاں
جھک گئے جن کے لئے شمس و قمر، کاش ان کا کلمہ گو کرتے حیاء

وارثِ تطہیر ہے روتی کھڑی، آگئی سادات پہ مشکل گھڑی
جس کی ضربت نے بچایا دین کو، اُس پہ ہی سجدے میں خنجر چل گیا

کس طرح بھولے ہمیں ماہ صیام، ہو گیا ہم سے جدا حق کا امام
اپنے قاتل کو جگا کر آپ ہی ضرب کھا کر بھی اسے شربت دیا

بانیء اسلام کا تابوت ہے، اشک بار اخترؔ ہر اک منکوت ہے
عرش پہ شہہ کی صفِ ماتم بچھی، ہو رہی ہے خلد میں آہ و بکا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

کلِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا

کلِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا دو جہاں میں آج ماتم ہے بپا
پھر سقیفہ سے چلی تیغِ ستم زخم زہرہؑ کو لحد میں ہے ملا
شق ہے تلوار سے مولاؑ کی جبیں لب پہ ہے فزتُ بہ ربِّ کعبہ
خون میں تر ہے محمدؐ کا وصی گھر میں زہرہؑ کے ہے ماتم کی صدا
اپنے محسن پہ ستم ڈھاتے نہیں ابنِ ملجم تجھے آئی نہ حیا
آج حسنینؑ ہوئے خاک بسر سر ہے پردیس میں زینبؑ کا کھلا
یہ ہے مولاؑ کی وصیّت غازیؑ بعد میرے تو ہے زینبؑ کی ردا
ماں گئی چھوڑ کے بابا بھی چلے کون دنیا میں یتیموں کا رہا
رو کے زینبؑ سے یہ فضّہ نے کہا تیری قسمت میں ہے اب شام لکھا
کون جوّاد! علیؑ سا ہے سخی جس نے قاتل کو بھی شربت ہے دیا

شاعر: جوّاد جعفری سوز: منظور حسین

شاہِ کونین دا جنازہ جدوں گلیاں چہ آیا

شاہِ کونین دا جنازہ جدوں گلیاں چہ آیا ہائے میت نے وین پائے

کوفے دے لوکو شہر سجالو، کل میریاں دھیاں لئی کوئی نہ بازار سجائے

میرے ویری باہر آجاون اُٹھا کے پتھر لین بدلے میری میت تے وسا کے پتھر کوئی شہر دا واسی قیدی کر کے میرے پور دے بالاں تے نہ آن کے پتھر وسائے
مان بھیناں دا روے جگ تے سلامت شالا جیویں دنیا تے میرا غازیؑ اے علماں والا بھیناں دی چادر بن کے جیویں غازیؑ دا قاتل اج میرے بازو آن لہائے
میرا لاشہ بابِ کوفہ تے لے جائے کوئی اوتھوں دربار تائیں مینوں پھرائے کوئی زہراؑ دیاں جائیاں نوں گلیاں وچ بن چادر باجھ رداواں نہ جھڑکاں مار پھرائے

شاہِ کونین داجنازہ۔۔۔۔

تیر گردن چہ میری آ کے پرو لو سارے کل کوئی میریاں پتراں نوں نہ نیزے مارے نو لکھ فوجاں دے رہوار بلا کے وچ صحرا دے میری میت پامال کرائے
شہر وچ جنیاں وی رسیاں نے منگاں لے حاکم میری دھیاں دی جگہ مینوں پوا لے حاکم میری گردن دے نال پرو کے میری میت تے حاکم پیا نیلے داغ بنائے
وین کردا رہیا اکبرؔ اے نجف دا والی چوں سالہ دی سکینہؑ نوں نہ مارے کوئی میرے کَن چیرے مار تمانچے میری بچڑی دے بدلے مینوں وچ قیداں دفنائے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز اصغر خان

نہ روگ یتیمی والا رب بے وطناں نوں لاوے

نہ روگ یتیمی والا رب بے وطناں نوں لاوے
پردیس چہ زینبؑ وانگوں کوئی وسدا اجڑ نہ جاوے

تک پیؤ دے اے لاشے نوں روندے نے حسنؑ حسینؑ اے
ہلیا وی عرش خدا دا جدوں زینبؑ کیتے وین اے
ہُن تیرے یتیماں نوں دس جا بابا چپ کون کرا وے

گل لا کے جنازے نوں ہائے اولادِ علیؑ فرمائے
تک نانا تیری امت نے کی اینج دے ظلم کمائے
بے آسرا کر کے سانوں پئی دنیا عید مناوے

ہُن رب دے حوالے زینبؑ تیرے بابے نوں ارمان اے
تینوں چھڈ چلیاں میں کلیاں پر اے دستور جہان اے
تک لئی توں ویرن غازیؑ نوں جے میری یاد ستاوے

نہ روگ یتیمی والا۔۔۔۔۔

ایس واسطے رواں زینبؑ میری نازک توں شہزادی
ہو سی گرمی وچ صحراواں دے توں ٹرن دی کوئی نئ عادی
ہوسکدا امت نانے دی تینوں وچ بازار ٹراوے

ماں پیو دا پیار وی ہووے رووے سر تے ہمیشہ سایہ
سجادؔ دکھی زینبؑ آکھے سن عرضاں پاک خدایا
پردیس چہ ساڈے وانگوں نہ عید کسے نوں آوے

شاعر: سجادؔ بخاری

سوز: اکبر عباس

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نویدؔ اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

احمد نویدؔ

حسنینؑ جدوں بابے داتابوت اُٹھایا

حسنینؑ جدوں بابے داتابوت اُٹھایا
میں اجڑ گئی بابا رو رو کے ہائے زینبؑ نے وین پایا

تطہیر دیاں پلیاں اسی فاطمہؑ دی جائیاں
ساڈے پر دیاں تے رب نے خود آیتاں بنائیاں
فیر آپ تسی بابا کوفے داہائے بازار کیوں وکھایا

کیوں لاشہ تیرا کمنب داکیوں اکھیاں روندیاں نے
دس بابا تیتھوں تیری دھیاں ایہہ پچھدیاں نے
اساں روندیاں جد بابا چادر نوں ہائے چہرے تیرے تے لایا

نانے داتوں علیؑ سین غازیؑ علیؑ بھرادا
میرے دور دے علیؑ نال اک وار مل جابابا
اکھ کھول کے ویکھ تینوں ملن لئی ہائے سجادؑ میرا آیا

حسنینؑ جدوں بابے دا۔۔۔۔۔

اج پہلی واری مینوں ناں لے کے تو بلا لے

بانہواں کفن چوں کڈ کے زینبؑ نوں سینے لا لے

شبیرؑ لئی جیویں کفن وچوں ہائے بانہواں نوں ماں نے چایا

ثقلینؔ نئیں تخیل تاریخ نے وے دسیا

بس پئیو دی موت تے ای عباسؑ روند اتکیا

اس دن تو علاوہ نئیں روندا ہویا ہائے عباسؑ نظر

شاعر: ثقلینؔ اکبر

سوز: اصغر خان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

علامہ اقبالؔ

حسنینؑ جدوں چایا سی جنازہ پیو دا

حسنینؑ جدوں چایا سی جنازہ پیو داوین دھیاں پائے فاطمہ زہراؑ دے ویڑے وچ ہوئی قیامت ہائے
وچ پردیسیاں یتیماں اے دعاواں منگیاں ساڈے وانگ نہ شالا اُٹھ جاون سر توں پیو دے سائے
آکھے گل لا کے جنازہ تیری زینبؑ بابا کیویں ہوش کراواں ویراں نوں ہر کوئی غش کھائے
تُساں جو آکھیاں ٹُرساں شام بازاراں وچ اے تے دس جا بابا اجڑی نوں ٹرنا کون سکھائے
مسجدِ کوفہ چہ ہویا اے قتل ویر میرا بنیاں تے ولیاں نوں لے سرورؑ لاش علیؑ تے آئے
کیویں سجادؔ لکھے غم تے سناوے اصغرؔ کر کے دفن علیؑ نوں کوفے وچ لوکاں جشن منائے

شاعر: سجادؔ بخاری

سوز: اصغر خان

میرا بابا اکھیاں کھول

میرا بابا اکھیاں کھول زینبؑ نال کج تے بول
فضہؑ دی اوٹ چوں بار آ کے بے گئیاں تیرے کول

توں چانداسی تیری زندگی وچ تینوں سامنے آن سلام کراں
تیری حسرت اے میرا چن بابا میں تیرے نال کلام کراں
جیڑے بعد نانے دی امت دتے او سارے دکھڑے پھول

ہتھ جوڑ کے ساڈیاں عرضاں نیں سن لے کلِ ایماں بابا
ہے واسطہ پاک پیمبرؐ دا نہ سانوں چھوڑ کے جا بابا
وچ جگ دے اجڑیاں دھیاں لئی پیو ہوندے نے انمول

اینج لگدا اے حسن بعد تیرے حد ظلماں دی مُک جانی اے
تیرے بدلے لین لئی لوکاں میرے سر دی چادر لانڑی اے
تیرے گوہر نایاب جیڑے امت دینڑے نے خاک چہ رول

تیرے پتر دا ماتم کرنا اے وچ جگ تے ماتم داراں نے
رہنا ہے شاہدؔ حشر تائیں گلیاں چوکاں بازاراں نے
ماتم دی گونج نے کھول دینڑے فاسق دے سارے پول

شاعر: شاہدؔ

سوز: سمیع عباس، فیصل آباد

علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے

نماز روزہ یہ حج زکوۃ، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے وہ سجدے سارے تیری خیرات، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
قرآن کی رو سے حبیبِؐ داور تمام کیجئے پیامِ حق کو خدا کے نزدیک ہر شہادت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
اے ابنِ ملجم تیری یہ ضربت علیؑ پہ کیا تھی ولی حدف تھا تجھے بھی معلوم تھا ولایت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
لٹا ہے کربل میں سارا کنبہ علیؑ و زہراؑ تیرے چمن کا بتایا زینبؑ نے دینِ فطرت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
یہ سارے سجدے یہ سب نمازیں سب اپنے محور سے ہٹ کے کیا ہیں اذان میں خیر العمل کی دعوت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
قرآنِ ناطق کے سر پر ضربت نبیؐ کے کنبے میں حشر برپا کوئی بھی سورۃ کوئی بھی آیت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے

شاعر: عاصم رضوی

نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا

نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا کوفہ میں ہو گیا ہے آغاز کربلا کا
حسنینؑ کو شہادت کا اب یقین ہوا ہے خطرہ سا پڑھ گیا ہے زینبؑ کو بھی ردا کا
جی بھر کے دیکھ لو اب لوگوں رخِ علیؑ کو چھپنے کو جا رہا ہے یہ راز کبریا کا
سرورؐ کے بعد زہراؑ لو اب علیؑ چلے ہیں پروان چڑھ رہا ہے وہ تاج حسبنا کا
کیا ظلم تو نے ڈھایا ملعون ابنِ ملجم پل میں اجڑ گیا ہے گھر آلِ مصطفےٰؐ کا
نوحہ انیسؔ تجھکو خیرات میں ملا ہے جتنا ہو شکر کم ہے شبیرؑ کی عطا کا

حیدرؑ دے جنازے تے کیتے وین زہراؑ جائیاں

حیدرؑ دے جنازے تے کیتے وین زہراؑ جائیاں
پردیساں دے وچ باباسانکوں دے گئیوں جدائیاں

ٹُر جان پیو جناں دے دھیاں اوزندگی ساری
مرمر کے جیوندیاں نے درداں دیاں ستائیاں

ساڈے سر توں اُٹھ گیا اے بابے دا پاک سایہ
زینبؑ نے آکے بانہواں فضہؑ دے گل چہ پائیاں

نانے تے امڑی باجوں کلِ ایمان بابا
امت نے کیتیاں نے ساڈے نال بے وفائیاں

شاہدؔ جناں دا پردہ توحید نے بنایا
ظلمی ھنیریاں نیں اُناں دے سرتے چھائیاں

شاعر: شاہد

رون پیا نیں اج زہراؑ جائیاں

رون پیا نیں اج زہراؑ جائیاں بابے دی لاش تے آ کے
کی ملیا ظالماں نوں کوفے چہ سیداں تے انج دا ظلم کما کے

حسنینؑ کھڑے روون فضہؑ دے وین سن کے
کہرام ہویا برپا روون بتولؑ جائیاں
خاکاں سراں چہ پا کے

عباسؑ نوں بلا کے مولاؑ ہے فرمایا
میرے بعد توں زینبؑ دے پردے دا ہے محافظ
رویا ہے گل سنا کے

تیرے بعد غریباں دا ہُن کون سہارا اے
کوفے دیاں گلیاں وچ تینوں یاد کر کے بابا
روسن یتیم آ کے

رون پیا نیں اج۔۔۔۔۔

عرشاں تے منادی اے جبرئیلؑ پیا رووے
روندے نیں سارے مرسلؑ روندا اے خود خدا وی
ہائے عرشاں نوں ہلا کے

پتراں نے جدوں چایا شاہِ زمن دا لاشہ
کلثومؑ واجاں مارے چھڈ کے نہ جاویں بابا
انج نوں رلا کے

مشکل کشاء علیؑ ایں محسنؔ دی عرض سن لے
منظور کر دعاواں تینوں پرسہ دین مومن
روضے تیرے تے جا کے

شاعر: محسنؔ شاہ

سوز: جوہر شاہ

حسنینؑ پہ یتیمی پردیس میں ہے آئی

حسنینؑ پہ یتیمی پردیس میں ہے آئی مولا علیؑ کے غم میں مغموم ہے خدائی
تلوار و زہر دونوں بابا کے سر پہ باہم بیٹوں نے یہ وراثت ایک ایک کر کے پائی
لو چل بسا یتیموں بیواؤں کا سہارا کرتا تھا جو ہمیشہ دشمن سے بھی بھلائی
کیسا ستم ہوا ہے بعدِ علیؑ خدایا امت ہے بیٹیوں کو بازارِ شام لائی
ہائے کانپ اُٹھا تھا کوفہ زینبؑ کی آہ بکا سے جن و بشر ملائک دیتے ہیں سب دہائی
آغاز ہو گیا ہے کربل کا یا خدایا سجدے میں جب شقی نے تلوار ہے چلائی

شاعر: ظہیر

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

گھروں ٹر دیاں ویکھ جنازہ بابے دا

گھروں ٹر دیاں ویکھ جنازہ بابے دامنہ پٹ لے زہراؑ جائیاں کھڑے عرش تے وی نوری وین کرن نبیاں سر مٹیاں پائیاں	شاعرو سوز: اختر حسین اختر
ہویا وجہ اللہ دا سر زخمی زہراؑ نے بقیع چھوڑ دتا آئے کوفے چہ روندے پاک نبیؐ کی گھڑیاں رب دکھلائیاں	
کربل توں پہلا زہراؑ دیاں پلیاں دیاں چادراں لتھ گئیاں امت نے اج کر کے قتل علیؑ اوہ گھڑیاں یاد کرائیاں	
اج کوفے دے بازاراں چوں عبّاسؑ توں کوفی ڈر دے نیں کدی اوویلا وی آؤناں اے جدوں رسیاں امت پہنائیاں	
اولاد علیؑ دی چھڈ کوفے نانے دے دیس چہ آگئی اے اوہ مشکلاں جو ملیاں کوفے چوں امڑی نوں آن سنائیاں	
جیناں پاک بتولؑ دا حق کھویا اونا قتل علیؑ کروایا اے کج سوچیاں نہ ابنِ ملجم نے کیوں ضرباں علیؑ تے چلائیاں	
اخترؔ اوہ لوگ جہنمی نے جیناں بغض کیتا نال حیدر دے اوہ جنتی نے دراصل جیناں آساں ہن پنجتن پاک تے لائیاں	

لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر
شہادتوں کی سبیل

لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر دیکھا رہا ہے
خدا تو معروف تھا جہاں میں خدائی کیا ہے بتا رہا ہے

شہادتوں کی سبیل بن کر چلا ہے کوفہ سے خونِ حیدرؑ
زمینِ کربل پہ بن کے سرورؑ یہ صبر معراج پا رہا ہے

نجف کا رُخ کر کے رو رہی ہے تڑپ کے یہ کائنات ساری
جوان بیٹے کی لاش کوئی غریب تنہا اُٹھا رہا ہے

میرا ہی خون تھا جو بہہ رہا تھا بہ شکلِ اکبرؑ و عونؑ و قاسمؑ
وہی تو زینبؑ کا صبر بن کر کرم کی چادر بچا رہا ہے

لہو علیؑ کا پیامِ حق۔۔۔۔

سلام اس کی وفا کو میرا جو عشقِ سرورؑ کا معجزہ ہے
وہی ہے دستِ خدا کا بازو جو ہاتھ اپنے کٹا رہا ہے

زمیں نہ جس کو اُٹھا سکے گی نہ آسماں جسکو سہہ سکے گا
یہ خونِ اصغرؑ میں خاص کیا ہے کہ نور ہی میں سما رہا ہے

نہ جھیل پائے گی کوئی مادر ستم کی بھی کوئی انتہا ہے
ربابؑ حسرت سے دیکھتی ہے لعین جھولا جلا رہا ہے

مجال میری کے لکھ سکوں میں کہ صبر مولا کی حد نہیں ہے
قلم نے قرطاس پہ لکھا ہے وہی جو مولاؑ لکھا رہا ہے

شاعر: عاصِم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

مک جانیاں نے غازیؑ تیرے بابے دیاں

مُک جانیاں نے غازیؑ تیرے بابے دیاں سانواں اَج توں ہن تیرے حوالے کرنا بھیناں دِیاں رداواں رداواں اَج توں
ہر ساہ دے نال زینبؑ، غازیؑ دی خیر منگ توں تیرے پردے دیاں ضامن نے غازیؑ دیاں اے بانہواں اے بانہواں اَج توں
بالاں نوں ہن سناؤ، بس لوری شہادت دی بس ورد اِنّاَلِلّٰہ ہی کر دی رون اے مانواں اے مانواں اَج توں
شبیرؑ سینے لا کے حیدرؑ نے وین کیتا میرے گھر دے بادشاہ تیرے لیکھاں دے وچ نے ہاواں نے ہاواں اَج توں

مک جانیاں نے غازیؑ۔۔۔۔۔

شبیرؑ تے غازیؑ نوں حیدرؑ دی وصیت سی مننا ایں صدا زینبؑ نوں مشکل کشاء بھراواں بھراواں اَج توں
زینبؑ نے وین کیتا لنگناں جتھوں جنازہ میری قید دیاں راہواں نے کوفے دیاں اے راہواں اے راہواں اَج توں
ثقلینؔ جھولی پا کے عابدؑ نوں کہیا مولاؑ توں میری جگہ زینبؑ نوں دیندا رویں صلہ واں صلہ واں اَج توں

شاعر: ثقلینؔ اکبر

اصغر خان، سیالکوٹ

امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے

امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے
وہ مسجدِ کوفہ سے مہدیؑ تلک آئی ہے

جلتے ہیں در و بام مدینہ تیرے غم میں
زہراؑ نے تیرے حق میں آواز اُٹھائی ہے

جس آگ نے بابا درِ مادر کو جلایا تھا
وہ آگ میرے دل میں ظالم نے لگائی ہے

امت کی گھٹا کیسی یہ کوفہ پہ چھائی ہے
زینبؑ تیرے بابا سے کیا تیری جدائی ہے

احمدؐ کے گھرانے میں ہے شور و بکا کیسا
مسجد نے اذاں کیسی یہ آج سنائی ہے

امت نے ولایت۔۔۔۔۔

خونِ ابو طالبؑ کو کیوں تم نے بہا ڈالا
جو دینِ محمدؐ ہے اس خوں کی کمائی ہے

کر شکر کہ زینبؑ تجھے دینے کو دلاسہ
حسنینؑ سے ماجائے عبّاسؑ سا بھائی ہے

وہ درد ہے دل میں کہ بیاں ہو نہیں سکتا
سجادؑ نے زنداں میں زنجیر ہلائی ہے

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر

سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر کر گیا
فُزتُ بِربِ الکعبہ کی تفسیر کر گیا

جو کام انبیا کی ریاضت نہ کر سکی
وہ کام رن میں شاہؑ کا بے شیر کر گیا

ہائے تڑپ کر رہ گیا ام البنین کا لال
زینبؑ کا صبر شیر کو زنجیر کر گیا

زہراؑ کا در تو ثانیٔ زہراؑ کا گھر جلا
لیکن درِ نجات کی تعمیر کر گیا

وہ خونِ حیدری تھا زہراؑ کا شِیر تھا
جو خاکِ قتل گاہ کو اکثیر کر گیا

سجدہ علیؑ کا۔۔۔۔۔

اک درد بن کے رہ گئی اولادِ مصطفیٰؐ
امت کا ظلم آلؑ کو دلگیر کر گیا

خاموش کب ہوا وہ سلونی اذاں خطیب
پیشِ ستم وہ شام میں تقریر کر گیا

تا حشر ظالموں کے لئے بے نیام ہے
نیزے پہ وہ کلام جو شبیر کر گیا

عاصمؔ ولی حق کی سند سے میرا کلام
بخشش کو میرے واسطے تقدیر کر گیا

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا لوگو یہ جنازہ ہے اسلام کے بانی کا
بی بیؑ نے کہا بابا کربل میں چلے آنا منظر میں دیکھاؤں گی اکبرؑ کی جوانی کا
کٹ جائیں گے بازو بھی عباسؑ باوفا کے تیروں سے ہو گا چھلنی مشکیزہ وہ پانی کا
بکھرے گا کربلا میں قاسمؑ کے سر کا سہرا خوشیاں سمیٹ لے گا عالَم وہ ویرانی کا
روتے تھے فرشتے بھی جب ارض و سما لرزا تابوت اُٹھ رہا ہے عمران کے جانی کا
تا حشر میرے مولاؑ مشتاقؔ رہوں تیرا مل جائے شرف مجھ کو بس تیری غلامی کا

شاعر: مشتاقؔ

رب جانے کیوں سیدہؑ نوں

رب جانے کیوں سیدہؑ نوں اے کوفہ راس نہ آیا سردارِ عرب نوں کفن دے وچ دتا محنت دا سرمایہ
کھلے وال تے روندی پھر دی اے وچ کوفے دھی اے زہراؑ دی داماد محمدؐ مسلماناں وچ مسجد قتل کرایا
کیتا زخمی چہرہ صاف زینبؑ بسم اللہ پڑھ کے بابے دا غش آیا صبر دی ملکہ نوں ڈٹھا موت دا دل گھبرایا
توں خادمہ ایں تو دلاسہ دے پردیس دے وچ میری زینبؑ نوں ایس واسطے فضہؑ قدرت نے تیکوں تخت تے تاج چھڑایا
پڑھیا اے جنازہ نبیاںؑ نے کیتی رسم امامت حسنؑ ادا عمران دا بچڑا فرشیاں نے اج نجف دے وچ دفنایا
آدمؑ توں لیکے عیسیٰؑ تک دیندے پرسہ نیں ابو طالبؑ نوں مرید علیؑ دیاں شیعاں نے آج فرش تے سوگ منایا اے

دوویں عیداں وچ کوفے دے برباد ہو گئیاں

دوویں عیداں وچ کوفے دے برباد ہو گئیاں
زینبؑ کلثومؑ رقیہؑ اے وین پاندیاں

عید الفطر تے زینبؑ چُک کے عمامہ روندی
اک عید تے رقیہؑ بچیاں نوں لب کے روندی
ایناں دے غم چہ عیداں وچ سوگ رہندیاں

دنیا تے جیڑے لوکی عیداں توں پہلے مردے
دن عید جا کے اونوں ہائے رو کے پرسہ دیندے
نئیں آیا دین کوئی پُرسہ رو رو کے کہدیاں

آ جاوے ویر غازیؑ رو رو کے پئی بلاندی
لب کے لیا دے بچڑے ایس شہر دے نئیں عادی
پردیس دے وچ کسے ماں دی رُل جاون نہ جوڑیاں

دوویں عیداں وچ کوفے۔۔۔۔

کوفے دی عورتاں نوں زینبؑ نے انج رووایا

ہائے سر توں لا کے چادر والاں چہ منہ لکایا

پہچان لینا ایس حالت وچ بازاراں چوں آندیاں

زینبؑ دی یتیمی دا احساس کر لو لوگو

پا کے لباس کالے خوشیاں چہ سوگ کر لو

اج حسنؔ آے زہراؑ جائیاں دنیا نوں اے کیندیاں

شاعر: حسنؔ مہدی   سوز: عامر ملک و عابد ملک

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

توحید پرستاں دی چل گئی تلوار علیؑ تے

توحید پرستاں دی چل گئی تلوار علیؑ تے
ہویا وار اصل دے وچ اے ہائے ذاتِ جلی تے

فی القربیٰ دی آیت دا انج بدلہ چکایا
بے دین مسلماناں زہراؑ دا گھر جلایا
چلی ضرب سقیفے دی اج احمدؐ دے وصی تے

ہوندی جے کول امنبڑی دس دیندی او بابا
دربارِ شرابی وچ کیویں دینا اے خطبہ
احسان اے کر دا جاویں نازاں دی پلی تے

وچ کفن دے مولاؑ نوں ہے فکر رداواں دی
شبیرؑ دی گردن تے غازیؑ دیاں باہواں دی
ہن مان بڑے تیئنوں زینبؑ عباسؑ جری تے

ہے ساڈا عقیدہ اے ایہو ساڈی عبادت
سادات دے منکر تے دن رات رضاؔ لعنت
رب آپ پڑھے صلوٰتاں میرے پیر علیؑ تے

شاعر: عمران شوکت رضاؔ (یوکے)
سوز: زاہد خان (لاہور)
نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

تجھ کو کیا معلوم اے ظالم درازِ اختیار
پاؤں میں تیرے بندھی ہے دیکھ زنجیرِ حسنؑ
ہر قیامت ظالم کی قسمت تڑپنا ہے نویدؔ
صلح کی فتراک میں ہے قید نخچیرِ حسنؑ

میر احمد نویدؔ

باب نمبر 3: پیکاں برس رہے ہیں

جا کے جنازے مڑ نہ آئے وچ تاریخ انسان دھاڑے
پاک جنازہ پیر حسنؑ دا گھر توں جا کے مُڑ گھر آیا

نثارؔ حیدری

مظلوم برادر واویلا صد واویلا

رو کہتی تھی زینبؑ یہ پیٹ کے سر، اے ابنِ علیؑ زہراؑ کے پسر
یہ کس نے کیا ہے جور و جفا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

ہائے تیر علی اصغرؑ کو لگا، تھرائی زمین و عرشِ اولیٰ
خیمے سے سکینہؑ کی آئی صدا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

ہائے نہر پہ بازوئے عبّاس کٹے، خیموں میں بچے بے آس ہوئے
اب کون بچائے گا پردہ میرا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

سیدؑ کے جنازے پہ تیر چلے، مرقد میں نبیؐ دلگیر ہوئے
اے آلِ عباؐ یہ صدمہ ہوا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

میرے ویر دی میت تے تیراں دیاں چھاواں

میرے ویر دی میت تے تیراں دیاں چھاواں
کیویں کول تیرے نانا ایدی قبر بناواں

دیتا زہر لعیناں نے ہویاں ٹکڑے جگر شاہ دا
کر وین کہیا فروا گھر اجڑیا زہراؑ دا
قاسمؑ دیاں پھوپھیاں نوں کیویں خبر سناواں

لایا تاج میرے سر توں بے رحم مسلماناں
روندا اے میرا قاسمؑ آ ویکھ ذرا نانا
چھڈ روضہ تیرا نانا کیڑے دیس میں جاواں

چک پاک جنازے نوں شبیرؑ ٹورے گھر توں
لائے تیر مسلماناں ہائے روضہء سرورؐ توں
کیویں ویر دا تن اطہر تیراں توں بچاواں

میرے ویر دی میت۔۔۔۔۔

تک نانا تیری امت اج ظلم تے تل گئی اے
سازش او سقیفے دی اج ویکھ لے کھل گئی اے
رکھ تیر کماناں تے مل بیٹھے نے راواں

جنے پہلے جنازے تے ہائے تیر چلایا اے
نسبت نے تیری نانا او دا شان ودھایا اے
اینج ظلم کدی نانا نئ کردیاں مانواں

کلثومؑ تے زینبؑ نئیں وین سنے جاندے
رو کہن جنازے تے اینج گھر نئیں کدے اوندے
مر جان شالا بھیناں کر ویر دعاواں

سردارؔ تو زہراؑ دے بچیاں دا سناء خواں نے
جناں دینِ محمدؐ توں سر کیتے نے قرباں نے
تاریخ دے لفظاں نوں میں کیویں چھپاواں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

سبط نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے

سبطِ نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے
لاشہ بھی مجتبیٰؑ کا یا رب لہو میں تر ہے

بعد نبیؐ نہ میں نے دنیا میں چین پایا
مرنے کے بعد مجھ کو تربت میں بھی رلایا
شوہر کو تیغ ماری بیٹے کو سم پلایا
بابا ہمارے گھر پہ امت کی کیوں نظر ہے

شبیرؑ کربلا میں جب دین کو بچانا
اکبرؑ کی طرح فدیہ قاسمؑ کو بھی بنانا
ممکن نہیں ہے میرا کرب و بلا میں آنا
نصرت کو تیری بھائی حاضر میرا پسر ہے

سبط نبیؐ کا کیسا۔۔۔۔

غازیؑ سے کہہ رہے تھے شبّرؑ یہ وقتِ رخصت
برسائے تیر میرے لاشے پہ گر یہ امت
کرنا نہ جنگ بھائی میری ہے یہ وصیت
تجھ کو قسم وفا کی تو ہاشمی قمر ہے

آل نبیؐ کی عظمت دل سے مٹا رہے ہیں
قرآن پر یہ قاری فتوے لگا رہے ہیں
مظلوم تیرے غم کو بدعت بتا رہے ہیں
ان کی خطا نہیں ہے یہ خون کا اثر ہے

اولاد مصطفےٰؐ پہ غم کی گھٹا ہے چھائی
خوشیاں نصیب میں نہ آل نبیؐ کے آئیں
قبریں جدا جدا ہیں سادات کی بنائیں ، امت
تیرے ستم سے بکھرا ہوا یہ گھر ہے

شاعر:صفدر کاظمی
سوز:اکبر عباس

ہائے حسینؑ

لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہو گا

لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہو گا خلد میں چین محمدؐ کو نہ آیا ہو گا
سر کُھلے لحد سے تب فاطمہؑ نکلی ہوں گی زہر جعدہ نے جو شبرؑ کو پلایا ہو گا
قبر میں حسنؑ تو اس وقت ہی اُترے ہوں گے ماں نے جب دامنِ تطہیر بچھایا ہو گا
دل کے سب حسنؑ نے ارمان نکالے ہوں گے سہرا قاسمؑ کو خیالوں میں لگایا ہو گا
داستاں حسنؑ نے اپنی جو سنائی ہو گی ماں نے رو رو کے کلیجے سے لگایا ہو گا
جو کہ مادر کے جنازے پہ نہ گھر سے نکلی کیسے بیمارؑ اُنہیں شام میں لایا ہو گا

شاعر: سید گوہر عبّاس نقوی

سوز: استاد اکبر عبّاس

جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا

شاعر: سید امیر حسین مشہدی	جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا تیروں میں گھر گیا فرزند مرتضیٰؑ کا
	کیا ملا تجھے اے ظالم قاسمؑ یتیم کر کے کچھ بھی نہ خوف آیا دل میں تیرے خدا کا
	روکو نہ آج مجھ کو اے چاند فاطمہؑ کے دم گھٹ رہا ہے اب تو عباسؑ کی وفا کا
	تیروں میں ہے جنازہ ہائے اُسکے لاڈلے کا ہوتا تھا جو سہارا مشکل میں انبیاء کا
	ذاتی نہ کوئی جنگ تھی اولاد مرتضیٰؑ کی سارا ہی معاملہ تھا اسلام کی بقاء کا
	قلم و دوات کاغذ جو نہ دے سکے نبیؐ کو وہ خیال کرے گی امت کیا آلِ مصطفیؐ کا
	پہچاننے سے قاصر ہر کوئی امیرؔ ہو گا قاسمؑ بھرم رکھے گا کچھ اس طرح چچا کا

تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے

تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے

پہچانو مسلمانوں یہ زہر اگلا جایا ہے

لے جاؤ جنازے کو یہ کس نے کہا لوگو

احسان رسالت کا تیروں سے لوٹایا ہے

زینبؑ کی آہ وزاری سے کہرام مچا ہر سُو

ناناؐ کی نشانی کو کیوں زہر پلایا ہے

امت کی وفا دیکھو مظلوم کی میت پر

کچھ پھولوں کی بارش سے کفن لال بنایا ہے

قبروں سے کوئی میت کب لوٹ کر آئی ہے

یہ پہلا جنازہ ہے جو لوٹ کر آیا ہے

شاعر: حیدر خورشید

سخاوت علی راجہ

بے گناہ مارا گیا- وا حسنؑ سبز قبا

بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا	وا حسنِؑ سبز قبا
کلمہ گویوں نے کیا خوب کیا وعدہ وفا	وا حسنِؑ سبز قبا
وقتِ رحلت تیرے نانا نے وصیت کی تھی	اس پہ تاکید یہ کی
اہلِ بیت اور کلام اللہ ہے بس میرے سوا	وا حسنِؑ سبز قبا
نجف سے آئی صدا بیٹا حسنؑ جلدی آ	تا کہ دوں تجھ کو دیکھا
تیر مارے تجھے چھلنی ہے کلیجہ میرا	وا حسنِؑ سبز قبا
فاطمہ زہراؑ کی یوں خلد سے آتی تھی صدا	تو ہی شاہد ہے خدا
چکیاں پیس کے پالا تھا جسے وہ نہ رہا	وا حسنِؑ سبز قبا
تیرے تابوت پہ کس واسطے مارے گئے تیر	اے مسلمانوں کے پیر
کلمہ پڑھتے نہ تھے جد کا تیرے اہلِ جفا	وا حسنِؑ سبز قبا
بھائی لاش پہ رو رو کے زینبؑ نے کہا	آرزو تھی بھیا
کاش عبداللہ و قاسمؑ کو بناتے دولہا	وا حسنِؑ سبز قبا
شان میں آپ کی آیاتِ قرآنی شاہد	اور خدائے واحد
ہائے پھر کس لئے امت نے تجھے زہر دیا	وا حسنِؑ سبز قبا

وین پاوے زینبؑ لوکو

وین پاوے زینبؑ لوکو قاسمؑ نوں سینے لا کے
کیوں وانگ یتیماں دے روناایں سر وچ مٹیاں پا کے

میرے بابے نوں مسلماناں زہر دے چھڈیا، آخری سانواں نے
آدھ رات دے ویلے قاسمؑ وین کیتا پھپھیاں دے کول جا کے

تیرے پہلو چہ کیویں نانا ویر دفناواں وسدے تیر اں وچ
شبیرؑ رہیا روندا شبّرؑ دی پاک وصیت چا کے

تیری نسبت نے بٹھائے نے تیرے روضے تے ہائے پہرے نانا
آغاز ملعونہ نے کیتا اے پہلا تیر چلا کے

کیویں تعظیم رضا کردے او جنازے دی، آل سفیانی سی
ایس شجر خبیثہ تے کرداا اے رب وی لعنتاں آ کے

شاعر: عمران شوکت رضا UK

سوز: زاہد خان

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے
دنیا تڑپ رہی ہے فریاد کے اثر سے

تابوت سے لپٹ کر شبیرؑ ایسے تڑپے
جیسے کہ آج اُٹھا سایہ علیؑ کا سر سے

کیا زہر تھا کہ چیرا یوں سینائے حسنؑ کو
کٹ کٹ کے آ رہے تھے ٹکڑے دل و جگر سے

بعدِ رسولؐ ایسا دشمن ہوا زمانہ
زہراؑ کے لاڈلے کی میت پہ تیر برسے

کیا انقلاب آیا سبطِ نبیؐ کا لاشہ
پہلو میں مصطفےٰؐ کے دو گز زمیں کو ترسے

اُٹھا کوئی جنازہ۔۔۔۔۔

قبرِ رسول تڑپی تھرّا گیا مدینہ
آنسو لہو کے ٹپکے زہرا کی چشمِ تر سے

اہلِ حرم نے جانا بچے نے جان دے دی
غش کر گئے تھے قاسمؑ لپٹے ہوئے پدر سے

نیند آگئی ہو شاید آغوشِ فاطمہؑ میں
جھپکی نہیں تھی آنکھیں شبرؑ نے رات بھر سے

ہنگامِ نزع شمسیؔ یاد آئی کیا حسنؑ کو
زینبؑ کو دیکھتے تھے حسرت بھری نظر سے

شاعر: محمد علی شمسیؔ

https://youtu.be/oUqbxFiz_0o

زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو

زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو
امت نے مار ڈالا بعدِ علیؑ حسنؑ کو

ہے یاد فاطمہؑ سے احمدؐ نے یہ کہا تھا
زہراؑ یہ تیری زینبؑ روئے گی پنجتن کو

احمدؐ کو فاطمہؑ کو حیدرؑ کو روئی زینبؑ
اورآج رو رہی ہے بنتِ علیؑ حسنؑ کو

سینے پہ ہاتھ رکھ کر شبرؑ نے خون اگلا
زینبؑ نے لا کے رکھا جب سامنے لگن کو

معصوم سا وہ چہرہ ہائے غمِ یتیمی
خود چاک کر لیا ہے قاسمؑ نے پیراہن کو

شبیرؑ کو بلا کر لپٹا لیا گلے سے
شاید کہ کربلا کی یاد آگئی حسنؑ کو

پیشِ نظر تھی شاید زینبؑ کی بے ردائی
کس یاس سے اثرؔ نے دیکھا اثرؔ بہن کو

شاعر: اثر ترابی، شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور

https://youtu.be/By1pm9vGa8I?si=_8FFTbVhJs3YLVTk

ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا

ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا
پہلی اڑان کا طائر تہہ دام جس طرح تھا

کر کے حوالے قاسمؑ شبیرؑ کے حسنؑ نے
فرواؑ کا ہاتھ زینبؑ کے ہاتھ میں دیا تھا

یہ سازشِ سقیفہ کی تیسری کڑی تھی
تیروں کے بادلوں میں زہراؑ کا گل بدن تھا

نہلا کے ہم نے بھیجا سفید پیرہن میں
میت کا کیا جرم تھا کیوں سرخ سبز کفن تھا

نجفی تیرے مولاؑ کی عظمت سے تھی عداوت
ہائے لیکے حکومت بھی انہیں زہر دے دیا تھا

شاعر: افضل حسین نجفی

سوز: سخاوت علی راجہ

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے
کس کس طرح سے آل کو امت نے ستایا ہے

ہائے زہر نے ٹکڑے کئے شبرؑ کے جگر کے
ہائے تیروں بادل تو تابوت پہ چھایا ہے

ہائے فاتح خیبر کو لے آئے بنا قیدی
ہائے بنتِ محمدؐ پہ دروازہ گرایا ہے

مولا حسنؑ کے چوم کے لب کہتے تھے احمدؐ
ہائے ان لبوں سے جگرِ حسن طشت میں آیا ہے

کربل میں میرا بھائی دے اکبرؑ و اصغرؑ جب
قربان کرنا قاسمؑ فروہ کو بتایا ہے

برسات میں تیروں کی تابوت جو آیا
غازیؑ کی جلالت نے کہرام مچایا ہے

نجفی تو سینہ کوبی کر اور اشک بہا بھی
تابوتِ حسنؑ مومنوں کے حلقے میں آیا ہے

شاعر: فضل حسین نجفی

کربلا ہو گئی تیار کوئی ہے تو چلے
مرضیِ رب کا خریدار کوئی ہے تو چلے

میر احمد نوید

باب نمبر4: چلی یثرب سے آلِ مصطفےٰؐ

ایسی وچھڑی نہ ملی فیر علی اکبرؑ نوں کدی

چلی یثرب سے آلِ مصطفےٰؐ

چلی یثرب سے آلِ مصطفےٰؐ کہرام برپا ہے
لپٹ کر فاطمہؑ کی قبر سے شبیرؑ تڑپا ہے

جدا کنبہ ہوا صغریٰؑ ہے تنہا گھر میں رونے کو
نہ اکبرؑ لینے آئے ہیں نہ دیکھی کربلا کیا ہے

تمانچوں کے ستم سہتی رہی خاموش آہوں میں
لہو جاری ہے کانوں سے سکینہؑ کی خطا کیا ہے

سناں کی نوک سے گرتا ہوا خونِ دلِ اکبرؑ
رہا لکھتا سلامِ الوداع بے چین صغریٰؑ ہے

ہے دریا میں طلاطم آتے ہیں عبّاس پانی کو
قضا گھیرے ہے غازیؑ کو پیاسی آلِ زہراؑ ہے

نہ تھے وارث ردائیں چھن گئی ہے خیمے جلے آخر
تڑپ کر زینبِؑ مضطر نے عابدؑ کو پکارا ہے

ہے لاشہ خاک پر آلودہِ خوں بے کفن رن میں
عجب غربت میں بھائی دشت میں زینبؑ کا بچھڑا ہے

شاعر: سید تنویر نقوی

سوز: وزیر افضل

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بُلاتی ہے

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بُلاتی ہے
صدائے فاطمہ زہرؑا لحد سے آتی ہے

طواف کرتا تھا جِس گھر کا خانہ کعبہ
کہ حاجیوں کی جماعت وہ گھر جِلاتی ہے

قدم حسینؑ اُٹھاتے ہیں سوُئے کرب و بلا
قدم سے لُپٹی ہوئی کائنا ت جاتی ہے

خبرہے شام غِریبا ں تیرے اِندھیرے کو
نبیؐ کے روُضے پہ صغرؑا دیئے جِلاتی ہے

بِتا اِے ماہِ محرم یہ کون بی بیؑ ہے
وہ بال کھوُل کے بس چاند دیکھے جاتی ہے

یہ کون بی بیؑ ہے اور کِس کی راہ تکتی ہے
نہ موُت آتی ہے اِس کو نہ نیند آتی ہے

نویدؔ کیا ہوُا لبیک کیوں نہیں کہتے
صداتو دشت سے ہل مِن کی اِب بھی آتی ہے

شاعر: نعیم احمد نویدؔ

سوز: عامر رضا ملک اور عابد رضا ملک

چھوڑتا ہوں میں وطن

چھوڑتا ہوں میں وطن دیں کو بچانے کیلئے
جو کیا وعدہ ازل میں وہ نبھانے کیلئے

آگیا وہ دن بھی شدّت سے تھا جس کا انتظار
بیٹھی ہے تیار زینبؑ ساتھ جانے کیلئے

کر دیا مجبور مجھ کو کرنے آیا ہوں سلام
جا رہا ہوں کربلا واپس نہ آنے کیلئے

ہو گئی نانا مکمل سب میری قربانیاں
آ گیا دنیا میں اصغرؑ تیر کھانے کیلئے

تڑپی ہے زینبؑ ابھی تک خوں روتا ہے سجادؑ
پھر کوئی اس کو نہ کہہ دے شام جانے کیلئے

چھوڑتا ہوں میں وطن۔۔۔۔۔

کانپتے ہیں سارے انساں موت کی دہلیز پر
دل علی اصغرؑ کا چاہیئے مسکرانے کیلئے

خونِ اصغرؑ نے منافق کر دیئے سب بے نقاب
آئینہ موجود ہے ظالم زمانے کے لئے

موت کی آغوش میں سوئے شبیہِ مصطفےٰؐ
سوچتی ماں رہ گئی دولھا بنانے کے لئے

سوکھے لب معصومہؑ کے دیکھے تو غازیؑ نے کہا
جارہا ہوں میں سکینہؑ پانی لانے کیلئے

ڈھل گیا عاشور کا دن چھا گئی تنویرؔ رات
آگ لاتے ہیں شقی خیمے جلانے کیلئے

شاعر:سید تنویرؔ نقوی

سوز:اکبر عباس

یثرب سے کارواں جب

یثرب سے کارواں جب سادات کا چلا ہے مُڑ مُڑ کے ہر مسافر صغریٰؑ کو دیکھتا ہے
تیری تینوں بہنیں بابا تیرے ساتھ جا رہی ہے صغریٰؑ کو ساتھ لے جا، اکبرؑ کی التجا ہے
مر جاتا کرب و بلا میں یہ دیکھتا نہ عابدؑ جکڑی علیؑ کی بیٹی اور مانگتی ردا ہے
تیرے جیتے جی نہ اُترے بنتِ علیؑ کی چادر ام البنینؑ نے رو کے عباسؑ سے کہا ہے
جنگل میں اپنی بستی نانا بساؤں گا میں میرے لہو سے ہو گی تیرے دین کی بقا ہے
اذان کی صدائیں سجدے حسنؔ نمازیں احسانِ کربلا تھا، احسانِ کربلا ہے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: استاد اکبر عباس

جاواں گی تیرے نال

جاواں گی تیرے نال میں اسلام بچاواں گی
ویرن تیرے مقصد نوں میں ٹور چڑھاواں گی

اکبرؑ عبّاسؑ قاسمؑ و اصغرؑ تیرے لئی
باقرؑ فضلؑ سکینہؑ تے کبرٰہؑ میرے لئی
بازاراں چہ روون لئی سجادؑ لے جاواں گی

آ سی بازارِ شام چہ پتھراں دا مرحلہ
ویکھی ویرن توں نیزے توں زینبؑ دا حوصلہ
سر ننگے بازاراں وچ خطبے میں سناواں گی

چن ویر مینوں نانے دی تصویر دی قسم
بھرجائی امِ لیلٰی دی جاگیر دی قسم
سفیانیت دا جگ نوں میں روپ ویکھاواں گی

جاواں گی تیرے۔۔۔۔۔

بے غیرتاں چہ ٹرساں میں چن ویر ننگے سر
گھوڑے دے گل چہ ویکھاں گی عبّاسؑ دا وی سر
میں قیدی بازوواں نوں غازیؑ توں لکاواں گی

ہر رونے والی اکھ نوں اے امڑی دی اے دعا
وعدہ اے تیری بھین دا مظلومِ کربلا
میں تیرے ماتمی دی توقیرؔ ودھاواں گی

شاعر:توقیرؔ کمالوی

جا رہا ہے کربلا سے ہو کے رنجیدہ خدا
دیکھ لی اُس نے محمدِؐ کی جوانی دھوپ میں
حشمت رضا بہلولؔ

جاواں میں نال تیرے کوئی تدبیر بنا

جاواں میں نال تیرے کوئی تدبیر بنا
انج بھیناں نوں کدی چھوڑ کے جاندے نئ بھراں

ایدی مرضی ہے میری بھین میرے نال ہوئے
وعدہ کرنی آں ہوواں نال نہ اصغرؑ رو وے
آکھ بابے نوں میرے گل چوں وے باہنواں نہ چھوڑا

سارے ویڑے توں لگنا اے سب توں پیارا
توں نبی پاکؐ دی تصویر ہے کوئی لا چارا
مانواں تے بھیناں رلے میرا وچا نام لکھا

پھپیاں دے میں ودھی بال کھڈے ساں اکبرؑ
توڑے بیمار ہاں شکوہ نہ کرے ساں اکبرؑ
ٹردی ویساں میں ویرن پاویں نہ محمل تے بٹھا

جاواں میں نال تیرے۔۔۔۔۔

آس میری اے تیئنوں ویر میں سہرا لاواں
ہووے چوگرد میرے بھیناں تے پھپیاں مانواں
ویکھ بیٹھی آں تیری شادی جی پوشاک بنا

میں نانے پاک دے روضے تے عرصاں کر دی
میل دے ویر میرا نانا میں ہوکے بھر دی
آ جا وطناں تے بھرا میرے نے آخری ساں

ایناں آساں تے امیداں تے میں جیوندی رہیاں
میں تیرا سہرا خیالاں چہ سجاندی رہیاں
لیلیٰ دا لال جیویں للہ وچھوڑے توں بچا

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ

چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ
روتی اکبرؑ تجھ کو صغریٰؑ رہ گئی تنہا مدینہ

سر بھی دوں گا گھر بھی دوں گا بہنوں کی چادر بھی دوں گا
دیں بچانے کیلئے نوجواں اکبرؑ بھی دوں گا
اب نہ زندہ لوٹ کر میں آؤں گا نانا مدینہ

بہنیں لے کر حرم لے کر کربلا کو جا رہا ہوں
ایک غم ہے میرے دل میں جس کو لے کر جا رہا ہوں
نانا اُمت نے نہیں دی قبر کی بھی جا مدینہ

رو رہا ہے ایک صحرا دے رہا ہے وہ صدائیں
خوں خدارا دے کے اپنا مولاؑ مجھ کو آ بسائیں
بن جاؤں گا میں مقدّس جس طرح مکہ مدینہ

چل پڑے شبیرؑ کربل۔۔۔۔

صبحِ عاشورہ جو گونجی بن میں اکبرؑ کی اذاں
بہنیں روئی پھوپھیاں روئی روتی ہے اکبرؑ کی ماں
سن کے روئی بہن بچھڑی بھائی کی اذا مدینہ

جب چلا تھا قافلہ یہ اُونٹوں کی تھی سو قطاریں
آج شاھدؔ بیبیوںؑ کی کوئی سنتا نہ پکاریں
تین محمل اک مہاری قافلہ لوٹا مدینہ

بشکریہ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

گھر میں موت کا سناٹا ہے بس اک صغریٰؑ زندہ ہے
یا ہے دیا دہلیز پر روشن یا اک سایہ زندہ ہے
سارے گھر کو ایک اُداسی ہر جانب سے گھیرے ہے
بس اک صغریٰؑ زندہ ہے پر صغریٰؑ بھی کیا زندہ ہے

میر احمد نویدؔ

تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں

تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں میں جارہاہوں
میں محملوں پہ قرآن و عطرتؑ بٹھا رہا ہوں میں جارہاہوں

شبابِ اکبرؑ گلوئے اصغرؑ یتیم قاسمؑ وفائے غازیؑ
خدا کے دیں پہ کمائی ساری لٹا رہا ہوں میں جارہاہوں

مجاوری کو ہے چھوڑی صغریٰؑ کہ ہو بہو ہے وہ شکلِ زہراؑ
میں شامیوں کی نظر سے اُس کو بچارہا ہوں میں جارہاہوں

خلیلؑ یہ حوصلہ بھی دیکھیں حسینؑ کا کربلا میں آکر
میں کیسے اپنے جواں کا لاشہ اٹھا رہا ہوں میں جارہاہوں

ہے ایک منظر میری نظر میں کنارے دجلہ کے پیاسا صحرا
میں خونِ اصغرؑ سے پیاس اُس کی بجھا رہا ہوں میں جارہاہوں

تیری لحد پہ-----

رکھ کے سجدے میں سر کو اپنے یوں نینوا سے شبیرؑ بولے
بنا کے خاکِ شفا لہو سے سجا رہا ہوں میں جارہا ہوں

یہ شہہؑ نے رو کر کہا سکینہؑ نہ پھر ملے گا تمھیں یہ سینہ
تمھیں میں تنہائیوں میں سونا سکھا رہا ہوں میں جارہا ہوں

انیسؔ قبرِ نبیؐ سے وعدہ یہ کر کے شبیرؑ چلدیئے تھے
یزدیت کے محل وہ سارے گرا رہا ہوں میں جارہا ہوں

روضے پہ مصطفٰےؐ کے صغراؑ دیئے جلائے
رو رو کے ناناؐ جان کو فریاد بھی سنائے
کس کو میں دل دکھاؤں دکھڑا کیسے سناؤں
ایسے گئے ہیں باباؑ پھر لوٹ کر نہ آئے

باباؔ نثارؔ حیدری

ناناؐ تیرے وسدے شہر وچوں

نانا ؐ تیرے وسدے شہر وچوں شبیرؑ مسافر چلیا
تیرے کلمہ گوئیں رین دیندے تیرے جگر دے ٹکڑے نوں
سنگ بالا تے مستوراں دے تیرے دین دا ناصر چلیا

صغریٰؑ دی بنی مجبوری ایدی شکل بتولؑ دی پوری
متا لوکی سمجھن زہراؑ اے وچ شام بازاراں دے
ایسے لئی چھڈ کے روندی نوں ایدا ویر علی اکبرؑ چلیا

جتھے لکھنا سی بسم اللہ اُتے لکھ کے انّاللّٰہ
وچ کرب و بلا دی نگری دے گھر بار لٹاون لئی
ہائے لے فہرست مسافراں دی درداں دا سوداگر چلیا

جدوں جندرے گھراں نوں لائے اے وین بیمار نے پائے
کوئی رب دے واسطے امڑی نوں میرا پیغام پہنچاوے
میں کیویں ویر کھڈاواں گی میرا ویر علی اصغرؑ چلیا

ناناﷺ تیرے وسدے شہر۔۔۔۔

بچ جانا اے دین خدا دا گھر اجڑ جانا زہراؑ دا
غازیؑ نوں جنگ نہ کرن لئی شبیرؑ پابند کیتا
تائیوں اصغرؑ بے شیر جئے لے نال بہادر چلیا

جدی خاطر پاک رسولؐ اے سجدہ چا کیتا طولے
سبحانہ ربی العلیٰ کیا ستر دفعہ احمدؐ نے
اخترؔ شبیرؑ اج ستر دی تاں دینڑ بہتر چلیا

شاعر وسوز: اختر حسین اختر

ہم شکلِ مصطفیٰؐ کو جگایا نہ جا سکا	کچھ نامہ بر کو حال سنایا نہ جا سکا
امت کا شہہؑ نے بارِ شفاعت اُٹھا لیا	لاشہ جواں پسر کا اُٹھایا نہ جا سکا
	اخترؔ چنیوٹی

جاویر ناخیری جاویں

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

جاویر ناخیری جاویں کوئی خط بیمار نوں پاویں

جدوں یاد اُجڑی دی آوے پھر موڑ وطناں نوں آویں

بابے دی مرضی اکبرؑ میر اناں لکھ وار کٹاوے

تو اپنے جانجیاں دے وچ میرا پہلا نام لکھاویں

میری نظر توں جد تک اکبرؑ نئی قافلہ او جھل ہوندا

احسان کریں بس اتنا مڑ مڑ کے تکدا جاویں

اے سانجھیاں منتاں اکبرؑ اساں بہین بھراواں منیاں

اپنے حصّے دے دیوے سفر اں وچ ویر جلاویں

میں اکبرؑ بن کے گھر وچ دیواں گی روز اذاناں

توں صغریٰؑ بن کے میری بابے نوں یاد دلاویں

جے موت ضروری بن گئی مینوں کول بلا لئی اپنے

توں کرب وبلا دی بستی نا کلیاں ویر وساویں

اکبرؑ اکبرؑ نال کیتی اک آخری گل اے اُجڑی

جے تیرے باجوں مر گئی منہ ویکھن لازمی آویں

اوکھا ہو گیا اکبرؑ لئی صغریٰؑ توں سمجھانا

اوکھا ہو گیا اکبرؑ لئی صغریٰؑ نوں سمجھانا توں منتاں من دیاں رہ جانا اکبرؑ نے موڑ نئی آنا
کیویں صغریٰؑ نوں کہوے بھیجیں نہ مہندی کربل وچ برچھی نل مہندیاں لاوے گا تیرا اکبرؑ جگ توں سوہنا
انج بند ہوون گے اے جندرے فیر کھولنے نئی اے گھر اے ویڑے ہوون گے پر واسی کوئی نئی ہونا
نال بابے دے بِٹھا ویراں نوں ویکھ لے رج کے اک واری جے اے گزر گیا اے ویلا فیر نئی آؤنا
خاک تے قدماں دی دسویں نوں توں وی سوں جاویں کربل وچ شامِ غریباں نوں اساں ساریاں خاک تے سونا
ٹُردے محمل اکبرؔ میّتاں دے وانگ لگدے نے تکدی رئی کھلیاں اکھیاں نل اے سارا خاب ڈراؤنا

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

بشکریہ تحسین عباس، سیالکوٹ اور زاہد حسین، لاہور

لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ

لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ
اسلام کا سامانِ سفر لکھتے ہیں غازیؑ

شبیرؑ نے لکھوائے جو عباسؑ کے بازو
روتے ہوئے شبیرؑ کا سر لکھتے ہیں غازیؑ

مضطر ہو کے صغریٰؑ جو کنیزوں میں کھڑی ہے
صغریٰؑ کے لئے زخمِ جگر لکھتے ہیں غازیؑ

فہرست میں اصغرؑ بھی ہے اکبرؑ کے برابر
توحید کی بقا کا ہنر لکھتے ہیں غازیؑ

چادر کبھی محمل کبھی خیام کا جلنا
فہرست میں عصمت کا نگر لکھتے ہیں غازیؑ

بھائی کا وطن کرب وبلا لکھتے ہیں مولاؑ
پردیس میں ہمشیر کا گھر لکھتے ہیں غازیؑ

جاندی واری ویرا اکبرؑ اس بہن پیاری نوں

جاندی واری ویرا اکبرؑ اس بہن پیاری نوں دے جاویں توں صلاحواں ہنجواں تے ہوکیاں نے بے درد و چھوڑے نے کھولینڑیاں نے ساہواں
کیوں صغریٰؑ توں بے چین ہے اے مرضی حسینؑ اے زہراؑ نہ شام جاوے کیویں نام لکھا تیرا اے فیصلہ بھرا دامنیاں نے میں رضاواں
ویرن دا سینہ چم کے آکھے توں مڑ نئی آنڑاں چہرے نوں پڑھدی رئی اے کج بول میرا ویرن لب کھول میرا ویرن صدقے میں تیرے جاواں
کلی میں بہہ کے روناتوں کول وی نئی ہوناودھ جاوے مرض میری کیویں زندگی گزاراں جے لینڑیاں نے ساراں مل بیٹھیاں میں راواں
نگراں ویڑیاں دی ماری وچھوڑیاں دی مٹیاں تے روندی بہہ گئی خبرے اے کی ارادہ اکبرؑ اے تیرا وعدہ کیہڑی آس تے نبھاواں
اصغرؑ نوں لے کے کھڑیاں اکبرؑ مہاراں پھڑیاں ہائی کربلا تیاری صابر شبیرؑ آکھے اصغرؑ نوں کی سنایا لالئیاں گل چوں باہواں

جیویں بابا راضی اوویں صغریٰؑ راضی

نہ اولے بے بے رو میرا چاچا غازیؑ
جیویں بابا راضی اوویں صغریٰؑ راضی
میں جاندی ہاں پابند ہے تو تینوں کج نئ آندی
جیویں بابا راضی اوویں صغریٰؑ راضی

میرا ناں جے نئ فہرست دے وچ اے تیرے نال گلہ کوئی نہیں
اے پور مسافراں وچ چاچا تے میں بیمار دی جاء کوئی نہیں
جیویں نبھنی اے زندگی نبھ ویسی ہُن میں دکھیا دی

مینوں کلیاں چھوڑ کے ٹر جاناں اے منظر عین قیامت دا
تو فکر نہ کر میں راضی ہاں ایہو فرض ہے پاک امامت دا
تیرے سامنے قسم میں چیندی ہاں تیری پاک وفا دی

جیویں بابا راضی۔۔۔۔۔

میرے حصّے درد وچھوڑا اے تینوں نئی مجبور کریندی میں
میں چوٹیاں والے ویرن کوں پئی ول ول کے گل لاندی میں
میرے حوصلہ ویکھ میں ویکھنی نہیں چن ویر دی شادی

ماں ام البنینؑ دا لالؔ صدا شالا چاچا تو شاد رہویں
اپنے سردار دے قدماں وچ محشر تائیں آباد رہویں
تیار عماری تھی گئی اے چا عونؑ دی ماں دی

شاعر و سوز: لالؔ حسین حیدری
بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی۔

ہائے میں جانڑنی آں

ہائے میں جانڑنی آں، ہائے میں جانڑنی آں

تو نئیں ولنڑا اکبرؑ، نئیں ولنڑا میرے بابے، نئیں ولنڑا ویر اصغرؑ

دھی ہاں امام دی میں، میتھوں کج وی نہ لکیاں اے

سنگ پور دے سی جہیڑا، اَج سانگاں اوٹُٹیاں اے

کربل ہے جاوساناں، کسے وی نئیں پھیراں پاناں، ایہو میرا اے مقدر

مینوں آن دا تو کہہ کے، جاناں اُڈیکاں لا کے

میتھوں ہور نئیں او ہونا، وِچ کربلا دے جا کے

راواں آں مل کے بینا، تیرا او چھوڑا سہنا، مل کے ہے بینا میں در

نئیں پورے ہون میرے، اَرمان ویر تیرے

نئیں لیکھاں دے وچ لکھیاں، تیرے ویکھدی میں سہرے

کلیاں رہ میں جاناں، کربل تو جاوساناں، آکھے صغراؑ وین کر کر

ہائے میں جانڑنی۔۔۔۔

جدوں لاوے اینوں سہرے، نئیں صغریٰؑ کول ہونا

توسفر اس دے وچ ہونا، ایتھے بہن تیری رونا

سکدی نت میں رہنا، تیرا او چھوڑا سہنا، آ کھے چم کے ویر دا سِر

مینوں چھڈ کے کلیاں چلیاں، زھراؑ دیاں نے جائیاں

میرے لیکھاں دے وچ لکھیاں، خالق نے اے جدائیاں

کسے وی نئیں کول ہونا، کلیاں میں بے کے رونا، بابل دا تک کے میں گھر

صغراؑنوں روندا چھڈ کے، سارا پور ٹرپیا اے

خورشیدؔ درداں ماری، رئی دیندی اے صدا اے

کلی ہی رہ گئی آں، بس ہانواں پہ گئی آں، روناسب نو یاد کر کر

شاعر: خورشیدؔ حیدر

ویر اکبرؑ توں چلیاں اے کربلا۔ الوداع

ویر اکبرؑ توں چلیاں اے کربلا، الوداع خیری جا توں اپنے آون دا یا مینوں بلاون دا وعدہ تے کر بھرا
ماں فاطمہؑ دے روضے یا تُربتِ نبیؐ تے، ویرن میں روز جاواں گی تیرے بعدوں اکبرؑ بس ایہو قبراں نیں ، صغریٰؑ دا آسرا
چن ویر اے وچھوڑے ہن ہو گئے نیں سچے، اے دُکھ نبھانے پینے نے میں وچھڑن دے غم نوں نبھاواں گی تے توں، سفراں دے دُکھ نبھا
جنج میّتاں نوں لوکی وچ قبر نے لہاندے، محمل توں انج میں اتری آں جے نئیں کھڑنا مینوں تے فیر انا للہ ، میری ویر پڑھدا جا
ویرانیاں دے بعدوں نئیں آندیاں بہاراں، بس اج توں ہن خزاواں نے میرا گھر تے اکبرؑ اجڑ ای جاناں اے ، کربل توں لکھ وسا
تن چیزاں وچھڑی صغریٰؑ ثقلینؔ پورے گھر چوں، چم چم کے روندی ریندی سی مصلے عابدؑ دا تے جھولا اصغرؑ دا ، اکبرؑ دے نقشِ پا

شاعر: حسنین اکبرؔ و ثقلین اکبرؔ

سوز: ثقلین اکبرؔ

کربل دے پاسے ٹُر گئے صغریٰؑ دے ویر سارے

کربل دے پاسے ٹُر گئے صغریٰؑ دے ویر سارے

اللہ جانے کیویں لوکو راہ تکدی رئی کھلو کے

ویراں دے جاندی وارے

صغریٰؑ دے آس بختاں تے کی آ گیا زمانہ

بابے دے نال اکبرؑ اج ہو گیا روانہ

میں اُجڑی درداں ماری ایناں خالی ویڑیاں وچ

کنڈاں نوں ٹکراں مارے

گھوڑے دی باگ پھڑ کے اکبرؑ نوں آکھے صغریٰؑ

شگناں دے لاگ سارے مینوں دے کے جاویں ویراں

تیرے کیتے وعدیاں تے زندگی دی شام تائیں

کرساں میں انتظارے

کربل دے پاسے۔۔۔۔۔

بابے دی جائی من کے محمل اُتے بیٹھالے
تو شکل واں نبی دی اُجڑی تے ترس کھالے
مینوں کلیاں جڈ نہ جاویں پھوپھیاں دے قافلے وچ
کر لے مینوں سوار اے

اجڑے گھراں دے جندرے جس ویلے سین کھولے
ویراں دا نام لے کے روندی اے ہولے ہولے
ہائے کلیاں سونئیں سکدی ویراں دیاں غماں وچ
بیٹھی ہوئی بیمار اے

سوز: اصغر خان

ول وطنی موڑ مہاراں وے

ول وطنی موڑ مہاراں وے

تیری آس دے دیوے بالنیاں، آ ویراں

میرے وانگ نہ دکھیا ہووے نہ رات نوں اُٹھ اُٹھ رووے

راہواں وچ پئی کرلاواں وے اک واری آ مل جا ویراں، آ ویراں

دکھیا داوقت اخیر اے کیوں لین نئیں آیا ویرا اے

نئیں ویر توں لئیاں ساراں وے تیرے بیٹھی قدم چھپا ویراں، آ ویراں

مینوں ماریا ویر جدائیاں تینوں لکھ لکھ چھٹیاں پائیاں

کینوں جا کے حال سناواں وے کھڑی سر تے ویکھ قضا ویراں، آ ویراں

تیری ویراں بھین پیاری پئی روندی اے درداں ماری

مدّتاں توں ویر بیماراں وے مینوں آن کے سینے لا ویراں، آ ویراں

ول وطنی موڑ۔۔۔۔۔

کربل وچ پے گئی لٹ وے، گئی کمر حسینؑ دی جھک وے

عابدؑ ہتھ پھڑیاں مہاراں وے، وے میں چلیاں شام دے راہ ویراں، آ ویراں

کہیا کین اندھیریاں جھل پئیاں، بن قیدی شام نوں ٹر پئیاں

لے ویرن میریاں ساراں وے، میںنوں ویکھ کے روندے راہ ویراں، آ ویراں

پتھراں دیاں بارشاں وس پئیاں، تیرے بال بچاندی رہ گئیاں

تیرے دشمن لوگ ہزاراں وے، گئی میںنوں شام مکا ویراں، آ ویراں

کیوں خیمے آن کے ساڑے، اونوں کیڑا رب سمجھاوے

کوئی سن دائئ چیخ و پکاراں وے، ٹر پئیاں شام دے راہ ویراں، آ ویراں

جاویدؔ سکینہؑ رووے، دُر شمر کمینہ کھووے

عرشاں تے پئیاں پکاراں وے، ایتھے بولن دی نہ جاء ویراں، آ ویراں

شاعر و سوز: ایم جاویدؔ

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے
پردیس جانے والے پھر لوٹ کر نہ آئے

میں منتظر ہوں کب سے بیٹھی ہوئی ہوں در پر
اب موت کے پسینے میری جبیں پہ آئے

جب چاند دیکھتی ہے وہ عید کا فلک پر
کچھ چاند اپنے گھر کے صغریٰؑ کو یاد آئے

صغریٰؑ نے خط میں لکھا بیکار ہے یہ جینا
نہ موت آئی مجھ کو باباؑ نہ آپ آئے

پردیس جا کے اکبرؑ بھولے ہیں اپنا وعدہ
بھیا کو یاد وعدہ جا کر کوئی دلائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے۔۔۔۔

کرتی ہے عید کے دن اشکوں سے وہ چراغاں
عیدی میں اب وہ دُکھیا بس دکھ ہی تو پائے

رو رو کے عید گزری نوروز بھی گزارا
بچھڑے ہوں جسکے اپنے وہ عید کیا منائے

اکبرؑ سے جا کے کہنا مرتی ہے تیری صغریٰؑ
جب کربلا کی جانب یثرب سے کوئی جائے

چہرے پر انگلیوں کے اب تک نشاں ہیں باقی
زندان میں سکینہؑ روتی ہے منہ چھپائے

کیا مختصر سپاہ ہے جیسے کہ کربلا میں
شبیرؑ زندگی کے لے کر اصول آئے

روئے کہ دے تسلی بے آس قیدیوں کو
حال اپنے دل کا زینبؑ جا کر کسے سنائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے۔۔۔۔

لاشِ حسینؑ پر آئی یوں علیؑ کی بیٹی
روضہ پہ مصطفےٰؐ کے جیسے کہ بتولؑ آئے

خاموش بہہ رہے ہیں آنکھوں سے خوں کے آنسو
سجادؑ تو نے دل پر کیا کیا نہ زخم کھائے

خیمے جلانے والے ہیں جاں نشیں انہیں
بنتِ نبیؐ کے گھر پر جو آگ لے کر آئے

شاید مباہلے کی پھر آپڑے ضرورت
زہراؑ کی بیٹیوں کو شبیرؑ ساتھ لائے

تم اہلِ حسبُنا کیا قرآں سمجھ سکو گے
اخترؔ فقیر کی جب باتیں سمجھ نہ پائے

شاعر: اختیار حسین اخترؔ چینوٹی

اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے

اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے
کرتی رہی چراغاں روضے پہ مصطفےٰؐ کے

زہراؑ کا چاند چمکا کرب و بلا میں آ کے
ٹوٹے جہاں ستارے والشمس والضحیٰ کے

قاسمؑ کے سر پہ سہرا پہنا گئی جوانی
طٰہٰ کی چند کلیاں کچھ پھول اِنّما کے

شبیرؑ گر نہ ہوتے ملت بدل رہی تھی
اسلام پر ہیں احساں مظلومِ کربلا کے

ناموسِ مصطفےٰؐ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں
سجادؑ کے گلے میں تھے طوق حسبُنا کے

اجڑے ہوئے گھروں۔۔۔۔

اس شانِ بے کسی پر شرما گئی قضا بھی
حرمل کی سمت دیکھا اصغرؑ نے مسکرا کے

غازیؑ ترا کہاں تھا جب دُر چھنے سکینہؑ
روتی رہی طمانچے شمرِ لعیں کے کھا کے

بنتِ نبیؐ کی اخترؔ امت نے قدر کیا کی
دربار میں گئی تھی زہراؑ سند اُٹھا کے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی
سوز: قمر عباس

دربارِ نبیؐ میں شام ڈھلے بیمارؑ چراغ جلاتی ہے
سُن سُن کے صدا بابا بابا زہراؑ کی فغاں یاد آتی ہے
بابا نثارؔ حیدری

ہائے ویران گھراں وچ رووے

ہائے ویران گھراں وچ رووے بیمار کھڑی
ایسی وچھڑی نہ ملی فیر علی اکبرؑ نوں کدی

آجا پردیسیاں ویراں میں تیرے راہ ویکھاں
جوڑا شگناں دا بنایا میں ویراں تیرے لئی

نال اصغرؑ نوں وی لے آوے جے علماں والا
فیر میں جانڑ نہ دیواں کدی ساری زندگی

خیر ہووے تیری اکبرؑ میں دعاواں کردی
تو تے ستویں نوں ویراں لینڑ مینوں آؤنڑاں سی

میں ہاں بیمار ویراں کیویں تیرے کول آواں
پند کربل دی مدینے توں اے دشوار بڑی

ہائے ویران گھراں وچ۔۔۔۔۔

جیوندی مر جاوے گی صغریٰؑ نے جدوں اے سنڑیاں
کھا گئی اکبرؑ دے کلیجے نوں ظلم دی برچھی

قاصدا جاویں تے اکبرؑ نوں کویں رو رو کے
سانواں گنڑدی ہوئی ہمشیر نوں مل جا چھیتی

اللہ جانے کیویں نبھ گئی ایدی کلیاں اخترؔ
جاگ کے راتاں گزارے بہن خاباں دی ڈری

اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

جاتا ہے جو فرزندِ زہراؑ ہر ایک ہے محوِ آہ و بکا جبریلؑ کے لب پر ہے یہ صدا شبیرؑ مدینہ چھوڑتے ہیں جبریلؑ کے دل کو غم ہو نہ کیوں جھولے میں جھلایا ہے برسوں روتے ہیں امینِ وحیِ خدا شبیرؑ مدینہ چھوڑتے ہیں	استاد قمرؔ جلالوی

صغریٰؑ توں وچھوڑے دے صدمے نئی جھلے جانے

اختؔر حسین اختؔر، راوی روڈ لاہور	
	صغریٰؑ توں وچھوڑے دے صدمے نئی جھلے جانے رب جانے اودے ویرن ہائے کربل توں کدو اونے
	پیغام کوئی گل دئی بابل میں نیماڑی نوں میرے ویر نے شگناں دے سہرے نے جدوں لانے
	میں جیناں دے سنگ رل کے اصغرؑ نوں کھڈاندی ساں میکوں ویر لوکاں ونڑا او کی ہویا خدا جانے
	اکبر جے پتہ ہوندا تینوں جان نہ دیندی میں پردیس چہ جاکے توں میں‌نوں خط وی نئیں اوپونے
	ہائے لاشہء اکبر تے شبیرؑ کھڑا آکھے اٹھ پڑھ لے میرا بچڑا خط بھیج یاں صغریٰؑ نے
	جس دن دا علی اکبرؑ پردیس وسایا اے اُس دن توں ایں نانے دا روضہ وی پریشاں اے
	تیرے سوگ چہ پڑ دینے زنجیر زنی کردے اخترؔ جے ہزارہ اج ہائے مولا تیرے دیوانے

صغریٰؑ دیاں ویراں نوں ہن کون لے آوے

صغریٰؑ دیاں ویراں نوں ہن کون لے آوے لوکو وچھڑے تے اک دن مل پیندے مویاں نوں کون ملاوے
جیڑی وچھڑی نہ کدی ویراں توں کیوے کلیاں وقت گزارے گی صغریٰؑ کدی اکبرؑ دا کدی اصغرؑ داناں لے لے کے کرلاوے
ویران گھراں دے ویڑیاں وچ ہائے کوکاں مار کے روندی اے تیرے ویرن موڑ کے نئیں اندے اینوں ہر کوئی سمجھاوے
مینوں خاب ڈرانے آندے نے میرے ویر دیا رب خیر ہووے اکبر نوں ناناسائیں برچھی توں کون بچاوے
میں روز دعاواں منگنیاں نانے دی قبر تے رو رو کے مل جاوے ویرن اک واری یا خط کوئی خیر دا پاوے
جیڑی اخترؔ پیر نشاناں تے ہر روز ہی روندی رئندی سی اُنوں اوندے ویر دے وچھڑن دا ہر روز ہی درد ستاوے

اخترؔ حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

آجا علی اکبرؑ آ

آ جا علی اکبرؑ آ، آ جا علی اکبرؑ آ
لے ساراں بھین بیمار دیاں متاں مک نہ جاون ساہ

قاصد بھیجے خط وی پائے ویرن چیتے خوب پُلائے
فیر بے شک ویرن مڑ جاویں ایک وار تے گھر نوں آ

اکبرؑ تینوں سہرے لاواں واگ پھڑاں تیرے شگن مناواں
بڑے چیرتوں بھین نماڑی نوں تیری جنج ویکھن دا چاہ

پتراں باج نہ جیون مانواں بھیناں سون نہ باج بھراواں
میرا چوٹیاں والے اصغرؑ نوں بڑا ملن نوں جی کردا

فجر ویلے دا جی گھبراوے اے گل نانا سمجھ نہ آوے
میں شام دی بالدی تھک گئی آں اج دیوا نئیں بلدا

آجا علی اکبرؑ آ۔۔۔۔۔

خاب اے ویلڑے تک تک ہاری روندیاں ویکھیاں ویر مہاری
میں شام دیاں بازاراں وچ ڈھٹی روندی ماں زہراؑ

نانے نوں جا پچھدی اے گلاں جد سینے غم مار نہ چلاں
جا دیس بیگانے ویر نانا کیوں دیدن دیس بھلا

اے بی بی تیرا اخترؔ ورگاہ ہتھ بندھ کے رو عرضاں کردا
تینوں واسطہ وچھڑیاں ویراں دا میری اجڑی جھوک وساں

شاعر و سوز: اخترؔ حسین اخترؔ

https://www.youtube.com/watch?v=9Cf_UCg86_k&t=349s

اللہ منظور دعاواں کریں بیمار دیاں

اللہ منظور دعاواں کریں بیمار دیاں
خیریں وطناں تے چہ آون جھوکاں سرکار دیاں

موت پتراں دی تے زینبؑ نوں نئیں او مار سکی
پیشیاں مار گئیاں شام دے دربار دیاں

تیر نوں ویکھ کے ہنسیاں تے ودھائی گردن
ویکھو جرتاں ایس چھوٹے جے وفادار دیاں

لے کے ہتھاں وچ پیالہ بیٹھی جھولے کولے
تانگاں رکھیاں نے سکینہؑ نے علمدار دیاں

جیوندی مر جاوے گی صغریٰؑ نے جدوں اے سنیا
ویر دے سینے تے برچھی دے ہوئے وار دیاں

اللہ منظور دعاواں۔۔۔۔

توں وی آیا نئیں او بابل میں وی مر دی جاواں
کون نگرانیاں کرسی تیرے گھربار دیاں

میرے ویراں نوں ملا دے رو رو آکھے صغریٰؑ
جھاڑو بردار میں نانا تیرے دربار دیاں

رو رو مر جائے گی صغریٰؑ اے جے سنڑیاں خبراں
ویر دے سینے تے برچھی دے ہوئے وار دیاں

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ

بیمار تصوّر کرتی اے اصغرؑ نوں سکینہؑ پھڑ دی اے
گلاں توتلیاں وچ گودی دے ہمشیر نوں ویر سناندا اے

بابا نثارؔ حیدری

کیہڑا در دی ویر اکبرؑ نوں موڑ لے آوے

کیہڑا در دی ویر اکبرؑ نوں موڑ لے آوے مدّت دے وچھڑے بہن بھرا نوں آن ملاوے
ڈھل دیاں شاماں ویر دے راہ وچ روندی نوں اُجڑے گھر وچ رات دے ویلے چین نہ آوے
پوچھ کے روندی ویر میں جاندیاں ارائیاں توں شاید تیرے آون دی کوئی خبر سناوے
روون گلیاں ویکھ کے حالت اُجڑی دی بھین بیمار تے اکبرؑ تینوں ترس نہ آوے
کوئی نئیں دسدا ویر علاج وچھوڑے دا منگ دعا ہن ویراں میئنوں موت آجاوے
بال کے دیوے لکھ لکھ منتاں من دی میں جس ویلے میئنوں اکبرؑ تیری یاد ستاوے
ایہو چاہ نے ویرن بہن نماڑی نوں تیرے سِر تے بابل سہرے آپ سجاوے

کیہڑا درد دی ویر۔۔۔۔۔

جس دن جندرے اُجڑے گھر دے کھلڑے نے ایسے تانگ چہ زندگی میری مکدی جاوے
سوچنی آں کیوں اکبرؑ لین توں آیا نئیں ایہو درد تے ویرن میری مرض ودھاوے
رات دے ویلے ڈر کے ویرااں روندی میں جے کوئی خاب ڈرؤناں اکبرؑ مینوں آوے
انج لگدا اے توں اکبرؑ واپس آؤنڑاں نئیں فجر توں میں اُجڑی داویرن دل گھبراوے
دسویں دادن ڈھل گیا راتاں پئے گئیاں نانے دے دربار دا دیوا بجھدا جاوے
وچھڑ کے کوئی سردارؔ آیا پانی رووے نہ نہ کوئی راہ وچ صغریٰؑ وانگوں ترلے پاوے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

اکبر دے وچھوڑے نے میری جان مکائی

اکبرؑ دے وچھوڑے نے میری جان مکائی
جیڑے دن دا گیا اکبرؑ کوئی خبر نہیں آئی

بہہ نانے دے روضے تے جدوں وین میں کرنی آں
کئی وار اماں زہراؑ روندی نظر آئی

ہر روز دعا مگدی ملے ویر مینوں آ کے
اودے راہواں وچ رونیاں میں درد ستائی

میرے نال تے وعدہ سی آوانگاں میں ستویں نوں
تیرے وعدے دن رت اکبرؑ رو رو کے لگائی

میرے ہاں دیاں مینوں ہر روز ایہو آکھن
تیرے حصے دے ویرن نے تیری یاد بھلائی

اکبرؑ دے وچھوڑے۔۔۔۔

ویکھاں گی کدوں اکبر تیرے سر تے سجے سہرے
دیوے گا کدوں اکبر مینوں واگ پھڑائی

اکبر دے سوئے کپڑے وچ خواب دے ویکھے میں
ایس خواب دی ناناکوئی مینوں سمجھ نئیں آئی

سردارؔ نوحہ لکھ کے دے پرسہ توصغریٰؑ توں
جنے ویر نوں شگناں دی مہندی وی نئ لائی

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

ہائے مار گئے مینوں ویراں دے وچھوڑے

ہائے مار گئے مینوں ویراں دے وچھوڑے
آجا وے ویر جیویں دن زندگی دے نیں تھوڑے

چھڈ ویر توں مدینہ کربل چہ لایا ڈیرا
میں آندیاں راہیاں توں پُچھنی آں حال تیرا
اکبرؑ تیری جدائی میرا خون پئی نچوڑے

روضے تے بال دیوے منگی آں میں دعاواں
اک واری آجا اکبرؑ تینوں نال سینے لاواں
مرجاندی ایسے غم وچ جے ویر وعدے توڑے

تکیا اے خاب دادی چلی خون دی ھنیری
مہندی ہتھاں نوں لا کے روندی اے بھینڑ میری
بنرے دے ہوئے ٹکڑے امڑی پئی لاش جوڑے

ہائے مار گئے مینوں۔۔۔۔

رئیاں آساں میرے دل وچ ہائے پوریاں نہ ہوئیاں
بنڑیا سی لاڑا قاسم جن سنگ پھپھیاں روئیاں
امڑی دے سر چہ مٹیاں جنج پائے کالے جوڑے

جیڑی تیرے نال ہوئی مینوں کہہ گئیاں ہواواں
تیری لاش اُتے اکبرؑ ہائے روندیاں نیں ماںواں
ظالم نے مار برچھی سنگ تیرے میرے توڑے

میں رواں بیٹھی کلی اتوں کھانڑ آوے ویڑہ
چالی گھراں نوں جندرے آ کھول ویر میرا
سردارؔ کوئی جا کے صغریٰؑ دے ویر موڑے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

اکبرؑ دیاں راواں توں نظراں نہ ہٹاندی اے

اکبرؑ دیاں راواں توں نظراں نہ ہٹاندی اے جدوں تیز ہوا چلدی قدماں نوں چھپاندی اے
ایہو ویر داوعدا سی میں ستویں نوں آواں گا جے آپ نہ آیا تے خط خیر داپاواں گا خط دے کے قاصد نوں صغریٰؑ سمجھاندی اے
میں خاب چہ غازی داڈھا عَلَم تے ڈر گئیاں مئینوں قسم ہے بابے دی میں جیوندیاں مر گئیاں کھلے وال نے زینبؑ دے غازی نوں بلاندی اے
دن رات میں رونی آں ویراں توں جدا ہو کے پیغام دیّا صغریٰؑ قاصد نوں سی رو رو کے آکھیں شکلِ پیغمبرؐ نوں تینوں بہن بلاندی اے
رب جانے کیوں دادی سلمٰی اج بول دی نئ کئی وار بلایا اے دروازہ کھول دی نئ اِنج لگدا کوئی میتھوں اج چیز لُکاندی اے

اکبرؑ دیاں راواں توں۔۔۔۔۔

جدوں قاسمؑ کبرہؑ نوں میرے پیو پرنایا اے افسوس میں اُجڑی نوں کوئی لین نہ آیا اے ایہو گل میں اجڑی نوں نانا تڑفاندی اے
پتہ ویر دا پوچھنی آں سب جاندیاں راہیاں توں آکھے جان چھوڑانا نا بے رحم جدائیاں توں روضے تے جدوں دیوے بیمار جلاندی اے
ہائے وچھڑیاں ویراں دی کدے تانگ وی مکدی نئ گھر آجا علی اکبرؑ میری ہنج وی سُکدی نئ برباد گھراں وچ بہہ کلی کُرلاندی اے
آکھیں فضل دے بابے نوں تیری عمر دراز ہوئے نہ نال سکینہؑ دے میرے وانگ نراض ہوئے جہڑی ویر علی اصغرؑ نوں سردارؔ کھڈاندی اے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

بیمار دی جے ہووے پوری اے دُعا نانا

بیمار دی جے ہووے پوری اے دُعا نانا
سر ویر دے سہرا سجے ہتھ شگناں دا گانا

میرا حال نبھایا اے ہائے درد وچھوڑے نے
انج لگدا اے زندگی دے دن رہ گئے نے تھوڑے نے
ملدی اے کیہڑی جاء توں درداں دی دوا نانا

دستور زمانے دا ویراں نوں لگن سہرے
بن پلو بھراواں دے ہائے بھیناں چُمن سہرے
میں کول نئیں اکبرؑ دے کی میری خطا نانا

شگناں دے جدوں ویلے ہائے ویراں تے آوندے نے
ناراض ہوون بھیناں ہتھ جوڑ مناندے نے
میرے نال میرا اکبرؑ ہویا اے خفا نانا

بیمار دی بے ہووے۔۔۔۔

تعبیر میں پچھنی آں ہائے خواب ڈراؤنے دی
آواز سنی نانا میں پھپھیاں دے رونے دی
میں خواب نمانی دی، گیا جان مکا نانا

چاہ ہوندے نے بھیناں نوں ہائے سکیاں بھراواں دے
میرے چاہ نیئں ہوئے پورے ہائے رونی آں راہواں تے
وعدہ میرے اکبرؑ دا ہویا نیئں وفا نانا

شاعر وسوز: یوسف سردارؔ، کراچی

یہ وچھوڑا کدے وی مکڑا نئ، رونا صغریٰؑ دا نال رکنا نئ
غم شہروزؔ یہ آباد رووے یہ دعاواں نے عزاداردیاں
ملک شہروزؔ حیدر

دونویں عیداں ویراں اکبرؑ روندیاں لنگیاں

دونویں عیداں ویراں اکبرؑ روندیاں لنگیاں
آوے وطن شالا اکبرؑ اے دعاواں منگیاں

دن عید دے بھیناں ویراں کول آ کے
ہائے لیندیاں عیداں نویں کپڑے پا کے
مینوں چھڈ گئیوں کلی نیؤں کیتیاں چنگیاں

اک رات جدا نہ ویراں توں ہوئی
ایہو سوچ کے روندی میرے کول نئ کوئی
بیماریاں اکبرؑ تائیں موتاں منگیاں

اج ڈھل پیاں ویراں دسویں دیاں شاماں
دربار نبیؐ تے سنیاں نئیں ازاناں
پیا بلدا اوے روضہ جدوں ویر میں لنگیاں

جہیڑا خواب چہ ویرن میں دیکھیا منظر
مینوں قبر دیوچ وی نئیں بھلنا اکبرؑ
غازیؑ دیا بہنواں نیزے تے ٹنگیاں

دونویں عیداں۔۔۔۔۔

کج گود چ لیکے کوئی انگلی لا کے ویراں نوں بہناں ہائے خوب سجا کے میں ویکھ کے روندی ہائے ہجر دی ڈنگیاں	شاعر و سوز: یوسف سردارؔ
میں خواب چ دیکھے پئے رلدے سہرے پئی موت وے پھر دی بابل دے وھیڑے ہائے تریاں زلفاں وچ خون دے رنگیاں	
گلیاں وچ دیکھی میں روندی زہراؑ ویران وے دسدا اج یثرب سارا رووے نجف دا والی نئی خواباں چنگیاں	
نانے دے سر وچ کربل دیان خاکاں میرے پیوں دے تن تے نہیں ویر پوشاکاں تیراں دیاں نوکاں وچ بدن نوں لنگیاں	
سردارؔ وے لے عرضاں پیار ورو کر دا میرے روگ مکا دے صدقہ اکبرؑ دا نہیں سہہ سکدا میں اے دکھ تے تنگیاں	

آوے ویرو چھوڑے تیرے

آوے ویر وچھوڑے تیرے لٹیا دل دا چین پکھرو وی سن روندے ویرن میں دکھیا دے وین
چن محرم دا جدوں چڑھیا ویکھ کے دل بیمار دا ڈریا لنگ گئی ویر تاریخ ملن دی رو رو آکھے وین
شام دیاں جدوں ملدیاں بانگاں سینے وجدیاں غم دیاں سانگاں جیویں میں وچھڑی ہاں ویرن نہ وچھڑے کوئی بھین
آساں توڑ کے ویر میں بہہ گئی رون لئی میں کلیاں رہ گئی نہ تو ویر سندیساں گلیاں نہ آیوں مینوں لین
نانے دے دربار کھلو کے بال کے دیوے کیندی رو کے ویر اکبرؑ دیاں نانا مینوں تانگاں لگئیاں رین
چم کے پیر اکھیاں نال تیرے روندی ویرن شام سویرے انج نہ ویر دیاں راواں تے بھیناں روندیاں رین

آوے ویرو چھوڑے۔۔۔۔۔

جے ہوون دن شگناں والے بھیناں کپڑے کرن نہ کالے پا کے کیسری جوڑے نانا شگن مناندیاں رین
تیری راہ وچ اکبرؑ رل گئی تینوں میری یاد وی بھل گئی جے نئیں ویر تو واپس آؤنا مر جانا تیری بھین
لے چل نال میں کیندی رہیاں ایسے غم وچ مر دی پئیاں آخری ویلے بھین نوں مل جا آ جاوے مینوں چین
رات دے ویلے کلیاں ڈردی نہ جیوندی نہ ویر میں مر دی جندرے ویکھ کے اجڑے گھر دے کردی رو رو وین
گل کرنی سردارؔ اے سوکھی حشر دی منزل ڈاڈھی اُوکھی ماتم داراں دا بن ضامن آؤنا حسنؑ حسینؑ

شاعر:یوسف سردارؔ　　　　سوز:یونس سردار/یوسف سردارؔ

آوے آ چن ویرن

آوے آ چن ویرن میریا، آوے آ چن ویرن میریا میں راواں تک تک ہار گئی تیری یاد چہ مکھ نئ پھیریا
جدوں پنچھی شام نوں آندے میری حالت ویکھ کے روندے رب جانے کس دن وسنے نیں بابل دے اجڑے ویڑیا
پابندیاں رون تے لگئیاں کئیاں ظلم ہواواں چلیاں میں رونی آں رات نوں چھپ چھپ کے جند کھا گئے گھور ہنیریا
روضے تے رونی آں جا کے میں ویر چراغ جلا کے چک جھولیاں منتاں مننیاں کیوں بھین نوں ویر نکھیڑیا
اس گل دا ویر ارمان اے نہ ٹُٹ جائے بھین داماں اے چم چم اکھیاں نال رونی آں تیرے پیر میں شام سویریا
ڈھاخاب چہ وسدا خون اے میرا اُڈ گیا ویر سکون اے میرا پیو سردارؔ نوں ظالماں نے وچ کرب وبلا دے گھیریا

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

اکبرؑ دے آخری ساہ نے

اکبرؑ دے آخری ساہ نے خط آیا اے صغریٰؑ دا
برچھی نال ظالم توڑ دیتا کوئی وعدہ بھین بھرا دا

ہتھ جوڑ کے کہنا غازیؑ نوں تیرا جگ تے نانواں قائم روے
جے لکھ لیندا کدی ناں میرا ہوندا حال نہ اے صغریٰؑ دا

ناراض آں نال میں امڑی دے جنے ٹور دی واری دسیا نئیں
تیری رورو صغریٰؑ انجھنی اے گھر سانمبھ لیناماں دُکھیا دا

خط دے کے قاصد مولاؑ نوں جدوں پوچھیا کہڑا اکبرؑ اے
قاصد دیاں اکھیاں وس پئیاں تک ویر دکھی صغریٰؑ دا

خط لا کے کمنبھ دیاں ہونٹاں تے کر منہ یثرب دے ول اکبرؑ
آکھے آکے صغریٰؑ ویکھ تے سئی سینے تے زخم بھرا دا

اکبرؑ دے آخری۔۔۔۔۔

میں اکبرؑ تیری شادی لئی کج کیسری جوڑے سیتے نیں
ستویں نوں ویر توں آؤنا سی کیوں بدلیاں ویر ارادہ

پلو بندھیاں بھیناں ویراں نوں جدوں سر تے سہرے سج دے نے
میں مہندی گھول کے بیٹھی آں نئیں آیا چن لیلیٰ دا

سردارؔ ازل دی تختی تے تیرا ناں ہئی نوحہ خواناں وچ
تیری ہر مشکل حل ہونی اے صدقہ اس بھین بھرا دا

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

مینوں روز اُڈیکاں رہندیاں ہائے اکبرؑ

مینوں روز اُڈیکاں رہندیاں ہائے اکبرؑ ویرن تیریاں گلیاں دے ککھ وی روندے نیں ہائے سن کے ہاواں میریاں	شاعر و سوز: یوسف سردارؔ
اے ظالم تیر جدائیاں دے میرے نازک دل نوں چیر گئے آ ویکھ لے حال نماڑی دا پئیاں روکدیاں ساہواں میریاں	
لگ نظر گئی کسے ظالم دی زہراؑ دے وسدے ویہڑے نوں میں کلیاں بہہ کے کرنی آں چنداں نال گلاں تیریاں	
تسی مار کے جندرے ٹر گئے او مینوں جڈ کے روندیاں کیوں ویرن ویران گھراں ول ویکھ اکبرؑ وس پیندیاں اکھیاں میریاں	
مینوں بال ایانے پوچھدے نے کدوں ویر تیرے نے آونا اے میرے پیڑھ کلیجے اُٹھدی اے نئیں اُوندیاں خبراں تیریاں	
رب جانے کس دن ملنا اے میں کبراؑ نال سکینہؑ نوں من منتاں دیوے بالے نے نئیں سنیا عرضاں میریاں	
صدقہ عبّاسؑ دے بازوؤں دا اکبرؑ دی پاک جوانی دا سردارؔ یہ رو رو کیندا اے کر پوریاں آساں میریاں	

آ جا توں ویر اکبرؑ بیٹھی آں مل کے راہواں

آ جا توں ویر اکبرؑ بیٹھی آں مل کے راہواں
اینج ہور کوئی نہ وچھڑے منگنیاں میں دعاواں

میرے دل نوں کیتا زخمی ہائے تیریاں جدائیاں
جیڑے دن دا ٹور گیا توں مینوں نیندراں نئیں آئیاں
میرے وین سن کے اکبرؑ ہائے روندیاں ہواواں

مہمان چند دیناں دی رو رو پکار دی اے
تیرے سر تے ویکھاں سہرے خواہش بیمار دی اے
مینوں ڈے کے ٹور گیا توں ہائے کیسی یاں سزاواں

رب جانے تینوں کیویں میری یاد بھل گئی اے
آ ویکھ بھین تیری راہواں چہ رل گئی اے
سینے دے زخم تینوں میں کس طرح وکھاواں

آجاتوں ویر۔۔۔۔۔

اک خاب نے ڈرایا ہر ویلے ویر روندی
میں ویکھیاں پھوپھی نوں والاں چہ منہ لوکاندی
تعبیر کوئی نئیں ڈسدا کینوں خاب میں سناواں

شالا نہ سیداں تے اینج ظلم کوئی ہووے
بیمار بے کے کلی راہواں دے وچ نہ رووے
سردارؔ جھولی چک کے منگدا جے اے دعاواں

شاعر و سوز: یوسف ردارؔ

اکبرؑ کا جہاں سر ہے وہیں جونؑ کا سر ہے
شبیرؑ کازانو ہے مساوات کی دنیا
اخترؔ حسین چنیوٹی

نانا رورو تکنی آں چن ویر دیاں راہواں

ناناؑ رورو تکنی آں چن ویر دیاں راہواں
میریاں دن رات اُڈیکاں وچ مُک جانڑ نہ ساہواں

کلیاں بیمار نوں ناناؑ نیند نہ آوے
ویراں دی خیر منگدی بیمار مر نہ جاوے
کی کراں تیریاں انتظاراں بن گئیاں سزاواں

پردیس وچ کتے نہ تیئنوں نیند آندی ہووے
صغریٰؑ بیمار اُجڑی اے سوچ سوچ رووے
چوٹیاں والیا ھُن تے آجا تیئنوں لوری سناواں

تعبیر تے ڈسا دے مینوں خاباں نے ڈرایا
اکبرؑ نوں مونڈیاں تے بابے نے کیوں ہے چایا
روندا اچُم کے بتولؑ جایا چاچے دیاں بانواں

ناناروروتکنی آں۔۔۔۔

خط وچ ہزار دکھ درد سارا لکھ نائیں
بے جان لفظاں میرا کی دُکھ بھرانوں دس نائیں
رب کرے اے درد میں اکبرؑ نوں کدی آپ سناواں

ہر گھر چہ مولاؑ ہوئے غازیؑ دی پرسہ داری
تیرے علم نوں پھڑ کے اکبرؔ یہ عرض گزاری
التجا ہوئے قبول میری منگدا اے دعاواں

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

فلک قابل مٹانے کے نہ تھی تصویر اکبرؑ کی
علیؑ کا نام، سن زہراؑ کا، صورت پیمبرؐ کی
نجم آفندی

اکبرؑنوں آکھی قاصد۔۔ویرن میں بیمار نیئں

اکبرؑنوں آکھی قاصد میر ادرد و چھوڑاویرن میں بیمار نیئں
ویرنا مینوں لکھ اعتبار تیر اپر ساہنواں تے اعتبار نیئں

کیندے نے لوک اینوں جدوں ہاشمی محلہ
چاچا حنفیا وی روندے ساڈے پیوٗ دا چم مصلہ
آکھدے نہ آساں لاصغریٰؑ ہن وسناں اے گھر بار نیئں

محمل توں تولہایا کیتی اے میں اطاعت
آیت سمجھ کے اے گل کر دی رئی تلاوت
جان لے تیری صغریٰؑ توں ہوندا تیرے حکماں دا انکار نیئں

تیرا حکم ویرا اکبرؑ ہائے میں تے بھل نیئں پائی
تو آکھیاں سی اے توں تایوں کربلا نیئں آئی
فاطمہؑ ہے ویرن نام میرا میں معجزے تو لاچار نیئں

اکبرؑنوں آکھی قاصد۔۔۔۔

ہو گئی اے مینوں عادت کلیاں میں رہ لواں گی
آپ آسکے تے آوی آوے نہ چاچا غازیؑ
پھوپھیاں اے سوچ کے نیئں سونا اج غازیؑ پہرے دار نیئں

سجادؑ نوں اے آکھی کلی اے تیری صغریٰؑ
صدرہ اُمید اں لاواں میرے نال گانہ سہرا
قافلہ ویرن تیار میرا پر قافلے دا سالار نیئں

کیندے نے جیڑے اکبرؔ قسمت دی گل اے ساری
اوناں نوں دس کنیزے تقدیر اس گھر دی
کربلا امت نے وار کیتا تقدیر دا کیتا وار نیئں

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

صغریٰؑ کلیاں رووے گی کر یاد بھراواں نوں

صغریٰؑ کلیاں رووے گی کر یاد بھراواں نوں

اک وار تے ملادے ویر اں دے نال نانا منظور کر دعاواں نوں

زینبؑ پھوپھی نے کیتے دروازے بند گھر اں دے کلثومؑ نے جندرے لائے

میرے پاسے تکیا نئی پھوپھیاں نے مڑ کے ہائے

کنڈ کر کے اووی رون تے میں وی رواں نانا چُمدی رئی رداواں نوں

اکبرؑ جے خط نہ سنڑیا بابے نوں جا سناوی میرے دکھ دا حال سنڑے نہ جے بابا

پتر اں ول مصروف ہووے میرا

خیمے جے کول جا کے دروازے تے کھلو کے اے خط سنڑ اوی مانواں نوں

کٹیا ہو یا سی بے شک لیکن فہرست اندر تحریر سی ناں صغریٰؑ دا

جس ویلے اکبرؑ نوں آندی سی یاد صغریٰؑ

صغریٰؑ داناں پڑھن لئی سفر اں چہ ویر اکبرؑ پڑھدا سی روز نانواں نوں

صغریٰؑ کلیاں رووے۔۔۔۔۔

گردن تے بوسے دے کے اصغرؑ نوں آکھی قاصد دن روز چڑھے لنگ جاوے
سفر اں توں وطناں نوں جدوں جی کرے او آوے
جیویں گیا سی جڈ کے میں ویر اوویں اج وی بیٹھی آں کھول باہنواں نوں

صغریٰؑ دے چولے سی تے اکبرؑ بھرادا سہر ا صغریٰؑ نے آپ بنایا
رب جانے ویراں نے کہیڑی جاء تے ڈیرالایا
تیراانتظار کردی قاصد اے جاکے آکھی ہر روز ویکھاں راواں نوں

اکبرؑ لے آیا برچھی اصغرؑ کھڈایا تیر اں سجادؑ رئیاں وچ قید اں
صغریٰؑ دے ویراں دے انج ناز کیتے لوکاں
اینا شامیاں نے اکبرؑ رج رج کے زخمی کیتا صغریٰؑ دے سارے چاہواں نوں

شاعر: ثقلین اکبر، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

ناناہائے اے سوچاں رئندیاں نے

نانا ہائے اے سوچاں رئندیاں نے بیمار نوں کدوں آونڑ گے وطناں تے کدوں ویرن شکل وکھاونڑ گے غم خوار نوں
میں منتاں کردی رہ گئی محمل تے وی بہہ گئی اکبرؑ آکھے لہہ گئی نئی بُھل سکدی او ویلا میں نئی بُھل سکدی بابے دے انکار نوں
تیرے دیوے روز جلاواں رو رو عرض گزاراں رات ویلے کُرلاواں کدوں مکڑے نے رونے کدوں آکے سینے لاوے گا لاچار نوں
نانا مئینوں خاب ڈراون زخمی سینہ وکھاون نیزے سامنے آون مئینوں ڈِسدیاں نے پھوپھیاں گل لاکے روندیاں بابے دی دستار نوں
معصومہؑ نوں میں تکیا چہرا خون نل بھریا ہتھ رخسار تے رکھیا پئی رو رو کے او اجڑی دریا تے واجا مار دی علم دار نوں
ثقلینؔ کرے اے دعاواں جگ تے ساریاں بھنڑاں جیون نال بھراواں کوئی بہن کدی نہ ترسے جیوے ترسی صغریٰؑ ویراں دے دیدار نوں

شاعر: ثقلینؔ اکبر، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

تانگاں ویراں دیاں ہائے نانا

تانگاں ویراں دیاں ہائے نانا صغریٰؑ نوں مار مکا گئیاں
ہائے رب جانڑے یاداں ویراں دیاں کیوں ہنجواں دے وس پا گئیاں

درداں دی ماری میں راواں تکدی رہ گئی
نہ توں آیوں میں ویرن روندی رہ گئی
جنوں گھلیا سی جوڑا شگناں دا میں اودی موت دی خبراں آ گئیاں

میں وی زہراؑ دی تصویر ہاں سب کجھ جانڑنی آں
خواباں دی اکبرؑ تعبیراں آپ وی جانڑنی آں
کیویں جیواں گی دل ڈردا رئیا جے تینوں برچھیاں کھا گئیاں

نانے نوں کہہ کے میرا اکبرؑ آندا ہووے گا
تک بند دروازے فیر سفراں تے ٹر جاوے گا
ایدی آس تے میں ہائے اکبرؑ ویراں دربار توں واپس آ گئیاں

ثقلینؔ اج دنیا ہائے جانجی بن گئی ساری
صغریٰؑ تیرے اکبرؑ دی ماتمی بن گئی ساری
کڈ لئی مہندی وچ گلیاں دے تیرے چن اکبرؑ دیاں لا گئیاں

شاعر: ثقلین اکبر، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

شام ہوئی ہائے صغریٰؑ پریشان اڈیکے

شام ہوئی ہائے صغریٰؑ پریشان اُڈیکے تینوں اکبرؑ برباد گھراں دی نگران اُڈیکے
تیرے پیراں دے نشاں تیرا سہرا گھانہ آسے پاسے شگناں دا سجا کے سامان اُڈیکے
آ مصلے تے بوہے ہر فجر توں پہلاں تیرا اکبرؑ بس نام سنن لئی اذان اُڈیکے
بھیج دے قاصد نوں دیر نہ لا صغریٰؑ تیرے خط نوں او آخری پل دا مہمان اُڈیکے
کیویں سب لاشہ وچ رئیا پوچھدا قاصد کتھے اکبرؑ جنوں روز مدینے چہ اودا مان اُدیکے
ماتمی اکبرؑ دا مینوں آکھے دنیا ایہوں بی بی ثقلینؔ جہان تے پہچان اُڈیکے

شاعر: حسنین اکبرؔ، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

ٹُر گئے کلیاں چھوڑ کے نانا صغریٰؑ دے بھرا

ٹُر گئے کلیاں چھوڑ کے ناناؐ صغریٰؑ دے بھرا
کدوں آن گے وطناں تے کدوں وسنا گھر میرا

مینوں اکبرؑ آپ لہایا اے کہہ کے مہمل توں
آوے گا چاچا غازیؑ تینوں لین لئی کربل توں
ایس آس تے جینا اے بھانویں مُک جاون میرے ساہ

اصغرؑ دا خالی جھولا میں روز ہلاواں
خواباں چہ دے لوری اونوں آپ سلاواں
جدوں اکھیاں کھول کے ویکھاں نئی ڈسدا ویر میرا

اصغرؑ نوں کھیڈ دا ویکھاں میں تیر کمان دے نال اے
کوئی مینوں آن ڈساوے میرے ویر دا کی حال اے
میرے جگر چہ پرچھی اے میرے صغریٰؑ آخری ساہ

رہنی اے شاد جگ تے حسنینؑ دی سرداری
جس غم چہ ہو رئی اے دنیا تے عزاداری
اس غم وچہ مر جاواں اصغرؑ دی ایہو دُعا

شاعر و سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

ہائے ویراں باجوں نانا چین نہ آوے

ہائے ویراں باجوں نانا چین نہ آوے
نہ وین کیتے نوں ویراں دا اِنج روگ ستاوے

جا کے کربل میرے اکبرؑ نوں قاصد اِے پیغام دیویں
اِک واری آ کے وطناں تے مینوں شکل وکھاوے

روز پیراں دے نشاناں نوں ویکھ کے غش کر جاندی اِے
صغریٰؑ دے وانگوں نہ کوئی اِنج صدمے اُٹھاوے

سامنے لیلیٰ دے ہو کے ہائے دِرداں ماری ویں کرے
اکبرؑ نوں آکھو محمل توں مینوں آپ لہاوے

پاک مظلوم دے پرسے وچ ایہو سوچ کہ رُوناواں
اِک وار ثمرؔ نوں کربل وچ مولا غازی بلدوے

شاعر: ثمر

سوز: اصغر خان

نانا کدوں ٹکڑیں نے وچھوڑے

نانا کدوں ٹکڑیں نے وچھوڑے

اک وار تے مِلا دے ہائے اُجڑی جھوک واسا دے ساہ رہ گئے نے تھوڑے

ناں تیرا میں روز لینی آں نقش پیراں دے ویر ناں کج کے بینی آں

دُکھ ودھ گیا اے میرا تیرے باجوں سُنجا ویڑا خون دل دا نچوڑے

تیرے وعدے دی شام وی اکبر میںوں روندی نوں چھڈ کے ٹُر گئی کیوے تیرے کول آواں

ہنجواں دے موتی لا کے بیٹھی آں ویر بنا کے تیری شادی دے جوڑے

رو کے بیٹھی آں نانا سائیں میں آ ویکھ خالی راہواں وچھڑے ویراں دے

سَکتے مُک نہ جان سانواں کدوں تائیں دیپ جلاواں ہتھ صغریٰؑ نے جوڑے

کل راتی میں خواب چ تکیا سہریاں والے ویر دے سہرے رُل گئے نے

لُٹیاں گیاں نے جھوکاں اکبر دے دل تے لوکاں مُنہ تیراں دے توڑے

نانا کدوں ٹکڑیں نے۔۔۔۔

پاک نانےؐ دے روضے تے جا کے دادی سلمہ دے نال میں رات دن رونی آں
ٹک جان انتظاراں وطناں دے پاسے موہاراں میر اویروی موڑے

علماںؑ والے دی پاک بانہواں دا صدقہ ثمرؔ نے وی ایہو کیتی اے دعا
صغریٰؑ دے وانگوں مولا ویراں دا قافلہ تک کے کوئی آساں لا کے نہ توڑے

شاعر: ثمرؔ

سوز: اصغر خاں

دی اذان اکبرؑ نے اور باندھی کمر شبیرؑ نے اور صفِ ماتم بچھا دی شاہؑ کی ہمشیر نے لاشوں میں کچھ دیر رستہ نامہ بر کا دیکھ کر موندلیں آنکھیں رسول اللہؐ کی تصویر نے خط سنایا شاہؑ نے جی بھر کے روئی بیبیاں کام نوحے کا کیا بیمار کی تحریر نے	بابا مختارؔ حیدری

راہواں چو آ اُٹھاوی صغریٰؑ بیمار نوں

راہواں چوں آ اُٹھاوے صغریٰؑ بیمار نوں

اِک واری علی اکبرؑ خط دا جواب بن کے، آپے ملن لئی آوے صغریٰؑ بیمار نوں

ماں پیو دے نال بابا کدوں رُسدیاں نے دھیاں

بابے نوں کیویں قاصد میں تے مان وچ رُسی ساں

کدی آن کے مناوے صغریٰؑ بیمار نوں

اصغرؑ دے بعد اُجڑی خاموش ہو گئی اے

آ جاوے ایدا اصغرؑ ہائے تو تلی زباں وچ

فیر بولنا سکھاوے صغریٰؑ بیمار نوں

شبیرؑ آکھدا سی ہتھاں چہ ہتھ پکڑ کے

تلیاں تے تیری اکبرؑ شگناں دی مہندی لاوے

مُدت توں ایہو چاوے صغریٰؑ بیمار نوں

صغریٰؑ بیمار نوں۔۔۔۔

دُنیا دے نال میرے مُک گئے نے سارے رشتے
دھی کہہ کے کوئی وی نہ سینے دے نال لاوے
کوئی بھن نہ بلاوے صغریٰؑ بیمار نوں

جدوں رونی آں دِنے میں چنڑ دی اے آ کے اتھرو
اے یاد تیری اکبرؑ راتی ھنیریاں وچ
ماں بن کے خود سلاوے صغریٰؑ بیمار نوں

قاصد نے کیویں دَسیا شبیرؑ کیویں سنیا
ثقلینؔ اُڈیکاں دا دُکھ مار دے گا اونوں
جا کے کوئی بچاوے صغریٰؑ بیمار نوں

شاعر: ثقلینؔ اکبر

کیہڑے دیس نوں ٹر پئے نے

کیہڑے دیس نوں ٹر پئے نے صغریٰؑ دے ہائے ویرن سارے جتھوں موت دی خبراں آنیاں نے وطناں تے نئی آؤنے راج دلارے
صغریٰؑ اے وین پایا اے کنج داخاب آیا میں قبر بنانداویکھیا اے بابے نوں دھپ وچ نہر کنارے
مینوں ایہو سوچ آوے اکبرؑ کتھے گیا اے سجادؑ نوں ٹرداویکھیا اے خاباں وچ پھوپھیاں دے میں سہارے
تکیا اے آیتاں دے سر توں غُلاف لے گئے بے کفن قرآن ریت اُتے سانگاں تے نے قرآن دے پارے
کربل دے پاسے تک کے اصغرؑ نوں واجاں مارے صغریٰؑ دے سامنے اُس ویلے کوئی امبری پتر دی نظر اُتارے
نئی شام شہر گئی پر رُل گئی اے سین اکبرؔ اپنے گھر دی چاردیواری وچ نے قیداں دے دن رات گزارے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: شیر از خان، سیالکوٹ

بشکریہ: تحسین عباس جعفری، (tajpoint.com)

ملکیاں نہ اُڈیکاں اکبرؑ دے وچھوڑے

ملکیاں نہ اُڈیکاں اکبرؑ دے وچھوڑے صغریٰؑ توں مکایا اے رونی آں میں راتاں نوں اُٹھ کے ایس درد نے مینوں نانا بیمار بنایا اے
اج رات دا او ویلا نئیں بھلدا اک خواب ڈرایا مینوں ہائے آخری ساہواں تے اکبرؑ وچ سینے تے برچھی بابے ہتھ پر چھی نوں پایا اے
نال ہنجواں دے تحریر لکھی میں اک وار توں مل جا آ کے تیری دید دے باجوں ہائے اکبرؑ نئی جین دی عادی صغریٰؑ اے یاد کرایا اے
دیواراں دے میں لیکے سہارے آ بوہے اُتے بنی آں ایہو سوچ کے راہواں نوں تکدی کدوں آوے گا شگناں والا جینوں گھر میں بلایا اے
دل ڈبدا اے دن دسویں دا چڑیا بابے دی خدا خیر کرے اے حال یتیماں دے وانگوں بیمار دے سر توں اُٹھیا جیویں بابے دا سایہ اے
صابرؔ نہ کدوں جیوندیاں بھیناں اینج باجھ بھراواں جگ تے جیویں ویر دے باجوں اے ویلا ایناں اُجڑے گھراں وچ کلیاں صغریٰؑ نے بِتایا اے

شاعر: صابر

سوز: اصغر خان

مینوں ویرن تیریاں، تیریاں یاداں نے

مینوں ویرن تیریاں، تیریاں یاداں نے بہت ستایا اے

اک خواب ڈراؤنے نے بیمار نمانی نوں ہائے آن جگایا اے

کئی راتاں توں ہائے جاگدی پئیاں، خواب اے وچ اے سوچدی رئیاں

برچھی توں شروع ہو کے برچھی تے ختم ہویا کی خواب اے آیا اے

کدی اُٹھدا سی ہائے کدی ڈگدا سی، نال ہتھاں دے لبدا پھر دا سی

رب جانے کہیڑے غم نے میرے بابے دی اکھیاں دا ہائے نور گنوایا اے

ویرن میرا ہائے خط وی میرا سی، جو میں اکبرؑ دے ناوے لکھیا سی

میرے خواب دے وچ جیڑا اک پتر دی میت تے ہائے بابے سنایا اے

کوئی ڈس دیوے ہائے خواب اے کیسا، خاک دا جھولا تے نئیں ہوندا

میں تکیا اے بابے نے اک خاک دے جھولے وچ اصغرؑ نوں سُنوایا اے

مینوں ویرن تیریاں۔۔۔۔

میرے وانگوں اے ہائے ہو کے بھر دا اے، تیرا جھولا وی وین کر دا اے
مینوں ایدے چوں ماواں دے رون دی صدا آئی میں جدوی جُھلایا اے

خوں اودے تے ہائے رات تکیا اے، تیر اودے چوں پار ہویا اے
اصغرؑ نوں پواون لئی میں آیتیاں پڑھ پڑھ کے جیڑا جھولا بنایا اے

مینوں دسویں توں ہائے ہر گھڑی لگدا، ویر جھولے چوں ڈگ پیا میرا
مینوں لگدا اے اصغرؑ نوں ھَل مِن دی صدا دے کے بابے نے بلایا اے

روز خواباں توں ہائے ویر ڈرنی آں، روز تیری میں خیر منگنی آں
تیرے نام دا دیوا وی ہن بلدا نئی اصغرؑ میں بہت جلایا اے

سین خواباں چہ ہائے ڈر گئی اکبرؔ، باہج ویراں دے مر گئی اکبرؔ
راہ ویکھدی اکھیاں نوں اک رات دے خواباں نے کُج ایناں ڈرایا اے

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

ویراں دیاں تانگاں نے مینوں مار مکایا اے

ویراں دیاں تانگاں نے مینوں مار مکایا اے
اکبرؑ وی مڑ نئیں آیا قاصد وی نئیں آیا اے

اکبرؑ نے سارے کہندے تصویر توں نانے دی
بیمار نوں سک ڈاڈی تیرے سہرے تے گانے دی
اکبر دیاں خاباں نے ہائے مینوں ڈرایا ہے

تیرے باجوں عید اکبرؑ کیویں کلیاں مناواں گی
آکھیں میرے اصغرؑ نوں کنوں گود کھڈاواں گی
صغریٰؑ نے خالی جھولا رو رو کے جھلایا اے

لبدی اے ہانواں بھر کے قدماں دے نشاناں نوں
نظراں نہ لگن تینوں تیری سوہنی جوانی نوں
روضے نبیؐ تے آ کے اے حال سنایا اے

ویراں دیاں تانگاں۔۔۔۔۔

کربل دے وچ کی ہونے انجام جوانی دا
شالا و جھڑے نہ اینج ویرن کسے بھین نمانڑی دا
تیرا اناں نہیں لبھ لبھ تھکدی توں ویر بھلایا اے

کلیاں مدینے رہ گئی کدوں ویر تواوناں اے
ویران ویڑا ویرن کدوں آکے وساناں اے
خاباں چہ سرخ چولا اصغرؑ نوں پوایا اے

تو آکھیا سی اکبرؑ نئنوں لین میں آواں گا
کعبے تے کربلا دا تئینوں حال سناواں گا
آصفؔ تیرے نوحے نے ہائے خون رولایا اے

شاعر: آصفؔ

ویرن باجوں صغریٰؑ ئیں اوجینا

ویرن باجوں صغریٰؑ ئیں اوجینا بیمارنے دردو چھوڑا کیویں سہنا	شاعر: سلامت فیروز
اِس گل داوی ارماں اے مینوں ویرنے آپ لہایا اوتوں جھڈ کے جدّ اٹریاہن لین مینوں نئیں آیا اُنے آکے جدوی منانا میں نئیں منا	
میں رب دی اذاناں اندر جدوں نام سنا اکبرؑ دا کی حال ڈسامیں ناناجو ہونداامیں مضطر دا مؤذن دے نال میں اکبرؑ اکبرؑ کہنا	
لیلیٰ دے چن توں نانامیں واگ پھڑائی لینی بنڑے دامکھ ویکھن دے عوض میں جان وی دینی میں اس توں ودھ کے نانااونوں دینا	
پئیامنگد اسلامت تیتھوں سر صدقہ علی اکبرؑ دا لفظاں چہ اثر مل جاوے ہاں نوکر تیرے در دا تاثیر سوااے بی بیؑ میں کی منگنا	

اکبرؑ تیرے وچھوڑے ہائے مینوں مار مکایا اے

اکبرؑ تیرے وچھوڑے، ہائے مینوں مار مکایا اے
رُل گئیاں میرا ویرن، اینج درداں ستایا اے

ہر ویلے نال تیرے، کبریٰؑ تے سکینہؑ اے
دکھ سکھ تُو سکھیاں بھیناں دے نال جو کرنا اے
ہُن میں سمجھ گئیاں توں، کیوں مینوں بھلایا اے

ناراض ھاں میں اکبرؑ، جے فیر وی مُڑ آویں
میں درداں ستائی نوں، ویرن توں سینے لاویں
لوکاں نوں اے ھو کہنا، مینوں ویر منایا اے

ایہو سوال ربّ توں، شبیرؑ دی بچڑی دا
ویرن توں نکھڑی صغریٰؑ، بابے توں وچھڑی دھی دا
بیمار جدائی دا، کدے بار وی چایا اے

اکبرؑ تیرے وچھوڑے۔۔۔۔

رُخساراں دی چادر توں، قدماں دے نشاں کج کے
ایہو امید دل وچ، بیٹھی اے صغریٰؑ لے کے
قاصد نے آ کے کہنا، تینوں ویر بلایا اے

بھیناں نیمانیاں دا، حق ھوندا ابتھیر اا اے
ایس اجڑے دل دے اندر، آ ویکھ ھنیرا اے
مینوں اجاڑ کے توں، کربل نوں وسایا اے

تحریر سلامت نوں، اے شرف عطا ہویا
رووے نعیم سن کے، ماتم جو بپا ہویا
دے اذنِ خاص بی بیؑ، اے نوحہ لکھایا اے

شاعر: سلامت فیروز، لاڑکانہ

سوز: نعیم سچیاری

تانگاں لگیاں نے تیرے آؤن دیاں مینوں ویرن

تانگاں لگیاں نے تیرے آؤن دیاں مینوں ویرن
بھین دکھیاری نہ مر جاوے تیرے باجوں ویرن

تیرا وعدہ میں کیویں بھل جاں میرا ویرا اکبرؑ
کدی ناں روندی میرے کول جے ہوندا اصغرؑ
اجڑیاں وہڑیاں وچ کلی کیویں راں ویرن

تیریاں راہواں دے وچ بہہ کے میں روندی صغریٰؑ
ہن تے آ جاویں وے چن ویرن پئی آہندی صغریٰؑ
کول نہ امبڑی کنوں حال سناواں ویرن

رات دے ویلے مینوں خواب ڈراندے بابا
کلیاں چھڈ کے ناں بیمار نوں جاندے بابا
اونسیاں پانواں نالے ویکھاں تیری راہ ویرن

تانگاں لگیاں۔۔۔۔۔

تیرے قدماں دے نشاناں نے مینوں تڑپایا
مینوں چن ویر نہ خط گھلیانایوں توں آیا
تیرے آون دیا آساں تے میں جیوندی ویرن

نانے دے روضے تے اے صغریٰؑ دعامنگدی اے
منتاں مندی اے رورو کے بھرامنگدی اے
تیرے سہرے تیرے شگناں دا مینوں چاہ ویرن

نعیمؔ زہراؑدیاں جائیاں نوں ستایالوکاں
ننگے پیری وچ جنگلاں دے ٹرایالوکاں
اوکھیاں سفراں دے وچ جاسیاں تیری تھاں ویرن

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

ربِ اکبر میرا اکبرؑ ویر ملادے

ربِ اکبر میرا اکبرؑ ویر ملادے واسطہ میرے نانے دا صغریٰؑ دی آس پہنچادے	وچھڑن نہ ویر ستالا وچھڑن نہ ویر ستالا
اکبرؑ مینوں لین نہ آیا ایس غم مینوں مار مکایا جے نئی آنا ویرا اکبرؑ اک وار اذان سنادے	
اُجڑی صغریٰؑ ویکھے راہواں سن لے میریاں مولا دعاواں اکبرؑ باجوں چین نہ آوے اکبرؑ دی شکل وکھادے	
ایس غم نے مینوں مار مکایا اکبرؑ مینوں خط نہ پایا اک واری میرا ویر ملادے کی مولا بھروسے ساہ دے	
نانے دے روضے تے جاکے صغریٰؑ رو رو کے پئی آکھے نانا میرے ملن دی گل اکبرؑ دے دل وچ پادے	
مک جاوے صغریٰؑ دا وچھوڑا جے میرا ویرن پاوے موڑا مینوں درداں گھیر لیا میرا مولا درد مکاوے	شاعر و سوز: نعیم بخاری
مولا سن اصغرؑ دے صدقے بی بیؑ دی چادر دے صدقے واسطہ تینوں اکبرؑ دا کر نعیمؔ دی معاف خطا دے	

مُک گئیاں آساں ویرنا میریاں

مُک گئیاں آساں ویر نانہ میریاں
مینوں خواب نے رات ڈرایا بابے برچھی نوں ہتھ پایا

ستویں دا دن وی ڈھلیا نالے رات ناویں دی آئی
لٹ لئی کربل وچ ظالماں نے میرے بابے دی پاک کمائی
میں روواں تے کرلاواں میرا ویرا اکبرؑ نئی آیا

دن جیٹھ اٹھاراں کربل اکبرؑ دی پاک تیاری
لگ کنداں اولے رووے ہائے اج تیری بھین پیاری
تیرے سینے چن پیا دسدا ہائے رنگ حنا دا آیا

مصروف خدا دے کم وچ سجادؑ نہ چیتے آئے
نہ قاسمؑ اکبرؑ تے اصغرؑ نہ عونؑ و محمدؑ آئے
چاچا غازیؑ وی بھلیا اونے تائیوں مشک نو چایا

مُک گئیاں آساں۔۔۔۔

رب جانڑیں ساڈے گھر نوں ویرن کی نظراں لگیاں
مینوں بختاں ماری آکھن ہائے یثرب وچ ساریاں سکھیاں
ہائے رات دنے ایناں سوچاں صغریٰؑ دا مرض ودھایا

پیا نعیم آ ے رورو آکھے آج پاک حسینؑ دی جائی
لگدا ائے ویراں باجوں میتھوں رس گئی اے کل خدائی
ہر بھین نے میں اجڑی توں کیوں اپنا ویر لکایا

شاعر و سوز: نعیم سچیاری

محسن صغریٰؑ دی قبر وچوں آواز آوے ہر ویلے
آوے قبر تے مینڈی اکبرؑ جدوں ویر مدینہ آوے
سید محسن شاہ، سکھر

سانجا مکا گیا اے۔ کربل وسان والیا

سانجا مکا گیا اے اجڑی نوں چھڈ کے کلیاں کربل وسان والیا
دسویں وی لنگ گئی اے کیوں وعدہ بھل گیا اے ستویں نوں آن والیا

تیرے آون دی میں ویرن بیٹھی آں آس لا کے
اجڑے گھراں چہ اکبرؑ تک حال میرا آ کے
راہواں میں مل کے بیٹھی کراں انتظار تیرا کربل وسان والیا

تیرے پیراں دے نشاں میں کج کج کے رووواں اکبرؑ
آ جاوے چین مینوں ہووے جے کول اصغرؑ
کدی موڑ لے مہاراں اجڑی دا ویرا اکبرؑ و چھوڑے ودھان والیا

جدوں شادی تیری ہووے آواں میں ویر کربل
تیری یاد آ کے ویرن مینوں رووا وے پل پل
ایہو میرے دل دا چا اے تینوں سہرے لگدے ویکھاں سہرے لان والیاں

سانجا مکا گیا اے۔۔۔۔۔

بھیناں دے ہوندے جگ تے بس مان ویرا اکبرؑ

ویراں دے نال بھیناں دا وسدا جہاں اکبرؑ

اک واری آجا ویرن رو رو کے آکھے صغریٰؑ دُکھا چہ پان والیا

بابے تیرے دا صدقہ رینی اے عزاداری

تیرے لئی میں مولاؑ لکھا نوحے زندگی ساری

صغریٰؑ دا ویرا اکبرؑ نانے دا صدقہ نعیمؔ توں نوحے لکھان والیا

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری نوحہ سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

19 رمضان 1437ھ کو جناب غلام اصغر خان، صاحبِ بیاض ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین دورانِ ماتم داری اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اُس وقت ناصر اصغر پارٹی یہی نوحہ پڑھ رہی تھی۔ غلام اصغر خان کے درجات کی بلندی کیلئے ایک سورہ فاتحہ کی گزارش ہے۔

صغریٰؑ منگدی روز دعاواں نانے دے روضے تے

صغریٰؑ منگدی روز دعاواں نانے دے روضے تے جا کے ایہو حسرت میری نانا مل جائے اکبرؑ آ کے
مینوں کول بلایا وی نہ خط توں مینوں پایا وی نہ ظالم ویلے نوں کی ملیا ساڈے سانجھ مکا کے
ویر اصغرؑ دی یاد ستاوے دل میرے نوں چین نہ آوے خالی جھولا ویکھ کے رو واں نالے ڈور ہلا کے
رکھدیاں نے حق اے بھیناں صدقہ تیرا لاگ میں لینا سنیا اکبرؑ لاڑا بنیا سینے مہندی لا کے
عونؑ محمدؑ راج دلارے اصغرؑ اکبرؑ تینوں پیارے بُھل گئی صغریٰؑ تائیوں چاچا ٹر پیا مشک نوں چا کے
کر شہید اکبرؑ دا سینہ قاتل ہنسدا اکول کمینہ نعیمؔ دی مرشد زادی روئے راہیں ویر کُہا کے

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

کج کج کے ویر روواں تیرے پیراں دے نشاں

کج کج کے ویر روواں تیرے پیراں دے نشان اکبرؑ
گئیوں کلیاں چھڈ کے مینوں تیرا اللہ نگہبان اکبرؑ

یوسف دے نالوں سوہنا شالا جیویں میرا ویرن
نانے دی شکل والا تیرا دکھ نہ ویکھاں ویرن
ہوئیاں ختم سن کے آساں تیری آخری اذان اکبرؑ

ول کربلا دے ویکھاں جدوں تیری یاد آوے
رووواں کلی بہہ کے ویرن مینوں کوئی نہ چپ کراوے
تیرے باجوں کیویں جیواں تیرے چہ میری جان اکبرؑ

اصغرؑ نوں تیر مارے دشمن نے لوک سارے
لٹ کربلا چہ ویرن سب مانواں دے سہارے
امت اجاڑیاں اے ساڈا وسداں اے جہان اکبرؑ

کج کج کے ویر رووواں۔۔۔۔

اجڑے گھراں چہ لوکی مینوں رون وی نئیں دیندے
منہ موڑ لیندے سارے نالے ویراں موئی کہندے
سارا مدینہ ویرن مینوں لگدا اے ویران اکبرؑ

کرو نعیمؔ تے نگاہواں صدقہ نجف دے شاہؑ دا
رکھنا بھرم حشر وچ مولاؑ میں پرُخطا دا
تیرے نوحے نال میری بس جگ تے ہے پہچان اکبرؑ

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

گھر میں موت کا سناٹا ہے بس اک صغراؑ زندہ ہے
یا ہے دیا دہلیز پر روشن یا اک سایہ زندہ ہے
سارے گھر کو ایک اُداسی ہر جانب سے گھیرے ہے
بس اک صغراؑ زندہ ہے پر صغراؑ بھی کیا زندہ ہے

میر احمد نویدؔ

ہُن آجا ویرنا تیری یاد ستاوے

ہُن آ جا ویرنا تیری یاد ستاوے صغریٰؑ بیمار نوں
نئیں بھلدے ویرن پردیس چہ جا کے بھیناں دے پیار نوں

ویراں میں دُکھیا نوں دیوے کون دلاسے
دشمن نے لوکی سب آسے پاسے
پئی روز اُڈیکاں تیرا وعدہ اکبرؑ ستویں دے وار نوں

کیویں ٹوریا آکھے بے دین سپاہیاں
نالے چادراں لٹیاں ہتھ رسیاں پائیاں
سجادؑ مہاری رووے رت دے اتھرو پھڑ کے مہار نوں

تیری ویر جدائی میتھوں سہی نہ جاوے
منگاں روز دعاواں شالا اکبرؑ آوے
اک واری آ کے ویراں شکل وکھا جا دکھیا لاچار نوں

ہن آجا ویرنا۔۔۔۔

میں ویکھدی رہ گئی جدوں قافلہ ٹریا
سارے کربل ٹر گئے کوئی لین نئیں مڑیا
تیرے باجوں ویرن رووان اجڑے گھراں چہ لگ کے دیوار نوں

تیرے راہ وچ بہہ کے نِت اوسیاں پاواں
کیہڑا میرا دردی جینوں حال سناواں
کی قسمت میری میں نعیمؔ اکبرؑ دے ترساں دیدار نوں

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

میں ویکھدی آں طرف ویر دیاں راواں تے

میں ویکھدی آں طرف ویر دیاں راواں تے
مان ہوندے نے بڑے بہنا نوں بھراواں دے

کیوں دس توں نانا میرا ویر مڑ کے نئیں آیا
جینوں ودھیا سی کیتا نال میں دعاواں دے

ہنیری رات میں تنہا تے چالی گھر بند ہِن
اے چھوٹے بال تے رہئے دے سہارے مانواں دے

ہائے صغریٰؑ رو کے کوے چھیتی آ کے مل اکبرؑ
ہوندے پیٔے نے ویرن ہُن اخیر سانواں دے

میں خاباں ویکھدی رئی توں خدایا خیر کریں
ویکھے نے پیاسے جیڑے مالک دریاواں دے

ویکھے نے اگ تے میں شعلے تے بے کفن لاشے
حیا دے وارث محتاج ہِن رداواں دے

------------- لے دیواراں دی
بی بیؑ نوں مار مکایا حجر بھراواں دے

شاعر: محسن شاہ صاحب

مصرع ثانی جناب اختر حسین اختر نے تحریر کیا ہے

سوز: جوہر شاہ صاحب

چھیتی اکبرؑ ہُن آ ویرن

چھیتی اکبرؑ ہُن آ ویرن

مکدے جاندے تیری بھینی دے ہن ساہ ویرن

وعدہ ستویں دا کر کے ٹریاں ویرن میرا کیوں نئیں مڑیاں
جانے کیویں دن دسویں دا تیرے باجو ڈھل گیا ویرن

اکبر تئنوں سہرے لاواں تیرے سونہڑے شگن مناواں
لگدا اے پورے نئیں اوہونے تیری بھینی دے ہن چاویرن

ویرن مینوں ڈر لگدا اے جانے مینوں کیوں لگدا اے
تیرے خون دی خشبو لے کے پھر دی اے اج ہوا ویرن

شاعر: سید محسن شاہ، سکھر
سوز: سید جوہر شاہ، سکھر

اکبرؑ چھیتی گھر آ جا صغریٰؑ نے بلایا اے

اکبرؑ چھیتی گھر آ جا صغریٰؑ نے بلایا اے

جس دن توں گئیوں ویرن اوس دن توں میں اجڑی نے
کدی چین نہ پایا اے

اکبر تیرے لاشے تے تیرا بابا کھڑا آ کھے
جا بچڑا بلاندی اے ہمشیر تینوں اکبر، خط بہن دا آیا اے

پردیساں دے وچ جا کے میرے ویر گئے مارے
رج تکیاں نہ اکبر نوں نہ گود دے وچ چا کے، اصغر نوں کھڈایا اے

جس ویر دے متھڑے تے اج سہرا سجانا سی
اوس ویر نوں وچ کربل ہائے شام دے لوکاں نے، کیوں مار مکایا اے

قدماں دے نشاں تک چن ویر میں رونی آں
ہن تیک نہ کیوں ویرن بیمار نیاڑی نوں، گل نال لگایا اے

صغریٰؑ اے دعاواں منگدی اے رب خیر کرے

صغریٰؑ اے دعاواں منگدی اے رب خیر کرے میرے ویراں دی
میں خواب وچ وسدی ویکھی اے بابے تے بارش تیراں دی

کی حال دساں میں خواب دے وچ اگ لگدی ویکھی خیمیاں نوں
اودے ہتھ رسیاں، سر چادر نئیں جیڑی بھین اٹھاراں ویراں دی

سن دادی سلمیٰ خواب میرا پھوپھی زینبؑ ویکھی باج ردا
کلثومؑ رقیہؑ نال اودے چوں گر دوں بھیڑ بے پیراں دی

نئیں آیا اکبرؑ خیر ہووے اے صغریٰؑ رو رو کہندی اے
میں اجڑے گھر دے وچ ناناؐ راہ تک تک ہاراں ویراں دی

سجادؑ نوں غش تے غش آوے جدوں ویکھیا خیمے سڑ گئے نے
کھڑے دل دے نال سی لے ٹریا بیمار مہاراسیراں دی

گھوڑے دے سماں نال ناناؐ میں بھُل ویکھے نے سہرے دے
سر ننگیاں کپڑے کالے نے ویکھی حالت میں ہمشیراں دی

تانگاں مُک گئیاں نیں اکبر نئی آیا

تانگاں مُک گئیاں نیں اکبرؑ نئیں آیا مینوں خاب ڈراونڑے آندے ویرن نئیں آیا
تیرے باجوں اکبرؑ ودھ گئی ہور بیماری روندی مر نہ جانواں آکھے درداں ماری کوے قاصد آندے جاندے ویرن نئیں آیا
ویراں والیاں اکبرؑ اپنے ویر کھڈاون تک کے خالی ویڑے میرے ساہ رک جاون میتھوں سارے ویر لکاندے ویرن نئیں آیا
میرے وانگ کسے دا گھر نہ خالی ہووے کوئی بھین نہ کلی ویراں باجوں رووے مینوں تیرے درد ستاندے ویرن نئیں آیا
کیہڑے پاسے جانواں کس نوں حال سنڑانواں رووے لے چل اکبرؑ تکدی تیریاں راہواں دن رات وچھوڑے کھاندے ویرن نئیں آیا

اج رات تکیا اک خواب

اج رات تکیا اک خواب ناناؐ اکبر بھرانوں لگی سانگھ ناناؐ
سڑ گئے نے خیمے اڈیاں سہواواں چو گرد لگیاں ہن خونی بھاواں عرشاں دے روندے سردار ناناؐ
اماں فضہ نے بہوٗ پائے وین ایں غش کر کے ڈگ پئی معصومہ بھین ایں امت نے کیتا نقصان ناناؐ
وچ کربلا دے اڈیاں نے خاکاں اج ڈین دے ویلے ہویاں نے راتاں خیمے جلائے سرعام ناناؐ
جیدے کھلے گیسو صغریٰؑ داویر اے وچ کربلا دے ہوئی اخیر اے اس غم نے کیتا بے چین ناناؐ

کیویں جیوندیاں بھیناں نے ہائے باج بھراواں

کیویں جیوندیاں بھیناں نے ہائے باج بھراواں چلیا ایں تے اینا دس جا ویرا اکبرؑ دیندی رئی صداواں
بابے دے نال ٹر گئیے ایدے ویرن پیارے صغریٰؑ بیمار اجڑی جیویں کس دے سہارے جد تک توں مڑ نئی آنڑا وطناں تے تکدی رواں گی راہواں
تیریاں تے دونویں بھیناں تیرے نال نے چلیاں اجڑے گھراں چہ رُوواں میں رہنا اے کلیاں تک تک کے خالی راہواں ویر دیاں بھر دی رواں گی ہاواں
وعدہ اے جیڑا کیتا رکھیں یاد نبھانڑاں شادی تیری تے ویراں تیرے کول میں آنڑاں جا کے مینوں بلالئی کول اپنے تیرے بعد مر نہ جاواں
جیڑے ظلم سارے کیتے امت رسولؐ دی سفر اں چہ ٹرپئی اے ثانی بتولؑ دی زہرہؑ دے ویڑے وانگ نہ اجڑے کرے شاد اے دعاواں

سنجے ویڑیاں چہ صغریٰؑ توں

سنجے ویڑیاں چہ صغریٰؑ توں ہائے چین نہ آوے
اصغرؑ دے باجوں نانا مینوں نیند نہ آوے

منتاں مناواں اصغرؑ رو رو بلاواں اصغرؑ
مڑ وطناں تے آ ویرن تیری بھین بلاوے

جے آویں گل میں لاواں ویرن ہتھاں تے چاہواں
بابے دا سنجا ویڑا اں دن رات رواوے

جھولے دی ڈوری چا کے منہ کر نجف دے پاسے
تصویر فاطمہؑ دی تیرا جھولا جھلاوے

کبریٰؑ سکینہؑ اکبرؑ چاچا نہ کول اصغرؑ
صغریٰؑ توں اے وچھوڑا نہ مار مکاوے

صحرا دی ریت تپ دی سونویں گا کیویں اصغرؑ
صغریٰؑ دے کول آ جا تینوں لوری سناوے

بیمار ہاں میں نانا امبڑی نہ کول پھوپھیاں
دس کون ویر میرے اج درد ونڈاوے

شاعر و سوز: نعیم سحر پیاری

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا
ویران ہے مدینہ اے میرے بھائی آجا

خاک اڑ رہی ہے بھیا ہر ایک راستے پر
فریاد کر رہا ہے رو کر ہر ایک منظر
ہے بہن کے لب پہ نوحہ اے میرے بھائی آجا

جسکو بجھا نہ پائے میرے آنسوؤں کے دھارے
میرے دل میں ہے جو روشن تیری یاد کے سہارے
وہ دیا ہے بجھنے والا اے میرے بھائی آجا

کوئی بہن نہ بھائی اماں ہیں اور نہ بابا
میں ایسے اجڑے بن میں نہ رہ سکوں گی تنہا
مجھے لینے اب خدارا اے میرے بھائی آجا

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ۔۔۔۔

اک میں ہوں اجڑے گھر میں اور میری بے کسی ہے
سارے چراغ گل ہیں وحشت برس رہی ہے
دم گھٹ رہا ہے میرا اے میرے بھائی آجا

میرے بھائی واپس آجا یہ بہن بلا رہی ہے
ترے ہجر کی اذیت مجھے خون رلا رہی ہے
میں نہ جی سکوں گی بھیا اے میرے بھائی آجا

خاموش ہیں فضائیں چپ ہیں تمام رستے
پتھرا اں نہ جائے آنکھیں تیری راہ تکتے تکتے
کہیں مر نہ جائے بہنا اے میرے بھائی آجا

گوہرؔ بہن کو لینے واپس نہ آیا بھائی
اسے آخری بھی ہچکی یہی کہتے کہتے آئی
میرے بھائی اب تو آجا اے میرے بھائی آجا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

کربل دے مسافر نوں بیمارؑ بلاؤندی

کربل دے مسافر نوں بیمارؑ بلاؤندی آجاتوں علی اکبرؑ تیری یاد چہ رو رو کے حال اپنا گواؤندی آجاتوں علی اکبر
میں بیٹھ کے رونی آں اکبرؑ دیاں راہواں وچ آئے موت مینوں ناناویرن دیاں بانہواں وچ تیرے قدم نشاناں نوں چم اکھیاں نوں لاؤندی
میرے ویر مسافر نوں کوئی جا کے دس آوے ہائے بھین بیمار تیری راہ تکدی نہ مر جاوے گھر آجا رب ناویں بڑے ترلے میں پاؤندی
کوئی بھین نہ دنیا تے ویراں توں جدا ہووے نہ اجڑے ویڑے وچ میرے وانگ کوئی ہووے ویران گھراں اندر پئی دیوے جلاؤندی
ہائے دینا تے بھیناں دا اے مان بھرا ہوندے بھانویں بھین غریب ہووے اونوں کلیاں نئی چھڈ جاندے جے کلیاں اورہ جاوے رو رو مر جاؤندی

جھولیاں چا کے کہو

جھولیاں چا کے کہو درد وچھوڑا دے کے
شالا بہناں توں کدی ہون نہ اے ویر جدا
چالی دروازے تے جندرے خالی ویڑے
ہائے بیمار کیویں رہ گئی اے کلی صغریٰؑ

خالی نے دور دور تک راواں
ہانواں تے ہوکے بن گئیاں ساہواں
نانے دے روضے تے کئی واری میں پوچھیا اے
کہڑے دن آن دا وعدہ اے علی اکبرؑ دا

اللہ جانے اے کیویں دن تے رات ہوندی اے
انج لگدا اے جیویں کائنات روندی اے
دادی سلمہؑ وی میرے حال توں بے چین ہوندی
قبر وچ روندا مینوں ویکھ کے ناناؐ میرا

جھولیاں چا کے کہو۔۔۔۔۔

تیرے باجوں اے کیویں زندگی نبھے ساں میں
آسرا کوئی نئیں کھڑے پاسے جاواں میں
میں نہ دنیا تے ہوندی تیرے ٹرنے توں پہلاں
کیتھوں گھولا میں تیکوں خواباں دے وچ آن ڈسا

آ گئی عید ویر نئیں آئے
میں ایتھے کلی دور ہن سارے
جے ہوندی کول تے اکبرؑ نوں لاندی سہرا
نال بنواندی نوا چولا علی اصغرؑ دا

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

وچھڑے نہ کوئی لوگو ہمشیر بھرانواں توں

وچھڑے نہ کوئی لوگو ہمشیر بھرانواں توں
پوچھو ہوندا او چھوڑا کی، صغریٰؑ دیاں ہانواں توں

رب جانے کیویں بی بیؑ نے اے عید گزاری
اُس ویر دے پیراں دے نشاناں تے ویچاری
ہٹیا نہ کدے نظراں اکبرؑ دیاں راہواں توں

آہندی اے کیویں قاصد ابابے نوں اے جاکے
کبرہٰؑ تے سکینہؑ نوں میری طرفوں اے آکھے
اصغرؑ نوں بچار کھنا اپنا گرم ہواواں توں

بھیناں کوں بھرانواں تے بہوں مان نے ہوندے
دکھ درد کوئی ہوئے ایہو نال کھلوندے
بھیناں نہ جدا ہون ویراں دیاں چھاواں توں

ماں لیلیٰؑ دا جے لال کدے پھیرا جے پاوے
سکدی ہاں میڈا ویر جے آسہرا او کھاوے
جاون نہ او کوں دیساں میں دور نگاہواں توں

شاعر و سوز: زوار بابا لال حسین حیدری

اکبرؑ شالا خیریں آویں صغریٰؑ دی اے دعا اے

اکبرؑ شالا خیریں آویں صغریٰؑ دی اے دعا اے ہجر دے وچ بیمار نہ مر جائے سانہواں دی کی وساہ اے
خونی لال ھنیری جھلیاں دیوے کیویں جلاواں کربل پاسیوں آون مینوں رون دیاں صداواں سمجھ نہ آوے اج نانے دا روضہ کیوں ہلدا اے
جیڑی تھاں تے مینوں چھڈ کے ٹریوں اوس تھاں تے روز جاواں پل پل تیریاں راہواں تک تک پتھرا گئیاں نگاواں توں نہ آیوں تیرے گزرے وعدیاں مرض ودھا اے
حکم دتا شبیرؑ ہوانوں میری دھی نوں دس دے جا کے تانگ لہا دے لہہ پیا اکبرؑ سینے چہ برچھی کھا کے صغریٰؑ تیراناں لے لے کے لیندا ائے اکھڑے ساہ اے
شالا ہووی خیر توں ستیاں ویراں نہ لاویں اکبرؑ امبڑی نوں کوئی جا کے آکھے دھپ توں بچاویں اصغرؑ نازک میرا ویر تے کربل ڈاڈی گرم ہوا اے

صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ

صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ
تیرے سوِا بہن کا ہے کون آسرا

جس دن سے تم گئے ہو راہوں پہ ہی نظر ہے
جیتی ہوں کس طرح میں تم کو کہاں خبر ہے
گھٹ گھٹ کے مر رہی ہوں بھائی مجھے بچا

روضۂ مصطفےٰؐ پہ جا کر دیئے جلائے
پردیس جانے والے تم لوٹ کر نہ آئے
کب تک میں دیکھوں اکبرؑ تیرے نشانِ پا

سب ہاشمی گھروں پہ بھائی قفل پڑے ہیں
ہر سمت ہے ویرانی سب یاس سے بھرے ہیں
کس کو بلائے صغریٰؑ کوئی نہیں میرا

صغریٰؑ نے خط لکھا۔۔۔۔

جب بھی کسی بہن کے سنگ دیکھتی ہے بھائی
بیمار کو ستائے اکبرؑ تیری جدائی
آجا کہ تم سے پہلے آجائے نہ قضا

سب اپنی اپنی بہنوں کو ساتھ لے گئے ہیں
پھر کیوں مجھے جدائی کے داغ دے گئے ہیں
کیسے جیئے گی صغریٰؑ کوئی تو سوچتا

کل رات سو گئی تو سپنا عجیب دیکھا
کبرہؑ بہن کا میں نے بکھرا نصیب دیکھا
شرم و حیاء کی ملکہ دیکھی ہے بے ردا

عرض و سماء کی جب تک ہے سانس میں روانی
توقیرؔ ماتمی کی جب تک ہے زندگانی
اکبرؑ کے قاتلوں پہ لعنت کی ہے صدا

شاعر: توقیرؔ کمالوی　　　　سوز: وحید الحسن کمالوی

کلی میں رووواں تے پئی کرلاواں

کلی میں رووواں تے پئی کرلاواں

اکبرؑ ٹر گئیوں رہ گئیاں ہانواں

تینوں یاد کردی اے، روندی تیری بھین اے

کلی کو کاں مارا، کیوں نئی سن داوین اے

کینوں دل دامیں حال سناواں

تیرے باجوں ویر میرا، لگدا نہ جی اے

سارے ٹر گئے میرے، ایتھے میرا کی اے

خالی گھر ویکھ کے رکدیاں ساہواں

پیو وی کول نئی میرے، نہ ہی میری ماں اے

نہ ہی ہائے ویراں دی میرے سر تے چھاں اے

لبدیاں اصغرؑ نوں میریاں بانہواں

کلی میں رووواں تے۔۔۔۔۔

نہ ہی میری خبر لئی ناہی خط پایا
ہو کے تے ہنجواں داویر کفن پایا
آساں مک گئی آں تک تک رہواں

آوے مولا دنیا تے روندی میری سین اے
شالا بی بی زہراؑ دے مک جانے وین اے
شاہدؔ رو رو کے منگدا دعاواں

شاعر: ملک شاہد اعوان

سوز: عقیل حسین پیاسا

بشکریہ: راجہ ذوالفقار، صدائے ماتم، کراچی

دنیا اکبر اکبر کیندی اے

دنیا اکبر اکبر کیندی اے کدوں اکبرؑ آوے گا
ستویں دا وعدہ کر کے کدوں لین مینوں ہن آوے گا

آ ویکھ مدینے وچ بابا اکبرؑ نوں یاد میں کرنی آں
ہائے سایہ کر کے چادر دا پیراں دی حفاظت کرنی آں
میرا سجدہ اے ویر دے پیراں تے جدوں ویر اذان سناوے گا

ہائے لاشائے اکبرؑ تے لیلیٰؑ اک منت عجیب اے لائی اے
ہائے کھول کے سر دے والاں نوں فیر خون دی مہندی لائی اے
میں مہندی سر نوں لانواں گی جدوں پتر اے سہرا لاوے گا

صغریٰؑ اکبرؑ دے ٹرن ویلے ہائے روندی تے کرلاندی اے
جدوں مر دیاں بھیناں ویران توں فیر کفن دی لوڑ ہی پیندی اے
ول وطناں نوں مڑ آویں جدوں بھین تے ویلا آوے گا

صغریٰؑ تحریر اے سن سن کے ہائے روندی تے کرلاندی اے
تحریر وچھوڑا بن گئی اے غازیؑ نوں حسنؔ آے کیندی اے
اے وچھوڑا عرش تے ہووے گا ماتم نبیاں نوں کراوے گا

شاعر: حسنؔ مہدی (مرحوم)
سوز: عامر ملک، عابد ملک، حسنین مہدی
التماسِ سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب مرحوم حسنؔ مہدی

تانگاں تیریاں صغریٰؑ توں رہ گئیاں

تانگاں تیریاں صغریٰؑ توں رہ گئیاں
تیرے باجوں اکبرؑ خاک تے بہہ گئی آں

ہے تڑپی لاش علی اکبرؑ دی جدوں خط مقتل وچ آیا
صغریٰؑ دا ہائے رو رو قاصد حال سنایا
تیرا اے اکبرؑ میں وچھوڑا کیویں سہہ گئی آں

میں دھی آں پاک امامؑ دی تے میں جاندی توں نئیں آؤنا
وچ کربل پھل برچھی داتوں سینے کھانا
مینوں اے کربل دی ہواواں ویرن کہہ گئیاں

بیٹھی آں قدم نشاناں تے توں ویرن مڑ نئیں آیا
یاداں تے ہائے آساں دا میں کفن پایا
مکیاں نے تانگاں دن وی ڈھلیا شاماں پے گئیاں

تانگاں تیریاں۔۔۔۔۔

میں روندی تے کرلاندی رئی جدوں نوری قافلہ ٹریا
میں رہہ گئی ہائے کلی چاچے ناں نئیں پڑھیا
ٹرپئے نیں سارے میں آں روندی اُٹھ توں لہہ گئی آں

شاہدؔ روندی روندی صغریٰؑ ہائے مر گئی شام وچالے
مر کے وی نئیں قبر اے ویرن تیرے نال اے
کیندی رئی نکھڑی درداں ماری کلیاں رہ گئی آں

شاعر: ملک شاہدؔ اعوان

سوز: عقیل حسین

ماتم کر دی سر نوں کھوندی صغریٰؑ صغریٰؑ کہہ کے روندی
بھین یوسفؑ دی جے سُن لیندی اکبرؑ دی ہمشیر دی گل

باباؔ نثارؔ حیدری

تیری بھین نے تانگاں رکھیاں نے ویرنا

تیری بھین نے تانگاں رکھیاں نے ویرنا کربل وسان والیا مینوں شکل وکھا جامڑ وطناں تے آجا ستویں نوں آن والیا
جیویں سہرے توں موت دے لائے کربل دے ویراں جنگلاں وچ لٹیاں گئیاں جھوکاں تیراں دیاں نوکاں سینے تے کھان والیا
بعد تیرے ہن قیدیاں وانگوں دن زندگی دے پیئے گزردے نے محمل توں لہا کے وس راہواں دے پا کے ہن مینوں جان والیا
ایہو احساس ویرنا کھاندا اے ہوندی امڑی جے کول میرے دکھ ونڈدی او میرے کول کھڑدی او تیرے سانجاں مُکان والیا
میری اکھیاں چے ویر وسدا اے پاک بقیع تیری اُڈیک دا سن میریاں عرصاں ودھ گئیاں نے مرضاں چٹھیاں نہ پان والیا
بی بی صغریٰؑ ثمرؔ آے کہندی اے روز خاباں چے ویرا اکبرؑ نوں مرجاواں تے آجا میری لاش نوں دفناویں راہ تے بیٹھان والیا

شاعر: ثمرؔ عبّاس

ماتمی داستہ پرسہ دارانِ حسینؑ، ساہیوال اور
ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

صغریٰؑ خیراں منگدی اکبرؑ ویر دیاں

صغریٰؑ خیراں منگدی اکبرؑ ویر دیاں
راواں تکدی نانے دی تصویر دیاں

جانے رب کیوں مینوں کلیاں چھڈ گئے نیں
دھیاں ہور وی سن غازیؑ دے پیر دیاں

صغریٰؑ نے خط لکھیا اپنے بابل نوں
ہون مبارک اکبرؑ نوں جاگیر دیاں

پڑھ کے خط صغریٰؑ دا پئیو نے دل پھڑیا
سطراں دل نوں چیر گئیاں تحریر دیاں

آندا ویکھ کے قاصد شاہؑ نے فرمایا
اُٹھ بوٗ اکبرؑ لے خبراں ہمشیر دیاں

صغریٰؑ خیراں۔۔۔۔۔

میرے پئیو دیاں اکھیاں سارے ویر میرے
اکھیاں روشن رہین سدا شبیرؑ دیاں

اللہ میرے اصغرؑ دی توں خیر کریں
خاباں ڈٹھیاں تن منہ والے تیر دیاں

ہُن تے گوڈی لا کے ٹُردا ہووے گا
سو سو نظراں واراں ویر صغیر دیاں

دُکھ فیاضؔ نوں رہنا ساری زندگی اے
لٹ کے ولیا دھیاں پاک امیرؑ دیاں

شاعر: فیاض حسین

سوز: مختار حسین میجو

اے دعاواں نیں کوئی نہ وچھڑے

اے دعاواں نیں کوئی نہ وچھڑے جیویں وچھڑی اے بھین اکبرؑ دی
کدوں مڑ آونڑاں اے ویر ہن رب جانے روندی روضے تے بھین اصغرؑ دی

ویر اک وار وکھا شکل میں واری جاواں
کلی میں روواں پئی آساں وی مک چلیاں ویکھ لے آ کے بھین پئی مر دی

ماردا شمر سکینہؑ نوں بچاوے کیہڑا
نہ اودا بابا اے، نہ اودا چاچا اے، او جدے سر تے مان سی کر دی

خَورے (خبریں) کی لکھیا سی صغریٰؑ نے او شاہ نے پڑھیا
بابا ہائے صغریٰؑ دا ویر دی حسرت تے، رووے تک تک کے لاش اکبرؑ دی

تیریاں راہ تے کھڑی روز اڈیکاں تینوں
جے کدی آ جا تو اجڑیاں ویڑیاں وچ رات دن ہاواں بھین نہ بھر دی

کٹڑی باوا، لاہور

رب خیر کرے

رب خیر کرے رب خیر کرے
شالا اکبرؑ خیریں آوے سہر الاڈ کھلاوے

محمل توں میںوں ویر لہایا آوَن دا کہہ کے کیوں نہ آیا
خط خیر دا ویرن پاوے ہائے وعدہ توڑ نبھاوے

اصغرؑ میری چھڈ گیا جھولی سمجھ گیا وہ بابے دی بولی
اوہنوں گود سکینہؑ چاوے ہائے تیر کدی نہ کھاوے

قاسمؑ بابے حسنؑ دا جانی چڑ تائیں جیوے مان جوانی
ماں بیوہ شگن مناوے ہائے ٹکڑے نہ ہو جاوے

آس عبّاسؑ تے پھوپھیاں مانواں ٹرپئیاں نے ول صحراواں
سدا رہن سلامت باہنواں ہائے پردہ بچ جاوے

غیرتاں والا عابدؑ ویر اے نال ایہدے وارث تطہیر اے
نہ رووے رت دے نیر اے ہائے شام سفر نہ آوے

حیدریؔ ویلا خیر دا آوے بابا اکبرؑ نوں پرناوے
میںوں جانجیاں نال ہائے اکبرؑ لین آ جاوے

نشر یہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

راہواں تیریاں ویرن تکدی رہ گئی آں

راہواں تیریاں ویرن تکدی رہ گئی آں

میرے روندے نین نمانڑے نیں، مینوں آندے خواب ڈراؤنے نیں

راتاں نوں اُٹھ اُٹھ رونی آں

منگے بھین دعاواں شام سویرے مڑ گھر نوں آون ویر میرے

ہنجواں دے دیوے بالنی آں تیرے آؤن دی آس نوں بالنی آں

نہ راہ توں نظر ہٹانی آں

نہ مڑ کے آیا اصغرؑ میرا آکھے باجوں جی نئیں لگدا

اودا جھولا آپ جھلاواں میں اودے چولے آپ بناواں میں

دن رات اے خواب سجانی آں

راہواں تیریاں ویرن۔۔۔۔

جے ویرن مینوں لین نوں آویں وچھڑی دے گل بانہواں پاویں

اُٹھ جاواں قدم نشانیاں توں اکبرؑ میں تیریاں راہواں توں

اک پل نہ نظر ہٹاندی آں

میں روواں خالی ویڑیاں دے وچ لگ نال دیوار ہنیریاں وچ

دن لنگدا صدمے سہندی نوں تیرے گانے سہرے مہدی نوں

بس رات دنے کُرلانی آں

صدقہ اکبرؑ دی اجڑی جنج دا عمرانؔ دعا رب توں منگدا

ہر بھین دے ویر دی خیر ہووے جس جاہ ذکرِ شبیرؑ ہووے

رکھیں قائم علم نشانیاں

شاعر: عمرانؔ　　　　　　　　سوز: وکی، حیدر آباد

رو آکھے پئی صغریٰؑ توں ویرن آجا

رو آکھے پئی صغریٰؑ توں ویرن آجا
تیری راہواں میں تک تک ہار گئی آں چن ویرن توں ہن تے آجا

سارے ٹر گئے میرے رووواں کلیاں ویرن
خالی گھر میں کلیاں کیویں جیواں ویرن
رو رو آکھے میں ویرن مر جانا اک واری شکل وکھا جا

خواب میں تکیا اے کوئی اے ویا ہویا
گانا بن موت گئی لاڑا مقتل سویا
رو رو آکھے کبرٰہؑ اجڑی ویرن میرے سہریاں والیا آجا

رو رو مر جاوے گی بھین اکبرؑ تیری
تیرے باجوں اکبرؑ خالی زندگی میری
کیویں جیواں تیرے باجوں ویرا اکبرؑ مینوں آکے سمجھا جا

پردہئ غیب وچ مولا مہدیؑ رووے
آن جگ تے مولاؑ نہ وچھوڑا ہووے
رو رو منگدا شاہد آئے دعاواں اے میرے پاک امام تو آجا

شاعر: ملک شاہد — بشکریہ راجہ پارٹی، صدائے ماتم، کراچی

آخری ساہواں نیں ویراں ہن گھر آجا

آخری ساہواں نیں ویراں ہن گھر آجا
جے ولنائیں تے منگ ویرن میرے مرن دی آپ دعا

میرے دل وی حسرتاں دازنداں رہ نہ جاوے
ارمان سہریاں داارمان رہ نہ جاوے
میں قیدن انتظاراں دی صغراںؑ دی قید مکا

تینوں ویکھ کے ہی بجھ سی میری اکھیاں دی اے پیاس اے
ہن تیرے باجوں ویراں میرادل بڑااداس اے
وچھوڑامرض ہے میراتے مرض نہ ہورودھا

ایس غم چہ ٹرگئی سی دنیاتوں ساڈی دادی
وچھڑی سی مصطفےؐ توں وہ وقت دی شہزادی
محمدؐ وقت داتوں اے میں وقت دی ہاں زہراؑ

آخری ساہواں نیں۔۔۔۔

مینوں خبر اے تیرے سفر اں چہ کوئی راز اے
تیرا انتظار اکبرؑ تیری بھین دی نماز اے
نشاں ھن تیرے قدماں دے تیری بھین دی سجدہ گاہ

زائرؔ جیڑا وی جگ تے ماتم دی صف بچھاوے
اُس ماتمی دے دل چوں ایہو آواز آوے
کدی وی دو جہاناں تے نہ وچھڑن بھین بھرا

شاعر و سوز: سید زائر نقوی نوحہ خواں: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

دن دسویں داہائے ڈھلیا

دن دسویں داہائے ڈھلیا نئیں ویرا اجے تائیں ولیا نانا کُج سمجھ نہ آوے
نہ میرا دل پرچاون لئی کوئی خط ویرن نے گھلیا نانا کُج سمجھ نہ آوے

میںنوں ٹر دے ویلے ویر میرا استویں نوں صغریٰؑ آواں گا
میرا بھین تیرے نال وعدہ اے تینوں نال اپنے لے جاواں گا
خبرے کی بن مجبوری گئی کیوں دیس بیگانہ ملیا

کیوں عرش دا رنگ اج لال ہویا کیوں جھلیاں تیز ہواواں نیں
ڈر گئی آں نانا دس جلدی کیتے مک نہ جاون ساواں نیں
میں جد دی آئی ویکھ رہی آں کئی واری روضہ ہلیا

تیرے سبط دے پتر دی شادی اے تیرے شہر چہ کیوں ویرانی اے
دِس حالت تیرے روضے دے ودھ گئی نانا حیرانی اے
سُکے پھل نیں تیری تربت تے نہ بالیاں دیوا بلیلا

دن دسویں دا ہائے ڈھلیا۔۔۔۔

چڑھیا اے جد دا چن نانا خبرے کیوں دل گھبر انداا ے
راتاں نوں اُٹھ اُٹھ رونی آں اک خواب ڈرؤنا آؤنداا ے
مینوں ڈسدا الاشہ کڑیل دا وچ خاک چہ خون دے رلیا

شالا خیر ہووے رب خیر کرے آئی انج دی شام قیامت دی
نانے دے قدماں ول بے کے آکھے رو رو سینؑ سخاوتؔ دی
میری سوچ نوں ویتڑ پئے ڈنگدے نہ دکھ جاوے نہ جھلیا

شاعر: سخاوتؔ مولائی

سوز: وسیم عباس

کوئی تو آئے دم سینے میں اٹکا ہے مرے بھائی
خبر آئے کہ تم آؤ کہ نیند آئے کہ موت آئے
نویدؔ اس کے لبوں پر بس نوحہ تھا اے بھائی
کیا تھا وعدہ آنے کا نہ صبح آئے نہ شام آئے

میر احمد نویدؔ

گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر

گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر
یثرب میں صغریٰؑ یہ کہتی تھی رو کر

ادھر ننھے اصغرؑ کو شہؑ نے سلایا
پیمبر مدینہ سے صغریٰؑ کا آیا
سنا شہؑ نے صغریٰؑ کا نوحہ یہ رو کر

لبوں پہ صغریٰؑ کے فریاد آئی
بہن کی خبر لو کہاں ہو اے بھائی
کہاں ہے سکینہؑ کہاں میرا اصغرؑ

اسی راہ پر جس پہ اکبرؑ چلا تھا
جہاں میں نے اصغرؑ کا چوما گلا تھا
رولاتی ہے مجھ کو وہی خاک اڑ کر

گیا ہائے اکبرؑ۔۔۔۔۔

مجھے میرے اکبرؑ سے بابا ملا دو
مجھے فخرِ یوسفؑ کی زیارت کرا دو
کہیں مر نہ جاؤں حسرت یہ لے کر

تڑپ کے یہ زینبؑ نے دی ہے دہائی
کہ جب یاد زینبؑ کو صغریٰؑ کی آئی
ہے دشت بیا باں نہیں کوئی یاور

دعا کر رہا ہوں یہ عاصمؔ خدا سے
جہاں گریہ و ماتم کی گونجے صدا سے
نشاں ماتمی کے یہ روتے ہیں کہہ کر

شاعر:عاصمؔ رضوی
سوز:عامر ملک و عابد ملک

جاندیاں کربل اکبرؑ نوں

جاندیاں کربل اکبرؑ نوں دیوے بھین صدا ویرنا میں کد تائیں ہائے تکنی تیرے راہ
تیرے آون دیاں اُڈیکاں نے مینوں بیمار انج بنایا اے ویرنا جے نہ آیوں میرے مک جانے نیں ساہ
میں مسافرھاں بھین کربل دا میری منزل سناں دیاں نوکاں رول دینے برچھی نے تیرے صغریٰؑ سارے چاہ
وعدہ ذبحِ عظیم دا بابل ویر لگدا اے ھن نبھا نا اے جان گئی میں مرجاناں ھن حافظ ویر خدا
شکلِ زہراؑ حسینؑ دی جائی ہائے شکلِ رسولؐ نوں آکھے روندیاں میں مر جاناں نہ ہجراں دے وس پا
اج میرا طواف جے ہووے سین ملکہ ہجر دے روضے دا کردا اے ہتھ جوڑ دعا ہائے اصغر نال رضاؔ

شاعر: عمران رضاؔ

سوز: اصغر خان

وچھڑی حسینؑ جائی جدوں راہواں

وچھڑی حسینؑ جائی جدوں راہواں ویندی اے
اکبرؑ دے ناں پیام ہواواں نوں دیندی اے

کربل نوں جان والے ارئیاں توں سن دا جا
پہنچے حسینؑ جائے نوں صغریٰؑ دی التجا
آکھیں مدینے آجا تیری بھین کیندی اے

صغریٰؑ نے جس مقام توں اکبرؑ نوں ٹوریا
اوس جا تے زندگی بھر پھر بے کے رولیا
اُوندی فجر نوں جاندی جدوں شام پیندی اے

ویراں دی شادی ہوندی تے غازیؑ نے اونے
چاچے عباسؑ نال میں صغریٰؑ دے جاونے
اکبرؑ دا سہرا لے کے تے قاسمؑ دی مہندی اے

وچھڑی حسینؑ جائی۔۔۔۔

روضے رسول پاکؐ تے صغریٰؑ دے وین نے
لٹیا وچھوڑیاں نے میرا سکھ تے چین نے
اکبرؑ کدوں توں آؤناں ایہو کیندی ریندی اے

ستویں دی شام گئی اے تے نویں وی ڈھل گئی
دسویں دی شام ویلے چھری دل تے چل گئی
اکبرؑ تیرا وچھوڑا میری جند نہ سہندی اے

آلِ نبیؐ دی پیاس نوں ہر وقت رولیا
سیداں دے درد سن کے تو پُر درد ہو گیا
نوحہ گری حسینؑ دی پہچان جاندی اے

منتاں من من ہاری

منتاں من من ہاری اکبرؑ توں نہ آیوں میں صدقے میں واری اکبرؑ توں نہ آیوں
نانے دے روضے تے جا کے رات دینے میں رو رو عرض گزاری اکبرؑ توں نہ آیوں
کی جینا بھیناں دا باج بھراواں دے تیری رل گئی بھین پیاری اکبرؑ توں نہ آیوں
درد کلیجے ہویا وچ مدینے دے جدوں ظالم برچھی ماری اکبرؑ توں نہ آیوں
ویر کھڈاون آئیاں ویراں والنڑیاں اک میں واں درد ستائی اصغرؑ توں نہ آیوں
خاباں دے وچ ویکھاں ڈوری جھولے دی جھولا ڈسدا تیرا خالی اصغرؑ توں نہ آیوں

ہائے او میرا جوان اکبرؑ

ہائے او میرا جوان اکبرؑ میری صغریٰؑ دا مان اکبرؑ

حال صغریٰؑ دا سن او بیٹھی اے تیرے مل کے نشان اکبرؑ

بھین تیری سنے مدینے وچ دے چا اٹھ کے اذان اکبرؑ

تیرے سینے چہ ٹٹ گئی برچھی میرا لٹیا جہان اکبرؑ

کھول اکھیاں شبیہِ پیغمبر مینوں اٹھ کے پیچان اکبرؑ

باپ چاوے پتر دے لاشے نوں کم اے نئیں آسان اکبرؑ

وچ برقعے دے کیتا زینبؑ نے تینوں کج کج جوان اکبرؑ

ایس برچھی نے کیتا چن بچڑا میرا ویہڑا ویران اکبرؑ

ماتمی نوں توقیرؔ دیندا ایں ہیں بڑا مہربان اکبرؑ

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحیدالحسن کمالوی

لے نانا بنایا اے میں ویر دا سہرا

لے نانا بنایا اے میں ویر دا سہرا
اینو سر تے سجاوے گا چن ویرن میرا

طٰہٰ تے مزمل دے سہرے دیاں لڑیاں
شادی تے میں بھی جاواں مینوں تانگاں نے بڑھیاں
ہمشیراں نوں ویراں تے ہوندا مان بتھیرا

لے ویکھ بنایا اے اصغرؑ دا میں گھانا
کبریٰؑ دے لئی مہندی اے قاسمؑ دا عمامہ
ماں لیلیٰ نوں جا دیوے احسان ہے تیرا

بیٹھی اے تیرے راہ تے دکھاں درداں دی ماری
وچھڑی اے مر نہ جاوے تیری بھین پیاری
اکبرؑ نوں میرا جا کے ایہو دیوے سنیہڑا

لے نانا بنایا اے۔۔۔۔

ویراں توں بنا نانا مینوں چین نہ آوے
کوئی ہووے میرا دردی میرے ویر ملاوے
رو رو کے گزرتا اے ہائے شام سویرا

جے لالؔ تیرا نانا غازیؑ نوں اے آکھے
صغریٰؑ نوں مدینہ چوں لیاوہ کوئی جا کے
مک جاوے ھمیشہ لئے درداں دا ھنیرا

شاعر و سوز: لالؔ حسین حیدری

خدا نے بھیج دی بعدِ نبیؐ حسینؑ کے گھر	اپنے لئے رکھی تھی جو شبیہِ پیغمبرؐ
گئے رسولؐ اُدھر اکبرؑ اس طرف آئے	غمِ فراق کا شکوہ رہا اِدھر نہ اُدھر

استاد قمرؔ جلالوی

بھیناں منگدیاں خیراں اپنے ویر دیاں

بھیناں منگدیاں خیراں اپنے ویر دیاں
میں کس دی خیر مناواں میرا ویر نہ کوئی
کوئی نہ جانے ساراں میں دلگیر دیاں
میں دکھیاں کس در جاواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

آکھے سکینہؑ اصغرؑ آجا بھین نوں گل دا زخم وکھا جا
تیرا خالی جھولا جھلاواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

رات نوں ودھ گئی آہ و زاری بیبیاں رون وارو واری
میں سب نوں پئی پرچاواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

کون میری امداد نوں آوے چادر واپس کون دواوے
سر ننگے میں کرلاواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

بھیناں منگدیاں خیراں۔۔۔۔

میرا ویر عباسؑ نہ مردا رہ جاندا دکھیادا پردہ
منہ والاں نال لکاواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

صغریٰؑ آکھے امڑی جایا بھین بیمار نوں لین نہ آیا
میں تھک گئی تکدی راہواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

اثرؔ ایہہ رب دی بے پروائی قیدی ہوئی زہراؑ جائی
امت نے بنھیاں باہواں ہائے میرا ویر نہ کوئی

شاعر: اثرؔ ترابی

سوز: لالہٰ عبدالواحد قصوری

اے دعاواں تیرے روضے تے

اے دعاواں تیرے روضے تے نے ہمشیر دیاں
خیراں ہوون میرا نانا تیری تصویر دیاں

شالا ہووے نہ گلا میرے علی اصغرؑ دا
ویکھیاں خاب چہ نوکاں میں تینوں چیر دیاں

جا کے میرا علی اکبرؑ نوں اے پیغام دیوے
آخری سانواں نے ویرن بھین دلگیر دیاں

ہووے سردار[2] مدینہ کوئی دردی میرا
لے کے آوے جہیڑا خبراں میرے چن ویر دیاں

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

---

[2] یہ نوحہ جناب یوسف سردار کا نہیں ہے

صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا

صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا
بھائی کے بنا گھر تیرا ویران رہے گا

گونجیں گیں اندھیروں میں سکینہؑ کی صدائیں
خاموش مگر شام کا زندان رہے گا

اے دشتِ ستم دیکھ ذرا پیار سے رکھنا
چھ ماہ کا اصغرؑ تیرا مہمان رہے گا

برچھی کا کلیجے سے نکلنا علی اکبرؑ
تاریخ کے ہر باب کا عنوان رہے گا

چادر بھی برادر بھی دیئے عونؑ و محمدؑ
زینبؑ کا خدائی پہ یہ احسان رہے گا

شاعر: سید محسن نقوی

ہائے صغریٰؑ درداں ماری راہواں

ہائے صغریٰؑ درداں ماری راہواں تک تک ہاری
میں جیوندیاں سوہنے اکبرؑ دا مکھ ویکھ لواں اک واری

بیمار نوں روز اڈیکاں نے میرے ویرن نے گھر اونا اے
میں چوٹیاں والے اصغرؑ نوں لے گود چہ آپ کھڈانا اے
مینوں چھیتی گل نال لا اکبرؑ میری مک جاوے بیماری

اک پل وی بھین نماڑی نوں نہ چین ذرا وی آوے
مینوں شکل ویکھا کے نانے دی میرے رونے ویر مکاوے
تیرے باجوں ویرن مر جائے نہ تیری دکھیا بھین بچاری

دربارِ نبیؐ تے جاجا کے صغریٰؑ نے ترلے پائے
دس نانا میرے ویرن کیوں پردیس چوں مڑ نہ آئے
اکبرؑ دے باجوں نئیں بچ دی ویراں دے وچھوڑے ماری

ہائے صغریٰؑ درداں ماری۔۔۔۔۔

کربل دے پاسے منہ کر کے رووے شبیرؑ دی جائی
نہ خط کوئی بھیجیاں بابل نے نہ اکبرؑ شکل ویکھائی
تیرے اون دی تانگ دے وچ اکبرؑ مر جائے نہ دھکیاری

پھپھیاں نے جا پردیس دے وچ اُجڑی نوں خوب بُھلایا
یارب کیسے بھین توں وچھرے نہ میں وانگوں امڑی جایا
نانے دی قبر تے رو رو کے صغریٰؑ نے عرض گزاری

صغریٰؑ تے اکبرؑ دی لوکوں جگ تے پُر درد کہانی
تا حشر ایں چل دی رینی ایں جیویں دریاواں دی روانی
سادات دے نوحے لکھ لکھ کے منظورؔ کرے غم خواری

شاعر: منظورؔ حسین

لاہور پارٹی، راوی روڈ، سنگت خان تصدّق خان، 2002ء

صغریٰؑ راہواں تک تک ہاری

صغریٰؑ راہواں تک تک ہاری چن ویرن ہُن آ اک واری دکھاں دے وس پا گئیوں مینوں رو رو آکھے بھین پیاری	نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی شاعر و سوز: غلام قنبر
نانے پاک دے روضے جا کے رو رو درداں ماری آکھے کلی میں رووّاں تے کُرلاواں کوئی نہ سندا آہ و زاری	
ستویں دا دن ڈھلیا ویرن وعدہ تیرا لنگیاں ویرن واجا مارے اکبرؑ آ جا تیری دکھیا بھین بیچاری	
آ ویرن تیرے بن کلیاں آس تیری وچ راہواں ملیاں تیرے وچھوڑے دے وچ اکبرؑ مینوں لگ گئی ویر بیماری	
ویکھے ناں تینوں لگدے سہرے میں منائے شگن نہ تیرے حسرت دل دی دل وچ لے کے میں رواں صغریٰؑ دکھیاری	
سئی نہ جاوے تیری جدائی، کردی وین حسینؑ دی جائی کر کر تینوں یاد ہائے اکبرؑ رونا صغریٰؑ زندگی ساری	
توں اے پوترا پاک علیؑ دا، توں اے دوتھرا پاک نبیؐ دا قنبرؔ لئی نماز اے مولا اکبرؑ تیری ماتمداری	

هائے حسینؑ

اے مسلمِ غریب صداقت کے ایلچی　　دینِ مبین حق کی حکومت کے ایلچی

پیغمبرؐ خدا کی امانت کے ایلچی　　ایثار کے وفا کے شرافت کے ایلچی

لاکھوں سلام تجھ پہ محبت کے ایلچی

نجم آفندی

باب نمبر 5: سفیرِ حسینؑ

تقدیر علیؑ دی بچڑی دی کربل توں پہلاں اجڑ گئی

سُن ہاڑے درداں ماری دے تقدیر کھڑی کرلاندی اے

روداد بیان کرے شاہدؔ کیویں ام البینؑ دی جائی دی

دل سوچ کے ہو کے بھر دا اے اتے اکھ پئی نیر بہاندی اے

سفیرِ آلِ نبیؐ کلمہ گواں نے ماریا

سفیرِ آلِ نبیؐ کلمہ گواں نے ماریا
ہائے بیعت حسینؑ کر کے فیر نمازیاں نے مسلمؑ دا سِر اتاریا

گھر روندیاں پٹدیاں دھیاں مسلمؑ چھوڑ کے ٹریا
امت مہمان نوازی کیتی فیر نہ مڑیا
غازیؑ دی بھین رقیہؑ بچڑے دان کیتے نالے سِر دا تاج واریا

کوفے وچ کلیاں رہ گیا حیدرؑ دا داماد اے
اینوں آخری ویلے آئی ویر عباسؑ دی یاد اے
لگے زخم ہزاراں بدن اتے تلواراں دے پر حوصلہ نہ ہاریا

زہراؑ دیاں جائیاں جد بابے دے شہر چوں گیاں
ہائے پتھراں دی برسات چہ ہون سِراں توں ننگیاں
جتے سر مسلمؑ دا ٹنگیا شمر کمینے نے اتوں قافلہ گزاریا

سفیرِ آلِ نبیؐ۔۔۔۔۔۔

ہتھ والاں دے وچ پا کے حارث واری واری
سِر کیتے قلم رقیہؑ دی اپنے جوڑی ماری
بھکیاتے پیاسیاں بالاں نے ہائے رب جانے کیویں ظلم یہ سہاریا

حارث دی زوجہ بال سمائے مار کے تالے
اے روندے اٹھ بہہ ماں نوں ویکھ کے خاب وچالے
ظالم نے سن لیا بچیاں نے جدوں رو رو کے بابا بابا پکاریا

اک زخمی دوجا پیاس ہتھوں ہویا مجبور اے
اخترؔ مسلمؑ لاچار کھڑا وطناں توں دور اے
اک گُھٹ پانی دا دیوے جو پردیسی نوں کوئی سہارا نہ رہیا

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

https://youtu.be/sGl34ztYxuU?si=_pQY93edRokYAdRZ

مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا

مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا
مسلمؑ کو ظالموں نے چھت سے دیا گرا

لیکے پیغام امن گئے قتل کر دیا
دی ظالموں نے ان کو کس جرم کی سزا

ہر سو لگے تھے پہرے کوفے میں ظالموں کے
مظلوم بے وطن پہ روتی رہی قضا

بیٹوں کو ساتھ لیکر مسلمؑ چلے تھے گھر سے
افسوس کلمہ گو کو آئی نہ کچھ حیا

تھی رات ظلم کی وہ تنہا جنابِ مسلمؑ
پرسانِ حال کوئی کوفے میں نہ رہا

مظلوم کے سفیر کو۔۔۔۔۔

یارب نہ لال بچھڑے پردیس میں کسی کے
رو رو کے کر رہے تھے مسلمؑ یہی دعا

عباسؑ کی بہن کو پیغام کوئی دیدے
ہے موت ہر قدم پر بیٹے ہوئے جدا

راہوں میں کہہ رہی تھی عباسؑ سے رقیہؑ
میرے لال مجھکو لا دے کرتی ہوں التجا

سادات کے لہو سے دیں کے چراغ روشن
شبیرؑ نے کئیے ہیں سر دارؔ کس طرح

شاعر و سوز: یوسف سر دارؔ، کراچی

راہواں دے وچ سین رقیہؑ

راہواں دے وچ سین رقیہ رووے تے کرلاوے یارب سائینیاں کوئی پتراں دی خیر دی خبر سناوے
پتراں باج نہ جیون مانواں میں اج کیویں عید مناواں دردو چھوڑا میں اجڑی دے سینے وچ اگ لاوے
خواب دے وچ دریا دے کنارے روندے ویکھے لعل پیارے زلفاں ہتھ ظالم دے کسیاں کیہڑا آن چھڑاوے
تیرے رعب تو غازی ڈر کے پکھرو وی پرواز نئیں کردے کر احسان تے پتر ملا دے رورو ترلے پاوے
گلیاں دے وچ روندے ہوسن اک دوجے توں پوچھدے ہوسن کیہڑا دردی ویر اج سانوں امبڑی نال ملاوے
نہ روبھین اے آکھے غازیؑ میں جاواں شبیرؑ نئیں راضی نہ ازماں اج ویر اپنے نوں روے تے سمجھاوے

شاعروسوز: یوسف سردارؔ، کراچی

یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں

یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں
کس حال میں ہیں لعل میرے کوفہ شہر میں

کہتی ہے یہ رو رو کے غازیؑ سے رقیہؑ
آئے نہ میرے لعل تو مر جاؤں گی بھیا
یہ زخم جدائی کے ہوئے میرے جگر میں

ہائے بچھڑے ہوں جس ماں کے دو لعل پیارے
وہ زندہ رہے کیسے یادوں کے سہارے
اُس ماں کو نہ آئے گا کبھی چین قبر میں

ماں بیٹوں کو ہر عید پر ہاتھوں سے سجا کے
دیتی ہے دعا بیٹوں کو سینے سے لگا کے
ہائے عید کے دن خاک پڑی ہے میرے سر میں

یہ بات رُلاتی۔۔۔۔

دروازے پہ دیکھا سرِ مسلم کو لٹکتے
اور غازیؑ میرے لعل ہیں گلیوں میں بھٹکتے
اِس خوابِ پریشاں کا نقشہ ہے نظر میں

ہر سمت کھڑی موت ہے بانہوں کو پسارے
معصوم ہیں سہمے ہوئے دریا کے کنارے
اُجڑے نہ رقیہ کی طرح کوئی دہر میں

حارث کو یتیموں پر ذرا رحم نہ آیا
اک اُجڑی ہوئے ماں کو ہے راہوں میں رُلایا
سر کاٹ کے تن پھینکے ہیں دریا کے بھنور میں

سردارؔ رقیہؑ نے سہے کیسے یہ سدمے
عبّاسؑ کی ہمشیر تو روتی ہے لحد میں
دو بیٹے مرے شام تو دو کوفہ شہر میں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

عیداں نے گزر گئیاں

عیداں نے گزر گئیاں میرے لال نئیں آئے

کوئی مُدتاں توں روندی دے ہائے درد ونڈائے

رب جانے میرے پُتراں کیویں عید گزاری

ہائے راواں دے وچ رونی ہاں میں درداں دی ماری

میں پتراں لئی کپڑے عیداں دے بنائے

پردیس گئے نال نے بابے دے اورَل کے

اِک سال ہویا لال میرے آئے نئیں مُڑ کے

کیہڑا قید چوں ظالم دی میرے لال چھڑائے

مانواں نوں تے پتراں دے ہوندے چاء نے انوکھے

عباسؑ دی ہمشیرؑ رہی کہندی اے رو کے

شالا مانواں نوں پتراں توں وَکھ عید نہ آئے

عیداں نے گزر گئیاں۔۔۔۔

میں وِچھڑیاں پتراں نوں پئی روز اُڈیکاں
کر یاد میں پتراں نوں رووّاں مار کے چیکاں
اے روگ وِچھوڑے دا میری جان مُکائے

آ ویر تینوں خواب دا منظر میں سُناواں
رب قائم رکھے غازیؑ سدا تیریاں بانواں
ہتھ ظُلفاں نیں ظالم دے روندے میرے جائے

ویراں دیاں موتاں نے جدِا وطن چُھڑایا
یثرب توں ٹری آن کے لاہور وسایا
سردارؔ نہ پتراں نوں جنے کفن پوائے

شاعر: یوسف سردارؔ

سوز: یونس و یوسف سردار

مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے

مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے
اولادِ علیؑ ہے تو یہی تیری خطا ہے

مسلمؑ کے مصائب میں تڑپ دل کی کوئی پوچھے
آغازِ مصیبت ہے کہ انجامِ بلا ہے

کوفے میں براہیم و محمد کی یہ تنہائی
غربت سی یہ غربت ہے جفا سی یہ جفا ہے

یاد آئے ہیں شہزادے مسلمؑ کو بہت شاید
کیوں جام پانی کا لہو رنگ ہوا ہے

کھینچا گیا کوفے کی گلیاں میں تیرا لاشہ
پامالِ ستم کر کے گلا کاٹا گیا ہے

مسلمؑ کی یتیمہ پر ایسا تھا کرم شہہ کا
کچھ سوچ کر زینبؑ نے جگر تھام لیا ہے

کیوں ذبح کیا پیاسا مولا کو مرے لوگو
عاصمؔ سرِ ماتم یہ ہر اک دل کی صدا ہے

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

بھین رووے تے کھوے مان وودھادے غازیؑ

بھین رووے تے کھوے مان وودھادے غازیؑ
میرے وچھڑے ہوئے پتراں نوں ملادے غازیؑ

زندگی ہووے فصل تیرا جوانی مانڑے
میں پریشان ہاں میں جانڑاں یااللہ جانڑے
جاکے پردیس میری جوڑی لیادے غازیؑ

آگئی عید تے ماواں نے سجائے بچڑے
وانگ شہزادیاں مسند تے بٹھائے بچڑیے
میری اجڑی ہوئی گودی نوں وسادے غازیؑ

ساریاں بھیناں نے گوداں چہ اٹھائے ویرن
میریاں دھیاں دے پردیسوں نہ آئے ویرن
روندیاں بھیناں نوں چن ویر ملادے غازیؑ

بھین رووے تے کہوے۔۔۔۔

اینج لگدا اے کوئی ظلم ہنیری اے چڑھی
میرے سر تاج نوں ماں فاطمہؑ روندی اے کھڑی
بھین دے خاباں دی تعبیر ڈساں دے غازیؑ

ذکر مسلم دی غریبی دا جیڑا کردا اے
فرض ماتم دا جیڑا شخص ادا کردا اے
اودی توقیرؔ زمانے تے ودھا دے غازیؑ

شاعر: توقیرؔ کمالوی

تو نے خدا کی راہ میں کیا کیا نہ غم سہا	تیرے جگر کا خون اس افراط سے بہا
روحِ وفا نے چونک کے صلِّ علیٰ کہا	نسل عقیل میں کوئی باقی نہیں رہا

لاکھوں سلام تجھ پہ محبت کے ایلچی

علامہ نجم آفندی

جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے

جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے
کوفے میں دربدر ہیں مسلمؑ کے شاہزادے

ہم کو نہ مار حارث مسلمؑ کے ہم پسر ہیں
اس شہرِ بے وفا میں ہم آج دربدر ہیں
دیں گے دعائیں تجھ کو بابا سے گر ملا دے

سید ہیں یہ فضیلت دی ہے ہمیں خدا نے
بے گھر مسافروں کو مت مار تازیانے
ہم آلِ مصطفیٰؐ ہیں ہم کو نہ یہ سزا دے

بابا کو ڈھونڈتے ہیں دونوں غریب بھائی
دونوں مسافروں کو ہے ماں کی یاد آئی
اب کون کم سنوں کو کوفے میں آسرا دے

محشر کے روز ضامن ہم ہیں ترے ضعیفہ
کوفے میں تو نے ہم کو مہمان ہے بنایا
تیرے ہر اک عمل کی خالق تجھے جزا دے

شاعر: محب فاضی

غازیؑ دی بھین رقیہؑ نوں

غازیؑ دی بھین رقیہؑ نوں پتراں دی یاد ستاندی اے
منہ کر کے کوفے دے پاسے ویراں توں لک لک روندی اے

دن عید دے ماواں بچیاں نوں جدوں چاواں نال سجاندیاں نیں
اے بی بی پتراں دے چولے چم چم کے سینے لاندی اے

مسلمؑ دیاں دھیاں رو رو کے پیا آکھن ویر ملا دیوو
ساڈی امڑی درداں ماری نوں راتاں نوں نیند نئی آندی اے

تقدیر علیؑ دی بچڑی دی کربل توں پہلاں اجڑ گئی
سُن ہاڑے درداں ماری دے تقدیر کھڑی کرلاندی اے

روداد بیان کرے شاہدؔ کیویں ام البنینؑ دی جائی دی
دل سوچ کے ہوکے بھردا اے اتے اکھ پئی نیر بہاندی اے

شاعر: شاہدؔ

سوز: وسیم عباس، فیصل آباد

ہر عید تے پاک رقیہؑ دے

ہر عید تے پاک رقیہؑ دے بچیاں دا ماتم ہوندا اے
بقیع چوں وین نے زہراؑ دے سلطانِ عرب وی روندا اے

دوویں بال رقیہؑ مسلمؑ دے قاتل نوں واسطے پاندے رئے
اک دوسرے دے گل لگ لگ کے علماں والے نوں بلاندے رئے
اسلام دیاں ازمئشاں نیں ماما عبّاسؑ نئیں آندا اے

جدوں پاک رقیہؑ دے در تے پھوڑی پتراں دی وِچھدی اے
اک بی بی بن چادر زخمی روندی ہوئی شام توں آندی اے
اک رت روندا بیمار وی اے جیڑا آ زنجیر ہلاندا اے

جدے دل وچ درد حسینؑ دا اے او پاک بتولؑ دا پیارا اے
اَسی آل دا ماتم کرنے آں روندا وچ جگ سارا اے
اج مسلمؑ دے پتراں دا غم خالق وی آپ مناندا اے

شاعر: ملک شہزرو حیدر

سوز: اکبر عبّاس

ہائے حسینؑ

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا　　خوش تھی کہ جدائی کا اب وقت گزر آیا

بیمار سجانے لگی پھر اجڑے ہوئے گھر کو　　سمجھی شبِ فرقت کو پیغامِ سحر آیا

اخترؔ چنیوٹی

باب نمبر 6: ہلالِ محرم

تیرے چڑھنے سے اجڑ جائے گا گھر زہراؑ کا

آج چھپ جا تجھے کہتی ہے یہ دکھیا صغریٰؑ

یوسف سردارؔ

اے چاند محرم تو ہی بتا

اے چاند محرم تو ہی بتا خاتونؑ کا چاند کہاں ہے
آباد ہے دنیا ساری زہراؑ کا چمن ویراں ہے

دیکھا نہ سنا زاہد ایسا زخموں سے بدن ہے چُور مگر
جاری ہے زباں پہ ذکرِ خدا گردن پہ خنجر رواں ہے

تو پر جبرئیل کی زینت تھا کیوں لاشہ تیرا پامال ہوا
بے گور و کفن ہو بھائی میرے زینبؑ کو یہی ارماں ہے

کہتی ہے سکینہؑ عابدؑ کو اِس قید میں میں مر جاؤں گی
چھوڑو نہ اکیلا بھائی تاریک بہت زنداں ہے

اے کوفیوں میں ہوں بنتِ علیؑ اور وارث چادرِ زہراؑ کی
دیکھو نہ تماشہ شرم کرو اب زینبؑ سر عریاں ہے

اولاد کا غم بھائیوں کے ورم کٹتا ہے کلیجہ قدم قدم
ہائے کیسے اُٹھائے خون بھری اکبرؑ کی لاش جواں ہے

تنویرؔ اُٹھا کے اصغرؑ کو سید نے سوالِ آب کیا
تم بھی ہو مسلمان رحم کرو بے شیر کی خشک زباں ہے

شاعر: سید تنویر نقوی

سوز خواں: وزیر افضل

اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا

اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا
تجھے دیکھ کے مر جائے نہ بیمار ہے صغریٰؑ

گھر زہراؑ کا لٹنے کی خبر تو نے سنائی
تجھے دیکھ کے روتی ہے محرّم میں خدائی
چودہ سو برس بیتے سب کرتے ہیں شکوہ

قاصد کو دیا خط میں یہ پیغام لکھا کے
اک بار تو مل جا مجھے سینے لگا کے
پتھرائی ہوئی نظریں کب دیکھیں گی چہرہ

ملنے کیلئے بھائی کو بے چین بڑی ہے
کب سے علی اکبرؑ کی یہ راہوں میں کھڑی ہے
بچھڑی ہے یہ مدّت سے اسے تو نہ نظر آ

اے چاند محرّم۔۔۔۔۔

وعدہ جو کیا بہن کو سینے سے لگا کے
میں شادی کروں گا تو تیرے پاس ہی آ کے
میں سات محرّم کو لوٹوں گا نہ گھبرا

ویران گھروں میں نہ اسے نیند ہے آتی
اکبرؑ کی جدائی ہے اسے خون رلاتی
قدموں کے نشاں ڈھانپ کے بیٹھی ہے سرِ راہ

رونے نہیں دیتے مجھے راتوں کو مسلماں
بیماری سے بے حال ہوں کچھ روز کی مہماں
ہر سمت سے ہے مجھ کو اب موت نے گھیرا

گن گن کے جو صغریٰؑ نے یہ دن ہے گزارے
زندہ ہے تو اکبرؑ کے وعدوں کے سہارے
دن رات تڑپتی ہے اسے اور نہ تڑپا

اے چاند محرّم۔۔۔۔

بہنوں کا تو بھائیوں سے رشتہ ہی عجب ہے
تم بھول گئے مجھ کو یہ کیسا غضب ہے
اس آس پہ زندہ ہوں دیکھوں تیرا سہرا

بھیا کی جدائی میں پریشان ہے رہتی
ہر روز یہ ناناؐ کو رو رو کے ہے کہتی
اکبرؑ نہ ملا ناناؐ میں مر جاؤں گی تنہا

صغریٰؑ کے نصیبوں میں تو رونا ہی لکھا ہے
سردارؔ معصومہؑ کو ملی کیسی سزا ہے
خط آیا نہ اکبرؑ کا روتی رہی صغریٰؑ

شاعر و سوز: سردار یوسف، کراچی

چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ

چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ
دیکھ کر روتی ہے بیمار سرِ راہ صغریٰؑ

جب نکلتا ہے محرم میں تو سب روتے ہیں
ایک بیمار نظر آتی ہے تنہا صغریٰؑ

تیرے چڑھنے سے اجڑ جائے گا گھر زہراؑ کا
آج چھپ جا تجھے کہتی ہے یہ دکھیا صغریٰؑ

شام ڈھلتی ہے تو آجاتے ہیں پنچھی گھر کو
دیتی ویران گھروں سے ہے یہ صدا صغریٰؑ

جس طرح بچھڑی ہوں میں اور نہ بچھڑے کوئی
کرتی ناناؐ سے ہے رو رو کے یہ شکوہ صغریٰؑ

چاند نکلا ہے محرم-----

پوچھتا ہے کوئی صغریٰؑ سے تو رو دیتی ہے
کیوں نہ آیا تیرا اکبرؑ ذرا بتلا صغریٰؑ

دل میں ہے اِک تمنا کہ ملے اکبرؑ سے
رات دن کرتی ہے روضے پہ یہ دعا صغریٰؑ

نہ ملا بابا نہ بھیا کبھی سردارؔ جیسے
سہ گئی کس طرح ہر غم کی انتہا صغریٰؑ

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

چاند، دہلیز، دیا، وعدہء اکبر، امید
اس سے آگے دلِ بیمار سے سوچا نہ گیا
مر گئی وہ کہ ہے غش میں کہ ہے سکتے میں نویدؔ
گھر کے سناٹے سے بھی راز یہ کھولا نہ گیا

میر احمد نویدؔ

نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے

نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے
بچھڑی ہوئی بہن کا دم ہی نکل نہ جائے

کرتی ہے جب چراغاں دربار میں نانا کے
کہتی ہے یہ رو رو کے اکبرؑ مجھے مل جائے

جب شام کے سائے بھی ڈھلتے ہیں دیواروں سے
ویران گھروں سے پھر رونے کی صدا آئے

آؤں گا تجھے لینے وعدہ تھا تیرا اکبرؑ
آ جاؤ نہ وعدے کی تاریخ گزر جائے

اُکھڑی ہوئی سانسوں میں کرتی ہے دعائیں یہ
یارب میرے اکبرؑ کا پیغام کوئی آئے

نہ چاند محرم کا۔۔۔۔۔

روتی ہے راتوں کو جب خواب ڈراتے ہیں
برچھی علی اکبرؑ کے سینے میں نظر آئے

صغریٰؑ تو یہ کہتی ہے بخشاؤں گی محشر میں
اکبرؑ تیرے آنے کی جو خبر سنا جائے

قدموں کے نشاں صغریٰؑ کہتی ہے چھپا کر یہ
یارب میرے بھیا کی یہ یاد نہ مٹ جائے

یہ درد انوکھا ہے صغریٰؑ سے کوئی پوچھے
سردارؔ جدائی کا صدمہ نہ سہا جائے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں

جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں
مظلوم کے لٹنے کا ہم سوگ مناتے ہیں

اس علم میں پوشیدہ حسرت ہے سکینہؑ کی
معصومؑ کی اشکوں سے ہم پیاس بجھاتے ہیں

بے کفن رہے لاشے جلتے ہوئے صحرا میں
شبیرؑ کی غربت کا ہم حال سناتے ہیں

تنہا شبِ غربت جس نے ہیں دیئے پہرے
ملکۂ شرافت کی روداد سناتے ہیں

بھیّا کی جو راہوں میں دن رات تڑپتی تھی
بچھڑی ہوئی صغریٰؑ کو راہوں سے بلاتے ہیں

جب چاند نظر آئے۔۔۔۔۔

چالیس برس خوں جو سجادؑ رہے روتے
اس خون کے صدقے میں ہم خون بہاتے ہیں

کیوں گود ویراں ہوئی ہائے مادرِ اصغرؑ کی
معصوم کے جھولے کو رو رو کے سجاتے ہیں

جِس دولہا کے لاشے کو مالا نے چُنا جا کر
اُس دولہا کی مہندی کو ہم رو کے اٹھاتے ہیں

سردارؔ تیرا رونا منظور کرے مولاؑ
جو سب کے نصیبوں کو اک پل میں بناتے ہیں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

کرب و بلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند

کرب و بلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند صدیوں سے کہہ رہا ہے یہی ایک بات چاند	شاعر: حسنین اکبر
اکبرؑ کے انتظار سے خیموں کی آگ تک پیاسو کے تین چاند ہیں صغریٰؑ کے سات چاند	
جیسے کسی جوان کی کاندھوں پہ لاش ہو کچھ یوں جھکا جھکا سا ہے پہلی کی رات چاند	
اُس رات بادلوں کی زباں سُکھ جاتی ہے جس رات اُن سے کرتا ہے اصغرؑ کی بات چاند	
آتا ہے آسمان پہ اک بار سال میں بے گھر سافروں کی خبر لے کے ساتھ چاند	
ہم شکلِ مصطفےٰؐ کی جوانی کو دیکھ کر روتا رہے گا پڑھ کے پیمبرؐ کی نعت چاند	سوز: اصغر خان
اکبرؑ یوں دیکھنے میں تو بے ہاتھ ہے مگر سینے کے نشاں کہتے ہیں رکھتا ہے ہاتھ چاند	

لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آگیا

لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آگیا
جاگ اُٹھا محشر، زمیں لرزی فلک تھرا گیا

حسبنا کی بدلیوں میں گھر گیا زہرہؑ کا چاند
مقصدِ اجرِ رسالت پر اندھیرا چھا گیا

کوفیوں کا حوصلہ ہرگز نہ تھا قتلِ حسینؑ
اے خلافت کون یہ اُن کو سبق سکھلا گیا

بول اے سجادؑ کی زنجیر گونج اے غارِ ثور
کون یہ بیمارؑ کو طوقِ گراں پہنا گیا

یاد تو ہو گا تجھے تو ہی تو اے قرآں بتا
کربلا میں کون خیموں کو جلانے آگیا

لے کے پھر پیغام۔۔۔۔۔

شام کے بازار میں وہ بے ردا ہو کر گئی
جسکی مادر کا جنازہ شب کو اٹھوایا گیا

بنتِ حیدرؑ کو کیا تھا، کس نے پابندِ رسن
دردِ پہلو آہ یہ کس کا مجھے یاد آگیا

آگئی چھننے سند کو آج روحِ فاطمہؑ
ثانیِ زہرہؑ کو جب دربار میں لایا گیا

پوچھنا جنگِ جمل سے جا کے اے اخترؔ کہ کیوں
کربلا میں کارواں اسلام کا لوٹا گیا

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا
خوش تھی کہ جدائی کا اب وقت گزر آیا

رہ میں جو غبار اُٹھتا بیمار یہ کہتی تھی
شاید کہ میرا قاصد کچھ لے کے خبر آیا

غمگین ستارو تم خوش ہو کے ذرا چمکو
صغریٰؑ کو تسلی دو نالوں میں اثر آیا

بیمار سجانے لگی پھر اجڑے ہوئے گھر کو
سمجھی شبِ فرقت کو پیغامِ سحر آیا

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

عشق میں کیا لٹایئے عشق میں کیا بچایئے

آلِ نبیؐ نے لکھ دیا سارا نصاب ریت پر

آلِ نبیؐ کا کام تھا آلِ نبیؐ ہی کر گئے

کوئی نہ لکھ سکا ادیبؔ ایسی کتاب ریت پر

ادیب رائے پوری

باب نمبر 7: دشتِ بلا

قافلہ رہ گیا اک دشتِ بلا میں پیاسا

جن کی میراث تھی کوثر انہیں پانی نہ ملا

جون ایلیا

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں کانپے زمین سن کے جیسے روئے آسماں
یا مصطفٰےؐ ردائے بھی امت نے چھین لی اب جا کے سر چھپائے تیری بیٹیاں کہاں
وحشت سے قتل گاہ میں چونکے گا رات بھر اصغرؑ کو جنگلوں میں پکاری گی ماں کہاں
زینبؑ کے بازوؤں میں رسن کیا اندھیر ہے عباسؑ باوفا علی اکبرؑ جواں کہاں
بعدِ حسینؑ سوئی سکینہؑ نہ چین سے بھولے گی ہائے شمر کی وہ جھڑکیاں کہاں
زہراؑ کے لاڈلے کے گلے پر چھری چلی زینبؑ کے بازوؤں میں بندھی ریسماں کہاں

لا الہ تو پڑھ لیا اب لیں مزا تاثیر کا لا الہ کی تہہ کے نیچے خون ہے شبیرؑ کا
لا الہ کے پڑھنے والو لا الہ سے پوچھ لو لا الہ تو بچ گیا گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

لازوال درسگاہ حسینؑ ہے

لا الہ الا اللہ محمد الرّسولُ اللہ کی لازوال درسگاہ حسینؑ ہے
نہ جس کی کوئی مثال ہے نہ جس کی کوئی نذیر ہے وہ بے مثال شہنشاہ حسینؑ ہے

حسینؑ روحِ کائنات ہے، حسینؑ فخرِ معجزات ہے
خدا نے جس کو مرحبا ہے نفسِ مطمئن کہا وہ کربلا کا مصطفٰےؐ حسینؑ ہے

اے ہاشمی جوانو کیا ہوا، کہاں چلے گئے ہو باوفا
صدا یہ فاطمہؑ کی تھی کہ رن میں کوئی بھی نہیں اکیلا رہ گیا میرا حسینؑ ہے

حسینؑ لا الہ کی زندگی، حسینؑ انبیاء کی بندگی
لا الہ سے پوچھ لو کہ ساری کائنات میں صرف بنائے لا الہ حسینؑ ہے

لا الہ الااللہ۔۔۔۔۔

حسینؑ دین کا شباب ہے، حسینؑ درسِ انقلاب ہے
کفن کے بند کھول کر بلایا جس کو ماں نے خود وہ فاطمہؑ کا لاڈلا حسینؑ ہے
تڑپ چکی شبیہِ مصطفیٰؐ، مگر حسینؑ ہی ڈٹا ہوا
پسر جواں کی لاش پہ ہے مطمئن کھڑا رہا یہ وہ خلیلِ کربلا حسینؑ ہے

اپنے خون کا غسل ملا، کفن ہے جس کا خاکِ کربلا
دفن بہن نہ کر سکی ہے دھوپ میں پڑا رہا یہ وہ غریبِ کربلا حسینؑ ہے

پڑی ہیں رن میں لاشیں جا بجا، جلے خیام کچھ بھی نہ بچا
حرم کے سر سے چھین لیں یزیدیوں نے چادریں یوں کربلا میں لٹ گیا حسینؑ ہے

حرم میں حشر کا سماں ہوا، پھوپھی سے جب سکینہؑ نے کہا
مجھے نہ نیند آتی ہے میں سوؤں کِس کے سینے پر کہاں چلا گیا میرا حسینؑ ہے

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے
دشمن ہوئے مسلماں بے درد آسماں ہے

اصغرؑ کی بے بسی پر پتھرا گئی فضائیں
خوں رو رہا ہے پیکاں سہمی ہوئی کماں ہے

شاید تڑپ تڑپ کر اصغرؑ نے جان دیدی
پتھرا گئی ہیں آنکھیں نکلی ہوئی زباں ہے

بانو سنبھال لینا اکبرؑ کی لاش جاکر
شبیرؑ ہیں اکیلے میّت بڑی جواں ہے

اکبرؑ کا حال جاکر اے نامہ بر نہ کہنا
دم توڑ دیگی صغریٰؑ بیمار و ناتواں ہے

ڈوبی ہوئی لہو۔۔۔۔۔

شمرِ لعیں چلائی شمشیر کس گلے پر
زہراؑ کے دل میں ظالم خنجر تیرا روا ہے

تابوت جس کی ماں کا اغیار نے نہ دیکھا
بے پردہ و بے ردا وہ لاشوں کے درمیاں ہے

جکڑی ہوئی رسن میں بنتِ رسولؐ نکلی
محمل نہیں میسر بیمار ساربان ہے

شاعر: یوسف سلمان شمسی

اسلام کو دیتا ہے ہر سال حیاتِ نو
کیا تو نے کہا غافل یہ ذکر پرانا ہے
نجم آفندی

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے
بنتِ زہراؑ تیری غربت کے زمانے آئے

بے کسی باپ کی بے شیرؑ سے دیکھی نہ گئی
ماں کی آغوش سے پانی کے بہانے آئے

رسمِ دنیا ہے مسلمانو ذرا ساتھ چلو
شاہؑ اصغرؑ کے لئے قبر بنانے آئے

رات گہری ہوئی جاتی ہے صدا دو اصغرؑ
ماں کہاں آگ کلیجے کی بجھانے آئے

رو کے شاہؑ کہتے تھے اکبرؑ میرا کوئی نہ رہا
دو صدا باباؑ کہاں لاش اٹھانے آئے

دشتِ خونخوار میں.....

وارثِ لاشائے شبیرؑ نہ آیا کوئی
لوگ ہر لاش پہ حق اپنا جتانے آئے

روکے کہتی تھی سکینہؑ کہ چچا آئے نہ تم
اب تو آجاؤ کہ گھر لوگ جلانے آئے

حشر برپا ہوا خیموں میں علمدارؑ اُٹھو
سر کھلے کیسے بہن تم کو بلانے آئے

چھین لی شمر نے احمدؐ کی نواسی کی ردا
کون عبّاسؑ کو دریا پہ بتانے آئے

ڈھل چکی شام یتیمی کی سکینہؑ سے کہو
اب کہاں باباؑ جو سینے پہ سلانے آئے

دشتِ خونخوار میں۔۔۔۔۔

رو دیئے شاہؑ نہ رہے عونؑ و محمدؑ قاسمؑ
تم بھی عباسؑ مجھے چھوڑ کے جانے آئے

وقتِ آخر کہا اکبرؑ نے تڑپ کر باباؑ
ہم کو وعدے نہیں صغراؑ کے نبھانے آئے

منزلِ کرب و بلا دیکھ کے رویا قاصد
کس کو صغراؑ کا وہ پیغام سنانے آئے

ہوش سجادؑ کو غش سے نہیں آتا ورنہ
شمرلع اور ہاتھ سکینہؑ پہ اٹھانے آئے

شب کے سناٹے میں بکھرے ہوئے لاشے یوسفؔ
آہ! وہ لوگ جو اسلام بچانے آئے

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی
سوز: لالہ نثار علی قصوری

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا دشتِ خونخوار میں لختِ دلِ زہراؑ آیا
جو کہ گزری علی اصغرؑ پہ وہ روداد نہ پوچھ ہائے پیاسا لبِ دریا سے بھی پیاسا آیا
شاہؑ نے کھینچ تو لی سینائے اکبرؑ سے سناں ساتھ لپٹا ہوا برچھی سے کلیجہ آیا
احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ و حسنؑ کو شاہؑ کو حرملہ تیر سے کس کس کو نہ تڑپا آیا
کوفیو شرم سے آنکھوں کو جھکائے رکھنا ننگے سر حیدرِ کرارؑ کا کنبہ آیا
تم مسلمان ہو در و بام چراغاں نہ کرو شامیوں لٹ کے محمدؐ کا گھرانہ آیا
رہ گزارو یہ صدا گریائے زہراؑ کی ہے کون بیمارؑ یہ زنجیروں جکڑا آیا

ہو کے مہمان۔۔۔۔۔۔

طوق سے پاؤں میں تھی طاقتِ رفتار کہاں طوق و زنجیر کو سجادؑ پہ رونا آیا	شاعر: محمد علی شمسیؔ
قید کر کے سرِ بازار پھرایا ان کو جن کے گھر ہی سے مسلمانوں میں پردہ آیا	
ہائے بے وارثوں کی چند رداؤں کے سوا لوٹ میں ہاتھ مسلمانوں کے اور کیا آیا	
راہ تکتی رہی بچے کی جگر تھام کے ماں خوں میں ڈوبا ہوا بے شیر کا لاشہ آیا	
کہیں بانوؑ کہیں زینبؑ کہیں لپٹی ہے ربابؑ اک قیامت لئے آغوش میں جھولا آیا	سوز: لالہ عبد الواحد قصوری
خوں میں ڈوبی ہوئی اکبرؑ کی جوانی دیکھی ہائے آیا بھی تو کب قاصدِ صغریٰؑ آیا	
ہائے اس بچی کی مایوس نگاہیں شمسیؔ لوٹ کے جس کا چچا اور نہ بابا آیا	

اے کربلا تیرے دامن میں

اے کربلا تیرے دامن میں داستاں ہے کوئی حسینؑ بن نہ سکے گا نہ کربلا ہے کوئی
علیؑ کی بیٹی ہوں نانا ہے مصطفٰےؐ میرے میں بے ردا ہوں میرے سر پہ دے ردا ہے کوئی
نہ لاشِ بابا پہ آؤں گی چھوڑ دے ظالم یہ کہہ کے ننھے سے ہاتھوں کو جوڑتا ہے کوئی
نہ پوچھ مادرِ اصغرؑ کے دل کی بے چینی تمام رات کہیں جھولا جھلا رہا ہے کوئی
خیال آیا تھا بازارِ شام کا شاید بہن نے سر کو جو چوما تو رو دیا ہے کوئی
سہارا میری ضعیفی کا کھو گیا یا رب زمیں پہ بکھری جوانی کو ڈھونڈتا ہے کوئی

نگہباں دیں کی بن کے دشت میں

شاعر: صفدر کاظمی

سوز: استاد اکبر عباس

نگہباں دیں کی بن کے دشت میں آلِ عباؑ آئی
برادر مر گئے رن میں، ردا زینبؑ لُٹا آئی

ردا بھی لُٹ گئی عبّاس آ کر لو خبر میری
بہت روئی ہے زینبؑ جس گھڑی تم کو قضا آئی

بڑی مایوس نظروں سے کیا رخصت برادر کو
تڑپ کر روئی زینبؑ یاد زہراؑ کی دعا آئی

علی اکبرؑ کا لاشہ شاہؑ اُٹھائے گے ضعیفی میں
اگر ہو حکم آؤں میں صدائے باوفا آئی

ہے سر میں خاک راہوں کی برہنہ سر پھری زینبؑ
حیا سے سر جھکا ہے یاد غازی کی وفا آئی

ملا پانی جو پینے کو، سکینہؑ دوڑی مقتل کو
قضا اصغرؑ کو تِشنہ لب ہے تُربت میں سلا آئی

دعائیں رات دن رو رو کے کرتے ہیں یہی صفدرؔ
بلا لو اپنے روضے پر ہے لب پہ التجا آئی

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے

گلشن میں ہے اداسی جنگل بسا ہوا ہے

قرآن کے حافظوں نے مارا ہے شاہِ دین کو

کچھ حاجیوں نے ملکر کعبہ گرا دیا ہے

کتنی حقیقتوں سے پردے اٹھے ہوئے ہیں

کس نے کہا کہ زینبؑ بلوے میں بے ردا ہے

فریاد کر رہی ہے کس درد سے سکینہؑ

عبّاس نامور کا لاشہ تڑپ رہا ہے

اصغرؑ کی لاش ہے یہ ام ربابؑ دیکھو

اسلام کو جگا کر معصوم سو گیا ہے

ویران ہے مدینہ۔۔۔۔۔

فضہؑ سے کوئی پوچھے کتنی مصیبتوں کی
زہراؑ سے ابتدا تھی زینبؑ پہ انتہا ہے

آنکھوں میں ہیں یہ آنسو یا سامنے نظر کے
تسنیم موجزن ہے کوثر چھلک رہا ہے

زین العباؑ نے اخترؔ اس دکھ بھرے جہاں میں
ہر زخم کھا کے جینا آسان کر دیا ہے

شاعر: اخترؔ چینوٹی

کہاں اشکِ غم اور کہاں قصرِ جنت
ہمیں نجمؔ قیمت گھٹائے ہوئے ہیں

علامہ نجمؔ آفندی

آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا

آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا
آ گیا لکھنے لہو سے داستانِ کربلا

کس کے اکبرؑ نے کیا اللہ کو اکبر دشت میں
اے مسلماں گوشِ حق سے سن اذانِ کربلا

جس کے ہر اک اشک نے تاریخ لکھدی ظلم کی
وہ محرک ہے امیرِ کاروانِ کربلا

نوبتِ شہباز ہے دراصل ماتم کی صدا
لال سہوانی قلندر ترجُمانِ کربلا

جو پیمبر بھی نہ کر پائے سرِ دشتِ بلا
خون سے تیرے ہوا ہے اطمینانِ کربلا

بن گئی خاکِ شفا ہی چادرِ زینبؑ رضاؔ
چادرِ زینبؑ بنی ہے سائبانِ کربلا

شاعر: سید علی رضاؔ بادشاہ
سوز: افضال حسین

کربل دی خاک ہتھاں تے چا

کربل دی خاک ہتھاں تے چا فرمایا رو شبیرؑ اے ایہو اکبرؑ دی جاگیر اے ایتھے لا چا خیمے بھینی دے اے علماں والا ویر اے ایہو اکبرؑ دی جاگیر اے
ایتھے بازو قلم کرا غازیؑ ول قلم بنا کے بازوواں نوں آئین وفا دا کرنا اے ایں ریت اُتے تحریر اے
اے دھرتی کرب و بلا دی اے ایتھے روندے پاک نبیؑ ٹر گئے اے خون دے نال اساں کرنی تبدیل ایدی تاثیر اے
ایں ریت کوں مینڈا چن غازیؑ قاسمؑ دی سیج بناوݨا اے ایتھے خون دے وچ غلطاں ہوسی اکبرؑ دا ویر صغیر اے
اذان فجر دی محشر تائیں پئی روسی پاک موذّن نوں اِس رنگ دے وچ چن اکبرؑ نے ایتھے آکھنی اے تکبیر اے
ایکوں بوسے مرسلؐ پئے ڈیون ایدا کعبہؑ روز طواف کرے میرا دل چاہندا ئے ایں رنگ دے وچ کراں کربل دی تعمیر اے

شاعر و سوز: سید علی رضا بادشاہ

نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا

نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا پرچم کھلا ہوا ہے حسینؑ اصول کا
ہیں آخری سلام کو اکبرؑ جھکے ہوئے نقشہ بنا ہوا ہے رکوعِ رسولؐ کا
لو حُرملا کے تیر کو اصغرؑ نے دی شکست اب بل نکل گیا ہے امیہ کی بھول کا
اللہ کی کل رضا کا مالک میرا حسینؑ مطلب یہ ہے نبیؐ کے سجدے میں طول کا
ہے پانی بند مالکِ کوثر کی آل پر منہ دیکھتی ہیں بیبیاں زہراؑ کے پھول کا
منکر نکیر مجھ سے جو پوچھیں گے کچھ صدا کہہ دوں گا نوحہ گر ہوں جنابِ بتولؑ کا

شاعر: سید علی رضا بادشاہ

شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے

شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے
بہنوں کو ساتھ اپنے وہ لائے تو کس لئے

وہ کربلا کی تپتی زمیں پر حسینؑ نے
بیٹے جو اپنے ذبح کرائے تو کس لئے

کوئی تو دعویدارِ وفا مجھ کو دے جواب
غازیؑ نے اپنے بازو کٹائے تو کس لئے

کیوں بیٹیاں علیؑ کی گئیں قید ہو کر شام
عابدؑ نے اشک خون کے بہائے تو کس لئے

اولادِ مصطفیؐ کی ردائیں بھی چھین لیں
پھر بے کسوں کے خیمے جلائے تو کس لئے

شاعر: باوا صدا حسین شاہ

سوز: غلام عباس

چھڈ دیس نبیؐ دا سیداںؑ نے

چھڈ دیس نبیؐ دا سیداںؑ نے وچ کربل ڈیرے لائے نے مہمان نوازی خوب ہوئی گُنٹھ پانی توں ترسائے نے
تیری خوب تعظیم ہوئی نانا تیری آل یتیم ہوئی نانا تیرے پتر دے مرن دیاں خبراں کُج راہی لے کے آئے نے
میرے دل دیاں دل وچ رہیاں نے آ اکبرؑ شاماں پئیاں نے اُٹھ ویرن دکھیا بھین دیا مینوں شمر طمانچے لائے نے
تیرے پتر قاسمؑ دی شادی تے دتے لاگ سیدانیاںؑ ودھ ودھ کے کیئاں سراں دیاں چادراں دے چھڈیاں کئیاں بچڑے دان کرائے
رو کیندی حسینؑ دی جائی اے کیویں جنج قاسمؑ دی آئی اے میرے نہ سورے نہ پیکے رہے کیڑے دن شگنا دے آئے نے
میرا اخترؔ پیر نمازی اے جیدا ویر عباسؑ نا غازی اے جینے دین دی آن بچاون لئی اپنے بازو کٹوائے نے

شاعر: اختر حسین اخترؔ

آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آگئی

آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آگئی سر کٹانے شاہؑ ردا زینبؑ لٹانے آگئی	شاعر: صفدر کاظمی
جلتے خیموں سے نکل کر مضطرب امِ ربابؑ تُربتِ بے شیر پر آنسو بہانے آگئی	
ہاتھ پھیلا کر علی اکبرؑ کو دی شاہؑ نے صدا روگ یہ کیسا مجھے برچھی لگانے آگئی	
ہو کے غازیؑ سے مخاطب لاشِ اکبرؑ پہ کہا لو ضعیفی باپ کی لاشہ اُٹھانے آگئی	
سسکیوں میں ڈوب کر صغریٰؑ نے جو حسرت لکھی لاشائے اکبرؑ پہ بابا کو رلانے آگئی	
رن میں کٹتا دیکھ کر پیاسا گلا شبیرؑ کا خلد سے روحِ محمدؐ خاک اڑانے آگئی	
گوشوارے چھین کر مارے طمانچے شمر نے صدمے صحرا میں یتیمی کے اُٹھانے آگئی	

ہائے شبیرؑ کو مہماں

ہائے شبیرؑ کو مہماں نہ بنایا ہوتا ہائے زہراؑ کا کلیجہ نہ دُکھایا ہوتا
شاہ پہ آتا نہ بڑھاپا نہ کمر خم ہوتی علی اکبرؑ کا جو لاشہ نہ اُٹھایا ہوتا
حرملا یہ تو بتا کیا تیرا نقصاں ہوتا پانی بے شیر کو تو نے جو پلایا ہوتا
بنتِ زہراؑ تیری چادر کو نہ لٹتا کوئی سر پہ عبّاسِؑ علمدار کا سایہ ہوتا
جس کی عظمت کے کرے پورے تقاضے سورج سر برہنہ اسے بازار نہ لایا ہوتا
اے مسلماں تیری بخشش کی وہ ضامن ہوتی کاش تو نے دلِ زہراؑ نہ دکھایا ہوتا

https://youtu.be/CN2v9y-eMnk?si=0FUtHTpO9-vnTH3O

ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے

ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے
اترے ہیں پارے جس پر بہتر ایسا صحیفہ کربلا کربلا ہے

دسویں کو اجڑی آلِ پیمبرؐ شہہؑ کا تھا لاشہ تپتی زمیں پر
عابدؑ نہ بھولے لیکن وہ منظر بازار میں تھی زینبؑ کھلے سر
عابدؑ کے لب پر ہے شام و کوفہ زینبؑ کا نوحہ کربلا کربلا ہے

گزری جہاں سے شہہؑ کی سواری، بنتِ علیؑ کی نوری عماری
اس رن میں اب تک ماتم ہے جاری، کرتی ہے زہراؑ یہ آہ وزاری
نبیوںؑ نے جس پر سجدہ کیا ہے، واحد وہ رستہ کربلا کربلا ہے

سر دے کے جس نے حق کو بچایا، اپنا بھرا گھر رن میں لٹایا
اکبرؑ کا لاشہ رن سے اُٹھایا، اصغرؑ نے جس کے پانی نہ پایا
ہر ذرہ جس کا خاکِ شفاء ہے، تنہا وہ یکتا کربلا کربلا ہے

عرشِ معلی کربلا ہے۔۔۔۔

تپتی زمیں پر لاشے پڑے ہیں، شبیرؑ تنہا رن میں کھڑے ہیں
سر انبیاءؑ کے خم ہو گئے ہیں، رو کر حسینؑ سے یہ پوچھتے ہیں
کیا نام آخر ہے اس زمیں کا، شبیرؑ بولے کربلا کربلا ہے

باقی ہے اب تک شبیرؑ کا غم، اونچا رہے گا غازیؑ کا پرچم
زہراؑ کے دل کا آنسو ہے مرہم، مظلوم تیرا برپا ہے ماتم
لب پر محبؔ کے بس یہ صدا ہے، صدیوں سے زندہ کربلا کربلا ہے

شاعر: محبؔ فاضلی
سوز: نزاکت علی

دلیلِ بعیت فاسق روا رکھی گئی تھی
مدینے میں بناء کربلا رکھی گئی تھی
حضورِ سرورِ کونینؐ جب محصر ہوا پیش
زمینِ کربلا سب سے جدا رکھی گئی تھی

افتخار عارفؔ

کیسا ہے دل یہ ماں کا

کیسا ہے دل یہ ماں کا کیسا ہے حوصلہ آؤ بتاؤں تم کو کہتی ہے کربلا
یہ ماں ہے اُمِّ لیلیٰؑ اکبرؑ جوان کی بیٹے کا ٹوٹتے دم جو دیکھتی رہی بالوں پہ خوں پسر کا جس نے لگا لیا
اِک عونؑ اِک محمدؑ جو دل کا چین تھے پالا تھا اُن کو شاید عاشور کے لئے زینبؑ نے لعل دونوں دیں پر کئے فدا
گھٹڑی کھلی تو ماں کا تقسیم تھا جگر ٹکڑوں پہ لعل تھے جب اُس کی پڑی نظر فروہؑ نے شکر کا تب سجدہ ادا کیا
چھ ماہ کے پسر کو کہتی رہی رُبابؑ میداں میں مسکرانا اے میرے مہتاب اصغرؑ گلے پر کھاؤ جب تیرِ حرملا

کیسا ہے دل یہ ماں کا۔۔۔۔۔

سب ماؤں سے ہے افضل مادر حسینؑ کی بیٹے کا صاف مقتل بالوں سے کر گئی گودی میں سر کٹا ہے جس کی حسینؑ کا
یہ ماں ہے پاک دامن مسلمؑ کی نوحہ گر کوفے سے لعل جس کے آئے نہ لوٹ کر غازیؑ کے بعد پرچم جس نے اُٹھالیا
یہ نوحہ اُن بہادر ماؤں کے نام ہے جوادؔ کربلا کا اُن کو سلام ہے صدقے میں جن کے پائی اِسلام نے بقا

شاعر: جوادؔ جعفری — سوز: منور علی نومی

ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

حُر ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں

حرؑ ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں مرضیِ ربِ جلی ہوں درد کا سلطان ہوں میں
تو میرے بچپن کا وعدہ، مانگا ہے تجھ کو خدا سے تیرا آنا کربلا میں لکھا ہے میری رضا سے تو بہتر (۷۲) میں ہے شامل حرؑ تیری پہچان ہوں میں
میں حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں مالک خلدِ بریں ہوں مٹھی میں دریا ہے میرے فطرتاً پیاسا نہیں ہوں حرؑ میرے سینے سے لگ جا آج کا مہمان ہوں میں
دیکھنا حرؑ میرے غم میں ہر جگہ ماتم بھی ہونگے خون جسموں سے بہے گا مومنوں میں ہم بھی ہونگے ہوں عزاداروں کا مولا نانا کا فرمان ہوں میں
دین ہے میرے کرم پہ انبیاء کی لاج ہوں میں اب خدا کو فکر کیسی کربلا میں آج ہوں میں یہ زمیں میری شہادت لا الہٰ کی آن ہوں میں

حرؑ ذرا پہچان مجھ کو۔۔۔۔۔

جنگ اگر ہوتی گوارا بھیجتا عباسؑ کو میں کچھ نہ رہتا کربلا میں ختم کرتا پیاس کو میں حق و باطل کی لڑائی میں بھی اک میزان ہوں میں
سر میرا نیزے پہ ہو گا ساتھ چادر بھی ہو گی بالوں کا پردہ بنائے عون کی مادرؑ بھی ہو گی مجھ پہ احسان ہے زینبؑ دین پر احسان ہوں میں
کربلا کی سرزمیں پہ وقت وہ بھی آئے گا دیکھ کر میری غریبی آسماں تھرائے گا آسماں والے کہیں گے درد کا عنوان ہوں میں
کفر کے راستے چلا تھا آبِ کوثر مل گیا ہے رات میں شہزورؔ حرؑ کو روزِ محشر مل گیا ہے حرؑ کی کیا تقدیر بدلی آج بھی حیران ہوں میں

شاعر: ملک شہزور حیدر

حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؑ آ جاؤ

حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؑ آ جاؤ
کڑا ہے وقت خدایا حبیبؑ آ جاؤ

یہ کربلا ہے یہاں دوست کی ضرورت ہے
یہاں تو مجھ سے بھی پہلے تیری شہادت ہے
نہیں ہے کوئی ہمارا حبیبؑ آ جاؤ

میری نگاہ میں اب کربلا کا مقتل ہے
حسینی فوج کی فہرست نامکمل ہے
ہے ساتھ اب میرا کنبہ حبیبؑ آ جاؤ

تمہیں حسینؑ کے حق میں جہاد کرنا ہے
کیا تھا وعدہ جو بچپن میں یاد کرنا ہے
یہی ہے فرض تمہارا حبیبؑ آ جاؤ

حسینؑ آج ہے تنہا۔۔۔۔۔

وطن سے دور ہوں مجھ پر ہوئے ہیں ہائے غضب

میں حج کو عمرے میں تبدیل کر چکا ہوں اب

بدل گیا ہے زمانہ حبیبؑ آ جاؤ

محبؔ حسینؑ نے حسرت سے چار سو دیکھا

زمینِ کرب و بلا کو لہو لہو دیکھا

لکھا یہ آخری فقرہ حبیبؑ آ جاؤ

شاعر: محبؔ فاضلی　　　　سوز: علی رضا بادشاہ

سنا کر نجمؔ قصّہ کربلا والے شہیدوں کا

مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں

علامہ نجمؔ آفندی

خیموں میں العطش کی آواز الاماں

خیموں میں العطش کی آواز الاماں
بچے تڑپ رہے ہیں بے تاب بیبیاں ہیں

لو الوداع ہو اکبرؑ رن سے آواز آئی
میرا جوان بیٹا لیلیٰ نے دی دہائی
نکالا میرا کلیجہ (ہائے ہائے) کھینچی جو برچھیاں

کیسی بنا کے دلہن لائے ہو مجھ کو قاسمؑ
شادی کسی پہ ہوتا دیکھا نہیں ہے ماتم
بنڑے کی لاش پر ہے (ہائے ہائے) بنڑی کی سسکیاں

مشکیزہ لے کے غازیؑ تیار ہو رہے ہیں
بانہیں گلے میں ڈالے شبیرؑ رو رہے ہیں
لو جا رہا ہے زینبؑ (ہائے ہائے) پردے کا پاسباں

خیموں میں العطش۔۔۔۔۔

تیرے بغیر اصغرؑ کیسے میں چین پاؤ
ممتا پُکارتی ہے آ گود میں سلاؤ
مٹی میں سو رہا ہے (ہائے ہائے) اے لال تو کہاں
کچھ تو بتاؤ لوگوں اس کا قصور کیا ہے
للہ نہ مارو اس کو رانڈوں کا آسرہ ہے
کانٹوں پہ چل رہا ہے (ہائے ہائے) بیمار ساربان

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھُل کے کھِلی ہے نہ کھلے گی
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ
توحید تو شبّیرؑ کے سجدے میں ملے گی
سید محسنؔ نقوی شہید

میڈے سر دا کعبہ مکے دے پاسے

میڈے سر دا کعبہ مکے دے پاسے میڈے دل دا کعبہ کربلا ہے مکے چہ آب زم زم پئے پیندن ترے ڈیں دا پیاسا کربلا ہے	شاعر: سید اختیارؔ علی شاہ ساحر
آدے مدینہ ہے جاہ امن دی کیوں زخمی تھی گئی میت حسنؑ دی مولا حسنؑ دے وارث پُتر دا ہے لُٹیا سہرا کربلا ہے	
حاجی ڈسیندے بقیع اداس اے لوکاں توں پچھیا ملیا جواب اے ہر روز اپنے بچڑے کوں روون ویندی اے زہراؑ کربلا ہے	
عبّاسؑ غازی دے بازو کٹے ہن دریا کنارے پیاسے قُصے ہن زوار سارے رورو ڈسیندے رووغدا دریا کربلا ہے	
مکرم تے کوئی منوّر شہر ہن نبیاںؑ تے ولیاں تے جتھے ہوندے گھر ہن مکہ مدینہ بیت المقدس لیکن معلی کربلا ہے	
میکوں لوک آکے ڈیندے صلاح اے مکے جو جاوے حاجی سڈاوے اے گال برحق پر دل پئے آکھے اکبرؑ دا بابا کربلا اے	
اختیارؔ ساکوں ای گل رووایا سرورؑ نے جے کوں مونڈھا تے چایا امت نے اوندا بے جرم کیتا پامال لاشا کربلا ہے	

میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے

میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے
بنتِ علیؑ نے مجھ کو چادر بنالایا ہے

میرا نصیب ایسا قدرت نے ہے جگایا
خاتونؑ کے پسر کی ہے میزبان ہے بنایا
میرا معلیٰ ہونا شبیرؑ کی عطا ہے

اکبرؑ جوان، قاسمؑ، غازیؑ سے چاند تارے
زین العباؑ نے میری آغوش میں اتارے
یعنی لہو نبیؐ کا مجھ میں ملا ہوا ہے

جس کو جنابِ احمدؐ تھے دوش پر بٹھاتے
اور جبرائیل جس کو تھے لوریاں سناتے
جائے نماز اُس کی سینہ میرا بنا ہے

میں خاکِ کربلا۔۔۔۔۔

کرتے ہیں رشک مجھ پر کوثر کے بھی کنارے
زینبؑ کے سر میں نے دو سال ہے گزارے
میرا ہر اک ذرہ ہر ظلم کا گواہ ہے

زہراؑ کی بیٹیوں کے پردے بنائے میں نے
ایماں کے محسنوں کے لاشے چھپائے میں نے
مثلِ جنابِ غازیؑ میری ذات باوفا ہے

شہدائے باصفا کے جسموں کو میں نے چوما
زہراؑ کی بیٹیوں کے قدموں کے میں نے چوما
اِس واسطے ہی میری تاثیر میں شفا ہے

توقیرؔ تو بھی کر لے آلِ عباؑ کا ماتم
جو شام میں گئی تھی اُس باردا کا ماتم
ممنون ماتمی کی مخدومہ فاطمہؑ ہے

شاعر: توقیر کمالوی
سوز: وحید کمالوی

کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں

کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں زینبؑ کے اجڑنے کے حالات لکھ رہا ہوں
امت نے ہے سکینہؑ کو شام تک ستایا روئی نہ پھر کبھی وہ کچھ ایسے چپ کرایا مر کر نہ کھلے اسکے میں ہاتھ لکھ رہا ہوں
بارہ گلے تھے باندھے بس ایک ہی رسن میں بعدِ عصر جو لوٹی امت شقی نے بن میں قاسمؑ کی وہ میں اجڑی بارات لکھ رہا ہوں
غربت کا نعرہ جس دم شبیرؑ نے لگایا جھولے سے خود کو اس دم معصوم نے گرایا اصغرؑ کے غازی والے جذبات لکھ رہا ہوں
مرسل بھی سن رہا ہے رحمٰن سن رہا ہے سجادؑ کے مصائب قرآن سن رہا ہے ڈوبی ہوئی لہو میں آیات لکھ رہا ہوں

کربل کے واقعے کی۔۔۔۔

کبھی ڈھونڈتی سکینہؑ کبھی بچوں کو سلاتی کبھی غش سے رو کے زینبؑ سجادؑ کو جگاتی شامِ غریباں والی وہ رات لکھ رہا ہوں
عاشور تو ہوئی تھی اکبرؑ تیری اذاں سے شام غریباں آئی زینبؑ تیری ردا سے یہ غم میں جس کو رو کر دن رات لکھ رہا ہوں
تنہا نہیں ہے روئی سر ننگے زہرہؑ جائی جس جس جگہ بھی زینبؑ ہو کے اسیر آئی ہر موڑ پہ میں زہراؑ کو ساتھ لکھ رہا ہوں
کرتا حسنؑ سواری جو دوشِ مصطفیٰ پر جس کو حسینؑ و منی کہتے رسولؐ اکثر تیروں کے سائے میں اب وہ ذات لکھ رہا ہوں

شاعر: حسن رضا

سوز: اکبر عباس

کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں

کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں
تو نے جو آلِ محمدؐ پہ ستم ڈھائے ہیں

کر دیا قتل بلا کے گھر مسلمان تو نے
آلِ احمدؐ کے فرد خون میں نہلائے ہیں

پانی مانگا تھا لگا تیر گلے اصغرؑ پہ
بوند پانی کے عیوض تیروں کے جام آئے ہیں

پوچھا سجادؑ سے زینبؑ نے یہ چلتے چلتے
شام ہے دور ابھی کتنی ہم کہاں آئے ہیں

بوسہ لیتے تھے محمدؐ جس گلے کا لوگو
اس پہ شبیرؑ نے امت سے زخم کھائے ہیں

کلمہ گو یہ تو بتا۔۔۔۔

ہم سے کہتے ہو کہ شبیرؑ کا ماتم نہ کرو
ہم تو غمخوار ہیں رونے کیلئے آئے ہیں

لٹ گئی کرب و بلا میں فاطمہؑ کی بیٹی
اس کے بھائیوں کے جو سر نیزوں پہ اٹھوائے ہیں

چھن گئی چادرِ زینبؑ رہے عباس نہ جب
ہائے بیمار کو زنجیر ہی پہنچائے ہیں

شام میں پہنچی جو زینبؑ یہ دیا امت نے
ثانیٔ زہراؑ پہ میہ پتھروں کے برسائے ہیں

کیسے منظورؔ لکھے کرب و بلا کا منظر
تیغ و تلوراوں نے مولاؑ پہ کیے سائے ہیں

شاعر: منظورؔ حسین

سوز: اختر حسین اختر

اِنَّمَا یُرِیدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو

اِنَّمَا یُرِیدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو
یٰسٓ طٰہٰ کوثر سورہ ھل اتیٰ رحمٰن سے پوچھو

قسمت سے غلامی بھی ملتی ہے پاک گھر کی
مصداقِ یرید اللہ کیا ہے مرتبہ سلمان سے پوچھو

مانگو دعا کوئی بھی معصوم ہو نہ قیدی
تنہائی قید کیا ہے جا کر شام کے زندان سے پوچھو

گر روشنی علم کی، ایمان چاہتے ہو
فرمانِ رسالت ہے ایمان کیا ہے کلِ ایمان سے پوچھو

کتنا کریم تر ہے زہراؑ کا لال مولا
دشمن کو کہا بھائی حرؑ جیسے دشت کے مہمان سے پوچھو

شاعر: زوار بابا لعل حسین حیدری

آرہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا

آرہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا حشر تک جاری رہے گا یہ غمِ کرب و بلا
سایہ گر اپنے سروں پر ہے علم غازیؑ کا ہم عزادار ہیں ہم پر ہے کرم غازیؑ کا غم منائیں گے اسی طرح سے ہم غازیؑ کا کس کی ہمت ہے کہ غم سے ہمیں روکے بھلا
جسکی تقدیر میں شبیرؑ کا ماتم ہو گا اسکو دنیا کا نہ حشر کا کوئی غم ہو گا وہ تو نبیوںؑ کی بھی نظروں میں مکرم ہو گا اسکو بخشش کی سند دیگا نصیری کا خدا
ایک دن سب کو شفا دیگی شفا کی خوشبو ایک دن آئیگی ہر دل سے وفا کی خوشبو ایک دن چار سو مہکے گی عزا کی خوشبو ایک دن آئیگی ہر گھر سے یہ ماتم کی صدا

آرہی ہے یہی۔۔۔۔۔

دین پر ہے تیرا احسان میرے مولا حسینؑ تو ہے اسلام کی پہچان میرے مولا حسینؑ تجھ پر قربان میری جان میرے مولا حسینؑ تیرے صدقے میں ملی دینِ محمد کو بقا
تیرے لشکر کا علمدار ہے وہ شیر جری جسکی ہیبت سے لرزتا ہے اجل کا دل بھی دھوم کونین میں ہے جسکی وفاداری کی جس نے پانی پہ لکھا پیاس سے قرآنِ وفا
میں ہوں اک خادم سرکارِ شہنشاہِ وفا نام گوہرؔ ہے میرا اور یہ دعویٰ ہے میرا پاک پاکیزہ لہو جسکی رگوں میں ہوگا اسکو ماتم میں بھی آئیگا عبادت کا مزہ

شاعر: گوہر جارچوی

اے اہلِ عزا دُکھ میں سلطانِ زمن

اے اہلِ عزا دکھ میں سلطانِ زمن کیوں ہے احمدؐ کے گھرانے پہ یہ رنج و محن کیوں ہے
ہمراہ لئے بچوں کو موسمِ گرما میں فرزند پیمبرؐ کا آوارہ وطن کیوں ہے
شبیرؑ کے بچّے سب کیوں پیاسے تڑپتے ہیں کھولے ہوئے اصغرؑ بھی غنچہ سا دہن کیوں ہے
سب خلق کی مشکل کو آساں جو کرے دم میں اور ساقیِ کوثر ہے وہ تشنہ دہن کیوں ہے
کیوں دل پہ سناں کھائی ہم شکلِ پیمبرؐ نے ٹکڑے ہوا تیغوں سے وہ گل سا بدن کیوں ہے
ہر چیز زمانے کی ہے جس کے اشارے میں تیروں سے ہوا چھلنی پھر اُس کا بدن کیوں ہے
کیوں قید ہے سب کنبہ محبوبِ الٰہی کا احمدؐ کی نواسی کے بازو میں رسن کیوں ہے

اے اہلِ عزا۔۔۔۔۔

احمدؐ کا گھرانہ کیوں بلوے میں کھلے سر ہے اور بالی سکینہؑ کی گردن میں رسن کیوں ہے
محبوبِ الٰہی کا برباد ہوا گھر کیوں پامال ہوا رن میں زہراؑ کا چمن کیوں ہے
اُمت کے لئے آلِ احمدؐ نے دُکھ جھیلے پھر اُمتِ عاصی کا بگڑا یہ چلن کیوں ہے
دعویٰ ہے کہ پیرو ہیں ہم آلِ محمدؐ کے پھر زینتِ دنیا کی دل میں یہ چبھن کیوں ہے
ہے زُعم کہ بیٹھے ہیں ہم کشتیِ عترت میں پھر بیٹھ کے کشتی میں اُلٹا یہ چلن کیوں ہے
لے جلد خبر مولا روتا ہے ادیمؔ اب تو اس وقت تلک اُس کو فرقت کا محن کیوں ہے

شاعر: ادیمؔ نقوی

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ

پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ اُٹھتی رہی موجیں تیری اے وائے نہرِ علقمہ
وہ خشک لب سوکھا گلا شیر خدا کی آل کا وہ تیرے ہونٹوں پر تری اے وائے نہرِ علقمہ
طوفاں اُٹھانا تھا تجھے یا سوکھ جانا تھا تجھے کچھ تو نے خدمت ہی نہ کی اے وائے نہرِ علقمہ
اک مشک پانی کے لئے عباسؑ کے شانے کٹے ندی لہو کی بہہ گئی اے وائے نہرِ علقمہ
ڈوبے لہو میں یک قلم کیا کیا غزالانِ حرم دیکھی یہ کشتی ڈوبتی اے وائے نہرِ علقمہ
اک چادرِ آبِ رواں اوڑھے ہوئے تو نوحہ خواں زینبؑ کی یہ بے چادری اے وائے نہرِ علقمہ
قبضہ میں تیرے آب ہو اور پیاس سے بے تاب ہو شہؑ کے چمن کی ہر کلی اے وائے نہرِ علقمہ

پیاسا رہا جانِ نبیؐ۔۔۔۔

خیمہ رہے شبیرؑ کا یوں دھوپ میں جلتا ہوا ساحل پہ ہو فوجِ شقی اے وائے نہرِ علقمہ
اشکِ سکینہؑ بہہ گئے منہ دیکھتے سب رہ گئے تو اور تیری دریا دلی اے وائے نہرِ علقمہ
یہ کون سا دستور تھا مہمان کتنی دور تھا کیا پاؤں میں زنجیر تھی اے وائے نہرِ علقمہ
حسرت کی اک تفسیر تھی خود تیرے دل پر تیر تھی جو موج اُٹھی ایسی اُٹھی اے وائے نہرِ علقمہ
آتا ہے اُس کو یاد جب وہ کاروانِ تشنہ لب ہے نجمؔ کا نوحہ یہی اے وائے نہرِ علقمہ

شاعر: علامہ نجمؔ آفندی

https://youtu.be/Ppqmun78_xc?si=t43gCEPBoTJ_2K8l

ہائے حسینؑ

صبحِ عاشور کی تمہید نظر آتا ہے
چہرۂ حُر ہے کہ خورشید نظر آتا ہے
شہؑ نے اک حُر کے لئے کرب و بلا کی تیار
دید کو یوں بھی بسِ دید نظر آتا ہے

میر احمد نویدؔ

باب نمبر 8: عاشورہ

پیاسے کو قضاء سانس بھی لینے نہیں دیتی
لایا ہے ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے

بابا نثارؔ حیدری

اک رات دیاں مہماناں دی

اک رات دیاں مہماناں دی مہمان نوازی کر زینبؑ
کل ڈیگر ویلے ظالماں نے تیرا لٹنا اے وسدا گھر زینبؑ

کل ماں اصغرؑ دی اصغرؑ دے پینگے کول بہہ کے رونا اے
ایدے پتر دی نازک گردن وچ جدوں حرمل تیر پرونا اے
اصغرؑ دیاں سکیاں بُلیاں نے کل ہونا اے لہو نال تر زینبؑ

کل گود ربابؑ توں وکھ ہو کے صحرا وچ اصغرؑ سونوے گا
کِنے لوریاں دیکے چکنا اے رات نو ڈر کے رووے گا
ایس نازک پُھل نے ریتاں دی گرمی نال جانا اے سڑ زینبؑ

ایس خونی ریت دے ٹبیاں تے تیرے سہریاں والے مرنے نے
اک رات چہ وس کے اجڑی نے کُج وین انوکھے کرنے نے
جدے نہ ساہورے نہ پیکے رہیئے اپنے جانا اے کہڑے گھر زینبؑ

اک رات دیاں مہماناں۔۔۔۔

تیرے سہریاں والے بنڑے دی کل لاش تے لوٹی پینی اے
دن ڈھلن توں پہلا کبرہؑ دے ہتھاں اُتوں مہندی لہنی اے
اک رات دی ویاہی بنری دا کل داج وہ جانا اے سڑ زینبؑ

جدوں پُتر جوان دے سینے چوں شاہ برچھی نوں ہتھ پانا ایں
تک بڈھڑے پیو دیاں صبراں نوں نبیاںؑ دا دل گھبرانا ایں
جیڑی آساں لا کے بیٹھی اے اُوس بہن نے جانا اے مر زینبؑ

کل صامن تیری چادر دا دریا اُتوں واپس آنا نیئں
فیر شمرتوں سین سکینہؑ نوں تیرے غازی ویر چھڑانا نیئں
تیرے ویرن علماں والے نے دریا اُتے جانا اے مر زینبؑ

تیری ماں دے وسدے گلشن نوں جدوں لٹنا آن لعیناں نے
کر یاد عبّاسؑ نوں رات ویلے فیر رونا بال یتیماں نے
تینوں قبر دے وچ وی نئیں بھلنا کل رات دا او منظر زینبؑ

اک رات دیاں مہماناں۔۔۔۔

تیرے ویر قرآنِ ناطق نے ہو زخمی رحل اُتوں لہنا ایں
تیری چادر لُٹ کے ظالم نے تینوں چھڑکاں دیکے کہنا ایں
تیرے مان تے سارے ٹُٹ گئے ہُن شام تیاری کر زینبؑ

کل اکبرؑ دی جاگیر وچوں تینوں ملنا اے اجر رسالت دا
جنوں لوک سقیفہ کہندے نے او مرکز شام ذلالت دا
انج لگدا اے توں رُلنا اے وچ شام دے بن چادر زینبؑ

ایس گل دا کوئی ارمان نئیں تیرے اکبرؑ اصغرؑ مر گئے نے
تیرا ویر عبّاسؑ جوان گیا نالے خیمے اگ وچ سڑ گئے نے
تیرے ہتھ وچ رسیاں پینیاں نے توں ہونا اے ننگے سر زینبؑ

تاریخ دے ہر اک ورق اُتے تیرا قیدن نام ایناں لکھنا ایں
کائینات دی ہر اک بی بی نے تیرے درتوں پردہ سکھنا ایں
افسوس نبیؐ دی اُمت نے تینوں رُولنا اے در در زینبؑ

اک رات دیاں مہماناں۔۔۔۔۔

کوئی صبر خلیلؑ سناؤندا کوئی صبر یعقوبؑ نوں روندا اے
کُج مار کے چیکاں روندے نے جدوں نام ایوبؑ دا آؤندا اے
تیرے ویر غریب دے صبر اں نوں اساں رونا اے گھر گھر زینبؑ

توں بہن اٹھاراں ویراں دی کل بن چادر دے ہونویں گی
جس ویر توں جوڑی واری توں اونوں خاک تے بہہ کے رونویں گی
تیرے ویرن پاک نمازی دا سر سانگ تے جانا اے چڑھ زینبؑ

نیئں لوڑ مینوں کوئی جنت دی سردارؔ اے رو رو کہنہ اے
وس پیندیاں اکھیاں اُوس ویلے جدوں ناں عبّاسؑ دا لیندا اے
وچ محشر دے ایدے علم تھلے اساں رونا اے نوحہ پڑھ زینبؑ

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

کینوں ٹوراں وچ کربل دے میں

کینوں ٹوراں وچ کربل دے میں ماں جایا میں کی دان کراں
کلثوم نوں اے گل مار گئی کی تیرے توں قربان کراں

وچ رات دسویں دی وی اے کرلی ماواں نے تیاری اے
کل ہر ماں ٹورے گی مقتل جیڑی جان توں چیز پیاری اے
ذرا ویکھ تے سئی میری لاچاری کینوں رات دا میں مہمان کراں

ہر ماں نے اپنے بچڑیے نوں بڑے چاواں نال سجایا اے
تیرے تو صدقے کرن لئی تیرے ناں دا کفن پوایا اے
نئی نال میرا کوئی چن ویرن کیویں پورا میں ارمان کراں

شبیرؑ میری کوئی دھی وی نئی دکھ جیڑی سکینہؑ دے ونڈ دی
ہائے شام چہ تیریاں دھیاں دے ویرن او قیدی نال ہوندی
کوئی دھی نئی سکینہؑ وانگ جدے لکھا وچ میں زندان کراں

کینوں ٹوراں وچ۔۔۔۔۔

بھر جائی امِ لیلیٰ نے اکبرؑ نوں نال سناں دیتی
قاسمؑ دی ماں فروا نے وی قاسمؑ دے حوالے تیغ کیتی
شبیرؑ حوالے میں کسدے تو دس دے تیر کمان کراں

میرا پتر جے اکبرؑ وانگ ہوندا اکبرؑ توں وار دی میں ویرن
قاسمؑ تے اصغرؑ توں پہلا میدان اتار دی میں ویرن
غازیؑ جیا لال نئی کوئی جدی تیغ تے ویرن مان کراں

جوہرؔ کلثوم دی گل سن کے قدماں وچ غازی سر رکھیا
تیرا خادم میں زہراؑ جائی کوئی لال تیرا نئی کی ہویا
میری سینؑ توں ٹور مینوں کربل قربان میں اپنی جان کراں

شاعر: آصف جوہرؔ
سوز: اکبر عباس

ایہو آخری رات مسافراں دی

تقصیر تے نئ کوئی سیدؑ دی

تقصیر تے نئ کوئی سیدؑ دی ہویا ویری کل زمانہ اے ایہو آخری رات مسافراں دی کل خبرے کی ہو جانا اے
اج رات نوں رج رج کے تک لو زہراؑ دا ویڑا وسدا جے بس تھوڑی دیر بہاراں نے ایناں فجرے لٹیاں جانا اے
کی رڑیا پانی مشک وچوں عباسؑ دا دل وی ڈوب گیا جے تیرے ماشکی چاچے نے بی بیؑ ہن خیمے ول کی آنا اے
نبیؐ پاک تے رات نوں صحرا چوں رہے چُن دے تِکھیاں سُولاں نوں زہراؑ اُس تھاں نوں رئی چمدی جتھے سر سجدے وچ آنا اے
تک رنگلی جوانی اکبرؑ دی برچھی دا سینہ چیر گیا اے تاریخ نوں آکھو یاد رکھے اے صغریٰؑ دا نذرانہ اے
ارمان حسنؑ دی بیوہ دے شاہؑ گھنڈ وچ بن کے لیائے نے ماں لاڑے پتر نوں کی ویکھے سر سہرا نہ ہتھ گانا اے

تقصیر تے نئیں۔۔۔۔

شاہ کھچیا تیر نوں گل وچوں اصغرؑ نے اکھیاں میٹ لیاں جیہڑا جھولے دے وچ سوندا سی اونے خاک تے ڈیرہ لانا اے
شاہ برچھی دا پھل کھچ لیا اے اکبرؑ نے کلیجہ پھڑ لیا اے اپنے سینے توں ہتھ نہیں چکنا اپنے ماں توں زخم لُکانا اے
شبیرؑ تیری تربیت نے مانواں دی فطرت بدل دتی زینبؑ نے کمراں کسیاں نے پتراں نے مرن لئی جانا اے
کربل دے وچ تے بیبیاںؑ نے جو ہونا اے سب تکنا اے زہراؑ دا اے دن دسویں دا بس تڑف دیا لنگ جانا اے
اینوں منتے سئی ازماتے سئی اینوں دل دے دکھڑے سناتے سئی جیہڑا ہر مشکل حل کردا اے پنجتنؑ دا پاک گھرانہ اے
لکھنا واں نوحے ہو گیا اے احسان بتولؑ دے بچڑے دا میں جعفریؔ نوحہ خواناں وچ بس اپنا ناں لکھوانا اے

شاعر: سعید جعفریؔ

سوز: استاد نتھو خان

قیامت بن کے دن عاشور کا

قیامت بن کے دن عاشور کا زینبؑ پہ آیا ہے ہزاروں قاتلوں کے درمیاں زہراؑ کا جایا ہے
کیا ویران اک جھولا اجاڑا اک مادر کو بتا اے قاتلِ اصغرؑ تیرے کیا ہاتھ آیا ہے
کہاں ڈھونڈے علی اصغرؑ تو مادر کس طرف جائے اندھیری رات ہے بے شیر نے جنگل بسایا ہے
جگر پر ہاتھ رکھ کر شاہ دوڑے ہیں سوئے میداں سناں کھا کر علی اکبرؑ نے بابا کو بلایا ہے
سنا کر خط سرِ لاشہِ پسر شبیرؑ کہتے تھے اُٹھو اکبرؑ مدینے جاؤ صغریٰؑ نے بلایا ہے
صدا زہراؑ کی آتی تھی اُٹھو غازیؑ سہارا دو میرے بیٹے نے تنہا لاشائے اکبرؑ اُٹھایا ہے

قیامت بن کے ۔۔۔۔۔

سکینہؑ روئی ہے شاید تمانچے شمر نے مارے بدل کر کروٹیں غازیؑ کا لاشہ تھرتھرایا ہے
شہہِ بے کس اُٹھا لائے ہیں ٹکڑے لاشِ قاسمؑ کے تڑپ کر ماں نے ہر ٹکڑا کلیجے سے لگایا ہے
دھواں خیموں سے اُٹھتا ہے حرم فریاد کرتے ہیں یہ پھر کس نے محمد مصطفٰےؐ کا گھر جلایا ہے
محافظ تھے جو پردے کے وہ سب مارے گئے رن میں ردا چھننے کو ہے زینبؑ پہ کیسا وقت آیا ہے
علیؑ کی بیٹیوں کا سر کھلے دربار میں جانا یہی وہ زخم ہے عابدؑ کو جس نے خون رلایا ہے
اثرؔ خونِ ابو طالب نے بہہ کر ریگِ صحرا پر رسول اللہؐ کے دین و شریعت کو بچایا ہے

اثرؔ ترابی

سوز: لالہٰ عبدالواحد قصوری

اللہ اکبر ہائے میرا سوہنا اکبرؑ

شاعر و سوز: سردار یوسف	
	اللہ اکبر ہائے میرا سوہنا اکبرؑ اللہ اکبر ہائے میرا سوہنا اکبرؑ دے آخری پتر اذاں ہوویں دین توں اج قرباں
	پڑھ پتر اشھد ان لا الہٰ الا اللہ کرے تیرا استقبال قضاء ایہو رب دی حئی منشا چند گھڑیاں دا مہماں
	سب دینڑ گواہی ارض و سماء میرا انا ناپاک رسول اللہؐ آئی روندی ماں زہراؑ تیری بچڑا سن اذاں
	کہو حَیَّ علیٰ خیر العمل اساں پیؤ پتر اں نے ہونا قتل نئیں کرنی امت حیا من خالق دا فرماں
	میرا بابا امام المتقین تیرے لہو نل ہونے اے سرخ زمین پئیاں کمب گئی کرب و بلا تیرے قتل دا سن اعلاں
	آ ابراھیم خلیل اللہ ہونا اکبرؑ برچھی نال ذبح اکھیاں توں پٹیاں لا نئیں برچھی کھیچنیا آساں
	ہوندے پتر اکھیاں دا نور اکبرؑ ایہو جگ دا حئی دستور اکبرؑ نئیں جیوندے پیؤ بچڑا جدوں مر دے پتر جواں

ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے

ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے اکبرؑ کی اذاں
روزِ عاشورہ صبحِ دم تھا قیامت کا سماں

دیکھ کر قاصد سے بولا شاہِ کربل کا لہو
جا کے صغریٰؑ کو سنا دینا ہماری داستاں

آگ تھی خیموں سے لپٹی خون تھا بکھرا ہوا
آسماں پر تیرتی تھیں چند پیاسی بدلیاں

موت کی آغوش میں کیوں نیند آئی ہے تمہیں
جاگ اے اصغرؑ سناتی ہے تجھے ماں لوریاں

دل بھرا نہ جب سکینہؑ کو تمانچے مار کر
ظالموں نے کھینچ لی آخر کانوں سے بالیاں

ہچکیاں لے کر۔۔۔۔۔

اس طرح زنجیروں میں چھکڑے ہوئے سجادؑ تھے
خون میں تر تھیں اسیرِ کربلا کی بیڑیاں

شامیوں بن کے تماشائی نہ دیکھو اس طرح
یہ بنو ہاشم کی عظمت ہیں علیؑ کی بیٹیاں

اب صدا رونے کی آتی ہی نہیں زندان سے
مر گئی شاید سکینہؑ رک گئی ہیں سسکیاں

آئے تھے موسیٰؑ بھی صادقِ کربلا کو پرکھنے
نہ وہاں کوئی شجر تھا اور نہ تھیں بستیاں

کی دن دسویں دا چڑھیا اے

کی دن دسویں دا چڑھیا اے کی ظلم ہنیریاں جلیاں نے
تصویراں پاک رسولؐ دیاں اج وچ کربل دے رُلیاں نے

اج کیندے شگن مناواں میں کیویں جھولی کبراؑ پاواں میں
اک پاسے لاش دے ٹکڑے نے دوجے پاسے مہندیاں گھلیاں نے

کجھ کر لو پاس رسالتؐ دا نہ کھووہ لال ولایت دا
تساں تیر چلانڑوں ٹلنا نہیں اصغرؑ دیاں سُکھیاں بُلیاں نے

اج کمر حسینؑ دی جُھک گئی اے ہر آس زینبؑ دی مُک گئی ہے
صغریٰؑ دیاں ساریاں سدراں اج برچھی دے پھل نال تلیاں نے

نیزے تے لاڈلا حیدرؑ دا اے جگر ہے پاک پیمبرؐ دا
اج عرش دی تھر تھر کم گیا اے نبیاںؐ نوں عبادتاں بُھلیاں نے

هائے حسینؑ

صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا

صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا
صورتِ نانا میں شبیرؑ نے اکبرؑ دیکھا

یوں چلے گھر سے چلے جیسے جنازہ تھا کوئی
کونسی آنکھ تھی اکبرؑ کو جو تھی نہ روئی
غمِ اکبرؑ میں تڑپتا ہوا سب گھر دیکھا

ٹھوکریں کھاتے ہوئے پہنچے جو اکبرؑ کے قریب
رو کے شہ کہتے تھے یہ بیٹی میری تیرے نصیب
صغریٰؑ کی آس میں پیوست جو خنجر دیکھا

صدقہ اکبرؑ کا کیے بی بیؑ نے دو بیٹوں کے سر
نہ بچا ہائے محمدؐ کے نواسے کا پسر
ہر جتن زینبِؑ دلگیر نے ہے کر دیکھا

اب تو ہر حال میں بچ جائے گا یہ نانا کا دین
شاہؑ کا ہو گیا واللہ تھا یہ اسوقت یقین
مسکراتے ہوئے مقتل میں جو اصغرؑ دیکھا

شاعر: حیدر درخرشید ؎

جے رونا ایں تے دسویں دے سورج

جے رونا ایں تے دسویں دے سورج نوں چڑھ دا سوچ کے رو
خاموش ہواواں دل سہمے تے پورپیاسا سوچ کے رو

توں سوچ کہ اے او خیمے نیں جِناں شام ویلے سڑ جانا اے
وچ خیمیاں دے او بیبیاںؑ نیں جِناں شام نوں قیدی ہونا اے
اوناں خیمیاں دے دروازیاں تے عباسؑ دا پہرہ سوچ کے رو

توں سوچ کہ حیدرزادے تے ہوئی ڈاڈی غربت طاری سی
جیڑا ہر میدان چہ ظاہر سی جیڑا ہر دشمن تے بھاری سی
اصغرؑ دا لاشہ چھپاون لئی رہیا سب توں چُھپدا سوچ کے رو

توں سوچ کہ پانی دے بدلے ظالم نے تیر چلایا اے
یک لخت پیؤ دی جھولی چوں اصغرؑ گردن نوں ودھیا اے
فیر ویکھ کے بابا بچ گیا اے اصغرؑ نوں ہسدا سوچ کے رو

توں سوچ ذرا ثقلینؔ جیڑا رہیا سب دیاں لاشاں نوں چُکدا
جدوں آپ او لتھیا زین اتوں کوئی لاش اودی نئی لین آیا
کوئی بچیا نئی جیڑا مقتل چوں اودا لاشہ چُکدا سوچ کے رو

شاعر: ثقلین اکبر

سوز: استاد اکبر عباس

اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں

اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں بھائی پہ سیدہؑ نے صدقہ آج کرنا ہے تمھیں
ہر نبیؐ دیکھے گا مقتل میں تمھاری جنگ کو داد دے ہر اک نبیؐ بس ایسا لڑنا ہے تمھیں
ڈھائے گی ایسے مظالم تم پہ فوجِ اشقیاء ٹکڑے ٹکڑے ہو کے میداں میں بکھرنا ہے تمھیں
جتنا ملنا ہے تمھیں جی بھر کے مل لو گلے زندگی بھر کے لئے بس اب بچھڑنا ہے تمھیں
پیاس کوثر پر بجھے پہلے نہ پانی دیکھنا ساقیِ کوثر نے خود سیراب کرنا ہے تمھیں
بولے اماں سے اسدؔ سن کر نصیحت یہ دلیر ماں ہماری موت پر بس شکر کرنا ہے تمھیں

شاعر: اسدؔ

سوز: نعیم سچیاری

صبراں دی انتہا

صبر اں دی انتہا کر دا رہیا حسینؑ
منگدا گیا خدا دیندا رہیا حسینؑ

آئی جدوں خبر غازیؑ وی لہہ گیا
بچدی نئیں ھن ردا کہندا رہیا حسینؑ

گھوڑے توں جنڑ گیا قاسمؑ بکھر گیا
مقتل چہ ہر جگہ لبدا رہیا حسینؑ

اکبرؑ دی موت نے کھولئی اودی نظر
ہائے قاتلاں توں راہ پوچھدا رہیا حسینؑ

اصغرؑ نوں حُرملا نے تیر ماریا
بچڑے نوں سینے لا روندا رہیا حسینؑ

صبراں دی انتہا.....

ظلماں دی انتہا کر دا رہیا شمر لعین
سجدے دا حق ادا کر دا رہیا حسینؑ

زینبؑ نوں بے ردا ویکھن نہ کلمہ گو
نیزے توں آیا تاں پڑھدا رہیا حسینؑ

کلثومؑ آکھیا میں نہ بھلاواں گی
پامال جس طرح ہوندا رہیا حسینؑ

توقیرؔ بھین سی ستر قدم اوتے
بے جرم بے خطا کسدا رہیا حسینؑ

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

قتل کر دیتے محمدؐ کو مسلماں بے دریغ

راز یہ کرب و بلا میں قتلِ اکبرؑ سے کُھلا

بابا نثارؔ حیدری

باب نمبر 9: شبیہِ پیمبرؐ

فلک قابل مٹانے کے نہ تھی تصویر اکبرؑ کی

علیؑ کا نام، سن زہراؑ کا، صورت پیمبر کی

نجمؔ آفندی

خالق اپنے پیغمبرؐ دا اِک وار ظہور ولا کر

خالق اپنے پیغمبرؐ دا اِک وار ظہور ولا کر میکوں اکبرؑ پتر عطا کر
محرومہ ماں دا پتر ہاں میں میںڈی ایہہ منظور دعا کر

میںڈا نانا ٹر گیا دنیا توں اودے روپ دا جلد ظہور ہووے
میکوں ڈے فرزند رسولؐ جیا میںڈا بچڑا عین درود ہووے
ساڈا حق کوئی دیوے نہ دیوے توں اپنا خمس ادا کر

اے مالک ڈیکھ حسینؑ ہاں میں وعدہ ہر حال نبھا سکدا
مسلاہندے سوہنڑے بچڑے دا میں تحت الحنک ولا سکدا
پیؤ پتر دی لاش کیویں چیندا کربل توں آپ نگاہ کر

میںڈی بہن دی حسرت ہے خالق اوکوں برقعیا دے وچ پالن دی
میں ذمے واری چاناں ہاں او دی لاش کوں آپ سنبھالن دی
او دی آمد نال جہان اوتے میںڈی سرخ رو کرب و بلا کر

خالق اپنے پیغمبرؐ دا۔۔۔۔۔

رت روون واسطے شام دے وچ مینڈا عابدؑ پتر بیمار سہی
اکبرؑ بس سال اٹھارہ دا مینڈے ویڑے دا مہمان سہی
توڑے کربل دے موسم تائیں سجادؑ کوں دان بھرا کر

ہووے معجزہ پاک شباب او دا کائنات وچ پاک قرآن وانگوں
اودا جگر نماز جیا ہووے اودا قد ہووے اذان وانگوں
اودی ٹور دے بارے اے خالق میری بھین دے نال صلاح کر

او واپس آوے نہ آوے جیوندا خونی میدان کولوں
لیکن اے آس ہے پیغمبرؐ شالا بچ پاوے ہضیان کولوں
ایدے درد وچ رون دے کیتے مینڈے گھر دھی توں زہراؑ کر

گوہرؔ شاہ آکھے نسب دے وچ عمران ہاں آل کھڑا منگدا
جیوے لوڑ اے اکبرؑ بچڑے دی ایویں دھی وی نال کھڑا منگدا
ہووے عین بتولؑ حجاب دے وچ اوکوں ظاہر وچ صغریٰؑ کر

شاعر و سوز: گوہرؔ حسین

جنوں دنیا اکبرؑ کہندی اے

جنوں دنیا اکبرؑ کہندی اے جدے وچ شبیرؑ دی جان اے دو گھڑیاں دا مہمان اے جنوں یوسفؑ جوڑ کے ہتھ آکھے توں سوہنڑیاں دا سلطان اے دو گھڑیاں دا مہمان اے
ماں سر وچ مٹیاں پا پا کے غربت دے وین کریندی رئی جدوں شاہ فرمایا اکبرؑ دے نئ بچن دا کوئی امکان اے
اکبرؑ دے جگر تے ہتھ رکھ کے کربل دے ابراہیمؑ کہیا تیرے نال ایں جگ توں ٹر چلیا میری زندگی دا سامان اے
زینبؑ فرمایا بیبیاں نوں کیویں پتر حسینؑ اُٹھاوے گا شبیرؑ ضعیف اے پر میرا اکبرؑ بھرپور جوان اے
صغریٰؑ نوں کوئی وطناں تے اے جا کے خبر پہنچا دیوے جس ویر دی آس تے جیوندی اے او خون دے وچ غلطان اے

شاعر: سائیں رفاقت مداحؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

اجڑ گیا گھر حسینؑ چپ ہے

خیام وچ بھینی کوں سڈا کے

خیّام وچ بھینی کوں سڈا کے جوان بچڑے کوں سہرے پا کے مدینے توں اک نظر اُٹھا کے پتر دی تحت الحنک ولا کے	حسینؑ چپ ہے حسینؑ چپ ہے
کوئی بی بی اکبرؑ دی مسح چمدی کوئی بی بی اکبرؑ دا سہرا چمدی جوان کوں زین تے بلہا کے تے جیوندا اکبرؑ میت بنا کے	حسینؑ چپ ہے
نگاہواں اکبرؑ دے سینے تے ہن خیال مولاؑ دا ہے مدینے نگاہواں وچ صغریٰؑ کوں بلہا کے تے سہرے دی ٹٹیاں لڑیاں چا کے	حسینؑ چپ ہے
او بال اکبرؑ دے ویکھ سانواں سیدؑ دی ڈاڑھی دا رنگ بدل گئے شبیہِ احمدؐ کوں جھولی پا کے تے بچڑے دے منہ تے منہ جھکا کے	حسینؑ چپ ہے
حسینؑ دی چپ عجیب چپ ہے اجڑ گیا گھر حسینؑ چپ ہے ہر اک سجن موت توں ٹرا کے تے راہِ حق وسدا گھر لٹا کے	حسینؑ چپ ہے
جوان اکبرؑ دی لاش چا کے سیدؑ صبر دی معراج تے ہے ہر پاسوں نیزیاں دے وار کھا کے تے زخمی تھی خمیاں چہ آ کے	حسینؑ چپ ہے

شاعر: سید حسنین شاہ حسنینؔ

نوحہ خواں سنگت: سید سبطین شاہ

کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے

کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے خاموش ہے خدائی سکتے میں کربلا ہے
ماں شیر سے پسر کو حسرت سے تک رہی ہے چہرے پہ بیکسی ہے آنکھوں میں بے بسی ہے اکبرؑ رہے سلامت ہونٹوں پہ یہ دعا ہے
بانو تڑپ کے بولی ارمان تو بڑھا لوں اپنے جواں پسر کو دولہا تو میں بنا لوں آئے گا اب نہ واپس اکبرؑ مجھے پتہ ہے
فریاد کر رہی ہیں بہنیں تڑپ تڑپ کر رو رو کے کہہ رہی ہیں مت جاؤ بھائی اکبرؑ بہنوں کو بھی کسی نے کیا یہ بتا دیا ہے
خاموش ہو گئی ہے کچھ بولتی نہیں اب سہمی ہوئی زمین پر بیٹھی ہوئی ہے زینبؑ شبیرؑ نے نہ جانے زینبؑ کو کیا کہا ہے

کڑیل جوان اکبرؑ۔۔۔۔۔

سر پیٹتا ہے کوئی کرتا ہے کوئی ماتم ہے ایسا غم کے مارے سیدانیوں کا عالم خیموں میں شاہ دیں کے کہرام مچ گیا ہے
کرب و بلا کے بن میں اکبرؑ ہیں آ گے آ گے اٹھارہ سال پالا جسنے گلے لگا کے اکبرؑ کے پیچھے پیچھے وہ باپ جا رہا ہے
دریا کی سمت دیکھا ٹھوکر جو رن میں کھائی کچھ دیر کو تو آ جا عباسؑ میرے بھائی یہ کہہ کے میرا مولا مقتل میں گر گیا ہے
بھائی بھتیجے یاور کوئی نہیں ہے گوہرؔ اللہ رے یہ غربت یہ بیکسی کا منظر دشتِ بلا میں تنہا مظلومِ کربلا ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

پتراں دی موت دا غم

پتراں دی موت دا غم کیدے بھلدیاں نئیں مانواں
اکبرؑ تیری جوانی میں کس طرح بھلاواں

میں اٹھتا بہاندا اجڑا آ تیرے کول وے ساں
حالت تو ویکھ میری تیر الاشہ کیویں چاساں
اکبرؑ میں چانئیں سکیا عباسؑ دیاں باہنواں

سجادؑ دے اجازت وچ شام رہ پواں میں
کلی اے دھی سکینہؑ اُدے کول رہ سکاں میں
جھولی میں خالی لے کے کیویں وطن نوں جاواں

اکبرؑ جیا بھرا کوئی کسے بھین دا جے ہووے
ہووے جدا بھرا تے او بھین کیوں نہ رووے
بیمار صغریٰؑ وانگوں او تکدیاں نے راواں

تنویر فخر یوسفؑ ہویا شہید اکبرؑ
آکھے بتولؑ لوٹیا میرے حسینؑ دا گھر
یارب میں سنڑ نیئں سکدی شبیرؑ دیاں ہاواں

شاعر: سید تنویر نقوی

سوز: اکبر عباس

زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو

زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو بچ جائے میرا بچہ تم اسکی دعا مانگو
زینبؑ یہ پسر میری آنکھوں کی بصارت ہے رہ جائے نظر میری بصد التجا مانگو
صغریٰؑ کہا کرتی تھی اکثر اے وطن والوں بھیا میرا لوٹ آئے سب مل کر دعا مانگو
شہہ نے کہا اے بیٹا کیسے میں اجازت دوں پہلے جا کے زینبؑ سے لڑنے کی رضا مانگو
دامن نہیں چھوڑتی تھی سکینہؑ علی اکبرؑ کا بہنا تیری مر جائے پہلے یہ دعا مانگو
کہنیوں کے بل چل کر پہنچے لاشِ اکبرؑ پر لیلیٰؑ کہیں دیکھ نہ لے قضہ یہ دعا مانگو
رکھتے تھے اٹھاتے تھے میت علی اکبرؑ کی خیمے تک پہنچ جاؤں لوگوں یہ دعا مانگو

مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا

مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا ناناؐ کا پھر جنازہ شبیرؑ نے اٹھایا	
مولاؑ جوان پسر کا لاشہ اٹھا کے بولے اپنے نبیؐ کا صدقہ منظور کر خدایا	
انسان تو کیا فرشتوں کے دل دھل گئے تھے جب تیر حرملا نے بے شیر پہ چلایا	
گہوارہ لحد میں بے شیرؑ سو رہا تھا ظالم نے لے کے نیزہ اصغرؑ کو پھر جگایا	
سجدے میں مار ڈالا فرزند مصطفےؐ کو شمر لعین تجھکو خوفِ خدا نہ آیا	
لگتے ہیں تازیانے ملتے ہیں قید خانے اٹھ جائے نہ کسی کے سر سے پدر کا سایہ	
رضاؔ یہ غم کی ضربیں ایسی لگی ہیں دل پہ عابدؑ نے پھر ہمیشہ خونِ جگر بہایا	شاعر: علی رضاؔ بارشاہ

پایا پیر رکاب اچ اکبرؑ نے ہویا ماتم وچ خیام اے

پایا پیر رکاب اچ اکبرؑ نے ہویا ماتم وچ خیام اے غربت دے وین سنڑیندا اے بچڑے نوں پاک امام اے
ہر ماں کوں بچڑے بھل گئے ھن آیا زین اچ اکبرؑ جس ویلے زینبؑ کلثومؑ پیاں رون تھیا وچ صحرا کہرام اے
راہوار اکبرؑ دا ٹرپیا اے لیلیٰ دا برقعہ جھنڑ وہندا اے ودا تڑپے اصغرؑ پینگے وچ نیں کر سنگدا آرام اے
لگی سانگ اکبرؑ کوں جس ویلے صغریٰؑ کوں رو رو کہندا ھاں میکوں معاف کریں نیں آسنگیا مینڈا آخری بھینڑ سلام اے
آ ٹُر چلیے اساں کربل چوں پیا پتر کوں ابراھیمؑ آکھے او صبر رضا دا خالق ھے شبیرؑ ھے جس دا نام اے
حسرت شبیرؑ دی پوری تھئی نہ کربل دے صحرا وچ ھے کوئی پتر نوں سہرا نا پاوے مداحؔ دا اے پیغام اے

شاعر: سائیں رفاقت مداحؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

عزادار و ہمیشہ پرسیاں وچ اے دعا ہووے

عزادار و ہمیشہ پُرسیاں وچ اے دعا ہووے
جوانی چڑھ کے کوئی بچڑا نہ ماں پیو توں جدا ہووے

لگی برچھی علی اکبرؑ دے سوہنے پاک سینے وچ
چُبھن محسوس کردی رئی دکھی صغریٰؑ مدینے وچ
کسے وی بھین دا نج نہ قتل شالا بھرا ہووے

جوانی چڑھدے پتراں نوں ہے تک تک جیوندیاں ماواں
پتر جے اولے ہو جاون تے مل کے بیندیاں راہواں
نہ ماں دے سامنے اکبرؑ دے وانگوں کوئی ذبح ہووے

دعا منگو سلامت رہن ہر مستور دے پردے
نہ اُترن قتل گاہواں وچ کسے مجبور دے پردے
کوئی نہ فاطمہؑ جائیاں دے وانگوں بے ردا ہووے

عزادار و ہمیشہ۔۔۔۔۔

ہے تیر اسال دا قاسمؑ ہزاراں ٹکڑے ہوئے نیں
بھتیجے دے ہر اک ٹکڑے تے پؤ شبیرؑ روئے نیں
کسے بنڑے دا انج سہرا نہ مقتل وچ پیا ہووے

ہے کلّا لال زہراؑ دا جواں اکبرؑ دے لاشے تے
نہ بچڑے کول زینبؑ دے نہ غازیؑ ویر پاسے تے
جیویں ہویا اے چن زہراؑ نہ کوئی بے آسرا ہووے

یقیناً عزادار وا ودی توقیرؔ بن جاندی
یقیناً قبر دی منزل بڑی آسان ہو جاندی
کفن دے وچ رکھی جیندے وی خاک کربلا ہووے

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحید الحسن کمالوی

ہائے اکبرؑ ہائے اکبرؑ ہائے اکبرؑ

پُتر جواں دی لاش اُتے شبیرؑ نے رو فرمایا اے

تیرے واسطے انا للہ دی کیوں آیت

تیرے واسطے انا للہ دی کیوں آیت پڑھنی پے گئی اے
تینوں سہرا لاؤنڑا سی اکبرؑ تیری برچھی کڈنی پے گئی اے

باراتی تیری شادی دی جھہڑے حسرت لے کے آئے سی
اُوناں دے سامنے ویکھ مینوں تیری میت رکھنی پے گئی اے

آگے سہرا رکھ کے لاش اُتے آکھے مولا سانواں اوکھیاں نے
اکبرؑ دی لاش تے صغریٰؑ دی تحریر وی رکھنی پے گئی اے

او تیری پالن والی اے پر صبر دی منزل اوکھی اے
تیری لاش تے اکبرؑ سر ننگے مینوں زینبؑ تکنی پے گئی اے

اناللہ پڑھ کے اکبرؑ کو ہائے

سوز و شاعری: رضا شاہ — ناصر اصغر پارٹی — انجمن شباب المومنین

اناللہ پڑھ کے اکبرؑ کو ھائے شہؑ نے عمامہ باندھا ہے
گھر سے نکلے ہیں اس طرح اکبرؑ جیسے کوئی جنازہ جاتا ہے

موت جینے کی کررہی ہے دعا اور اکبرؑ چلے ہیں مرنے کو
ام لیلیٰ کا مصطفےٰ بیٹا زخم سینے پہ کھانے جاتا ہے

جیسے دل جارہا ہو مقتل میں جیسےجاتی ہو جان سینے سے
ایسے اپنے جوان کے پیچھے ایک مظلوم باپ چلتا ہے

کتنا پیارا ہے شاہؑ کو اکبر سارے ظالم یہ بات جانتے ہیں
تیغ اکبرؑ پہ چل رہی ہے یہاں ابن زہراؑ وہاں تڑپتا ہے

قوت مرتضیٰؑ یہ پوچھتی ہے صبر شبیرؑ اتنا بتلادے
یہ تو خیبر کے در سے وزنی تھا کیسے لاشہ جواں اٹھایا ہے

رن میں رہوار سے گرے اکبرؑ شاہؑ خیمے کے در سےاٹھ نہ سکے
ایسے دل تھام کے گرے مولاؑ عرش جیسے زمیں پہ گرتا ہے

اے رضا اس جواں کے سینے سے خون رکتا نہیں روکے سے
شہؑ کا دامن لہو میں ڈوب گیا زخم نہ جانے کتنا گہرا ہے

بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستم گاروں میں

بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستمگاروں میں
دل تو دیکھو کہ جگر رکھ دیا تلواروں میں

جو تھا ظالم نے ظلم شکلِ پیمبرؐ پہ کیا
آج لے آیا ہمیں کوچہ و بازاروں میں

خطبے دربار میں پڑھتی تھیں ثانیِ زہراؑ
لرزہ آیا نہ کہ یوں شام کی دیواروں میں

ننگے سر پاؤں میں چھالے تھے شام کا تھا سفر
عزم اتنا نہیں دیکھا کبھی لاچاروں میں

تیرے مشتاق کی ہر دم یہ دعا ہے مولا
روزِ محشر کو اُٹھوں تیرے عزاداروں میں

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

زخم دل کے دکھاؤں۔۔۔میرا سہریاں والا اکبرؑ

زخم دل کے دکھاؤں میں کیسے، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے
اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ، اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ

لاشِ اکبرؑ پہ شاہؑ جب پہنچے ، دل کو ہاتھوں سے تھام کر بولے
تیری فرقت نے اے علی اکبرؑ، آگ دل میں میرے لگا دی ہے
آگ دل کی بجھاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

تو ہے کڑیل جوان اے بیٹا ، باپ تیرا ضعیف ہے کتنا
نور آنکھوں کا ہوگیا رخصت ، مجھ کو آتا نہیں نظر خیمہ
لیکے خیموں میں جاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

جس نے اٹھارہ سال پالا تھا ، کیسے دیکھے گی وہ تیرا لاشہ
تیری شادی کا تھا جسے ارماں ، کیسے جھیلے گی وہ تیرا صدمہ
تیری ماں کو بتاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

اکبرؑ میرا سہریاں والا۔۔۔۔۔

دیکھ آیا ہے قاصدِ صغریٰؑ ، راہ تکتی ہے وہ دکھی بہنا
تجھ کو بیمار نے بلایا ہے ، وعدہ صغریٰؑ کا کیوں بھلا ڈالا
غم یہ دل سے لگاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

بھائی بہنوں کا ہے عجب رشتہ ، جس کا ثانی کہیں نہیں مِلتا
رو کے صغریٰؑ نے یہ ہے لکھا اکبرؑ ، ایک دکھیا کی لاج رکھ لینا
مر گیا تُو بتاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

لطف جینے میں اب کہاں اکبرؑ ، دل سے اُٹھتی ہے یہ فُغاں اکبرؑ
صبحِ عاشور دی تھی جو تو نے ، خوں رلائے گی وہ اذاں اکبرؑ
تیری صورت بُھلاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

ضبط غم کا وہ محال ہے بیٹا ، دیکھوں کیسے یہ زخم سینے کا
میں تو پردیس میں اکیلا ہوں ، دیکھ کر زخم کیا کروں بتلا
اِس پہ مرحم لگاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے

اکبرؑ میرا سہریاں والا۔۔۔۔۔

ایسی غربت میں مُنہ نہیں موڑو، میں ہوں تنہا مجھے نہ یوں چھوڑو
کیا گزرتی ہے باپ کے دل پر، غمزدہ دل کو یوں نہیں توڑو
اپنی غربت بتاؤں میں کیسے، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

شادماں یہ دعا ہے خالق سے، وقت ایسا کسی پہ نا آئے
جیسا مظہرؔ نے لکھ دیا منظر شاہ کہتے تھے بس یہی رو کے
زخم دل کے دکھاؤں میں کیسے، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے
اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ، اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ

شاعر: مظہرؔ عابدی

نوحہ خواں: شادمان رضا

سر گودی چوں چک کے اکبرؑ آکھے

سر گودی چوں چک کے اکبرؑ آکھے لیلیٰؑ واری جاں
متاں خیمے وچ نہ آجاوے تینوں پالنڑ والی ماں

سر چم کے سینے لا مینوں بابا اے رو کے آکھیا اے
تینوں پردے والی بی بی نے وچ پردے آپ سنبھالیا اے
بس سامنے زینبؑ دے مینوں نئیں بچڑا اماں کہنڑ اں

مینوں آپ بیٹھا کے کرسی تے رہیا روندا چاچا غازیؑ اے
بس آگے منت کراں اکبرؑ ہائے بہہ کے وانگ نمازی دے
بس دسناں سی تیری ماں لیلیٰؑ اودی اوکھیاں نے ساہواں

تیری حصّے والی بھین نئیں کوے رو سکینہؑ رُک اکبرؑ
ہتھ لا کے رکاباں نوں آکھے اک واری اتر کے آ اکبرؑ
صغریٰؑ دی منت سی اے ویراں آ تیری واگ پھڑاں

سر گودی چوں۔۔۔۔

اج مقتل گاہ مینون اکبرؑ دی دربار صحابی دسدا اے
ماں زہراؑ وانگوں بہہ بہہ کے اکبرؑ دی لاش نوں لبدا اے
میں سال اٹھاراں پالیا اے آکھے زینبؑ مدد کراں

ہائے مل کے لیلیٰؑ اکبرؑ نوں غازیؑ نوں دعاواں دیندی اے
سر سہرے والا چم چم کے رو رو پئی اجڑی کیندی اے
نہ ہوون دور نظراں توں مانواں دے پتر جواں

کوے حسنؔ آے مولاؑ رو رو کے او منظر میں نہیں لکھ پایا
اے کہہ کے اکبرؑ نوں مولا سجادؑ زمین تے آڈگیا
مینوں مل تے جا اکبرؑ ویراں آکے گل وچ پا با نہواں

شاعر: حسنؔ مہدی (شاگرد: حسنین اکبرؔ)

جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ

جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ
شکر کرتے ہیں ادا کانپتے جاتے ہیں حسینؑ

ہاتھ کیوں سینے پہ رکھا ہے میرے لال بتا
ہاتھ اُٹھتا نہیں اکبرؑ سے اُٹھاتے ہیں حسینؑ

دیکھ کر سینے میں ٹوٹی ہوئی برچھی کی انی
یا علیؑ کہہ کے سناں کھینچنے جاتے ہیں حسینؑ

دیکھ کر سینے میں برچھی کی انی روتے ہیں
پھر جواں لال کو سینے سے لگاتے ہیں حسینؑ

خیمے کے در سے کہیں دیکھ نہ لے ماں لاشہ
دامنِ تار سے لاشے کو چھپاتے ہیں حسینؑ

جب جواں لال کی۔۔۔۔

مجھ سے اُٹھتا نہیں اب لاشۂ اکبرؑ بابا
کوئی عبّاسؑ سے کہدے کہ بلاتے ہیں حسینؑ

میرے اکبرؑ مجھے اس درد کا اندازہ ہے
مسکراتا ہے جواں اشک بہاتے ہیں حسینؑ

انبیاء عرش سے آتے ہیں سلامی دینے
فخرِ یوسفؑ کا بیاں جب بھی لکھاتے ہیں حسینؑ

صرف اکبرؑ نہیں، ہم شکلِ نبیؐ ہیں لوگوں
دونوں لاشوں کو بیک وقت اُٹھاتے ہیں حسینؑ

شاعر: عاصم رضوی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

آواز آرہی ہے اک سینائے سناں سے

آواز آرہی ہے اک سینائے سناں سے
اکبرؑ کے کھلے گیسو دیکھے نہ گئے شاہؑ سے

بیٹے جواں کا لاشہ مقتل میں دیکھا تنہا
خم کھا گئی کمر تو جھکتے ہوئے شاہ نے کہا
اک بار اُٹھو اکبرؑ کیوں روٹھے ہو بابا سے

میں نے دیکھا شاہ کو آتے ہر شے لرز رہی تھی
کربل کی پاک دھرتی صلوٰۃ پڑھ رہی تھی
پیغام کوئی اکبرؑ ہم کیا کہیں صغریٰؑ سے

دریا کے شور میں تھا اکبرؑ جواں کا ماتم
شبیرؑ کر رہے تھے لختِ جگر کا ماتم
ماتم کی صدا الو گو ہائے آتی تھی ہر جا سے

اکبرؑ کو فجر شاہؑ کو عصر روتی ہے

اکبرؑ کو فجر شاہؑ کو عصر روتی ہے زینبؑ کو مگر شام و سحر روتی ہے
ملا اذاں کو مؤذن نہ بعد اکبرؑ کے لہجہ اکبرؑ کو اذانوں کی سطر روتی ہے
کیوں نہ اکبرؑ کی جوانی پہ جوانی روئے جس پہ حسنینؑ کے نانا کی قبر روتی ہے
ہائے وہ شامِ غریباں کے اندھیرے میں رباب خالی آغوش لئے تھامے جگر روتی ہے
شبِ عاشور وہ سہمے ہوئے پیاسے بچے جب قضا ڈالتی ہے ان پہ نظر روتی ہے
حاکمِ شام یہ کہتا تھا سکینہؑ کے لئے قیدِ تنہائی میں ڈالو یہ اگر روتی ہے

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

کیں ویکھیا اے وچ مقتل دے

کیں ویکھیا اے وچ مقتل دے میرا اکبرؑ زین توں لاہندا ول خاک دے وچ پامال تھیا ارمان مینڈی بھینی دا
آیا پتر دی لاش تے کمر جھکا آکھے رورو فخر ہے نبیاں دا مُک نور گیا اے مینڈی اکھیاں دا نئیں بچڑا نظری آوندا
مسلیہندی توں معلوم تھیندا اے کیں ماں دی جھوک اُجاڑ گیا ایں تیر ا بے بس لہنا خاک اُتے ہائے ول ول کے یاد آوندا
زینبؑ نے عونؑ و محمدؑ کوں نئیں ویکھیا مقتل ویندیاں نوں کئی واری ویکھیا خیمیاں چوں اُوا کبرؑ متقل جاندا
جدوں فخر نبیؐ دے لاشے کوں شاہ مقتل چوں گھن آیا اے او چن اُمِ لیلیٰ دا اے صغریٰؑ دا ویر سڈاندا
مینڈا زور کمر دا اکبرؑ ھاں چن ہاشم دے ہے وہڑے دا اے چن ہن کدی نہ ول آسی کیا دن چڑھیا دسویں دا

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

ہائے رُل گئی مہندی　　ہائے رُل گئی مہندی
ہائے رُل گئی مہندی　　ہائے رُل گئی مہندی

باب نمبر 10: مہندی

رہِ صبر ورضا کی ہیں وہی حد بندیاں ابتک　　نہ گزرا کربلا کے بعد کوئی کارواں ابتک
کہیں ہوتی ہے شادی تو ایسے کان بجتے ہیں　　کہ جیسے رو رہی ہے قاسمؑ کی ماں ابتک
استاد سید محمد حسین قمرؔ جلاوی

اٹھ سیدہؑ وے میں مرادں منیاں

سیدہؑ وے میں مرادں منیاں قاسماںؑ اٹھ کے مہندی لا

تینوں آکھا میں کُرلاوے قاسماںؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری گھولن آئیاں لاون تینوں پھُپھیاں تائیاں

اٹھ بچڑا لاگ دواوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری نوں میں لایاں سہرا تیرا عرشوں آیا

گئے شگناں دے پھول کملاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری پھٹیاں وے پھٹیاں موت اکبرؑ وچ اگے میں لٹیاں

میرا منوں وی نہ لتھڑا چاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ دی گوڑی آس امڑی دی ہوئی اج پوری

جوڑا شگناوالا پاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

اٹھ سیدہؑ وے میں مراداں ۔۔۔۔۔

ستویں دے دن مہندی لائی موت مبارک دیون آئی
دتہ باپ دا وعدہ نبھاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ وچ گھولی ظالماں پائی خون دی ہولی
دتے لاش تے گھوڑے دوڑاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ لایا سہرا تیرا عرشوں آیا
گئی او مہندی رنگ بدلاوے سیدہؑ اٹھ کے مہندی لا

رہِ صبر و رضا کی ہیں وہی حد بندیاں ابتک
نہ گزرا کربلا کے بعد کوئی کارواں ابتک
کہیں ہوتی ہے جب شادی تو ایسے کان بجتے ہیں
کہ جیسے رو رہی ہیں حضرت قاسمؑ کی ماں ابتک

استاد قمؔر جلالوی

ہائے مہندی حسنؑ دے بچڑے دی

ہائے مہندی حسنؑ دے بچڑے دی کیویں وچ خیمے دے آئی اے
کبریٰؑ دے لیکھاں دی گنڈھڑی کیویں سید نے آن لہائی اے

گئی ڈل کربل دی ریت اتے تقسیم تھئی اے جا جا تے
صغریٰؑ دے پیو نے رب جانے کیویں خاک اوتوں آچائی اے

میڈا بچڑا ول کے نئی آیا جڈاں پچھیا حسنؑ دی بیوہ نے
مرجل بحرین دے مظہر نے کیویں گنڈھڑی کھول دکھائی اے

ماں ٹکراں مار کے روندی اے دستار نئی لبھدی قاسمؑ دی
سہرے دیاں لڑیاں چن چن کے شبیرؑ نے شکل بنائی اے

بابے دے سامنے نئیں آندی وارث دی لاش تے رون لئی
ہتھ مہندیاں والے نپ بی بی زینبؑ نے کول بلائی اے

جڈاں ویکھیا فاطمہ کبریٰؑ نے فروادے لال نوں گنڈھڑی وچ
شگناں دے گانے توڑ دتے چا سر وچ خاک رلائی اے

مہندیاں والے نوں درداں دی ماری ماں

مہندیاں والے نوں درداں دی ماری ماں وچ خیمیاں دے سمجھاوے
میری مرضی اے قاسمؑ بچڑا اج پیو دے فرض نبھاوے

بن وچ حسینؑ دا اج انج مان توں ودھاویں
راواں چہ ٹکڑے ہو کے میرا لال وچھڑ جاویں
پھل سہرے دے کھلرے ہوون جدوں پیو کبرؑ دا آوے

زینبؑ دے دوویں بچڑے لیلیٰ دا سوہنا اکبرؑ
انج جنگ توں کرنی قاسمؑ جیویں جنگ کرے گا اصغرؑ
اے یاد رکھیں تیری اجڑی نوں کسے ماں توں شرم نہ آوے

ریتاں تے پتھراں تے تیراں تے نیزیاں تے
سماں دے گھوڑیاں تے صحرا دے ذریاں تے
میرا جی کردا تیری مہندی دا رنگ کربل تے چڑھ جاوے

مہندیاں والے نوں۔۔۔۔۔

جدوں تیرے سامنے اج فوج لعین ہووے
انج دا جہاد کرنا ایں تینوں ویکھ موت رووے
تینوں اج دوجہ غازیؑ کہہ کے میرا ویر حسینؑ بلاوے

اکبرؑ جدوں ہائے گٹھڑی فرواؑ نے کھولی ہوسی
آواز ٹکڑیاں چوں لازم اے آندی ہوسی
ماں راضی اے یا ہر ٹکڑا فیر لڑن لئی مقتل جاوے

شاعر: حسنین اکبرؑ
سوز اصغر خان

شبیرؑ کربلا میں جب دین کو بچانا، اکبرؑ کی طرح فدیہ قاسمؑ کو بھی بنانا
ممکن نہیں ہے میرا کرب و بلا میں آنا، نصرت کو تیری بھائی حاضر میرا پسر ہے
صفدر کاظمی

مہندی لاوے قاسمؑ مہندی لا

تئنوں بھیناں لاون سہرے، آ کھڑیاں چار چیفیرے نئی آ سکدی صغریٰؑ ، مہندی لا وے قاسم مہندی لا
توں ویر حسنؑ دی نشانی، شالا جیویں مانڑ جوانی نہ کھول تعویز وکھا، مہندی لا وے قاسمؑ مہندی لا
کیویں جنج قاسمؑ دی آئی اے، ماں رووے درد ستائی اے مئنوں نہ چھڈ جا بچڑا، مہندی لا وے قاسمؑ مہندی لا
تیرا چاچا دین دا غازی اے، میرے بابے وانگ نمازی اے بڑا عاشق سجدے دا، مہندی لا وے قاسمؑ مہندی لا
جدوں بنڑا خیمے آیا، پھپھیاں نے وین سی پایا دتی گٹھری کھول وکھا، مہندی لا وے قاسمؑ مہندی لا
افضالؔ اے درد انوکھے نیں، کربل وچ ہانواں ہوکے نیں دونویں اجڑے بھین بھرا، مہندی لا وے قاسمؑ مہندی لا

شاعر و سوز: افضالؔ

نہ دے فروا توں صدا اواں

نہ دے فروا توں صدا اواں قاسمؑ سئیں او نڑاں
نہ ویکھیا کر ہن راہواں قاسمؑ سئیں او نڑاں

فرمایا پاک حسینؑ اے کرو بیبیوںؑ رج کے وین اے
سرمایہ ویر حسنؑ دا زہرہؑ دے دل دا چین اے
گیا ماریا وچ صحرا اواں قاسمؑ سئیں او نڑاں

سہرے دے پھل مرجھائے گانے دے رنگ بدلائے
قاسمؑ دی لاش دے ٹکڑے خیمیاں دے وچ آئے
کیتا ماتم پھپیاں مانواں قاسمؑ سئیں او نڑاں

فرواؑ دیاں روندیاں اکھیاں ہائے چلن ہواواں تتیاں
قاسمؑ دے ہوئے ٹکڑے کیویں و کھڑی پھل دیاں پتیاں
انج پتر نہ ویکھن ماواں قاسم نئیں او نڑاں

کدی والاں نوں میں کھوواں کدی پتر دی یاد چہ روواں
میرے لال دے ہتھ نئی لبدے کدے لئی میں مہندی گھولاں
اودے کیویں شگن مناواں قاسمؑ سئیں او نڑاں

شاعر: حیدر خورشید

کبرہؑ داوین لوکو ہائے عرش ہلانداا ے

کبرہؑ داوین لوکو ہائے عرش ہلانداا ے
شبیرؑ جوڑ ٹکڑے جدوں شکل بناندا ا ے

شبیرؑ نے لاڑے دا تحت الحنک ولایا
درداں دی ماری زینبؑ رو آکھے امڑی جایا
بنڑے دے کوئی جگ تے اینج شگن مناندا ا ے

تقسیم ہوئی مقتل اینج حسنؑ دی نشانی
سماں دے ہیٹھ رُل گئی قاسمؑ دی ہائے جوانی
کدی لاش اُتے او سہرا کدی گانہ سجاندا ا ے

آکھے لاش تے رو رو کے ارماں بچڑا تیرے
وچ خون رل گئے نے تیرے شگنا والے سہرے
پُھل شگنا والے سیدؑ پیا لاش تے پاندا ا ے

کبرہؑ داوین لوکو۔۔۔۔۔

بنڑی دے ویکھ فرواروندی اے کپڑے کالے
بنڑے دے نئ لبدے ہتھ ماں کوں مہندی والے
ہائے گھڑی کھول سیدؑ پیا ٹکڑے گناندا اے

اُوسے داجگر رن وچ پامال ہو گیا اے
جدے کفن داسنگ تیر اں رنگ لال ہو گیا اے
رو حسنؑ دی اے ماں نوں جبرئیل ڈساندا اے

او کربلا دا منظر میکوں نیر ہے رووا ندا
خورشیدؔ گنج ڈساوے کی یاد ہے آجاندا
کوئی پتر نوں لاسہرا جدوں لاڑا بناندا اے

شاعر:حیدر خورشیدؔ
نوحہ خواں:افشاں

ہائے رُل گئی مہندی ہائے رُل گئی مہندی ہائے رُل گئی مہندی ہائے رُل گئی مہندی

ریتاں تے ڈُل گئی مٹیاں چہ رُل گئی

ریتاں تے ڈُل گئی مٹیاں چہ رُل گئی ماں نوں رو واوے قاسمؑ دی مہندی
کبرہؑ دا بابا چادر بچھاکے چن چن کے پاوے قاسمؑ دی مہندی

خیّام اندر جدوں مہندی آئی بنڑے دی ماں نے سر خاک پائی
بنڑی دا بابا بھینی بُلاکے رو رو وکھاوے قاسمؑ دی مہندی

مہندی دی گھڑی زینبؑ اٹھاکے فرواؑ نوں آکھے اُودے کول جا کے
پتراں دا صدمہ اکبرؑ دا صدمہ میئنوں بھلاوے قاسمؑ دی مہندی

کج مہندی گھوڑے سماں چہ لے گئے کج ایدے ٹکڑے مقتل چہ رہ گئے
شبیرؑ کیویں مقتل چوں پوری خیمے پہنچاوے قاسمؑ دی مہندی

ریتاں تے ڈُل گئی مٹیاں۔۔۔۔۔

مقتل چوں سیدؑ اے وین پایا کلاھا نانا زہراؑ دا جایا
کوثر کنارے میرے ٹور گئے سارے کیڑا اٹھاوے قاسمؑ دی مہندی

بچڑا ہاں سجرا پامال ہویا کرب و بلا دا رنگ لال ہویا
سیدؑ مسافر قاسمؑ دی ماں توں کیویں لوکاوے قاسمؑ دی مہندی

پُتراں نوں لوگو سہرے جے لاؤ قاسمؑ دی پہلا مجلس کراؤ
بنڑے نوں آکھو شگنا دے ویلے وہ بھل نہ جاوے قاسمؑ دی مہندی

توقیرؔ اُودے توں سینؑ راضی مظلومِ کربل دی بھین راضی
قاسمؑ دی تربت دل وچ بسا کے جیڑا سجاوے قاسمؑ دی مہندی

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

قاسماںؑ مہندے لالے اٹھ کے

قاسماںؑ مہندے لالے اٹھ کے رورو کے ماں آکھے
عرشاں توجبرئیل لے آیا چاواں نال بناکے

ویکھ لے تیرے وہیڑے آئیاں پاک بتولؑ علیؑ دیاں جائیاں
شگھناں والے گھر وچ آون کالے کپڑے پا کے

پیر شبیرؑ دی کمسن جائی منگدی اے پئی واگ پھڑائی
جو سر دااے دے جا قاسم اوناں نئیں تو جاکے
فجر توں ڈیگر ویلا آیا لاشاں چکدا نئیں گھبرایا
دوھری پیڑ جھلیندا اسیدؑ بیٹھا جنج لٹاکے

گزریا ویلا یاد کرایا فروانے تعویذ ویکھایا
پڑھ تحریر تے روپیا سیدؑ قاسمؑ نوں گل لاکے

آج بن میں مجتبیٰؑ کا دلربا لوٹا گیا

آج بن میں مجتبیٰؑ کا دلربا لوٹا گیا مرتضیٰؑ کے لال پر پھر سے ستم ڈھایا گیا	شاعر: راناؔ عمران
کربلا میں امِ فرواؑ کی امید اور آس کو جانب مقتل سجا کر کس طرح بھیجا گیا	
کانپ گئی ہو گی لحد میں اُس گھڑی بنتِ نبیؐ تیروں تلواروں میں جب اِبن حسنؑ گھیرا گیا	
پیٹتے سر کربلا میں آ گئے سارے نبیؑ جب سلگتی خاک پر اِبن حسنؑ دیکھا گیا	
ظلم کا طوفان اک زہراؑ کے نازک پھول کی پتیوں کو نوچ کر وہ خاک پر بکھرا گیا	
ہائے وصیت مجتبیٰؑ کی حالتِ تقسیم میں کس طرح سے چن کے گٹھڑی میں اسے لایا گیا	
کربلا میں تھے بہتّر تن مگر عمران فیض کیوں بہتّر ٹکڑوں میں یہ گلبدن پایا گیا	سوز: عظمت

بین کرتی تھی یہ فرواؑ

بین کرتی تھی یہ فرواؑ میرے پیارے قاسمؑ اے میرے چاند میرے راج دلارے قاسمؑ	نوحہ خواں: حمیرا اپنا https://youtu.be/TVR6lhPtagA
کیا اسی دن کیلیئے ماں نے تمھے پالا تھا دیکھوں سہرے کی جگہ خون کے دھارے قاسمؑ	
ماں کو ڈھارس بڑی ہوتی ہے جواں بیٹے سے چھوڑ کے ماں کو چلے کس کے سہا رے قاسمؑ	
اُٹھ کے دیکھو تو ذرا بیوہ دلہن کی صورت ہائے کیا حال ہوا رنج کے مارے قاسمؑ	
آج کے دن کی وصیّت تھی یہ تعویذِ حسنؑ میں نہ سمجھی تھی یہ قسمت کے اشارے قاسمؑ	
جب سے اُٹھا ہے میرے سر سے حسنؑ کا سایہ ہیں اُسی روز سے گردش میں ستارے قاسمؑ	
جب بھی سینے سے لگاتا ہے یہ محشرؔ قرآن یاد آتے ہیں تیری لاش کے پارے قاسمؑ	

قاسماںؑ دس کی تیرے میں شگن مناواں

قاسماںؑ دس کی تیرے میں شگن مناواں
مہمان توں اج دی رات دا اے کیویں مہندیاں لاواں

قاسماںؑ تیریاں پھوپھیاں نوں کی دیواں لاگ ودھایاں
زینبؑ تے کلثومؑ اج تیرا سہرا لے کے آئیاں
اے سہرا لاواں متھرے تے یا تیری قبر تے پاواں

ہتھی شگناں والی مہندی متھرے لاندیاں سہرے
وٹناں مل مل بندھیاں گھانہ کردیاں شگن بتھیرے
کدوں تحت الحنک ولیندیاں ہن پتراں کوں مانواں

اک اک واری سارے جا کے سوندے رئین وچ بن دے
تھاں تھاں کھلڑے ریت گرم تے ٹکڑے حسنؑ دے چن دے
فرواؑ دے پتر دیاں بنیاں کئی مقتل گاہواں

قاسمانؑ دس کی۔۔۔۔۔

کبرہؑ دی ماں رو رو کے سیدانیاں نوں سمجھاوے
فرواؑ نوں آکھو قاسمؑ دا اج نہ کاج رچاوے
جس دھی نے فجرے اجڑ جانا اہنوں کنج پرناواں

اخترؔ زینبؑ آکھے سب نوں رسیاں میں ورتائیاں
ساریاں ہتھی پا کے کھڑیاں بھیناں تے بھرجائیاں
اک رات دی پرنی بنڑی نوں میں کیویں رسیاں پاواں

شاعر و سوز: اخترؔ حسین اخترؔ

https://youtu.be/L-UOD6fyGYE

کدی لاش قاسمؑ دی لین گیا کدی علم عبّاسؑ دا لے آیا
مظلوم نوں ساہ نئیں لین دتّی پئی پھیرے موت پواندی
بابا نثارؔ حیدری

ماں دے دل دیاں ریجاں سن

ماں دے دل دیاں ریجاں سن تینوں مہندیاں لاواں
ٹرپیا اے چپ کر کے قاسمؑ میں کرلاواں

بیوہ مانواں جیوندیاں نے پتراں دے سہارے
نہ مرن کسے ماں دے بچڑے سہریاں والے
گبرو پتر مرن تے جیوندے مر جانے مانواں

رووے لاش تیری تے کبرہؑ درد ستائی
پا کے رسیاں کر بیٹھی اے شام تیاری
کیویں تیرے شگناں دا میں داج بچاواں

لب دے نئیں ہتھ بنڑا تیرے مہندیاں والے
رُل گئے خاک چہ قاسمؑ سہرے شگناں والے
کیویں ٹکڑے جوڑ تیری میں تصویر بناواں

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی، 1996

زینبؑ پہ اور حسینؑ پہ کرتی ہیں جب نگاہ
عبّاسؑ کی دُعا کیے جاتی ہیں سیدہ س

میر احمد نوید

باب نمبر11:سقائے سکینہؑ

ڈھا علم عباسؑ دا جد ڈگدا میری ٹُٹ گئی کمر شبیرؑ کہیا
بجھی پیاس نہ پیاسیاں بالاں دی میرا ماریا ویر جوان گیا
عباسؑ دے مرن دی خبر آئی کہیا زینبؑ اَج میں اُجڑ گئی
میرا مر گیا ضامن پردے دا نالے زینبؑ دا ٹُٹ مان گیا

بابا نثار حیدری

ہلچل ہے فوجِ شام میں

ہلچل ہے فوجِ شام میں عباسؑ آتے ہیں
تیروں پہ تیر نیزوں پر نیزے چلاتے ہیں

کیا وقت پڑ گیا ہے محمدؐ کی آل پر
چادر نہیں ہے بالوں سے منہ کو چھپاتے ہیں

اصغرؑ کو ماں چھپاتی ہے جھک جھک کے گود میں
خیموں کو توڑ توڑ کے جب تیر آتے ہیں

دل پانی پانی ہوتا ہے بچوں کی پیاس سے
سوکھی زبان ہونٹوں پر اصغرؑ بھراتے ہیں

گھوڑے دوڑائے شام کے لشکر جو آتے ہیں
کم عمر بچے خیموں میں گھبرائے جاتے ہیں

ہلچل ہے-----

دنیا کو دیدیا ہے سبق یہ حسینؑ نے
راہِ خدا میں اس طرح سر کو کٹاتے ہیں

اللہ رے صبر سیدِ والا کا دیکھیئے
رن میں جوان بیٹے کا لاشہ اٹھاتے ہیں

جس وقت یہ سنا کہ میں مرتی ہوں پیاس سے
مشکیزہ لے ہاتھوں میں عباسؑ جاتے ہیں

ایک قدیمی نوحہ

آکھدی زینبؑ تے غش کھاندی غازیؑ جیوندا میں مر جاندی
جے مر جاندی تے نہ سن دی مشک پروتے تیر دی گل

بابا نثار حیدری

باب الحوائجؑ حیدرؑ دا لال اے

باب الحوائجؑ حیدرؑ دا لال اے پیکر وفا دا مولا عبّاسؑ اے
زہراؑ دا صدقہ سن لے دعاواں دکھیادی مولا تیرے تے آس اے

تیرے عَلم توں ملنی شفاواں توں ٹالیاں نے مولا قضاواں
دیوے توں بچڑے ماںواں نوں مولا نئیں ٹالتا اے تیری خدا اے

تیرے تے راضی ہے پاک زہراؑ ممنون تیرے امام بارہ
منظور کرلے توسب دعاواں ہر ماتمی دی تیرے تے آس اے

مشکل کُشاء توں حاجت رواتوں وچ شام زینبؑ دی رئی صداتوں
آباد کردے ہر ماں دی جھولی تیرے علم وچ اصغرؑ دی پیاس اے

ہمشکلِ حیدرؑ دو جا علیؑ اے حیدرؑ دے وانگوں شیر جری اے
توں کبریا اے مولا وفا دا تینوں دعا اے زہراؑ دی خاص اے

باب الحوائجؑ۔۔۔۔۔

جس نوں وی چاہے دے بادشاہی تیرا علم ہے دیوے گواہی
اج وی بلند ہے پرچم اے تیرا جو پیاسیاں دے غم وچ اداس اے

نیزے توں تیرا اڈ گدا رہیا سر زینبؑ دے سر تے ہائے نئیں سی چادر
روندا رہیا وہ غیرت دے اتھر وحیدرؑ دی غیرت تیرا الباس اے

پابند ہو کے بانہواں کٹا کے مشکیزہ چھلنی پانی کا چا کے
تاریخ وچ توں کیتا رقم اے بس غازیؑ شاہؑ دا نوکر خاص اے

جوہرؔ دیاں سن مولا دعاواں ہر وقت دیوے ایہوں صداواں
کرب و بلا دی دھرتی تے مولاؑ غم خوار تیرا پاوے قضا اے

شاعر: آسف جوہر

عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا

عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے بھولے گا نہ غم تیرا

جی بھر کہ جو روتی میں آ کر تیرے لاشے پر
اتنا تو نہ تڑپاتا ہمشیر کو غم تیرا

بہتے ہوئے پانی میں تصویرِ سکینہؑ تھی
لاشہ رہا دریا پر اٹھا نہ قدم تیرا

آیا جو خیمے میں لاشہ لب دریا سے
ماتم بھی نہ کر پائے جی بھر کے حرم تیرا

ٹوٹی جو کمر شہؑ تو بس دو ہی تو صدمے تھے
اک فکر تھی زینبؑ کی اور دوسرا غم تیر

شاعر: منتقم حسنین حیدری

کس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا

کِس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا
ہر آنکھ رو رہی ہے سینے میں ہے غم تیرا

قائم ہے تیرے دم سے رسمِ وفا جہاں میں
ہو گا نہ زمانے میں پرچم کبھی خم تیرا

ہائے لوٹنے آئے تھے بے پیر مسلماں جو
راہ دیکھ کے روتے تھے خیموں میں حرم تیرا

ہائے توڑ دیئے کوزے معصوم سکینہؑ نے
جب آتے ہوئے دیکھا ہائے خالی علم تیرا

زینبؑ کو نظر آئی نیزے پہ ردا اپنی
جب خون میں تر دیکھا عبّاسؑ علم تیرا

کس شان سے اُٹھا ہے۔۔۔۔۔

تھی شامِ غریباں میں وہ موت کی خاموشی
زینبؑ نے دیئے پہرے ہائے لیکے علم تیرا

مولاؑ نے کہا رو کر ہائے ٹوٹی کمر میری
گرتے ہوئے جب دیکھا مولاؑ نے علم تیرا

سردارؔ جو ہوتا ہے آغاز محرم کا
ہم رو کے سجاتے ہیں عبّاسؑ علم تیرا

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

لوٹ کر سقا نہ آیا شامِ عاشورہ کے بعد
پانی بچوں نے نہ مانگا شامِ عاشورہ کے بعد

میر احمد نویدؔ

تو میرے پردے دا ضامن اے شہنشاہ غازیؑ

تو میرے پردے دا ضامن اے شہنشاہ غازیؑ
شمر نے سر توں میرے کھولئی ردا غازیؑ

میں تیرے آسرے پردیس آگئی ویرن
اسیر کیتا اے امت نے بے خطا غازیؑ

ہاں تیری لاش تے وعدہ اے تیرے نال میرا
تیرے علم نوں میں ہر جاء دیاں گی لا غازیؑ

پابند کر دی نہ تینوں نہ بے ردا پوندی
میرے کلیجے نوں اے غم گیا مکا غازیؑ

نمازی ویرا اس دی آس بھینڑنہ کھو باغی
میں سارے شام نوں آواں گی اے مناں غازیؑ

تو میرے پردے دا۔۔۔۔۔

ہائے باج ویراں دے بھینڑاں دا جیونڑ کی ہوندا
میرے تے ویر نے ظالم دتے مکا غازیؑ

شمر نے دروی سکینہؑ دے ویکھ کھو لئے نے
یتیم رورو کے تینوں رئی بلا غازیؑ

بڑا ہی ناز سی سردارؔ مینوں بانہواں تے
توں بانہواں اپنڑیاں بیٹھا اے اج کٹا غازیؑ

شاعر وسوز: یوسف سردارؔ

عباسؑ دے مرن دی خبر آئی کہیا زینبؑ اَج میں اُجڑ گئی
میرا مر گیا ضامن پردے دا نالے زینبؑ دا ٹُٹ مان گیا

بابا نثارؔ حیدری

پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا

پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا اعلان کر رہا ہے جو فتح کربلا کا
دونوں جہاں ہیں اب بھی سائے میں اس علم کے منسوب یہ علم ہے اس سورما جری سے کہتا ہے شبیرؑ جسکو خود شیر بھی خدا کا
جس نے یزیدیت کے سر کو قلم کیا ہے جس نے قدم قدم پر درسِ وفا دیا جو آج بھی جہاں میں سردار ہے وفا کا
احسان مند جسکی ساری شہادتیں ہیں جسکی شجاعتوں پہ نازاں شجاعتیں ہیں جس نے بھرم رکھا ہے سرغامِ کبریا کا
کونین میں وفا کا مینار یہ علم ہے تلوار کے گلے پر تلوار یہ علم ہے ضامن یہی علم ہے اسلام کی بقا کا

پرچم کھلا ہوا ہے۔۔۔۔۔

ایسا حیات پرور ہی اس علم کا سایہ سائے میں اس علم کے جو بھی مریض آیا خود موت نے دیا ہے تحفہ اسے شفا کا
کس بات کا ہمیں ڈر کاہے کا خوف ہم کو پھر کیوں نہ ہم منائیں آلِ نبیؐ کے غم کو عباس ہے محافظ جب مجلسِ عزا کا
شام و سحر اجالے بنتے ہیں اس علم سے طوفان ہو کہ آندھی کٹتے ہیں اس علم سے پنجے سے اس علم کے گھٹتا ہے دم ہوا کا
کرب و بلا سے ہم کو خاکِ شفا ملی ہے مقتل میں موت کو بھی ہم نے شکست دی ہے گوہرؔ حسینیوں کو کیوں خوف ہو قضا کا

شاعر: گوہر جارچوی

ٹر چلیاں ضامن پردیاں دا

ٹر چلیاں ضامن پردیاں دا ہن پردے کون بچاوے گا
پردیس چہ دکھیاں بھیناں دے ہن کھڑا اردرونڈاوے گا

کوئی روکو ویرن غازیؑ نوں پئی زینبؑ رو فرماندی اے
اینج لگدا جا کے فیر کدی میرا ویرنہ واپس آوے گا

بن تیرے میرا چن ویرن معصوم سکینہؑ نہیں رہندی
تیرا غازی ذین توں لہے جانڑاں اینوں جوندیاں مار مکاوے گا

ذرا مڑ کے ویکھ اک وار ویرن میں آخری واری ویکھ لواں
تیرے باجوں کھڑا دس مینوں پیو دا دیدار کراوے گا

میری چادر دے رکھوالے دی خاموشی اے پئی دس دی اے
ایدا واپس موڑ کے نہ آنا شبیرؑ دی کمر جھکاوے گا

میں ستر قدم توں ویکھاں گی شبیرؑ نمازی دا سجدہ
کی منظر ہووے گا غازیؑ جدوں ظالم خنجر چلاوے گا

غمخوار بنادے غازیؑ دا یارب اے عرض فیاضؔ کرے
جیندی بھینڑ دی چادر دا صدمہ سجادؑ نوں خون رواوے گا

شاعر: فیاض حسین حیدری

سوز: مختار حسین بتی

آسرا بے وارثاں دا زین توں

آسرا بے وارثاں دا زین توں لتھیا جدوں آئی زینبؑ دی صدا
تیرے باجوں اے شہنشاہ وفا بچ نئی او سکدی میرے سر دی ردا

المدد مولائے غازیؑ جد کہیا لال زہراؑ نہر تے جا کے ویکھیا
خشک مشکیزہ سی رولیا ریت تے صرب کھا کے تڑفدا سی باوفا

کون رو کے اج شمر بے پیر نوں لٹڑاں جس نے چادرِ تطہیر نوں
زہرا جائیاںؑ دا محافظ نہر تے اپنے دو بازو کٹا کے سم گیا

وین سن کے مادرِ دلگیر دے ہونٹ کھل گئے اصغرؑ بے شیر دے
جنگ او کرنی اے میرے لال نے یاد رکھنا اینج نوں دنیا صدا

میں تیرا عابدؑ بچاؤندی رہ گئی خیمیاں دی بھاں بجھاندی رہ گئی
ایس لئی میں لاش تے نہ آسکی نہ خفا ہویں میرا صابر بھرا

جس نے گھر وچ ٹر کے نئی سی ویکھیا ننگے سر بازار جانا پے گیا
حوصلے دے نال دھی خاتونؑ دی ٹرپئی لے اجڑیاں دا قافلہ

آویں جا او معنیٔ آخر الزماںؑ منتظر اے دید دا سارا جہاں
المدد یا قائمِ آلِ نبیؐ کر لوو مقبول اخترؔ دی دعا

شاعر و سوز: اختر حسین اختر

بیٹھے نے بال پیاسے پانی دی آس لا کے

بیٹھے نے بال پیاسے پانی دی آس لا کے
بھیناں کرن دعاواں ہائے دریا تے خیر ہووے غازیؑ نئ مڑیا جا کے

شبیرؑ کیہا بازو چا کے تیرے اے لایا
میئنوں کج نئ ڈسدا غازی کس جا تے ڈیرا لایا
بھیناں تینوں اڈیکن ہائے وچ خیمیاں دے رورو جنڑیاں توں زخم کھا کے

نکلے جیویں جنازہ خیمے چہ بیبیاں نے
اکبرؑ نوں ودھیا کیتا تکیا اے انبیاء نے
پھوپھیاں تے بھیناں گلیاں ہائے ہم شکلِ مصطفیٰؐ نوں تحت الھنک ولا کے

میرا لال بچ نئ سکدا پانی جے نہ پلایا
اصغرؑ نوں لے کے سیدؑ مقتل دے پاسے آیا
فوجِ یزید سمجھی ہائے شبیرؑ صلح کیتے قرآن آیا چا کے

بیٹھے نے بال پیاسے۔۔۔۔۔

مقتل دے پاسے اصغرؑ چلیا اے پین پانی
جنگ کر کے تو بھلا دئی اکبرؑ دی نوجوانی
اصغرؑ نوں جاندی واری ہائے ماں پاڑھتا پڑھائیاں سینے دے نال لا کے

چاچے نوں آ سکینہؑ ہائے مشک جد پھڑائی
کربل دی خاک بھیناں سب دے سراں چہ پائی
غازیؑ نوں ٹر داتک کے ہائے سیدانیاں نے برقعے رکھ لے سراں توں لا کے

جیدے دل چہ درد ہوسی زہراؑ دے چن حسنؑ دا
اخترؔ جو ماتمی اے شبیرؑ بے وطن دا
اُس دے لئی دعاواں ہائے اجڑی بتولؑ رو رو کر دی اے ہتھ اٹھا کے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

غازیؑ میں تیرے مان تے پردیس چہ آ گئیاں

غازیؑ میں تیرے مان تے پردیس چہ آ گئیاں تیری موت دیاں خبراں زینبؑ نوں رولا گئیاں
چکدا رہیا شاہؑ لاشاں ہائے فجر توں ڈیگر تک عبّاسؑ دیاں بانہواں ایدی کمر جھکا گئیاں
توں سانگ اُتے چڑھ کے کج ویکھا گا منظر او بازاراں چہ جد غازیؑ اسی باج ردا گئیاں
پانی نہ جدوں ملیا معصوم علی اصغرؑ نوں تین تیر دیاں نوکاں ایدی پیاس بجھا گئیاں
خاتونؑ دیاں جائیاں اسلام دی عظمت لئی بچڑے تے کوہاں اے سن پردے وی لُٹا گئیاں
ہر لفظ بنے اتھرو مومن دیاں اکھیاں دے رحمت دیاں اخترؔ تے اینج بدلیاں چھا گئیاں

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

آ جا فضل دا بابا بے شِیر دی ماں کرلاوے

آ جا فضل دا بابا بے شِیر دی ماں کُرلا وے ھُن علماں والیاں دیر نہ لا میرا اصغرؑ نہ مر جا وے	
ھن چھوٹے بال تڑفتے دے ماںواں دے شِیر وی خشک ہوئے کوئی نہر کنارے غازیؑ نوں اپناں پیغام پہنچا وے	
متاں سینؑ دی چادر لتھ جائے، لٹ پین توں پہلاں آ ویراں سجادؑ بیمار بے ہوش پئیاں اینوں کیڑا ہوش کراوے	
پانی دی بوند نوں ترسن ہائے مالک حوضِ کوثر دے اج سین ربابؑ دی جھولی نوں اجڑن توں کون بچاوے	
غازیؑ تیرے باجوں جرتاں انج ودھ گئیاں نے شمر دیاں کدی پردے لٹ دا اے بیبیاں دے کدی خیمیاں نوں اگ	
تو راکھا سین زینبؑ دا پر ویر دا آکھا موڑیاں نئیں ہن آپ ڈسا کنج رسیاں نوں تیری سینؑ ہتھاں وچ پاوا ے	
غازیؑ دی سانگ نوں تک کے اخترؔ رو زینبؑ کہندی سی کنج شمر لعین سکینہؑ نوں پیا گھوڑیاں نال دوڑا وے	شاعرِ سوز: اختر حسین اختر

عباسؑ اجازت منگدا اے

عباسؑ اجازت منگدا اے، سن یثرب دی شہزادیؑ
بی بیؑ سمجھاؤ غازیؑ نوں، نہ توڑے کمر بھرادی

اکبرؑ دے روپ چہ میں زینبؑ، اکھیاں دا نور گنوایا
قاسمؑ دی موت دے صدمے نے، مینوں جیوندیاں مار مکایا
کیویں سونپ دیاں اے مقتل نوں، وسدی جاگیر وفادی

توں بچڑا اے پاک محمدؐ دا، نہ مان غلام دا توڑیں
صدقہ زہراؑ دی چادر دا، مینوں خالی ہتھ نہ موڑیں
اج پُتر علیؑ دا آیا اے، در تے بن کے فریادی

فرمایا میری مادرؑ نے، اے غازیؑ نہ بُھل جاویں
زینبؑ دے دین دی نصرت لئی، اینج موت نوں سینے لاویں
راضی ہو جاوے تیرے تے، وچ کربل دھی زہراؑ دی

باسؑ اجازت منگدا۔۔۔۔

میں جانڑنی ھاں دم توڑے گا، میرا پیاسا پتر صغیرؑ اے
کیویں ٹوریا موت دے سفر اں تے، زینبؑ نے اپناویر اے
اصغرؑ دی جان توں پیاری اے، مینوں جان عباسؑ بھرادی

اے ویر حبیبؒ دی حسرت اے، جدوں آخری ویلا آوے
پُتراں دی موت دے مارے نوں، رج کے اسوار کراوے
میں باہج وفاواں والے دے، نئیں زین تے بین داعادی

مشکِ سکینہؑ

شہہؑ تھام کے لائے ہیں کمر، مشکِ سکینہؑ	پانی سے نہیں خوں سے ہے تر، مشکِ سکینہؑ
صدیوں سے تو غازیؑ کے علم سے جو بندھی ہے	باقی ہے ابھی کتنا سفر، مشکِ سکینہؑ
سینے میں ترے پیاس بہتر کی ہے پھر بھی	پانی نہ ہوا تیرا جگر، مشکِ سکینہؑ
شرمندہ سکینہؑ سے ہے سقائے سکینہؑ	شرمندہ ہے غازیؑ سے مگر، مشکِ سکینہؑ
پیاسا ہے نویدؔ ایک زمانے سے ہے پیاسا	ہو اُس کی طرف ایک نظر، مشکِ سکینہؑ

از قلم: میر احمد نویدؔ

جیویں زینبؑ تیر اغازیؑ اے علماں والا

جیویں زینبؑ تیر اغازیؑ اے، علماں والا ہے محافظ تیرے پر دے دا، علماں والا	شاعر: سلامت فیروز
تیری تعظیم دی توقیر نوں، غازیؑ جانڑے دیوے پہرے تیرے خیمے دا، علماں والا	
اودی تخلیق ضمانت ہے، تیرے پر دے دی اے ہو ویرن تیرے حصے دا، علماں والا	
اے تے قرآن وفا ہویا اے، نازل تیرے لئی بنڑ کے واقف تیرے پر دے دا، علماں والا	
چُم کے عباسؑ دی پیشانی، اے زینبؑ نے کہیا عکس ہے بابےؑ دے چہرے دا، علماں والا	
اماں زہرہؑ دی دعاواں دا، صلہ ہے زینبؑ چَن ہو ہاشمی ویڑے دا، علماں والا	
نامِ عباسؑ سلامت آے، ہمیشہ مرکز وفا و شرم دے کلمے دا، علماں والا	

پردے دے دا مُحافظ ہائے نئیں آیا

پردے دا محافظ ہائے نئیں آیا پُچھدی سین سکینہؑ
رورو بیمارؑ نوں
کتھے سُمیاں اے ہائے بہناں دے سِر دارا کھا، سِروں ننگیاں ٹُر چلیاں
بھیناں بازار نوں

ہائے ساڑ دتے گھر لوکاں نے اُمّت نے رسیاں پائیاں
پئیاں رون درد ستائیاں
سِر زخمی ہائے لوکاں نے آن کیتے پئے پیدل ٹور دے نے
عابدؑ لاچار نوں

غازیؑ دے قاتل ہسدے سن پئی چادراں منگدی زینبؑ
چوکاں چوں لنگدی زینبؑ
اُمّت نے ہائے پتھراں دے نال لوکو جدوں خون چہ رنگیاں سی
ہر پردے دار نوں

پردے دے دا مُحافظ۔۔۔۔۔

حسرت دے نال ودا کیتا اکبرؑ نوں بُھپھیاں مانواں
اے بہہ کے دین صداواں
اکبرؑ نے ہائے نازُک جگر تے کھایا بابے دا ناں لیکے
برچھی دے وار نوں

سِر سانگ توں علماںؑ والے دا اُڈ اُڈ کے لوکو آوے
دُکھی زینبؑ نوں فرماوے
جیویں لوکاں ہائے تینوں مارے تازیانے صدمہ اے بُھلنا نئ
تیرے پہرے دار نوں

نہ مارو شام دے لوکاں نوں کیندی رئی زہراؑ ثانی
کیوں سُڑ دے تپ دا پانی
کنڈ سڑ گئی میرے بیمار عابدؑ دی جِنے پیدل چُکیا اے
کڑیاں دے بار نُوں

سوز: اصغر خان

چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ

چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ
سکینہؑ روک لو ڈھونڈو گی پھر کہاں غازیؑ

آغاز ہونے لگا آج میری غربت کا
ماں زہراؑ دیکھو چلے کہہ کے الوداع غازیؑ

لیا ہے گھیر سکینہؑ کو تشنہ بچوں نے
علم کو دیکھ کے سمجھے کہ آ گیا غازیؑ

ہے التجا نہ میرا لاشہ جائے خیموں میں
نہ کر سکے گا سکینہؑ کا سامنا غازیؑ

خیامِ آل میں جب فوجِ اشقیاء آئی
ہر اک بی بی کے لب پر تھی اک صدا غازیؑ

زمانہ دیکھ لے پرواز یہ علم کا نشاں
ہمارا آج بھی ہے سب کا راہ نما غازیؑ

عبّاسؑ کا علم ہے سب مل کے اٹھاؤ

عباسؑ کا علم ہے سب مل کے اُٹھاؤ زہراؑ کے لٹے گھر کا تم سوگ مناؤ
عرض و سما ہیں لرزے ماتم کی صداؤں سے اس علم کے سائے میں مولاؑ کی دعاؤں سے قصرِ یزیدیت کی بنیاد ہلاؤ
دربارِ یزیدی اور میں ہوں بتولؑ زادی بازاروں میں چلنے کی عباسؑ ہوں کب عادی میرے پردے کے ضامن ہو لوگوں کو ہٹاؤ
تیری شجاع پہ غازیؑ چھوڑا تھا مدینے کو بولو جواب کیا دوں اب شمر کمینے کو کہتا ہے بنتِ حیدرؑ غازیؑ کو بلاؤ
اپنا تو ہے عقیدہ جو مانگے گا پائے گا سجادؔ میرا غازیؑ خالی نہ لٹائے گا اک بار عقیدت سے نظریں تو جھکاؤ

جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا

جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا
میرا ضامن نہ رہا میری چادر میرا پردہ
رو کے بولی بنتِ زہرہؑ

شمر نے مارے طمانچے ہیں اُسے گالوں پہ
اُس کو دوڑایا اُسے پکڑا گیا بالوں سے
اُس کے دُر چھینے گئے اُس کو ہر طور ستایا
جس کو کہتے ہیں سکینہؑ

چوم کر غازیؑ کے بازو یہ اُٹھی ایک صدا
نام عبّاسؑ رکھا میں نے سیا کُرتا تیرا
آخری سانس تیری روؤں یا لوری سناؤں
رو کے زہرہؑ نے کہا تھا

جس گھڑی زین۔۔۔۔۔

چھین کر سب کی ردائیں اور جلائے خیمے
آلِ عمران سے اُمت نے لئے یوں بدلے
باپ کے لاشے سے اک ننھی سی کلی کو
چھڑکیاں دے کے اُٹھایا

منہ کے بل آیا زمیں پر وہ بِنا بازو کے
جس کے بازو کے سہارے تھے سبھی کے پردے
آخری سانس میں بھی اس ہونٹوں پہ یہی تھا
ایک پانی ایک پردہ

مولاؑ مظلوم کے غم میں جو کرے گا ماتم
ہر گھڑی ثانیِ زہرہؑ کا رہے اُس پہ کرم
شاملِ حال رہے غازیؑ مولا کی دعائیں
ہے یہ زائرؔ کا عقیدہ

شاعر و سوز: سید زائر نقوی

نوحہ خواں: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومین

پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو

پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو
یہی تو بھائی ہے زینبؑ کا صف شکن لوگو

چھپایا ریت نے لاشہ ہوا کے ہاتھوں سے
کیا تھا خاک نے غازیؑ کو یوں دفن لوگو

اُٹھاتی ہاتھوں میں بڑھ کر علم میں غازیؑ کا
نہ بندھتی ہاتھوں میں زینبؑ کے گر رسن لوگو

نہ چھینو چادرِ زینبؑ یہ سر پہ رہنے دو
چھلنی تو ہو گا یہ قراں بھی بے کفن لوگو

نا دیکھ جانبِ زینبؑ نا چھین سر سے ردا
تڑپتا دیکھا ہے دریا پہ اک بدن لوگو

پڑی ہے لاش۔۔۔۔۔

رسن سکینہؑ کی گردن میں طوق عابدؑ کے
چلی ہے ساتھ رسن بستہ یہ بہن لوگو

پکارتی رہی غازیؑ کو زینبِؑ مضطر
سکینہؑ پیاسی ہے کب سے ہے خشک دھن لوگو

اُٹھا رہا ہے وہ لاشہ جوان بیٹے کا
اُٹھا چکا جو جگر پارائے حسنؑ لوگو

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

آجا چاچا غازیؑ آجا

آجا چاچا غازیؑ آجا بابے کوں شمر مریندا اے
جیکوں ظالم قتل کریندا اے او غریب نماز پڑھیندا اے

خنجر دا وار قیامت اے بابا مصروف عبادت اے
انج لگدا اے جیویں قاتل کوں نبیؐ پاک دے نال عداوت اے
تائیں والیل دیاں زلفاں او ظلم دے نال چھکیندا اے

میں روکن دی ایس ظالم کوں جدوں کوشش کیتی اے چاچا
میکوں مار طماچے کھولئے ھن در میرے کناں دے چاچا
ھن فکر نئیں میکوں اپنی او بابے کوں تڑپیندا اے

ٹریا دیناتوں جس ویلے زہرؑا دا پاک نگینہ اے
خوش ہویا شمر کمینہ اے غش کر گئی سین سکینہؑ اے
نبیؐ آیا چھوڑ مدینہ اے زہرؑا دے درد ودھیندا اے

آجاچاچاغازیؑ۔۔۔۔۔

ہائے دینِ خدا اچہ نمازی دی تعظیم کریندا اے کلمہ گو
دارین دے پاک نمازتے انج ظلم کریندا اے کلمہ گو
پیا خنجر دے وار جھلیندا اے سر سجدے چوں نئیں چیندا اے

مارو مارو دیاں آواذاں ہائے چار چفیرے ہُل پئیاں
تیرے پیر شبیرؑ دے قتل کیتے ہائے ظالم فوجاں تل گئیاں
آ کے امداد کرے کوئی غربت دے ہوکے دیندا اے

حق کوں اسلام بچاون لئی قربانی دی جدوں لوڑ پئی
اولاد ابو طالبؑ دی بس قربان ہوئی کوئی ہور نئی
سجادؑ پھوپھی دے گل لگ کے رو رو کے وین کریندا اے

شاعر: میاں انور سجادؔ

جے کدی سین تیرا

جے کدی سین تیرا غازیؑ بھرا نہ مردا (جھنڑدا)
نہ کوئی خیمہ سڑدا نہ لُٹیندا تیرا پردہ

آئی خیمے چوں صدا تیر نہ ماریں ظالم
بہوں نازک ہے گلا میرے علی اصغرؑ دا

کوئی مدینے جا کے صغریٰؑ توں اطلاع ڈیوے
آخری ویلا ایں آ ویکھ لے منہ اکبرؑ دا

ویکھ سر ننگا تیرا دس کیوں نہ میں رت رووان
کھا گیا جگر کوں غم پُھوپھی تیری چادر دا

جے بازاراں وچ زینبؑ نوں نہ لے کے آندو
نہ کوئی روندا اِتھاں نہ کوئی ماتم کردا

شاعر و سوز: ذاکر غالب اقبال (مرحوم)

باب نمبر 12: جھولا

سن کر ہل من کی صدا جھولے سے ایک مہہ لقا دے رہا ہے یہ صدا لبیک یا شاہِ ہدیٰ

حاصلِ کرب و بلا آخری فدیہ تیرا تجھ کو دیتا ہے ندا لبیک یا شاہِ ہدیٰ

اصغرؑ نے گلا تیر کے آگے جو رکھا ہے

کیا دیکھ لیا اُس نے کہ اِس زد پہ خدا ہے

اصغرؑ کا لہو چہرے پہ ملے شبیرؑ کھڑے ہیں مقتل میں

گرنے سے فلک کو روکے ہوئے شبیرؑ کھڑے ہیں مقتل میں

نا مکمل رن کو اصغرؑ نے مکمل کر دیا

تیر تھا جس ہاتھ میں اس ہاتھ کو شل کر دیا

جس کی لو ہے کربلا اور روشنی ہے لا الہٰ

کربلا کی خاک میں ہے دفن ننھا سا دیا

از قلم: جناب میر احمد نویدؔ

میری آخری یہ قُربانی

میری آخری یہ قُربانی نوں منظور کرے رب سائیاں
میرا اصغرؑ پیاسا تن(3) دن داتینوں دینڑیاں تیر گواہیاں

میں چا کے پتراں نوں لے آیا اجے پیدل ٹورنا سکھیا نئیں
میرا اصغرؑ تیر دے قابل نئ اے تیریاں بے پرواہیاں

جدوں جمدے ویرتے بھیناں نوں اے دل وچ آساں ہُندیاں نے
اینوں سہرے لانے بابل نے اساں لیناں واگ پھڑائیاں

جیڑاں خاب خلیلؑ نے ویکھیاں سی میں دیتیاں او تعبیراں نے
میں گھبرو پتر دے سینے چوں کڈ برچھیاں آپ وکھایاں

ماں آخری ویلے بچڑے نوں گل چُم چُم کے پئی کہیندی سی
میری گود اُجاڑ کے ٹورچلیائے مینوں خوشیاں راس نہ آئیاں

ایدی بھین معصوم نوں آساں نے میرا اصغرؑ واپس آوے گا
جنے چک کے ویر نوں گودی وچ نہ لوریاں رج کے سنائیاں

صدقہ معصوم علی اصغرؑ دا نالے قاسمؑ دا نالے اکبرؑ دا
تیرا غم سردارؔ عبادت اے انکھیاں نے جڑیاں لائیاں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

دیواں لوری تینوں دیواں لوری

لوریاں دیوں کنوں گود کھڈاواں اصغرؑ
آویں جے کول میرے تینوں سینے لاواں اصغرؑ

حرمل دا تیر جدوں چلیا میں تکدی رئیاں
پھڑ کے در خیمے دا ہائے لال میں روندی رئیاں
ہوئے خیر میں رورو کے منگدی ساں دعاواں اصغرؑ

بیٹھی اے بہن تیری پینگے دی ڈوری پھڑ کے
گیا ایں ویکھ میری بچڑا ہائے گود نوں ویراں کر کے
کیوں رُس گیا اے میکوں تینوں کیویں مناواں اصغرؑ

تینوں لوریاں دے دیکے پینگے چہ سواندی سی
وچ گود دے لے تینوں ہر روز گھڈاندی سی
روندی اے کتھوں بچڑا تینوں لبھ کے لیانوں اصغرؑ

دیواں لوری۔۔۔۔

میں جان ساں اصغرؑ آؤنا نائیں تو ں جا کے
گیاایں نال توں بابل دے زندگی لئی رونے پا کے
جے گود اجڑ جاوے تینوں جیوندیاں مانواں اصغرؑ

صدمہ کدی آمبڑی نوں سردارؔ نئیں بُھل جانا
وچ شام سکینہؑ نے قیداں وچ رل جانا
ویکھے کدو نہ ہن اے سکھ دیاں چھانواں اصغرؑ

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

قبر بنا کے تازی تازی رب اپنے نوں کر کے راضی
سجدے جھکیا پاک نمازی فیر چھیڑی شمشیر دی گل
بابا نثارؔ حیدری

رووے گا یاد کر کے ایس غم نوں زمانہ

رو وے گا یاد کر کے ایس غم نُوں زمانہ
اِصغرؑ دا پانی منگنا حُرمل دا پلانا

آکھے شبیرؑ میرے نایاب نے ہے گوہر
اِکبرؑ وی جُدا کیتا نالے کھُولیا اے اِصغرؑ
اِنج لُٹیا مُسلماناں زہراؑ دا خزانہ

رب دا خلیل آکھے مشکل کشُا دا لال اے
توں آپ تیرا اصغرؑ دوویں اوبے مثال اے
مینوں اسمعیلؑ دے گل بھُلیا چھری بلانا

شبیرؑ دے ہتھاں تے لگدا سی بوُں او پیارا
کیتا تیر نال زخمی قرآن دا او پارہ
کیویں رباب سہہ گئی نیزے تے اُٹھانا

رووے گا یاد کر کے۔۔۔۔۔

حسرت دے نال ویکھاں تینوں سینے نال لا کے
اِیس واسطے رونی آں تینوں چولے میں پُوا کے
میں جانڑنیاں اِصغرؑ توں مڑ کے نئیں آنا

سجادؔ رو رئی اے جھولے دی نب کے ڈوری
ارمان جیویں تینوں دتّی تیزیاں نے لوری
بھلنا نئیں سکینہؑ نوں تیرا پیاسیاں ٹُر جانا

شاعر: سجادؔ بخاری
سوز: استاد اکبر عباس

ہوکے بھر دی اُٹھدی بہندی ماں اصغرؑ دی رو رو کہندی
پتر جناندے مر جاندے نے جیوندیاں جی مر جاندیاں ماں واں
بابا نثارؔ حیدری

آکھو کوئی حرمل نوں نہ تیر چلاوے

آکھو کوئی حرمل نوں نہ تیر چلاوے
در خیمے چوں بانو دی آواز اے آوے

ارمان رہیا دل وچ ماں کہہ کے بلاوے
صحر اواں دے وچ لبدی توں نظر نہ آوے
تک خالی تیر ا جھولا دل ڈُب ڈُب جاوے

جیہڑا وی گیا مقتل چوں مڑ کے نہ آیا
چلیا اے میرا اصغرؑ ہووے خیر خدایا
غازیؑ نوں کوئی آکھے اینوں لڑنا سکھاوے

ہوندے ویرنے ویراں دی وچ مشکلاں دی آس اے
چلیا جہاں توں اکبرؑ لے دل وچ احساس اے
ہووے جوان اصغرؑ مُل برچھی دا پاوے

آکھو کوئی حرمل نوں۔۔۔۔۔

دتّا کفن نہ تینوں میں کر شکوہ توں اصغرؑ نہ
میرے بعد کسے اصغرؑ تینوں دفن وی نئیں کرنا
اے سوچ کے شاہؑ وکھری اک قبر بناوے

اکبرؑ تے علی اصغرؑ تے کیوں جا کے نہ آئے
کیویں ویراں دے بن جیواں رو صغریٰؑ سناوے
کیدے شگن کرے اجڑی کینوں گود کھڈاوے

شاعر: سجاد بخاری
سوز: استاد اکبر عباس

https://youtu.be/0kp-CnjJufI?si=dSfBXjcM4zeztnr9

اصغرؑ جگر کو تھام کر روتی ہے فوجِ شام
تم تیر کھا کے آئے ہو یہ تیر مار کے

استاد قمر جلاوی

العطش دی صدا بلند کیتی

العطش دی صدا بلند کیتی جاں سکینہؑ دے ویرنے لوکو
پیاس معصومؑ دی بجھائی ہے شقی حرمل دے تیر نے لوکو

ایڈا اترے نوکاں والا تیر آیا کھول کے منہ حلق تے جھلیا ہے
خون ناطق قرآن بچڑے دا مینڈے مولاؑ نے منہ تے ملیا ہے
حرملا دی کمان توڑ دیتی مسکرا کے صغیرؑ نے لوکو

خشک ہونٹاں دی مسکراہٹ دے ہاں ترازو تے تیر تولیا ہے
انّنی رمضان والے لفظاں دا گرم ریتاں تے راز کھولیاں ہے
فُزتُ بِربِ کعبہ فرمایا کیویں مولا امیرؑ نے لوکو

ایں وی دستور کل زمانے دا کوئی والد جنازہ چیندا نئیں
پانویں پردیس وچ ہووے قدیہ پیو پتر دی قبر بنڑیں دانئیں
کیویں اصغرؑ کو آپ دفنایا مینڈے مولا شبیرؑ نے لوکو

کیویں مینڈی رباب بی بیؑ نے دوجی واری شہید لعل ڈیڈھا
تریجی واری بلند نیزے تے پڑھدا قرآن با کمال ڈیڈھا
حق کوں میدان وچ ہے منوایا مصطفےٰؐ دی تاثیر نے لوکو

شاعر و سوز: زوار بابا لعل حسین حیدری

سو جا اصغرؑ امِ رباب تیرے جھولے

سو جا اصغرؑ امِ رباب تیرے جھولے نوں جھولاوے
تیری ماں پئی ویکھ کے دریاول نالے روندیاں روندیاں اکھیاں نل
تینوں لوری سناوے

کنج حسرت ہووے پوری بن گئی کیسی مجبوری
تیری موت دے بعدوں اصغرؑ ماں رہ جاوے گی ادھوری
بڑی دیر توں ایہو سوچ دی اے اک رات چہ پوری زندگی دے
کنج لاڈ لڈاوے

اُس ذات دی ضامن میں ہاں ہر بات دی ضامن میں ہاں
کل عصر دا کہہ نہیں سکدی اج رات دی ضامن میں ہاں
میں خاص دعاواں منگنیاں نے اج وچ اصغرؑ دیاں خاباں دے
کوئی تیر نہ آوے

سو جا اصغرؑ امِ رباب۔۔۔۔۔

جدوں بابے ہل من کہنا اے توں جھولے توں ڈِگ پینا اے
جدوں حرمل تیر چلاوے توں خود گردن تے سہنا اے
اے یاد رکھیں تیرے بابے نوں زہرہؑ دے راج دُلارے نوں
کوئی زخم نہ آوے

جھولے دے سرہانے بہہ کے کوے ناں اصغرؑ دا لے کے
تیرے ہونٹاں تے اُس ویلے ہووے اصغرؑ لبیک اے
ادھ رات نوں خیمیاں وچ آقا عبّاسؑ تے مسلمؑ دا مولاؑ
جدوں دیوا بُجھاوے

کل ہوناں اے دشت ڈروناں میں کول تیرے نئی ہوناں
جدوں بابے قبر بنائی توں ریت گرم تے سوناں
ہو سکدا اے شکل وکھاون لئی تینوں آخری بار سلاون لئی
مینوں نال لے جاوے

سو جا اصغرؑ امِ رباب۔۔۔۔۔

سُن تیر توں اگلا منظر گردن تے چلنائی خنجر
تینوں نیزیاں قبراں چوں کڈناں ثقلینؔ اے آکھ کے مادر
کدی اکھیاں دے نل لاندی اے کدی گل چُم چُم کُرلاندی اے
کدی جھولی چہ پاوے

شاعر: ثقلینؔ اکبر، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

ماں یہ خیمے سے صدائیں دے رہی ہے بار بار
یا علیؑ کا نام لے کر ساتھ دے اے ذوالفقار
کھودنی ہے قبرِ اصغرؑ اور اکیلے ہیں حسینؑ
حسنین اکبرؔ

اصغرؑ تیر نوں روک بچڑا

اصغرؑ تیر نوں روک بچڑا مان رکھ لے میرا خیمے چوں آکھدی امڑی بابے دے سامنے آ
میرا بچڑا توں وی ولی اے اصغر وے پانوے پر ہے تے تو وی علی اے ایس ماں دی لاج نوں رکھ کے تو موت تے ہنسدا جا
توں تیر وی کھانویں اصغرؑ فیر قبر چوں نیزے تے باہر آویں اصغرؑ منصب توں پانا اے اصغرؑ دو بار شہادت دا
تیرا بابا اے نہ سمجھے کہ ھل من سن کے تینوں لے آئی آں چُک کے توں اپنے آپ ہی اصغرؑ جھولے چوں باہر آ
سورج دے سامنے راں گی اے وعدہ میرا بُھل کے نہ چھاں میں جاں گی اج میرے کین تے اصغرؑ توں دُھپ دے وچ سو جا
ثقلینؔ وی فطرس وانگوں کچھ عرضاں لے کے آیا شبیرؑ دے در تے مس ہو کے جھولے نوں مانگدا دے اصغرؑ دا صدقہ

شاعر: ثقلینؔ اکبر، سیالکوٹ

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

آ میرے لال تجھے لوری سناؤں اصغرؑ

آ میرے لال تجھے لوری سناؤں اصغرؑ
ماں ہوں بن تیرے سکوں کیسے میں پاؤں اصغرؑ

چاند بدلی میں چھپا گھر اندھیرا چھایا
تو ابھی تک میرے بے شیر نہ واپس آیا
ڈھونڈنے بن میں کہاں تجھ کو میں جاؤں اصغرؑ

جلتی ریتی پہ تجھے نیند کہاں آئے گی
دشت کی گرم ہوا اور بھی تڑپائے گی
آ تجھے ممتا کے سائے میں سلاؤں اصغرؑ

سب یہ کہتے ہیں کہ تو مر گیا ہائے ہائے
میں تو ماں ہوں مجھے کس طرح یقین آ جائے
میں بھلا کیسے تیری قبر بناؤں اصغرؑ

آمیرے لال تجھے.....

لاکھ مجبور صحیح پھر بھی میں ماں ہوں بیٹا
تو ذرا دے تو صحیح غمزدہ مادر کو صدا
دشت میں لینے تجھے خود چلی آؤں اصغرؑ

آمیری جان کلیجے سے لگالوں تجھ کو
اپنے ارمانوں کی چادر میں چھپالوں تجھ کو
لوریاں دوں میں تجھے جھولا جھلاؤں اصغرؑ

غمزدہ ماں کا عجب حال ہوا تھا گوہرؔ
جب وطن جاتے ہوئے ماں نے کہا یہ رو کر
کیا وطن جا کے میں صغریٰؑ کو سناؤں اصغرؑ

شاعر: گوہر جارچوی

ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں

ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں
جھولا جلتا ہی رہا جھولے سے لپٹی رہی ماں

کانپتے ہاتھوں میں سوکھے ہوئے ساغر کو لئے
دھوپ کی گود میں یادِ علی اصغرؑ کو لئے
سائے میں آئی نہیں دھوپ میں بیٹھی رہی ماں

پیاس بڑھتی رہی سوکھے ہوئے سارے ساغر
کان دریا کی طرف آنکھ علی اصغرؑ پر
پانی بہنے کی صدا خیمے میں سنتی رہی ماں

قافلہ آکے رکا جب سے درِ صغریٰؑ پر
ہائے اصغرؑ کہا اور در پہ گری چکرا کر
سنگ در تھام لیا سر کو پٹختی رہی ماں

ہائے جلتے ہوئے خیموں میں سکینہؑ ہے نویدؔ
درمیاں شعلوں کے جلتا ہوا جھولا ہے نویدؔ
دونوں کو تھامے ہوئے آگ میں جلتی رہی ماں

شاعر: نعیم احمد نویدؔ

رو کر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو

رو کر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو ماں جب بھی کبھی پانی پلائے گی سکینہؑ کو	شاعر نعیم احمد نوید
یاد آئے گا جھولا اسے یاد آئیں گے اصغرؑ ماں لوریاں دے کر جو سلائے گی سکینہؑ کو	
آئیں گے تصور میں ہمکتے ہوئے اصغرؑ آواز وہ دے کر جو بلائے گی سکینہؑ کو	
آئے گی نظر اُس کو بھی قبرِ علی اصغرؑ جب ڈھونڈنے مقتل میں جائے گی سکینہؑ کو	
جب قافلہ جائے گا روتے ہوئے کیسے ماں تربت اصغرؑ سے اٹھائے گی سکینہؑ کو	
مقتل سے وہ نکلے گی کھو کر علی اصغرؑ کو زنداں سے جو نکلے گی نہ پائے گی سکینہؑ کو	
زندان میں نویدؔ اسکو یاد آئے گا جھولا جب خاک پہ زنداں کی سلائے گی سکینہؑ کو	

لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا

لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا
گلے میں تیر لگا پھر بھی مُسکراتا رہا

اے میرے چاند میری رن میں آبرو رکھنا   نہ موت سے ڈرنا
حسینؑ گود میں اصغرؑ کو یہ سِکھاتا رہا

نکالی سینائے اکبرؑ سے شاہ نے جب برچھی   کھڑے تھے سارے نبیؐ
جوان بیٹا جگر باپ سے چھپاتا رہا

علیؑ کی بیٹی کو سر کی ردا کسی نے نہ دی   وہ ننگے سر ہی رہی
بیمار قیدی لہو آنکھ سے بہاتا رہا

عباسؑ سو گئے دریا پہ خیمے آ نہ سکے   وہ پانی لا نہ سکے
معصُوم پیاسا ہی جھولے میں بِلبلاتا رہا

شبیرؑ دیکھ کے اکبرؑ کو ہاتھ ملتا رہا   اور دم نکلتا رہا
بیمار صغریٰؑ کا خط نامہ بر سُناتا رہا

اصغرؑ جے کول ہووے تینوں لوریاں سناواں

اصغر جے کول ہووے تینوں لوریاں سناواں
خالی اے تیرا جھولا، پئی ڈور میں ہلاواں

رو آکھدی سکینہؑ جھولے دے کول جا کے
بابا میرے اصغرؑ نوں لے آوے کوئی جا کے
پینگے چ انوں پا کے میں جھولے نوں جھلاواں

مشکل دے ویلے ماواں پتراں نوں جھولی پا کے
منگدیاں نے او خیراں چم گل دے نال لا کے
شالا جوانی مانے ایہوں کر دیئاں دعاواں

امِ ربابؑ بی بی جھولے نوں پھڑ کے بہہ گئی
اصغرؑ توں بنا زندگی وس ہو کے آس دے پہ گئی
ہن کیویں نبھنی اصغرؑ کوئی دے جا تو صلاحواں

اصغرؑ جے کول۔۔۔۔۔

شبیرؑ نے اصغرؑ نوں رب جانے کی کہیا سی

حیران کربلا وچ سب فوجے اشقیاں سی

لب کھولے جدوں اصغرؑ پیئاں روندیئاں ہواواں

صبر عظیم تکیا وچ کربلا دے صابرؔ

شبیرؑ دے ہتھاوچ چھ ماہ دا بہادر

تبلیغِ مصطفٰےؐ لئی دیندا ریئاں صداواں

شاعر: صابرؔ

سوز: ضمیر جعفری

زمیں نہ جس کو اُٹھا سکے گی نہ آسماں جسکو سہہ سکے گا

یہ خونِ اصغرؑ میں خاص کیا ہے کہ نور ہی میں سما رہا ہے

نہ جھیل پائے گی کوئی مادر ستم کی بھی کوئی انتہا ہے

ربابؑ حسرت سے دیکھتی ہے لعین جھولا جلا رہا ہے

عاصم رضوی

ہائے اصغرؑ تیریاں ہر ویلے تانگاں رہندیاں

ہائے اصغرؑ تیریاں ہر ویلے تانگاں رہندیاں روے نہ دور اصغرؑ ویر میرا اے رورو کہندیاں
نہ آئے ول کے میرے ویر ناناؐ کدوں آسن میرے اصغرؑ تے اکبرؑ میں راہواں ویندیاں
لگی اگ خیمیاں نوں خواب تکیا میرے اصغرؑ دا جھولا جل گیا اے تے پھوپھیاں روندیاں
کئی شاماں نے ڈھلیاں تو نئیں آیا تیری ماں کس نوں بچڑا لوری دیوے ناں تیرا لیندیاں
مینوں خواباں چہ ڈِسدے سُرخ چولے حقیقت کیا ہے ڈسدا نانا میرا میں مِنتاں کردی آں
سحر ہوئی ہے عاشورے دی محسنؔ وکھائیاں سُرخ مٹیاں نانی مینوں اے خاکاں پیندیاں

شاعر: محسنؔ شاہ، سکھر

سوز: جوہر شاہ، سکھر

قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی

قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی شہہ کو اک چاند چھپانے میں بہت دیر لگی	شاعر: نیر نقوی
ٹکڑے چُنتے ہوئے قاسمؑ کے کہا مولاؑ نے ہائے افسوس کے آنے میں بہت دیر لگی	
شہہ نے ہر لاش کو جلدی سے اُٹھایا لیکن لاش اکبرؑ کی اُٹھانے میں بہت دیر لگی	
باپ کی لاش سے درّوں کی اذیت دے کر ایک بچی کو ہٹانے میں بہت دیر لگی	
کچھ قدم دور ہے بازار سے دربار مگر پھر بھی شہزادی کو آنے میں بہت دیر لگی	
اس قدر پیاس سے سوکھا تھا گلوِ سرورؑ شمر کو تیغ چلانے میں بہت دیر لگی	سوز: اصغر خان، سیالکوٹ
کربلا جا کے تکلم نے یہی پوچھا تھا مجھ کو سرکار بلانے میں بہت دیر لگی	

آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی

آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی اصغرؑ کی اجڑی ماں نے دنیا الگ بسا لی
صحرا میں سو گیا ہے جھولے میں سونے والا زنداں میں سو گئی ہے جھولا جھلانے والی
اک پھول کو دہکتی ریتی میں دفن کر کے بس ہاتھ مل رہا تھا اُجڑے چمن کا مالی
رب جانے کیا کہیں گے مادر سے اُسکی جا کے خیموں کو جا رہے ہیں شبیرؑ ہاتھ خالی
حیرت سے آ گئی تھی سکتے میں نبضِ عالم ہاتھوں سے جب پسر کی شہہؑ نے لحد بنالی
دیکھا ربابؑ کو جب سجدہِ شکر کرتے بہلولؔ حاجرہ نے اپنی نظر جھکا لی

شاعر: حشمت بہلولؔ

سوز: سید علی رضا

بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سُن لو

بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سن لو اے میرے نورِ نظر آخری لوری سن لو
میرا ارمان میری جان میری آس ہو تم اپنی ماں کے لئے اصغرؑ نہیں عبّاسؑ ہو تم آج کی رات غنیمت ہے میرے پاس ہو تم اے میرے رشکِ قمر آخری لوری سن لو
سونی کر کے میری گودی مجھے ٹرپاؤ گے چھوڑ کر روتی ہوئی ماں کو چلے جاؤ گے ایسے جاؤگے کہ واپس نہیں آؤ گے دور کا ہے یہ سفر آخری لوری سن لو
میری آغوش میں آخری شب ہے پیارے اس تصور سے میرے چلتے ہیں دل پر آرے صبح بہہ جائیں گے ان میں تیرے خوں کے دھارے تجھ کو آئے گی قضا آخری لوری سن لو

بولی ماں خستہ جگر۔۔۔۔۔

کل سرِ دشتِ بلا ہو گا قیامت کا سماں تم خدا جانے کہاں ہو گے کہاں ہو گی یہ ماں راکھ رہ جائے گی کل آج یہ خیمے ہیں جہاں کل اجڑ جائے گا گھر آخری لوری سن لو
کہہ رہے تھے ابھی ہائے شہہؑ کرب و بلا قتل ہو جائے گی اس دشت میں کل فوجِ خدا اے میرے لال لرزتا ہے کلیجہ میرا رات جائے نہ گزر آخری لوری سن لو
حشر کا لمحہ تھا گوہرؔ وہ قیامت کی گھڑی کروٹیں لیتا تھا شہزادہ تڑپتا تھا کبھی درد میں ڈوبی ہوئی سن کے صدا مادر کی آ گیا وقتِ سفر آخری لوری سن لو

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

تن نوکاں سن تیر دیاں

تن نوکاں سن تیر دیاں وچ گل معصومؑ دے لہہ گئیاں
اصغرؑ دے لہو دیاں اُڈ چھٹاں دستار نبیؐ تے پے گئیاں

ویکھن نوں اوز نجیراں سن پر امت دیاں تقدیراں سن
کج زینبؑ لے لیاں ہتھاں وچ کج گل عابدؑ تے پے گئیاں

میرے ویر دی صورت احمدؐ تے لگی برچھی رب دی رحمت تے
اکبرؑ نے مڑ کے نئی آؤنا صغریٰؑ نوں ہواواں کہہ گئیاں

ایک واری کملی والیا آ ساڈے خیمے سڑ دے ویکھی جا
ہویاں پردے داراں بے پردہ ساڈے سراں توں چادراں لہہ گئیاں

اودے سر تے دین دا سہرا سی کیویں سجیا قاسمؑ میرا سی
کج برچھیاں سن کج تلواراں سینے تے سجیاں رہ گئیاں

اونیں موت نوں ہنس کے گل لایا کی روپ شہادت دا پایا
اکھیاں مولا شبیرؑ دیاں اصغرؑ نوں تکدیاں رہ گئیاں

دو ہنجوں قیمت جنت دی نئی لوڑ کسے دی سند دی
غم شرط اے ناصرؔ مومن لئی اے زہرا جائیاں کہہ گئیاں

شاعر و سوز: استاد تھوڑ خان ناصرؔ

بشکریہ: قمر علی ـ وڈ ممارک

میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا

میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا اپنے بابا حسینؑ کی جان ہوں اپنی بہنا کے دل کا چین ہوں اپنے دادا علیؑ کا مان ہوں
میرے جھولے کی تھام کر ڈوریاں مجھے حوریں سنائیں لوریاں مجھے کہتے ہیں بھیا دیکھ کر اپنے بھائی پہ میں قربان ہوں
میرا بابا سخی شبیرؑ ہے مجھ پہ سایہ فلکن تطہیر ہے میری دادی جنابِ فاطمہؑ بنو ہاشم کی میں تو آن ہوں
بسم اللہ سے آغاز ہے اور الحمد کو مجھ پر ناز ہے اور صورت میری یٰسین ہے میں شجاعت بھرا قرآن ہوں
میرے ہونٹوں پہ گو یہ پیاس ہے میرا چاچا مگر عبّاس ہے جس کے پاؤں تلے ہے القمہ میں تو کوثر کا بھی ارمان ہوں
اور اصغرؑ کا جو فرمان ہے میرا عاقلؔ وہ ہی ایمان ہے میں ہوں باب الحوائج مومینوں اور بخشش کا بھی سامان ہوں

شاعر و سوز: سعید عاقلؔ

رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں

رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں پیاسا ہے بہت دلبر پانی تو پلا لوں میں
شہہؑ بولے یہ اعدا سے کچھ دیر ٹھہر جاؤ دیکھے نہ کہیں مادر اصغرؑ کو چھپالوں میں
زینبؑ درِ خیمہ پر یہ سوچ رہی ہو گی عبّاسؑ کو دریا سے کسطرح بلالوں میں
جب تیرِ ستم دیکھا اصغرؑ نے تو یہ بولے ننھا ہے گلا بابا کسطرح بچالوں میں
جب رن کو چلے لے کر اصغرؑ کو شہہؑ والا بانو نے کہا ٹھہرو سینے سے لگالوں میں
بی بیؑ میرے دل کی بس اتنی سی تمنا ہے شبیرؑ کے روضے پر یہ نوحہ سنالوں میں

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

اصغرؑ دی ماں دا دین اُتے

اصغرؑ دی ماں دا دین اُتے ودھ نبیاں توں احسان اے دے کمسن دین دے صدقے وچ کر گئی اے دین جوان اے
ہر ماں دی حسرت ہوندی اے میں بولدا ویکھاں بچڑے کوں اک واری اصغرؑ ماں آکھے لے قبر چہ گئی ارمان اے
آئی لاش خیام چہ اصغرؑ دی اک وین عجیب ربابؑ کیتا دس نام توں اپنے قاتل دا میں ویندی آں وچ میدان اے
ہمراہ ہوئی قید چہ بچڑی دا مقسوم جہاں توں وکھرا اے ہویا پُتر قتل جدا تین واری کھادھی نوں گیا زندان اے
اصغرؑ نے ثابت کیتا اے کھا تیر شقی دا حلق اُتے مینوں صبر دے وچ شبیرؑ آندن میری جرات دا نام عمران اے
ارمان ریاضؔ ربابؑ دا اے جس کھیڈ دے پتر نوں ویکھیا نئیں جدے شامِ غریباں خیمیاں وچ ایدے کھیڈن دے سامان اے

شاعر: ریاضؔ

سوز: قمر عباس

اصغرؑ چوٹیاں والیاں

اصغرؑ چوٹیاں والیاں تینوں اجڑی بھین بلاوے تیرا خالی جھولا ویکھ کے ساڈی امڑی نہ مر جاوے	
تینوں امڑی واجاں مارے آ خیمے ویر پیارے پئی رو رو پاندی اے ہاڑے تینوں کر کر وین بلاوے	
جھولے دی ڈور ہلاندی کدی در خیمے تے جاندی تیڈے چولے ہاں نال لاندی دل ڈُب ڈُب جاوے	
ماں لائی بیٹھی ہے آساں جے بجھ گئیاں ویرن پیاساں تیکوں چم سینے نال لاساں ہن تئں بن صبر نہ آوے	
اصغرؑ دیاں سوکھیاں بلیلاں وجاں تیر تے کمبھ کے کھلیاں جدوں لہو دیاں لالیاں ڈُلیاں او ساڈی پیش کوئی نہ جاوے	
پتراں سنگ جیوندیاں مانواں اَتے بھیناں نال بھراواں پتراں دی موت دا سوہنا رب کدی وی نہ دکھ وکھاوے	
تو تیر حلق تے جھلیاں بابے لہو تیڈا اکھ تے ملیاں شالا پیو پردیس چہ پتراں دی ویراں کدی نہ قبر بناوے	شاعر و سوز: اختر حسین اختر

ریت گرم دی قبر بنا کے

ریت گرم دی قبر بنا کے ماں تینوں دفناوے اصغرؑ شام پوے تے اناللہ نیزے تے چڑھ جاوے اصغرؑ
تینوں روون جگ دیاں مانواں حوراں تیریاں لین بلاواں دادی زہراؑ وی عرشاں تے تیرے لاڈ لڈاوے اصغرؑ
ٹھنڈا پانی میں نئیں پینا جد تک جینا دھپ وچ رہنا چھاویں بے جاون توں پہلاں ماں تیری مر جاوے اصغرؑ
بھین سکینہؑ دے دل چیرن پیاسا مر گیا او داویرن کوزے دے وچ پانی لے کے قبر تیری تے پاوے اصغرؑ
تیر ستم توں جیویں جھلیا روضہ نجف علیؑ دا ہلیا ہنس ہنس تیرا قاتل مینوں سفر اں وچ تڑپاوے اصغرؑ
فرش والے کدی عرش نوں تکدا خون تیرا شاہؑ منہ تے ملدا اے منظر اکھیاں وچ انجمؔ حشر تائیں لے جاوے اصغرؑ

شاعر: مظہر انجمؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو

ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو
ایک شب میں کس طرح میرا اصغرؑ جوان ہو

کہتی تھی ماں کہ ایسے تبسّم سے لینا کام
دنیا یہ کہہ نہ پائے کہ تم بے زبان ہو

پوچھے کوئی حسینؑ سے جب تیر آتا ہے
کیا ہوتا ہے جب بیٹا کوئی درمیان ہو

نبضوں پہ ہاتھ رکھے پدر دیکھتا رہا
شاید کہ بعدِ تیر بھی اصغرؑ میں جان ہو

اصغرؑ کے بعد حلق پہ ایسے تھا ماں کا ہاتھ
جیسے گلے پہ تیر کا کوئی نشان ہو

ماں سوچتی ہے۔۔۔۔

پانی کی چند بوندے ہیں اصغرؑ کی زندگی
گر لشکرِ ستم میں کوئی مہربان ہو

ممکن نہیں کہ صاحبِ اولاد چپ رہے
اکبرؔ جہاں شہادتِ اصغرؑ بیان ہو

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

وعدہ اصغرؑ سے نبھاتے ہوئے دم توڑ گئی
دھوپ سے چھاؤں میں آتے ہوئے دم توڑ گئی

قبرِ اصغرؑ پہ بھلا کون جلائے گا چراغ
خود کو اس غم میں جلاتے ہوئے دم تو گئی

آخری سانس میں سجادؑ کو اصغرؑ کہہ کر
اپنے سینے سے لگاتے ہوئے دم توڑ گئی

لڑکھڑا کر یوں گری لگتا تھا بی بیؑ جیسے
چلنا اصغرؑ کو سکھاتے ہوئے دم توڑ گئی

حسنین اکبرؔ

کہتی تھی رو کے مادر اے بے زبان اصغرؑ

کہتی تھی رو کے مادر اے بے زبان اصغرؑ
یہ کیا ہوا گلے پر اے بے زبان اصغرؑ

پانی پیا نہ پیارے اس نہر کے کنارے
آئے ہو تیر کھا کر اے بے زبان اصغرؑ

اُٹھو تو میرے جانی اماں کہے کہانی
جھولا تیرا جھلا کر اے بے زبان اصغرؑ

منہ میں لئے انگھوٹھے تم ہو زمیں پہ لیٹے
اُٹھو کروں میں بستر اے بے زبان اصغرؑ

یہ نیند ہے کہاں کی گودی میں ہائے ماں کی
آئے نہیں ہمک کر اے بے زبان اصغرؑ

وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ

وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ سے
کٹایا سجدائے خالق میں سر بے آب خنجر سے

کمانیں جھک گئی آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
یہ کیا کچھ کہہ دیا اصغرؑ نے خاموشی میں لشکر سے

دمِ رخصت کچھ ایسی بے کسی چھائی تھی سیدؑ پر
لپٹ کر دیر تک روتی رہی زینبؑ بھرادر سے

درِ خیمہ سے یوں نکلی سواری شاہِ بے کس کی
نکلتا ہو جنازہ جس طرح کوئی بھرے گھر سے

خدایا تیری دنیا میں یہ کیسا انقلاب آیا
ردائیں چھن رہی ہیں زینبؑ و کلثومؑ کے سر سے

ذرا آواز دو عباسؑ کو جا کر ترائی میں
کہ بچے ساقیِ کوثر کے پانی کے لئے ترسے

تصوّر میں رہی اہلِ حرم کے شامِ غم شمسیؔ
سحر عاشور کی کچھ کم نہیں تھی صبحِ محشر سے

شاعر: محمد علی شمسی

میرے اصغرؑ نوں کوئی لے آوے

میرے اصغرؑ نوں کوئی لے آوے بڑے ظلم دی رات ھنیری اے
کسے ماں دی گود نہ اینج اجڑے جیویں گود اجڑ گئی میری اے

پینگے وچ سون دا ہے لک توں کیویں سووے گا اج خاک اُتے
تائیں پھڑ کے ڈوری پینگے دی پئی روندی بھین اج تیری اے

گودی وچ لے کے اصغرؑ نوں اے روز سکینہؑ کہندی سی
رب سائیاں جیویں چر تائیں اینوں لگ جائے زندگی میری اے

تینوں چا کے بابل ہتھاں تے جدوں ٹُریا سی وچ مقتل دے
میں سمجھ گئی ساں چن اصغرؑ گئی مک اج زندگی تیری اے

تیرا حوصلہ ویکھ کے کمنبھ گئے نے ہائے اسمعیلؑ ذبیح اللہ
منہ پھیر کے ہاجرہ روندی رئی قربانی ویکھ کے تیری اے

میرے اصغرؑ نوں۔۔۔۔۔

حرمل دے تیر تے دید پئی ٹُٹ ماں دی آس اُمید گئی
تن منہ دا تیر اے چن بچڑا چھوٹی جئی گردن تیری اے

تیرا چپ کر کے اینج ٹر جانا مینوں قبر دے وچ وی بھلنا نئیں
تینوں رج کے گود کھڈایا نئیں رئی دل وچ حسرت میری اے

سچ کین توں کنج انکار کرے گل حق دی اے سردارؔ کرے
نالے حق زہراؑ دا کھا گئے سن کر دین چہ ہیرا پھیری اے

شاعروسوز:یوسف سردارؔ

تو محمدؐ کے ترے ناز اُٹھائے گا حسینؑ
تیری نعمت کا ہر احسان چکائے گا حسینؑ

میر احمد نویدؔ

باب نمبر 13: یثرب کا مسافر سو گیا

منیٰ کا خواب پورا ہو رہا تھا کربلا میں
یہ قربانی اسی دن پر اٹھا رکھی گئی تھی

افتخار حسین عارف

خنجر تلے یہ شہہؑ نے کہا میں حسینؑ ہوں

خنجر تلے یہ شہہؑ نے کہا میں حسینؑ ہوں
راضی ہے مجھ سے میرا خدا میں حسینؑ ہوں[3]

سجدے میں اپنی روح کو پاتا ہوں میں سُبک
او شمر! تیز بڑھ میری جانب نہ رک نہ رک
خنجر گُلو پہ میرے چلا میں حسینؑ ہوں

کر دے جدا سرِ پسرِ نائبِ رسولؐ
لے تو بھی کر کے دیکھ لے یہ کوششِ فضول
تجھ پر ابھی نہیں ہے کھلا میں حسینؑ ہوں

تجھ پر کھلے گا کون ہے شبیرؑ بعدِ عصر
پلٹے گا تیری سمت ترا تیر بعد بعدِ عصر
ہو گا وہی جو میں نے کہا میں حسینؑ ہوں

---

3 مرضی خدا کی میری رضا میں حسینؑ ہوں: بحوالہ مجموعہ کلام "سجدہ"

میں حسینؑ ہوں۔۔۔۔۔

چاہوں ابھی سروں سے میں ٹکرا دوں آفتاب
دریا مرے اشارے سے بن جائے سیلِ آب
مٹھی میں بند کر لوں ہوا میں حسینؑ ہوں

ہونے سے میرے صبح ہے ہونے سے میرے شام
بجھ جائیں گے جہان کے آتش کدے تمام
جلتا رہے گا میرا دِیا میں حسینؑ ہوں

یہ آج کا یزید ہے کیا کل کے سب یزید
لے لے کے تیغِ ظلم بڑھیں جِس قدر مزید
مجھ کو نہ کر سکیں گے فنا میں حسینؑ ہوں

سُن لو کوئی بھی دور ہو میرا ہی ہے وہ دور
سُن لو کہ جیسے جیسے یہ گزرے گا وقت اور
گونجے گی اور میری صدا میں حسینؑ ہوں

میں حسینؑ ہوں۔۔۔۔

یوں تو ہے ہر شہید شہیدِ ہزار رنگ
کل بھی رہے گی میری شہادت پہ عقل دنگ
مجھ سا نہ ہو گا خونیں قبا میں حسینؑ ہوں

جس نے نویدؔ روند دیا تخت و تاجِ شام
شبیرؑ کی بہن ہے جو اُس پر میرا سلام
بعدِ حسینؑ جس نے کہا میں حسینؑ ہوں

شاعر: میر احمد نویدؔ　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شاب المومنین 2000ء

https://youtu.be/gzVUnA96Y7w?si=T5MwzZcnUU_eoZKA

حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے

حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے، نہیں تھا کچھ بھی حسینؑ تب ہے
قرآن جس کو قدر ہے لکھتا، حسینؑ لوگوں وہ ہی تو شب ہے

وہ جس کے ناناؐ کی جوتیوں کا، طواف کرتے ہوں فرشتے
ہوں جس کے دادا کے زیرِ سایہ، رسولؐ حق اور امام پلتے
کوئی تو دکھلاؤ اس جہاں میں، کہ جس کا ایسا حسب نسب ہے

وہ جس کے تیور خدا کے تیور، وہ جس کی بخشش خدا کی بخشش
بہشت اس کی خوشی کے پیچھے، وجودِ دوزخ ہو جس کی رنجش
نہ خوفِ دوزخ نہ شوقِ جنت، حسینؑ کی بس ہمیں طلب ہے

تیرے خیالوں کی انتہا سے، حسینؑ کی ابتدا ہوئی ہے
شعور و فکر و نظر کے دعووں، سے جس کی ہستی بڑھی ہوئی ہے
حسینؑ تم کو سمجھ میں آئے، قسم خدا کی بہت عجب ہے

حسینؑ کیسے کہاں۔۔۔۔

سناں کو دوشِ نبی سمجھ کر، نمازِ وحدت ادا کرے جو
یزیدیت کے بھنور کے آگے، چٹان بن کر اٹھا کرے جو
حیاتِ دینِ خدا کا سن لو، حسینؑ ابنِ علیؑ سبب ہے

وہ جو کہ بعد از خدا ہے سب سے، عظیم عزت میں بھی بڑے ہیں
حسینؑ کی ماںؑ کو دیکھ کر جو، رسولؐ تعظیم میں کھڑے ہیں
رسولؐ اعظم پہ جس کی ماںؑ کا، وہ دیکھو واجب ہوا ادب ہے

یہ عدلِ پروردگارِ عالم، کی اک عجب سی ادا ہے دیکھو
خدا نے سب کچھ دیا ہے جس کو، اسی سے سب کچھ لیا ہے دیکھو
خدا تو خالق ہے امتحاں کا، حسینؑ صبر و رضا کا ربّ ہے

فرات کی ہر لہر ندامت، سے پانی پانی ہوئی سلامتؔ
آیات کوثر کی کر رہی ہے، روانی علقمہ تلاوت
سیر اب جس نے کیا ہے دیں کو، وہ ابنِ زہراؑ کیوں تشنہ لب ہے

شاعر: سلامتؔ فیروز

حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے

حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے

ہو رازِ کبریا جو، اور دین کی بقا

کیا عظمتِ حسینؑ ہے، کیا عزتِ حسینؑ

دلبندِ مصطفیٰؐ ہے جو، زہراؑ کے دل کا چین

عصمت کے شجر میں کوئی، ایسا نہیں ہوا

بخشش خدا کی اس جگہ، اس جا ہیں رحمتیں

چوکھٹ پہ جس کی ملتی ہے دنیا کو عزتیں

جس جا جھکے ہیں انبیاء تو بھی تو سر جھکا

عبّاسؑ جیسے بھائی کو پابندِ جنگ کرے

تلوارِ صبر سے لڑے خالق کو دنگ کرے

صفِ انبیاء نے کربلا میں دی یہی صدا

حسینؑ کیا ہے۔۔۔۔

عشقِ خدا کا دعویٰ تو آسان ہے مگر
تو اپنی بوڑھی پشت پر، ہاں تھام کر جگر
اپنے جوان بیٹے کی میت ذرا اُٹھا

قبرِ معصوم کھود کر تلوار سے حسینؑ
ہاتھوں سے دفن کرنے لگے اپنے دل کا چین
خود صبر ہاتھ باندھ کر، بے صبر ہو گیا

زخموں کا آستاں بنے دکھ درد کا خدا
سب کچھ لٹا کے دیتا ہو غربت کی جو صدا
تاریخِ بشر میں نہیں، شبیرؑ دوسرا

خالق کے جس نے دین کو، سلامتؔ بچا لیا
تاجِ نبیؐ، نبیؐ کی جبیں پر سجا دیا
ہے دراصل حسینؑ ہی مفہومِ لا الہٰ

شاعر: سلامتؔ فیروز

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی

تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے

تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے حسینؑ کیا ہے
ضمیرِ انساں جگایا جس نے، فلک زمیں کو بنایا جس نے سناں پہ قرآں سنایا جس نے، نشانِ باطل مٹایا جس نے خدا کے دیں کو بچایا جس نے، حسینؑ وہ ہے
خدا کے لشکر کا میرِ لشکر، وہ جس پہ نازاں ہے ربِ اکبر ہیں جس کے گھر میں فرشتے نوکر، فقیر جس کے ہیں سب قلندر ہے جس کی تشنہ لبی سمندر، حسینؑ وہ ہے
وہ جس نے کرب و بلا بنائی، وہ جس نے بزمِ وفا سجائی علیؑ کا بیٹا حسنؑ کا بھائی، کرے جو نبیوںؑ کی رہنمائی خدا نے دے دی جسے خدائی، حسینؑ وہ ہے
وہ جس نے خاکِ شفا بنائی وہ جس نے نبضِ جہاں چلائی وہ جس نے شمعِ عمل جلائی ہر ایک عظمت ہے انتہائی ہے جس کا عباسؑ جیسا بھائی حسینؑ وہ ہے

تو پھر بھی ہم سے۔۔۔۔۔

حسینؑ کردارِ عالمی ہے حسینؑ دنیا میں مثل دیں ہے رسالتوں کا یہی امیں ہے بہت حسیں ہے بہت حسیں ہے وہ جس کے جیسا کوئی نہیں ہے حسینؑ وہ ہے
زمانہ کروٹ ضرور لے گا ہر اک موذن اذاں یہ دے گا ذرا ٹھہر جا تو خود کہے گا جلوس اس کا نہ رک سکے گا وہ جسکا ماتم صدا رہے گا حسینؑ وہ ہے
جو مقتلوں میں حیات بانٹے بتا دو گوہرؔ یہ وہ سخی ہے نہیں ہے قسمت میں تیری بیٹے رسولِ حق بھی یہ کہہ دے جس سے وہ سات بیٹے اسی کو دے دے حسینؑ وہ ہے

شاہؑ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

سمجھ میں آیا کہ یہ حسینؑ ہے

حسینؑ یہ ہے حسینؑ یہ ہے

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نومی

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے
تیرا ایثار شاہِ کرب و بلا کافی ہے

حرؑ یہ کہتا تھا سنو غور سے اے شمرِ شقی
کیا ہوا گر نہ مجھے دولت و جاگیر ملی
بال کھولے گی میری لاش پہ جب بنتِ علیؑ
میں گناہ گار ہوں زہراؑ کی دعا کافی ہے

دیکھ کر فوجِ ستمگر کو یہ زینبؑ نے کہا
بھائی تو بھی تو کوئی اپنا مددگار بلا
مجھے کچھ غم نہیں اس بات کا سیدؑ نے کہا
میری امداد کو غازیؑ کی وفا کافی ہے

دین کو زندہ۔۔۔۔۔

بازو عباسؑ کے قاسمؑ علی اکبرؑ دوں گا
سر کٹا سجدے میں اپنا گھر دوں گا
دینِ اسلام کی عظمت کو بچانے کے لئے
خونِ اصغرؑ اور زینبؑ کی ردا کافی ہے

سوچا امت نے تھا احمدؐ کی نشانی نہ رہے
زندہ مظلوم رہے ظلم کے بانی نہ رہیں
ہے کہاں کوئی آج فاتحہ دیتا بھی نہی
دشمنِ دین پہ لعنت کی سزا کافی ہے

یہی تنویرؔ کی ہے تجھ سے دعا شاہِ زمن
وہ زمین دیکھو جہاں لٹ گیا زہراؑ کا چمن
لاش تیری رہی جس خاک پہ بے گور کفن
میری بخشش کو وہی خاکِ شفا کافی ہے

شاعر سید تنویر نقوی

سوز: اکبر عباس

ہائے ناغریب سڈاویں میر اشبیرؑ سخی

ہائے ناغریب سڈاویں میر اشبیرؑ سخی

توں ناز نبیاںؐ داہے ویرن آکھے بھین اجڑی

پتر امیر علیؑ داکدی امیر ساں میں

ہے میر اپنا مقدر رہائے اج غریب ہاں میں

مینوں غریب بناگئی اے لاش اکبرؑ دی

میرے غریب سید تے احسان فرماویں

بھر ادے جوندیاں زینبؑ توبار نہ آویں

جے میں رسولؐ دابچڑااہاں توبتولؑ دی دھی

جے مینوں کفن نہ ملیااے ہے نصیب میرا

ہے راضی پاک خدادی رضاتے ویر تیرا

صحر اں دی ریت ہی کافی ہے میرے کفن دے لئی

ہائے ناغریب۔۔۔۔۔

کیتاں تیار بھرانوں ہے ہائے آپ زینبؑ نے
علیؑ دے وانگ پئی لگ دی ہے آکھیا سب نے
پئی آپ کفن پواندی اے پڑھ کے نادِ علیؑ

حسینؑ وعدہ شراکت دامیں نبھاواں گی
میں تیری پاک شہادت نوں رنگ لاواں گی
میں پڑھ کے خطبے بچاواں گی نامِ آلِ نبیؐ

شاعر: نوید الحسین مرید، لاہور نوحہ خواں سنگت: بنگالی باغ

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباالمومنین، کراچی

دستار ہے حسینؑ کے سر پر

دستار ہے حسینؑ کے سر پر رسولؐ کی
زینبؑ کی پردہ دار ہے چادر بتولؑ کی

ہاتھوں پہ شیر خوار کا لاشہ لئے ہوئے
شبیرؑ لڑ رہے ہیں لڑائی اصول کی

امت نے خیر اجرِ رسالت تو کیا دیا
آلِ نبیؐ کے خون کی قیمت وصول کی

اہلِ حرمؑ کی قید کو منظور کر لیا
سر دے دیا نہ بیعتِ فاسق قبول کی

قرآن تو دے رہا ہے صدائے عَنِ الھویٰ
کچھ لوگ کہہ رہے ہیں پیمبرؐ نے بھول کی

دستار ہے حسینؑ۔۔۔۔۔

کتنے حسیں ہیں اصغرؑ و اکبرؑ حسین کے
بچپن علیؑ ولی کا جوانی رسولؐ کی

دربارِ میرِ شام کا منظر عجیب تھا
زینبؑ کو مل رہی ہے وراثت بتولؑ کی

اخترؔ درِ بتولؑ سے ادنیٰ سی شے نہ مانگ
کم ظرف تو نے خواہشِ جنت فضول کی

شاعر:اخترؔ چنیوٹی

جس ستم کی ابتداء اخترؔ سقیفہ سے ہوئی
انتہا اس کی ہوئی ہے شام کے بازار میں
اخترؔ چنیوٹی

حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا

حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا ہائے کربلا میں لُٹ گیا
اُس پر یہ ستم جس کے صدقے میں بنی دنیا

اٹھارہ برس کے بیٹے کے سینے میں لگی مقتل میں سناں
اس شیر جواں کے لاشے پر کرتی تھی جوانی آہ وبُکا
شہہؑ ٹوٹی کمر تھامے روتے ہیں کھڑے تنہا

اللہ رے غربت کا عالم غربت پہ غریبی روتی تھی
مظلوم پسر کی حالت پر ماں خاک پر بیٹھی روتی تھی
کہتی تھی بہن رو کر ہائے میرا ماں جایا

لرزے میں خدائی تھی ساری حیران تھے سارے پیغمبر
جب تیغ وسناں کے سائے میں سجدے میں رکھا شبیرؑ نے سر
یہ کہتا ہوا کعبہ خود کرنے طواف آیا

حسینؑ بادشاہ۔۔۔۔

دریا کے کنارے قتل ہوا وہ جس کا شیر سا بھائی بھی
اسباب لُوٹا خیمے بھی جلے بے پردہ ہوئی ماں جائی بھی
نہ کوئی رہے زندہ نہ سر پہ کوئی سایہ

کیا فرشِ زمیں کیا عرشِ بریں کیا جن و بشر کیا حور وملَک
شبیرؑ کی غُربت پر گوہرؔ روئے گا زمانہ حشر تلک
مجلس یہ صدا ہوگی ماتم یہ صدا ہوگا

شاعر: گوہر جارچوی

تیرہ سو برس میں ہوئے کیا کیا نہ تغیّر
کہہ دے کوئی ماتمِ شبیرؑ میں کمی ہے
علامہ نجم آفندی

ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام

ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام

اللہ کر رہا ہے مولاؑ تجھے سلام

آیات کر رہی ہے مولاؑ تیری تلاوت

ہے دینِ مصطفےٰؐ کی ضامن تیری شہادت

جو کرنا پایا کوئی تو نے کیا وہ کام

چھ ماہ کی امانت رن میں چُھپائی تو نے

جلتی ہوئی زمیں پہ تُربت بنائی تو نے

تیغِ علیؑ سے مولاؑ کیسا لیا ہے کام

مَل کر وضو کی خاطر چہرے پر خونِ اصغرؑ

بے جانمازیوں کی رن میں صفیں بچھا کر

شبیرؑ کر رہے ہیں سجدے کا اہتمام

ہر سانس ماتمی کی۔۔۔۔۔

گھر لُٹ گیا ہے سارا بیٹے بچے نہ بھائی
نوکِ سِناں سے دیکھی بہنوں کی بے ردائی
تجھ پر ہوئی ہے مولاؑ مظلومیت تمام

کیسا محبتوں میں تقسیم ہو گیا ہے
بیٹے کے ساتھ لاشہ رن میں پڑا ہوا ہے
نیزے پر سر گیا ہے بیٹی کے ساتھ شام

کرب و بلا سے پیدل پُر خوار راستوں پر
آئے گا روز ملنے غازیؑ کو ساتھ لے کر
جب تک کریں گی زینبؑ زندان میں قیام

میرا بنے ٹھکانہ کرب و بلا کی جنت
ہر دم ہے یہ تکلّمؔ مومن کے دل کی حسرت
میں بھی کفن نہ پاؤں اے بے کفن امام

سوز: منوّر علی نومی

شاعر: میر تکلّمؔ

رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے

رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے
سمجھُو تو مسلمانوں یہ اِجرِ رسالتؐ ہے

گھر لُوٹنا کسی کا اور بے رِدا بھی کرنا
کچھ تو بتاؤ لوگو یہ کیسی شرافت ہے

بھائی کو قتل کر دے جو بہنوں کے سامنے
اِیسے لعین پر تو اللہ کی لعنت ہے

کر کے عظیم سجدہ اِسلام کو بچایا
کہتے تھے اِنبیاءؑ بھی بے مِثل شہادت ہے

رو کر خلیلؑ بُولے زہراؑ کے لاڈلے سے
قربَان کِیا ہے کنبہ کیا خُونِ سخاوت ہے

رُونا بھی عبادت ہے۔۔۔۔۔

کانُوں سے خوُن جاری رخسار نیلے نیلے
سارے سفر میں اِیسی معصوُمہؑ کی حالت ہے

کیا حال میں بتاؤں بیمارؑ کربلا کا
صحرا میں جسکے سر پہ ہاَئےِ ٹوٹی قیامت ہے

مظُلوم کے غم میں یوُں افضاؔل روُتے رہنا
ہے عاقبت تمہاری مخدوُمہ کی حسرت ہے

شاعر و سوز: افضاؔل حسین

سب کج دے کے وچ کربل دے

سب کج دے کے وچ کربل دے رہ گیا سید کلّا
بعد میرے تطہیر دی وارث ، تیرا وارث اللہ

خالی مشک عبّاسؑ دی آ گئی مینوں لج پردے دی کھا گئی
جھک گئی کمر حسینؑ ویرن دی لاشہ چک دا کلّا

ویکھو لوکو واسطے رب دے، بچھڑے ہوندے سانجے سب دے
تیر قضا دا کھا اصغرؑ ہائے دنیا توں پیاسا چلّا

ہوئی یتیم شبیرؑ دی جائی ، خاک سکینہؑ سر وچ پائی
نہ بابا عباسؑ نہ اکبرؑ دیوے کون تسلّا

مومن ایسے غم وچ مر جا ، پیر شبیرؑ دا ماتم کر جا
رو کے جنت لے لے ناصرؔ سودا بہت سولّا

شاعر و سوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ

ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ
سب کے ہاتھوں میں ہیں پتھر اور اکیلے ہیں حسینؑ

تیر مہمانوں کے زخموں سے نکلنے ہیں ابھی
وقت کم ہے پھر بھی کتنے کام کرنے ہیں ابھی
بے کفن لاشے بہتر اور اکیلے ہیں حسینؑ

لاشۂ اکبرؑ پہ آخر کس طرح پُہچے پدر
جس طرف بڑھتے ہیں مولاؑ تیر پڑھتے ہیں اُدھر
روکنے والا ہے لشکر اور اکیلے ہیں حسینؑ

ماں یہ خیمے سے صدائیں دی رہی ہے بار بار
یا علیؑ کا نام لے کر ساتھ دے اے ذوالفقار
کھودنی ہے قبرِ اصغرؑ اور اکیلے ہیں حسینؑ

ہر طرف فوجِ ستمگر۔۔۔۔۔

پارہ پارہ کر چکے قرآنِ شبرؑ کو لعین
چار سو بکھرا ہے قاسمؑ پر کہیں ملتا نہیں
لاش ہے میلوں کے اندر اور اکیلے ہیں حسینؑ

لاشئہ عبّاسؑ رن میں ڈھونڈتا ہے مر تجبس
ہولے ہولے خود سے اکبرؑ کہہ رہا ہے مر تجبس
شمر آپہُنچا ہے سر پر اور اکیلے ہیں حسینؑ

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغرؔ خان

فاطمہؑ کی گود کا پالا جگا کر قوم کو
سو رہا ہے کربلا کی منزلِ بیدار میں
نجمؔ آفندی

رب دس ہن تیری کی اے مرضی

رب دس ہن تیری کی اے مرضی رب دس ہن تیری کی اے مرضی

اکبرؑ دی برچھی کڈ کے اصغرؑ نوں ریت چہ دب کے
قاسمؑ دے ٹکڑے چا کے غازیؑ دے بازو کٹوا کے
فرماوے فیر حسینؑ اے رب دس ہن تیری کی اے مرضی

او ابراہیمؑ سی انکھیا تے بند پٹیاں پتر نوں روندا رہیا
میں پتر جوان دے لاشے چوں وچ مقتل برچھی کڈدا رہیا
اکبرؑ دے سینے تے آ کے فرماوے فیر حسینؑ اے

تو اسمعیلؑ دی پیاس لئی آبِ زم زم پیدا کیتا
میرا اصغرؑ پیاسا ٹر چلیا ناں میں کوئی شکوہ کیتا
اصغرؑ نوں ہتھاں تے چا کے فرماوے فیر حسینؑ اے

رب دس ہن تیری۔۔۔۔

میری چوں سالہ دی بچڑی وی بن قیدی شام نوں جاوے گی
اے ظلم شمر دے ویکھے گی زندان دے وچ مر جاوے گی
ہتھ چھوٹے سکینہؑ دے چا کے فرماوے فیر حسینؑ اے

ایوبؑ نبی دی غیرت دا قصّہ قرآن سناوے گا
میری زینبؑ دا سر بن چادر وچ شام زمانہ ویکھے گا
چادر نوں سینے تے لا کے فرماوے فیر حسینؑ اے

شاہ غیرت والیاں انکھیاں چوں سی تیر ظلم دے کھینچ دا رہیا
پھڑ ہتھ وچ علم وفاواں دا وہ خیمیاں دے ول تک دا رہیا
غازیؑ دا پرچم لہرا کے فرماوے فیر حسینؑ اے

ہر فرض ادا کر کے مولاؑ اکبرؑ نوں جدا کر کے مولا
شہروزؔ امامت دا سجدہ تیراں تے ادا کر کے مولا
ہر زخم نوں سینے تے کھا کے فرماوے فیر حسینؑ اے

شاعر: ملک شہروز حیدر　　　　سوز: عقیل حسین

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

وا حسیناؑ کا ہوا شور حرم میں برپا
ہو کے رخصت جو چلے گھر سے شہِ کرب و بلا
جوڑ کے ننھے سے ہاتھوں کو سکینہؑ نے کہا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

تم نہ آؤ گے تو بابا میں بہت روؤں گی
کس کے سینے پہ بتا دیجئے میں سوؤں گی
نہ تو بھیا علی اکبرؑ ہیں نہ عبّاسؑ چچا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

میں سمجھتی ہوں کہ یوں ہی مجھے بہلاتے ہو
بابا معلوم ہے مرنے کے لئے جاتے ہو
تم ہمیشہ کے لئے ہوتے ہو اب ہم سے جدا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

ایک بار اور مجھے

سوچتی ہوں کہ تماچے مجھے مارے نہ کوئی
گوشوارے میرے کانوں سے اُتارے نہ کوئی
وہم آتے ہیں میرے دل میں نہ جانے کیا کیا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

اب نہ پیاسی ہوں نہ پانی کی ضرورت ہے مجھے
کوئی حاجت نہیں بس اتنی سی حسرت ہے مجھے
دیکھ لوں آج میں جی بھر کے تمھارا چہرہ
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے

رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے شہہ نے رو کر کہا الوداع الوداع
آیا وقت سفر اے بہن آج ہم ہو رہے ہیں جدا الوداع الوداع

شاہ بڑھ کر بہن کے گلے لگ گئے اور دکھیا بہن سے یہ کہنے لگے
میری مظلوم پیاسی مسافر بہن تیرا حافظ خدا الوداع الوداع

جس سے ڈرتی تھی تم وہ گھڑی آگئی دیکھو چاروں طرف تیرگی چھاگئی
دشتِ پرحول میں شام ہونے کو ہے لو مسافر چلا الوداع الوداع

لے کے بالی سکینہؑ کو آغوش میں ننھے ننھے سے ہاتھوں کے بوسے لئے
شہہؑ نے حسرت سے بیٹی کو تکتے ہوئے آہ بھر کر کہا الوداع الوداع

آیا خیمے سے باہر جو مولاؑ میرا بھائی بیٹا بھتیجا کوئی بھی نہ تھا
ایک حسرت سے چاروں طرف دیکھ کر شہہ نے خود ہی کہا الوداع الوداع

رن کو جاتے ہوئے۔۔۔۔

بولا بیمار بیٹے سے آقا میرا اب نہ آئے گا اے بیٹا بابا تیرا
موت کی آہٹیں تیز ہونے لگی آہی ہے صدا الوداع الوداع

جب تڑپ کر کہا میرے شیروں اٹھو اور زینبؑ کے بھائی کو رخصت کرو
ایک اک لاشِ بے سر سے آئی صدا اے شہِ کربلا الوداع الوداع

ایسا ماتم کرو ایسا ماتم کرو پاک بی بیؑ کہے مرحبا مرحبا
خوں اگلتے ہوئے ایک اک زخم سے آج آئے صدا الوداع الوداع

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نومی

اگر نہ صبرِ مسلسل کی انتہا کرتے
کہاں سے عزمِ پیمبرؐ کی ابتدا کرتے
نبیؐ کے دیں کو تمنا تھی سرفرازی کی
حسینؑ سر نہ کٹاتے تو اور کیا کرتے

محسن نقوی

فاطمہؑ دالاڈلا مقتل دے پاسے ٹرپیا

فاطمہؑ دا لاڈلا مقتل دے پاسے ٹر پیا جسم تے مظلوم دے پھٹیا لباسے ٹر پیا
قافلہ کرکے حوالے عابدِؑ بیمار دے روندیاں بھیناں نوں دیندا دلاسے ٹر پیا
چھوڑ کے گھر بار گھن کے نال بھیناں بیٹیاں احمدِ مختارؐ نوں کر کے اُداس اے ٹر پیا
بعد غازیؑ دے کمر خم ہو گئی مظلوم دی فیر وی مقتل وچوں اے چانڑ لاشے ٹر پیا
چا کے اصغرؑ کو ہتھاں تے اشکیا دی فوج ول ظلم و استبداد دے کھولن خلاصے ٹر پیا
اینج دی اخترؔ غریبی چھا گئی شبیرؑ تے چھوڑ کے وچ خیمیاں تے بال پیاسے ٹر پیا

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

میں جان دی ہاں ہِک لحظے دا مہمان ہے ویرن

میں جان دی ہاں ہِک لحظے دا مہمان ہے ویرن
تیکوں دے کے کفن میں شام ٹراں ارمان ہے ویرن

جھیڑی گردن نوں روچم دا سی کل نبیاں دا سلطان نبیؐ
اج ویکھ کے تیری حالت نوں حیران ہے ویرن

نہ چپ رہ ویرن بول ذرا چڑھ نیزے سورہئ کہف سنا
گفتار تیری میرے پردے دی نگران ہے ویرن

تیری غربت ویکھ کے وردی رئی تقدیر وی ہنج پروندی رہی
اے موت وی تیرے صبر اُتے حیران ہے ویرن

ھن ویرا زندگی باہج تیرے دس کھڑے آسرے تے گزرے
تیرے باجوں زینبؑ دی دنیا ویران ہے ویرن

زینبؑ ویر دی موت دیا گھڑیاں

زینبؑ ویر دی موت دیا گھڑیاں گھڑ یندی رہ گئی
نپ کے در خیمے دا ٹکڑاں مریندی رہ گئی

لب شبیرؑ دے ہل گئے بھین پانی
روپئی غربت توں بوؤں نماڑی
تِن دناں توں پیاسی پانی مگیندی رہ گئی

ویر دے والا چہ ہتھ شمر دا
سامنے بھینی دے ہائے کُسدا
ہُن تے غازیؑ آوے ول ول سڈیندی رہ گئی

نہ حسینؑ کو ماریں واسطہ ایں
کلی بھینی دا اے آسرا ایں
ویر دے قاتل توں منتاں کریندی رہ گئی

زینبؑ ویر دی موت۔۔۔۔۔

گھوڑے بھیج دے رہ گئے ڈھہندی رہ گئی
بن کے بے بس بی بی روندی رہ گئی
چا کے دھی کمسن کوں بابا ڈکھیندی رہ گئی

ویر سارے ٹر گئے شام تھی گئی
اک منادی پل وچ عام تھی گئی
لٹ گھنو ہُن برقعے عابدؑ بچیندی رہ گئی

گال اے نوشادؔ بوؤ روا گئی
پگ بندھا عابدؑ کوں سینؑ آ گئی
ساریاں سینڑریں کوں رسیاں پاویندی رہ گئی

شاعر: نوشادؔ

زخموں سے چور چور ہے

زخموں سے چور چور ہے زہرؑا کا لاڈلا روکو ذرا یہ تیر کہ سجدہ کریں ادا	ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی 1985ء، Vol.-I
چھینی گئی ردائیں تو منظر عجیب تھا سیدانیوں نے بالوں سے منہ کو چھپالیا	
کیسے جوان بیٹے کا لاشہ اُٹھاؤں میں ٹوٹی ہوئی کمر ہے کہ عبّاسؑ چل بسا	
یہ دیکھنے کو ماں تیری جیتی رہی قاسمؑ سہرے کے پھول خون میں ڈوبے ہیں جابجا	
سیلاب نہیں ڈھونڈنے کو آتا ہے پانی مل جائے کہیں پیاسا تھا مہمانِ کربلا	
میں بے کفن کبھی تجھے جاتی نہ چھوڑ کر مجبور ہوں کہ بہن کے سر پر نہیں ردا	
امت نے خوب اجرِ رسالت دیا ہمیں تو بے کفن حسینؑ میں زینبِؑ بے ردا	

اک مظلوم دے تن تے بارش تیراں دی

اک مظلوم دے تن تے بارش تیراں دی
جیٹھ دی گرمی چھاں سر تے شمشیراں دی

ترس نہ آیا تیر چلایا اصغرؑ پیاسا مار مکایا
رہ گئی جگ وچ یاد جفا بے پیراں دی

اصغرؑ آ جا گل نال لاواں اکبرؑ جیوے میں مر جاواں
صغریٰؑ خیر مناوے اپنے ویراں دی

دین دی خاطر سر کٹوایا نیزے تے قرآن سنایا
لوک اجے وی گل کر دے تفسیراں دی

عابد کیویں طوق سنبھالے رس رس پیر پیر اندے چھالے
رووے زار و زار لڑی زنجیراں دی

اک مظلوم دے۔۔۔۔۔

پنجتنؑ دی جاگیر دی وارث بے پردہ تطہیر دی وارث
قیدی ہو گئی موت رولائی ویراں دی

گھر برباد بتولؑ دا ہویا کنبہ قید رسولؐ دا ہویا
زینبؑ تے آ گئی منزل تشہیراں دی

ویر دی لاش تے روندی آئی رورو آکھے زہراؑ جائی
بن چادر ہے موت تیری ہمشیراں دی

گردن کیوں شبیرؑ کٹائی زینبؑ کیوں دربار چہ آئی
سوچ اثرؔ کی لوڑ پئی تقریراں دی

شاعر: اثرؔ ترابی

تیروں کے مصلے پر وہ سجدۂ شکرانہ

تیروں کے مصلے پر وہ سجدۂ شکرانہ شبیرؑ نے بتلایا اسلام پہ مر جانا
کچھ اسطرح لاش آئی اک رات کے بیاہے کی افسوس کہ مادر نے بیٹے کو نہ پہچانا
سوچو تو مسلمانوں یہ بات کوئی کم ہے احمدؐ کی نواسی کا دربار میں آجانا
یہ ماں کی وصیت تھی عباسؑ دلاور کو جب دین پہ بن آئے تم دین پہ مر جانا
دنیا تو نہ بھولے گی عباسؑ وفا تیری تلوار نہیں کھینچی آقا کا کہا مانا
اک تیر علی اصغرؑ کی گردن میں لگا آکر معصومؑ کا ہنس دینا اور موت کا گھبرانا
برچھی علی اکبرؑ کے سینے سے نکل آئی دیکھا نہ گیا شاہؑ سے یوں دل کا نکل آنا

تیروں کے مصلے پر۔۔۔۔۔

دربار میں فضہؑ نے لوگوں سے کہا رو کر آتی ہے نبی زادی تعظیم کو جھک جانا
تاحشر رلائے گا مولاؑ کی تیاری پر دلدل کی رکابوں سے بیٹی کا لپٹ جانا
میت علی اصغرؑ کی ہاتھوں پہ اٹھا بولے اللہ تیرے آگے ہے شبیرؑ کا نذرانہ
حیدر کی جلالت کا انداز نظر آیا وہ شامِ غریباں میں زینبؑ کا نہ گھبرانا
بھولے گا زمانے کو منظر نہ کبھی ناصرؔ معصومؑ کی میت کو شبیرؑ کا دفنانا
ناصرؔ کا یہ دعویٰ ہے بنتا ہے حسینؑ ایسے سانچے میں امامت کے قرآن کا ڈھل جانا

شاعر و سوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں

گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں کاٹو نہ میرا خشک گلا میں حسینؑ ہوں
اماں کیسی نے پانی کی اک بوند بھی نہ دی میں بار بار کہتا رہا میں حسینؑ ہوں
دربار میں لعین کے کہرام مچ گیا مختار سے جو سر نے کہا میں حسینؑ ہوں
اے شامیوں کفن نہ دیا مجھ کو غم نہیں دے دو میری بہن کو ردا میں حسینؑ ہوں
زانوں پہ رکھ کے سر کو کہا اک ضعیف نے اکبرؑ کہاں ہے رستہ بتا میں حسینؑ ہوں
سوکھی ہوئی ہیں شمر میرے حلق کی رگیں آہستہ تو چھری کو چلا میں حسینؑ ہوں

شاعر: رضا سرسوی (انڈیا)

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

https://youtu.be/oLLSZJ13rsI?si=FD3Qn-GyrwhaviE5

سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدائے کے لیے

سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدائے کے لیے
ہے بے ردا سرِ زینبؑ اُس انتہائے کے لیے

بتایا حُرؑ نے یہ پڑھ کر حسینؑ کا کلمہ
کہ یا حسینؑ ضروری ہے لا اِلٰہ کے لیے

چڑھا کے بانوؑ نے ننھی سی آستینوں کو
سنوارا ہے علی اصغرؑ کو بھی وغا کے لیے

ابھی ہے خیمے کے دَر پر کھڑی ہوئی زینبؑ
ابھی نہ حلق پہ خنجر چلا خدا کے لیے

سکینہؑ تیری خموشی پہ ہے بپا کہرام
ترس رہا ہے یہ زنداں ترِی صدا کے لیے

پسر کے سینے سے ہائے وہ کھینچ کر برچھی
اُٹھانا شاہ کا ہاتھوں کو وہ دُعا کے لیے

نویدؔ ثانیِ زہراؑ سے مانگ اُن کا کرم
سفینہ چاہیے اِس قلزمِ ثنا کے لیے

شاعر نعیم احمد نویدؔ

ضرب چلدی رہی گردنِ پاک تے

ضرب چلدی رہی گردنِ پاک تے
کیا عبادت ہوئی کند خنجر تلے

میرے مولا تے تیراں دی بارش ہوئی
زین توں جھنڑ پئے ڈُھوڑ اڈدی رہی
واہ حجابہ سنڑی مرتجس آڈسے

دس محرم داڈیں کربلا دی زمین
ویر کُسدا رہیا بھین ڈیندی رہی
رون کیں نہ ڈتا ویر دی لاش تے

ڈے کے سجدہ خریدی اے رب دی رضا
سامنے کفر دے حق کہندا رہیا
چادراں لٹ گئیاں سوھنے بچڑے ڈتے

ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے

ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے

یہ امت نے دیا ہائے رسالت کا صلہ کیسے

اذانِ صبحِ عاشورہ میرے اکبرؑ نے دے دی ہے

سنے گئی ہائے زینبؑ تو دوبارہ یہ صدا کیسے

خدا ہی جانتا ہے جس گھڑی اکبرؑ کے مرنے کا

دیا پیغام قاصد نے تو صغریٰؑ نے سنا کیسے

کہے شبیرؑ جاں دے دی مگر وعدہ نہیں توڑا

میرے عبّاسؑ نے مر کر نبھائی ہے وفا کیسے

فقط عابدؑ کو یہ غم ہوش میں آنے نہیں دیتا

کہ ظالم نے سرِ زینبؑ سے چھینی ہے ردا کیسے

بہت دشوار تھے کرب و بلا سے شام کے رستے

نہ جانے بیڑیاں پہنے ہوئے عابدؑ چلا کیسے

ہوئے پردیس میں۔۔۔۔

عزاداری مٹے گی نہ تیری شبیرؑ دنیا سے
نہ جانے فاطمہ زہراؑ نے مانگی تھی دعا کیسے

نہ بازو ہی رہے نہ سر تیرا باقی رہا غازیؑ
سکینہؑ پیاس کا تجھ سے کریگی اب گلہ کیسے

کہے زینبؑ اسیری یہ تیری دیکھی نہیں جاتی
اندھیری قید سے ہوگی سکینہؑ تو رہا کیسے

بچانے کیلئے ہے دیں کو آیا لال زہراؑ کا
لہو سے ریت پر لکھا ہے اُس نے لا الٰہ کیسے

سہے جتنے مصائب نبیؐ کی آل نے ناصرؔ
وہ اشکوں اور لفظوں میں کروں یا رب ادا کیسے

شاعر و سوز: مجاہد حسین ناصرؔ

ان اللہ مع صابرین

بیٹی ہوں میں علیؑ کی نواسی ہوں میں نبیؐ کی

زہراؑ ہے میری مادر دے دو خدارا چادر

کیسا ہے یہ نظارہ ماحول ہے آوارہ

پیاسا تھا میرا بھیا دریا کا تھا کنارہ، کربل میں لٹ گیا ہے بے جُرم کنبہ سارا

پتھر نہ مجھ کو مارو لوگو میں بے سہارا

سلطانِ کربلا کا ماتم صدا رہے گا، عبّاسؑ باوفا کا پرچم صدا رہے گا

اسلام پہ یہ مولاؑ احسان ہے تمہارا

اماں کا زخمی پہلو مجھے یاد ہے قسم سے، بابا کو ضرب کاری ماری گئی ہے ظلم سے

دکھوں دردوں کی ہوں ماری دل میرا پارہ پارہ

اب اور نہ رلاؤ دربار نہ لے جاؤ، ناموسِ مصطفےؐ کو نہ دربدر پھیراؤ

عباس رضاؔ بھی روئے، روئے قلم بیچارہ

شاعر و سوز: عباس رضاؔ

کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا

کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا جس نے امت کے لیے خنجر تلے مانگی دُعا	شاعر و سوز: باوا صدا حسین شاہ
کیا مسلماں تھے محمدؐ کا گھرانہ لوٹ کر کربلا میں کر رہے تھے شکر کے سجدے ادا	
بیٹیاں مشکل کشاءؑ کی اور دربارِ یزید کیا مسلمانوں میں کوئی صاحبِ غیرت نہ تھا	
کُنبہِ میرِ عرب افسوس پابندِ رسن کچھ مسلمانوں میں باقی نہ رہی شرم و حیا	
تیر الاشائے علی اکبرؑ اُٹھانا دیکھ کر محوِ حیرت انبیاء مشکور ہے تیرا خدا	
ماتمِ سبطِ پیمبرؐ ہے دعائے سیدہؑ رُک نہیں سکتا کسی بھی دور میں یہ سلسلہ	
گردن شبیرؑ پر خنجر کے چل جانے کے بعد چادرِ زینبؑ سے ہل مِن کی رہی آتی صدا	

جس خنجر تلے سجدہ کیتا

جس خنجر تلے سجدہ کیتا زہراؑ دے دل دا چین اے
اونوں کہندے لوگ حسینؑ اے،
جیڑا نیزے تے قرآن پڑھے ہووے قیدی جس دی بھین اے
اونوں کہندے لوگ حسینؑ اے،

جبرائیل سناندا ہے لوری ایدے ناز رسولؐ اُٹھاندے نیں
بے گورو کفن اودی لاش پئی جیڑا ہے مالک کونین اے

چا مہرِ نبوت تے اکثر اُدی شان ویکھائی امت نوں
جنوں روندا ویکھ کے پاک نبیؐ خود ہو جاوے بے چین اے

کیتا ظلم یتیمی توں پہلے مقتل وچ شمر سکینہؑ تے
انج صبر کیتا نئی اُف کیتی زہراؑ دے نورِ عین اے

جس خنجر تلے سجدہ۔۔۔۔

اے شام دے لوکو شرم کرو مینوں آکھو بھین نہ باغی دی
میرا ویرن پاک نمازی اے لگی رو رو کے اے کہن اے

نہ قتل دے منظر ویکھ سکے سب مرسلؑ کربل چھوڑ گئے
ہر ضرب خنجر تے مقتل وچ جدی ماں کردی رئی وین اے

کئی صدیاں گزر گئیاں توڑے مظلوم دا ماتم رُکیا نئیں
کر یاد بھرا دی غربت نوں روئی کفن اِچ جس نوں بھین اے

تنویرؔ اسلام دی عظمت لئی لٹوائی چادر بھین دی جس
اذان نماز تے ہے کلمہ اے اوس مظلوم دی دین اے

شاعر:سید تنویرؔ نقوی

سوز:اکبر عباس

خنجر دی دھار تھلے مان انبیاواںؑ دا

خنجر دی دھار تھلے مان انبیاواںؑ دا کُسن دا خوف نہیں فکر ہے راداواں دا
خدا دی راہ چہ جناں لال انج کو ھاے ھن صبر حسینؑ دا ہے حوصلہ اے مانواں دا
ستر قدم تے رئی ویندی کسدا ویرن کوں نہ بھین باہر آوے فیصلہ بھراواں دا
سکینہؑ ویندی رئی راہ چاچا غازیؑ دا او زین چھوڑ گیا شہنشاہ وفاواں دا
پتھر ہٹاندی کدے لبدی سین ویرن کوں سجادؑ تکدا رہیا مجمع بے حیاواں دا
ہے ذکرِ مجلس شبیرؑ تے زنجیر زنی ہے پرسہ اجر میری سین دی دعاواں دا
قتل حسینؑ دا ہے قتل اسلام دا اظہرؔ حسینؑ مالک ہے رب دی کل رضاواں دا

کربلا دی ریت تے دم توڑ دا شبیرؑ سی

کربلا دی ریت تے دم توڑ دا شبیرؑ سی
بسم اللہ پڑھدی سی ماں جد سینے لگدے تیر سی

کر سیاپے خیمیاں چوں باہر آئیں بیبیاں
سجدے او جد اُٹھ نہ سکیا دیر تک شبیرؑ سی

ظالموں دنیا توں اصغرؑ خشک بلیلاں لے گیا
پیاس لہو نال رج بجائی حرملا دے تیر سی

ماریاں پردیس سڑ کے ظالماں شبیرؑ نوں
آکھے زینبؑ کی میرے چن ویر دی تقصیر سی

کوئی اکبرؑ نوں اُڈیکے لاڑے قاسمؑ نوں کوئی
بھین پئی جھولے نوں ویکھے ایتھے میرا ویر سی

کربلا دی ریت تے۔۔۔۔

نیزے تے پڑھدا رہیا قرآن سر شبیرؑ دا
فاطمہ زہراؑ اے تیرے خون دی تاثیر سی

خیبر و خندق چہ حیدرؑ سی، تے کربل وچ حسینؑ
شام وچ زینبؑ سنواری دین دی تقدیر سی

لاش اکبرؑ تے کھلو کے رووے تے آکھے حسینؑ
صغریٰؑ تیرے خواب دی اے تے نئی تعبیر سی

ہُن مٹا سکدا نئیں کوئی خدا دے دین نوں
لکھ دیتی شبیرؑ اپنے خون نل تحریر سی

اکبرؑ و اصغرؑ تے قاسمؑ وار کے عباسؑ نوں
اف وی نہ کیتی جنیں ناصرؔ تیرا او پیری

شاعر و سوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

تیراں دیاں سرتے چھاواں نے

تیراں دیاں سرتے چھاواں نے رب خیر کرے شبیرؑ تیری تینوں ویراں جے کج ہو گیا تے فیر مر جائے گی ہمشیر تیری
نہ دل میرے نوں چین پوَے رب اکبرؑ تیری خیر کرے اکھیاں وچ اج ہنیرے نے مینوں ڈِسدی نئی تصویر تیری
خنجر دا گل تے وار ہویا کج سوچیاں شاہؑ نے تے رویا زینبؑ ہُن کون بچاوے گا سر توں چادر تطہیر تیری
کیوں وسدے جھولے نوں چھڈ کے توں ٹُیاں تان کے سو گیا اے اک ماں دی اجڑی گودی نوں پئی لوڑ اصغرؑ بے شیر تیری
قاسمؑ توں اپنا ہر ٹکڑا اچاچے دے سر توں وار دیتا جتھے موت لئی توں رج کیتی اے کی خون دی سی تاثیر تیری
غازیؑ وی مار مکا سی بابل دا سر وی لایا سی جے کلی قید چہ مر جاوے دھی سمجھی اے تقدیر تیری
ناصرؔ اے غم رہ جاوے گا نہ چین حشر تک آوے گا شبیرؑ تیرے باجوں رل گئی کیوں زینبؑ جئی ہمشیر تیری

شاعر و سوز: استاد ظہور خان ناصر

حسینؑ تو نے جو سجدے میں سر کٹایا ہے

حسینؑ تو نے جو سجدے میں سر کٹایا ہے بہن نے خیمے کے در سے قرآں اُٹھایا ہے
مقامِ عرشِ اولیٰ سے صدا یہ آتی ہے حسینؑ تو نے میرا الا الہٰ بچایا ہے
وہ جس کے بوسے لیا کرتے تھے حبیبِ خداؐ اُسی جگہ سے شمر نے لہو بہایا ہے
ردا تو لُٹ گئی لیکن جنابِ زینبؑ نے بڑے وثوق سے سجادؑ کو بچایا ہے
صدا اذان کی گونجی جو صبحِ عاشورہ بہن یہ سمجھی میرا بھائی لوٹ آیا ہے
حسینؑ تیغ تلے کر کے شکر کا سجدہ حسینؑ تو نے خدا کو خدا بنایا ہے
اُٹھا کے لاش کے ٹکڑے بنائی ہے گٹھڑی عمامہ کھول کے قاسمؑ کو جب اُٹھایا ہے

دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا

دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا
بے گور و بے کفن ہے شبیرؑ کا جنازہ

بعدِ حسین رن میں ایسی قیامت آئی
سیدانیوں کے سر پر چادر رہی نہ سایہ

بیٹی پہ شاہِ دیں کی سب ظلم ڈھا رہے ہیں
کوئی تو آ کے رو کے کوئی تو دے دلاسہ

سہمی ہوئی سکینہ رو رو کے کہہ رہی ہے
شام آ گئی ہے اب تو آ جاؤ میرے بابا

جب دشت میں ستمگر خیمے جلانے آئے
رو رو کے بیبیوں نے عباسؑ کو پکارا

دینِ نبی کا ثاقی۔۔۔۔

گھبرا کے بولی زینبؑ اے بھائی میری چادر
سن کر صدا یہ تڑپا شیر جری کا لاشہ

حسرت بھری نظر سے دریا کی سمت دیکھا
سن کر صدائے زینبؑ جب کوئی بھی نہ آیا

لاکھوں سلام تجھ پر اے دین کے محافظ
خود اپنا گھر لٹا کر تو نے بچایا

رو کر فقیر گوہرؔ فریاد کر رہا ہے
مقبول ہو یہ نوحہ میرے حسینؑ آقا

شاعر: گوہر جارچوی

خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے

خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے

مارو نہ مسلمانوں یہ محبوبِ خدا ہے

احسان خدیجہؑ کے اگر یاد ہے تم کو

زینبؑ سے نہ لوٹو یہ اُسی گھر کی ردا ہے

پیاسا نہ کرو قتل یہ کہتی رہی زینبؑ

بھیا میرا آغوشِ پیمبرؐ میں پلا ہے

کچھ جانتے ہو کس پہ ستم ڈھائے ہیں تم نے

ارمان ہے نبیوںؑ کا یہ زہراؑ کی دُعا ہے

تم واقفِ قرآن ہو ٹھہر وارے ٹھہرو

قرآن بھی رورو کے یہی بول رہا ہے

ساجدؔ وہ اسیروں کے لیے دشتِ بلا سے

سامانِ سفر باندھ کے سجادؑ چلا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے
مظلوم کے ماتم سے ہمیں روکنے والو
گھر فاطمہ زہراؑ کا تباہ کس نے کیا ہے

خیمے بھی جلائے تو ردائیں بھی اُتاریں
سیدانیاں سر ننگے کھڑی روتیں تھیں ساری
ہندو تھے یہودی تھے عیسائی یا کوئی اور
اتنا تو بتا دو یہ گناہ کس نے کیا ہے

بے شیر کے حلقوم پہ جب تیر لگا تھا
اور پیاس سے معصومؑ کا ہائے خشک گلا تھا
اصغرؑ نے زباں ہونٹوں پہ جب پھیری تھی لوگو
تب خون سے تر خشک گلا کس نے کیا تھا

زنجیروں میں جکڑا ہوا سجادؑ مہاری
اور شمر کے ظلموں سے ڈری بیبیاںؑ ساری
جِس بی بی کا سورج بھی حیا کر تا تھا چھُپ کر
اُس بی بی کے سر کو بے ردا کس نے کیا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں.....

برچھی نے جو چیرا علی اکبرؑ کے جگر کو ہائے کیسے اُٹھایا میرے مولاؑ نے پسر کو لیلیٰ کا پسر لگتا تھا تصویر نبیؐ کی سرکارِ رسالت کا حیا کس نے کیا ہے
عبّاسؑ وفادار کا پرچم ہے نشانی یاد آئے ایسے دیکھ کے کربل کی کہانی جو ہاتھ تھے زہراؑ کی دعاؤں کا نتیجہ اُن ہاتھوں کو شانوں سے جدا کس نے کیا ہے
اخترؔ کو یہ اک مسئلہ سبھی ملا بتائیں کِس جرم میں لوٹی گئیں کربل میں ردائیں دربار میں خطبہ جو پڑھا بنتِ علیؑ نے اذانوں سے پھر شور بپا کس نے کیا ہے

شاعر: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے

بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے نوحہ گر قیدی گئے کربلا ویران ہے	شاعر: سید علی رضاؔ بخاری
جسم ہے کہ آیتوں پہ آیتیں لکھی ہوئی اور سرِ اقدس انی پہ بولتا قرآن ہے	
لاشِ اکبرؑ پہ یہ رو رو کے مہاری نے کہا کربلا مشکل ہے لیکن شام سے آسان ہے	
اے علی اکبرؑ یہ دشتِ کربلا ہے دھیان سے تیرے پہلو میں علی اصغرؑ کی ننھی جان ہے	
حلقِ اصغر پہ جفا کا تیر چل جانے کے بعد زندگی خموش ہے اور موت بھی حیران ہے	
غیرتِ اسلام کیا تجھ کو گوارہ ہے یہ بات مالکِ کون و مکاں اور شام کا زندان ہے	
ماتمِ زنجیر اور سینہ زنی کہدے رضاؔ یہ مقدر ہے ہمارا اور یہی پہچان ہے	

حسینؑ اک نئیں ہو گئے قتل رسولِ خداؐ

حسینؑ اک نئی ہو گئے قتل رسولِ خداؐ حسینؑ و منّی وَ اَنا منَ الحسینؑ گواہ
میرا نواسہ جے بیعت یزید کر لیندا نہ رہندا کلمہ نہ کوئی خدا داناں لیندا بنائے دینِ خدا میں حسینؑ دین پناہ
حسینؑ جزوِ رسالت انعامِ قدرت اے تیرے شعور توں بالا خدا دی حُجت اے اسی حسینؑ دے صدقے ملی اے دیں نوں بقا
حسینؑ رب نوں ہے پیاراں میں اے دسیندا رہیا خدا دا حکم ہے سجدے نوں طول دیندا رہیا میرا حسینؑ نہ مارو نبیؐ دی آئی صدا
قرآں دے قاری تے حافظ چلاندے تیر رئے بچاندے دین تے قرآن نوں شبیرؑ رئے قرآن پاک دا نوحہ ہے ذکرِ کرب و بلا

حسینؑ اک نئیں۔۔۔۔۔

<table>
<tr><td>عجیب کتنا ہے قیدی جدوں دا شام آیا
رسولؐ خود ہے یا کوئی ہے اج امامؑ آیا
پیا جھلیندا اے پتھر تے کردا آندا دعا</td><td rowspan="6">شاعر: سید تنویر نقوی
سوز: اکبر عباس</td></tr>
<tr><td>بے چین راہندی اے بقیعے دے وچ وی محرومہ
قتلِ حسینؑ دا منظر نئی بھلدی معصومہؑ
اجے وی روندی اے جاجا تے حسینؑ دی ماں</td></tr>
<tr><td>ذبحِ عظیم ہی شبیرؑ دی شہادت اے
یزید بنڑیا اے سارے جہاں دی لعنت اے
یزید لع ظلمِ مجسم حسینؑ رب دی رضا</td></tr>
<tr><td>شبِ عاشور سکینہؑ رہی بڑی بے چین
تواج تے سینے تے سوں لے اے روکے آکھے حسینؑ
توں کل توں خاک تے سونڑاں رسن گلے وچ پا</td></tr>
<tr><td>عباسؑ بعد ہے تنویرؔ ایسا دور آیا
رہیا اے تیغاں دا زینبؑ دے سرُ اتے سایہ
ہے فوجِ شام دا گھیرا نہ کوئی نال بھرا</td></tr>
</table>

او قاتل شبیرؑ کوں مار کے کیا مل سیہ

او قاتل شبیرؑ کوں مار کے کیا مل سیہ
تو خنجر ہٹا او ساہ چاوے ایتھے ساہ پیا مکدا زینبؑ دا

مجبور نہ باہر آسکدی متاں ویر دے گل تے گل رکھدی
ہر ضرب تیری تے ہر واری پیا برقعہ جنڑ دا زینبؑ دا

کل ستر (۷۰) قدم دا فاصلہ ہاں ہر وین بھرا دے سن دی رئی
سجدے دیاں گھڑیاں قاتل توں پیا ویر ہے منگدا زینبؑ دا

کوئی اے جیا امرِ امامت ہے میں کوشش کر کے تھک پئی آں
مظلوم دا بچنا مشکل ہے سجادؑ نئی اُٹھ دا زینبؑ دا

افسوس کہ ھتھ مَل بیٹھی ھاں عبّاس کو ھاول بیٹھی ھاں
اے ھوئے ھاں نہ رووّاں میں ھر حکم ھا مندا زینبؑ دا

جیویں ویر حسینؑ کو روساں میں ایویں دنیا روسی زینبؑ کوں
لا مھر دے ساں ھر نوحے تے نوشادؔ جو لکھدا زینبؑ دا

سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفیٰؐ کا رواں

سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفیٰؐ کا رواں
کیا ہے سبطِ پیمبرؐ نے گھر کا گھر قرباں

بدل دیا رُخِ تاریخ کربلا پل میں
دکھا کے اصغرِؑ بے شیر تو نے سوکھی زباں

کوئی کفن نہیں دیتا کوئی دفن تو کرے
کوئی تو آ کے اٹھائے پھٹا ہوا قرآں

حسینؑ لائے ہیں ڈوبا ہوا لہو میں علم
تڑپ کے بولی سکینہؑ میرے چچا ہو کہاں

بدل گیا ہے زمانہ یہ کیا قیامت ہے
رسول زادیؑ کی چادر ہے لوٹ کا ساماں

زمانہ آیا غریبی میں یاد نانا کا
سنی جو شاہؑ نے اپنے جواں پسر کی اذاں

حسینیت کی محافظ ردائے زینبؑ ہے
نبیؐ کے دیں کو ملی ہے اسی ردا میں اماں

شاعر: سید علی رضا شاہ

کج خوف خدا دا کر ظالم شبیرؑ دے گل تے

کج خوف خدا دا کر ظالم شبیر دے گل تے وار نہ کر
جا مقتل ویر بچا زینبؑ ایناں ویریاں دا اعتبار نہ کر

تینوں قید اچ نیند جے نئیں آندی اے ظالم رون وی نئیں دیندے
تو پیو دے وچھوڑے نوں سہہ جا پر شمرِلؑ اگے اظہار نہ کر

دربارِ یزیدی وچ عابد غش کھاوے تے بس اے آکھے
زینبؑ دے نال شرابی توں ایس لہجے وچ گفتار نہ کر

میں دوتھری پاک محمدؐ دی تے دھی حیدر دی زینبؑ ہاں
اے سوچ لے کوفے دے حاکم مینوں رسوا وچ بازار نہ کر

خط مرن توں پہلاں سن جانویں اوس درداں ماری صغریٰؑ دا
توں اکبرؑ سوہنی جندڑی نوں اجے موت لئی تیار نہ کر

کج خوف خدا دا۔۔۔۔

شبیرؑ اے رو رو سمجھاوے اک رات دی سجری دلہن نوں
میں ٹکڑے ٹکڑے جوڑ لواں اجے قاسمؑ دا دیدار نہ کر

انج جھولے ول نہ تک بی بی سمجھایا شاہ سکینہؑ نوں
تو رو رو اینوں لبناں اے اصغرؑ نوں ایناں پیار نہ کر

آکھے غازیؑ باہنواں لتھ گئیاں اے جان وی لے لے تو ظالم
پر مشک سکینہؑ دے اُتے انج تیراں دی بوچھاڑ نہ کر

شاعر وسوز: استاد نتھو خان

Thanks a lot: https://youtu.be/8qPZFVCAAV8?si=5uM36Lom4TQ2mERw

خنجر تلے جس نے سجدہ کیا

خنجر تلے جس نے سجدہ کیا چاند زہراؑ کا تھا جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
ویران کرب و بلا آباد جس نے کیا امت نے کیوں بے خطا کاٹا ہے اُس کا گلا نوکِ سناں پہ جس نے قرآن پڑھا چاند زہراؑ کا تھا
اصغرؑ نے کی جان فدا قاسمؑ کے ٹکڑے ہوئے عونؑ و محمدؑ عبّاسؑ اکبرؑ بھی مارے گئے سارے جہاں میں جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
سکینہؑ کے دُر لے گئے غازیؑ کے بازو کٹے شمر طمانچے مارے کس جرم کی ہے سزا ہے یہ سزا جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
زینبؑ کی چھینی ردا عابدؑ کے کوڑے لگے بیبیاںؑ قیدی ہوئی خیمے بھی جلنے لگے خیمے جلے جس نے قرآن پڑھا چاند زہراؑ کا تھا

حسینؑ تو نے جو خون سے دیا جلایا ہے

حسینؑ تو نے جو خون سے دیا جلایا ہے صدا لگائی ہے لا کی اِلٰہ بچایا ہے
اگر ہے حق پہ تو بس پڑھ حسینؑ کا کلمہ حسینؑ ہی نے تو یہ لا اِلٰہ بچایا ہے
کیا ہے تیغ تلے جس نے شکر کا سجدہ جبیں نے جس کی خدا کو خدا بنایا ہے
بتاؤ کون ہے وہ زیرِ تیغ ذبحِ عظیم کہو خدا کی جگہ کس نے سر کٹایا ہے
حسینؑ وہ ہے جو تیغِ سوالِ بیعت کو گلے سے مقتلِ ذلّت میں گھیر لایا ہے
نویدؔ حَیَّ علیٰ ہے صدائے خیر العمل چلو کہ سیدِ سجادؑ نے بلایا ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: جابر

کر چکے شبیرؑ جب خنجر تلے

کر چکے شبیرع جب خنجر تلے سجدہ ادا ہو گئی پر دیس میں کلثومؑ وزینبؑ بے ردا
آخری دم تک علی اکبرؑ رہو نگی منتظر دیکھ کر نقشِ قدم کرتی رہی صغریٰؑ دعا
حرفِ پانی تو ابھی ہونٹوں پہ آیا ہی نہ تھا حرملہ کے تیر نے دی پیاس اصغرؑ کی بجھا
ڈھونڈتی ہے رات بھر پہلو میں اصغرؑ کو ربابؑ گونجتی ہے ہر لمحے اصغرؑ کے رونے کی صدا
جس طرح آغوشِ مادر میں سکوں مل جاتا ہے نکلی اس انداز میں برچھی کہ اکبرؑ سو گیا
زیں پہ دستارِ نبی تیروں سے چھلنی ہے بدن جانب خیّام آیا ذوالجناح روتا ہوا
رہ نہ جائے کوئی خامی دین کی تکمیل میں کہتے تھے ہمشیر سے پردہ بھی کر دینا فدا

کر چکے شبیرؑ جب۔۔۔۔۔

سامنے آنکھوں کے منتظرِ مقتلِ شبیرؑ تھا ہے رسن بستہ بہن بھائی سے ہونے کو جدا
جلتے خیموں سے ہے نکلی آگ دامن کو لگی کہتی ہے غازیؑ کو زینبؑ لو سکینہؑ کو بچا
کہتی ہے زینبؑ اگر چادر کسی کے پاس ہو ڈال دو میت پہ تم ہے بے کفن بھائی میرا
جراتِ زینبؑ کا ہوگا تذکرہ بھی بار بار جب بھی دہرائے گی دنیا داستانِ کربلا
ریگِ صحرا پہ تڑپ کر خون میں شبیر نے کر دیا تنویرؔ زندہ شاہؑ نے دینِ مصطفےٰؐ

شاعر: سید تنویرؔ نقوی

سوز: وزیر افضل

https://youtu.be/Em2ewRbC_YY?si=3wh7SWrQfYsuPfmF

https://youtu.be/Ct-0rK-NFBU?si=OtRGrQQcq8pQSUi1

کیویں برداشت کراں میں

کیویں برداشت کراں میں تیری گردن تے خنجر
ایسے دُکھڑے کیتا ٹکڑے تیری بھینی دا جِگر

پہلی واری قیدی ہوئیاں نالے پائیاں رسیاں
کسے نہ شام نوں جاونڑ دیاں جاچاں دسیاں
بِن پلانڑے کیویں اُونٹھاں تے کراں ویر سفر

دِل نبیاں دے وی ڈولے ہائے منہ موڑ گئے
اج کونین دے صابر وی صبر توڑ گئے
رب ازماندا پیا جے اے کلی زینبؑ دا صبر

ضرباں تیریاں ویرن میں تے گِن دی جاواں
ٹُٹ جاون تیری تھاں تے میریاں اے سانواں
چڑھ بیٹھا تیرے سینے اُتے بے درد شمر

کیویں برداشت کراں۔۔۔۔

تھک ہاری آنداویرن پئیاں روندی جاوے

میں تواے سوچ کے دوویں بچڑے وی وارے

بچ جاوے وچ کربل میرے چن ویر دا سر

ہر پاسے تیرے قاتل ڈسدے نے مینوں

کیویں تیراں تلواراں توں بچاواں تینوں

ہک جندری تیری ویرن تے ہزاراں لشکر

لکھ عادلؔ صدا نوحے رَوے ماتم جاری

کٹے شبیرؑ دے درداں وچ زندگی ساری

دیوے زہرا ؑ سانوں شالا ساڈے رون دا اَجر

شاعر: علی عادلؔ ملک

سوز: مختار حسین میجو

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے
پاک زہراؑ کو ستایا ہے مسلمانوں نے

دیا معصوم کو پانی کس زباں سے میں کہوں
پیٹ کر سر کو کہا زینبؑ و کلثومؑ نے یوں
ہائے تیروں سے پلایا ہے مسلمانوں نے

کلمہ گو تیری وفاؤں کا ہیں چرچا کرتے
اس لئے روتے عزادار ہیں ماتم کرتے
ہائے یتیموں کو رُلایا ہے مسلمانوں نے

جو سقیفہ میں بنی تھی ہے یہ تدبیر وہی
بابِ زہراؑ پہ لگی جو ہے یہ تحریر وہی
ہائے خیموں کو جلایا ہے مسلمانوں نے

آلِ احمدؐ پہ بھلا کس نے ستم ڈھایا ہے
لالِ سجادؑ کی آنکھوں نے یہ بتلایا ہے
ہائے بازاروں میں پھرایا ہے مسلمانوں نے

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی شمشیر سے بے ردا زینبؑ پھری ہو کر جدا شبیرؑ سے
پاس گہوارے کے گم سم بیٹھی ہے امِ رباب جل رہا ہے دل بچھڑ کر اصغرِ بے شیر سے
کس کو دے آواز عباسِؑ دلاور بھی نہیں لاش فرزندِ جوان اُٹھتی نہیں شبیرؑ سے
وقتِ رخصت خیمہ گاہ میں تھا جنازے کا سماں اس طرح لپٹے ہوئی تھیں بی بیاں شبیرؑ سے
ہائے اُس معصوم بچی کا گلا رسی میں تھا ایک پل تو جو نہ ہوتی تھی جدا شبیرؑ سے
خوں رلاتی ہے اثرؔ بنتِ علیؑ کی بے بسی جھاڑ کر دامن جو نکلی بھائی کی جاگیر سے

شاعر: اثرؔ ترابی

مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے

مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے
زینبؑ تیرا پردیس میں کوئی نہ رہا ہے

ماں کہتی تھی میں آ کے منا لو تمہیں اصغرؑ
اک بار پکارو میرا دل ڈوب رہا ہے

افسوس کہ یہ قاتلِ اکبرؑ نے نہ جانا
نیزا تو محمدؐ کے کلیجے پہ لگا ہے

ہمشیر سے ملنے کو بہت تڑپا ہے اکبرؑ
اٹکی ہوئی سانسوں میں بھی صغریٰؑ کی صدا ہے

فضّہ نے سوئے نہر یہ غازیؑ کو صدا دی
عبّاسؑ اُٹھو خطرے میں زینبؑ کی ردا ہے

مارے گئے شبیرؑ۔۔۔۔۔

کل پہرے پہ عبّاسؑ تھے اور آج ہے زینبؑ
اے شامِ غریباں یہ عجب طرزِ جفا ہے

کون آ کے سکینہؑ کو تماچوں سے بچائے
بھائی علی اکبرؑ ہے نہ عباسؑ چچا ہے

اسلام بچانے کو اثرؔ دشتِ ستم میں
عاشور کے دن خون بہتر کا بہا ہے

شاعر: اثرؔ ترابی

کہیا زینبؑ نے سُن وے آسماناں ڈول نہ جاویں
چھری ہیٹھاں گلا ویرن دا بے تقسیر آوے گا
بابا نثارؔ حیدری

حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

زہراؑ کا لاڈلا بے جرم و بے خطا

زہراؑ کا لاڈلا　　بے جرم و بے خطا　　ہائے مارا گیا

غربت کی یہ شب ہے　　بے پردہ زینبؑ ہے　　کرتی ہے رو رو کر

زینبؑ یہی فغاں

وہ جو لہو لہو ہے　　خالق کی آبرو ہے

اے شاہِ کربلا　　محشر تلک خدا　　ممنون ہے تیرا

تو حق کا راہبر ہے　　نبیوں سے برتر ہے　　تیرے ہی صدقے میں

باقی ہے یہ جہاں

زینبؑ کو بس یہ غم ہے　　اس بات کا الم ہے

بر خاکِ نینوا　　زہراؑ کے لعل کا　　لاشہ پڑا رہا

زینبؑ کو یاد آئی　　بھائی کی تنہائی　　جب رن سے جاتا تھا

پیاسوں کا کارواں

زہراؑ کا لاڈلا۔۔۔۔

سہمی ہوئی سکینہؑ پیاسی ہے وہ حزینہ
دیتی رہی صدا گوہر مرے چھنے دامن بھی جل گیا
سُونا یہ صحرا ہے اے بابا جنگل میں یہ دکھیا مقتل میں
ڈھونڈے تمہیں کہاں

بابا کو رونے والی سینے پہ سونے والی
اب ساری زندگی بابا کو روئے گی کیسے وہ سوئے گی
گھبرا کر خیموں سے نکلے گی پیاسی وہ ڈھونڈے گی بابا کو
لاشوں کے درمیاں

بعدِ حسینؑ زینبؑ شبیرؑ بن گئی ہے
جب خیمے جل گئے لاشے پہ بھائی کے ہمشیر نے کہا
مقتل میں یہ تجھ سے وعدہ ہے زینبؑ کا یہ تیری قربانی
ہو گی نہ رائیگاں

زہراؑ کا لاڈلا۔۔۔۔۔

جیسے ربابؑ اجڑی اجڑے نہ کوئی مادر

وہ ساری زندگی بے چین ہی رہی آئی نہ سائے میں

کہتی تھی وہ رو کر بے کل ہے یہ مادر لوٹ آؤ اے اصغرؑ

لوری سنائے ماں

بس اے محبؔ یہ ماتم زینبؑ کی آرزو ہے

جو اپنے بھائی کو بن میں نہ رو سکی اے بنتِ مصطفےٰؐ

قاسمؑ کا اکبرؑ کا زہراؑ کے دلبر کا دیتے ہیں سب پرسہ

یہ تیرے نوحہ خواں

شاعر: محب فاضلی

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا
اب تیرے بھائی رہے زینبؑ نہ تیرا گھر رہا

معاف کردینا سکینہؑ اب چچا عباسؑ کو
حلق تیرا خشک تھا اور میں لہو میں تر رہا

تو تو ایک لمحے کو مادر سے جدا ہوتا نہ تھا
کس طرح مٹی کے نیچے تو میرے دلبر رہا

جانے کیسے بھا گئی معصوم کو ننھی قبر
پھر نہ جھولے میں نہ ماں کی گود میں اصغرؑ رہا

یا علیؑ یا مصطفیٰؐ کربل میں اب آ جائیے
فاطمہؑ کے لاڈلے کا تن رہا نہ سر رہا

سر نہیں شبیرؑ کا۔۔۔۔

چند لمحوں میں سرِ زینبؑ سے چادر چھن گئی
عمر بھر سجادؑ کی نظروں میں وہ منظر رہا

سر برہنہ ظالموں لائے ہو کس کی بیٹیاں
جو کبھی کوفے کا حاکم ،حیدر و صفدر رہا

کیوں نبی زادی برہنہ سر گئی دربار میں
دکھ یہی تو ہے رُلاتا جو تجھے ناصرؔ رہا

نوحہ خواں: حمیرا چنّا
شاعر و سوز: مجاہد حسین ناصرؔ

https://youtu.be/Z2SWStzYGJY

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے
دین کی خاطر ردا کر دی فدا ہمشیر نے

بن کے نوحہ کربلا میں آ گیا صغریٰؑ کا خط
حشر برپا کر دیا صغریٰؑ تیری تحریر نے

نہر پہ عبّاسؑ کا لاشہ تڑپ کر رہ گیا
کھائے جب منہ پر طمانچے دخترِ شبیرؑ نے

خون سے آغوش بھی تر ہو گئی شبیرؑ کی
اور ماں کو بھی رُلایا حرملاؔ کے تیر نے

لٹ گئیں صحرا میں آ کر فاطمہؑ کی بیٹیاں
سر چھپا رکھا تھا جن کا چادرِ تطہیر نے

سر کٹا کر صبر۔۔۔۔

منزلِ صبر و رضا پر تھی نگاہِ انبیاؑ
کھینچی جب اکبرؑ کے سینے سے سناں شبیرؑ نے

نوجوانی میں ضعیفی کا یہ عالم! الاماں
ڈالا خم ایسا کمر میں طوق نے زنجیر نے

حشر مقتل میں بپا ہے دو صدا عبّاسؑ کو
نیزہ اکبرؑ کے لگا تھامی کمر شبیرؑ نے

شاعر:سید تنویرؔ نقوی

سوز:وزیر افضل

یہ دشتِ کرب و بلا ہے جنابِ خضر یہاں
ہے شرط تشنہ لبی عُمرِ جاوداں کے لئے
ناصرؔ کاظمی

ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو

ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو دشت میں روتے ہوئے سارے پیمبرؑ دیکھے
جس کو لینے نہ دیا پانی سکینہؑ کے لئے اُس کے پاؤں میں گرے لاکھوں سمندر دیکھے
جن کی آمد کے سبب کعبہ کی تعمیر ہوئی خون میں ڈوبے ہوئے نیزوں پہ وہ سر دیکھے
جن کے آنگن میں اُترتے تھے ستارے یا رب ہائے لٹتے ہوئے جلتے ہوئے وہ گھر دیکھے
خُلد میں جاری ہوا آلِ محمدؐ پہ درود حرؑ کو لاتے ہوئے جب ساقیِ کوثر دیکھے
روتی آنکھوں سے درِ خیمہ کو ڈھونڈے ہے رباب تڑپتے باپ کے ہاتھوں پہ جو اصغرؑ دیکھے

شاعر: علی افضل (مرحوم) — سوز: حسن خان۔ جج جی (مرحوم)

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی

سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی رسن میں وارثِ تطہیر بے ردا دیکھی
یہ سجدہ وہ ہے کہ جس نے بچایا دینِ خدا اگر یہ سجدہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اسی ہی سجدے میں بنیادِ لاالہ دیکھی
کٹایا سجدے میں سر دین کی بقاء کے لئے نہ تاج و تخت کو دیکھا نہ مال و دولت کو فقط حسینؑ نے اللہ کی رضا دیکھی
عجیب وقت تھا کہ پتھروں کی بارش میں سناں کی نوک پہ دیکھا قرآنِ ناطق کو لبوں پہ سورہء تطہیر کی صدا دیکھی
خدا کا شکر ہے صغریٰؑ گئی نہ تو کربل نہیں تو آج بھی لوگوں نے یہ سمجھنا تھا بازارِ شام میں قیدی ہے فاطمہؑ دیکھی

سلگتی ریت پہ سجدے۔۔۔۔۔

سجادؑ خون نہ روتا تو اور کیا کرتا غیّور قیدی اِن خوں آلود آنکھوں سے کھڑی ہزاروں میں تفسیرِ اِنّما دیکھی
اُٹھا کے لاش کے ٹکڑے رکھے عمامے پر سراپا جوڑ کے قاسمؑ کا رو پڑے سید حسینؑ نے جو کٹے ہاتھ پہ حنا دیکھی
سکینہؑ دوڑ کے لپٹی تھی اپنے بابا سے علیؑ کی بیٹیاں بے ہوش ہو گئیں اخترؔ چھدی جو تیروں سے شبیرؑ کی عبا دیکھی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

دین نبیؐ دا روشن کیتا

دین نبیؐ دا روشن کیتا لہو دے دیوے بالے
ظلم دی حد یزید کیتی کیتا صبر حسینؑ کمال اے

اکبرؑ دل دا حال سنایا بیٹھا خاک تے زہراؑ جایا
کڈھ برچھی ویکھی سید آیا دل برچھی دے نال اے

گل وچ طوق تے بیڑیاں پائیاں رب دیاں بے پرواہیاں
ریت تتی تے عابدؑ ٹریا پیری پے گئے چھالے

صغریٰؑ نوں اے خاب سی آیا اکبرؑ مار مکایا
خاک پھوپھی دے سر وچ ویکھی تن تے کپڑے کالے

پتھر مارے شامیاں سارے زخمی ہو گئے بال اے
ویرن مریاں باہواں کپیا کون یتیم سنبھالے

دین نبیؐ دا۔۔۔۔۔

وارث مر گئے خیمے سڑ گئے سر سانگاں تے چڑھ گئے
شام نوں جاندیاں زینبؑ آکھے ویرن رب حوالے

صبر حسینؑ دا ویکھیا اللہ لے معصوم نوں چلّا
ظالم دے اک تیر نے کیتا اصغرؑ دا کی حال اے

اک آنسو دی قیمت ڈاڈی ناصرؔ قسمت ساڈی
مومن پہنچ کے کوثر اُتے بھر بھر پین گے پیالے

شاعر و سوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

نبیاںؑ ولیاں دے دل ڈولے زین تے ڈولے زہراؑ آجایا
بے کس پیاسا تپدیاں ریتاں وسدے تیر تے رُکھ نہ سایا
بابا نثارؔ حیدری

لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے

لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے ردا قربان بھی اسلام پر ہمشیر نے کی ہے
علی اصغرؑ تیرے نازک لبوں اور پیاس کے صدقے میں دستِ حرملا میں ہوں صدا یہ تیر نے کی ہے
شبیہہِ ذوالجناح دیکھے تجھے سر پیٹ کے روئے سواری آخری تجھ پہ جو میرے پیر نے کی ہے
علیؑ آئے ہوا کُہرام دربارِ یزیدی میں خطابت اس طرح سے زینبِؑ دلگیر نے کی ہے
خلیل اللہؑ تو نے ابتدائے عشق تو کر دی وہ دیکھو کربلا میں انتہا شبیرؑ نے کی ہے
میں غمِ آلِ محمدؐ کا بیاں کرتا رہوں ناصرؔ عنایت مجھ پہ یہ کیسی میری تقدیر نے کی ہے

شاعر و سوز استاد نتھو خان ناصرؔ

کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا

کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا
ماتمِ شبیرؑ نے جینے کا ساماں کر دیا

ڈھونڈتی پھرتی تھیں سایہ فاطمہؑ کی بیٹیاں
آسماں نے پردہِ شامِ غریباں کر دیا

عصرِ عاشورہ کے سائے ماتمی ہونے لگے
خانہِ زہراؑ کسی ظالم نے ویراں کر دیا

آ گیا زینبؑ کے پہلو میں جگر عبّاس کا
وقت کی آواز نے پہرے کا ساماں کر دیا

آبروئے فاطمہؑ پر آنچ آ سکتی نہیں
آگ نے خیموں کو چوما اور گلستاں کر دیا

شاعر و سوز: سید علی رضا بادشاہ

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے
سر کو کٹا کے دین نبیؐ کا بچا سکے

زینبؑ نہ روئی عون و محمدؑ کی لاش پر
ایسی بہن کہاں جو بھرا گھر لٹا سکے

اصغرؑ کا حال پوچھا جو شہ سے رباب نے
تھی داستان طویل فقط سر جھکا سکے

کر لو کہ آخری ہے زیارت رسولؐ کی
شاید کہ لوٹ کر علی اکبرؑ نہ آ سکے

قاصد نہ چھیڑ بات بہن کے پیام کی
اکبرؑ کہاں ہے جو صغریٰؑ بلا سکے

واپس حسینؑ۔۔۔۔۔

شمرِ لعین نے پھیر دی گردن پہ یوں چھُری
سجدے سے سر حسینؑ نہ اپنا اُٹھا سکے

اصغرؑ کی موت کی نہ خبر ہو رباب کو
کچھ دیر ماں خیال میں جھولا جھلا سکے

کچھ مصلحت ضرور تھی ورنہ خیام تک
عباسؑ اور فرات سے پانی نہ لا سکے

ٹکڑے بکھر گئے تھے تنِ پاش پاش کے
قاسمؑ کی لاش اسلئے گھر میں نہ لا سکے

شمسیؔ سوا حسینؑ کے دورِ یزید میں
کوئی نہ تھا کہ دین کی بگڑی بنا سکے

شاعر: محمد علی شمسیؔ

کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں

غم حسینؑ میں کیسا شرف یہ پایا ہے، کہ اپنے ہاتھوں سے میں نے علم سجایا ہے
سنا ہے آتی ہے مجلس میں فاطمہ زہراؑ، یہ بات سوچ کے فرش عزا بچھایا ہے
کرم یہ مجلس شبیر نے کیا ورنہ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

خبر ہے بنتِ رسولِ خداؐ کے آنے کی، بدَل رہی ہے ہوائیں غریب خانے کی
میرا نصیب کے مہماں ہوئی میری زہراؑ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

فرشتے، شاہ و گدا اگر سبھی ہے پیشِ نظر، ہے انبیا کی قطاریں لگی میرے گھر پر
تمھارے آنے سے بی بی یہ مرتبہ پایا، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

یہ نوحہ خوانی یہ سوز و سلام اور ماتم، ہمارے اشک ہے بی بی کے زخم کا مرہم
اگر نہ ہوتے وسیلہ یہ ماتم و نوحہ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

غریب خانے کو جنت بنا دیا بی بی، خوشی یہ ایسی ہے جس نے رُلا دیا بی بی
ہر اک اشک نے آنکھوں سے گرتے گرتے کہا، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

کہاں غریب کا گھر۔۔۔۔

سرِ حسینؑ جو شیریں کے گھر میں آیا تھا، سرِ حسینؑ کے ہمراہ آئی تھی زہراؑ
جو دیکھا بی بی کو شیریں نے یہ کیا نوحہ، کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں

ڈورے: یہ مجلس شبیرؑ میں بہتے ہوئے آنسو، فردوس کے باغوں میں سجا دیتی ہے زہراؑ
شہزادی زمیں پر اسے گرنے نہیں دیتی، بچ جائے تو کوثر میں ملا دیتی ہے زہراؑ

جب کسی گھر میں کوئی مر جائے، دُنیا غم بانٹنے کو آتی ہے
ہائے کتنی غریب ہے زہراؑ، پُرسَہ لینے بھی چل کے آتی ہے

ماتم: یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ
گھر میں میرے مجلس ہوئی، اور بچھ گیا فرش عزا
ذاکر نے جب مجلس پڑھی، اور حال رخصت کا جو پڑھا، اتنا روئی زہراؑ

فرحان اور مظہرؔ پڑھا، نوحہ شہہؑ مظلوم کا
تھا ذکر جب عاشور کا، شبیر پر خنجر چلا، اتنا روئی زہراؑ

کہاں غریب کا گھر۔۔۔۔

دیتے رہے اہل عزا، غازی کا پُرسہ، سرور کا پُرسہ
اکبرؑ کا قاسمؑ کا اصغرؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہراؑ

زینبؑ کا کلثومؑ و فضّہ کا پُرسہ
سجادؑ بالی سکینہؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہرا

بالی کا پُرسہ، چادر کا پُرسہ
عونؑ و محمدؑ کا باقرؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہرا

نیزوں پہ رکھے ہر اک سر کا پُرسہ
بی بی تمھارے بھرے گھر کا پُرسہ، اتنا روئی زہراؑ

شاعر: مظہر عابدی
سوز: نزاکت علی وحید رخورشید

نوحہ خواں: فرحان علی وارث

https://www.youtube.com/watch?v=TYByH86L8WE&list=RDTYByH86L8WE&start_radio=1

ماتم کر کے مٹیاں پا کے

ماتم کر کے مٹیاں پا کے دسو دنیانوں اے گال اے جیڑی اجڑی اے کوئی ہور نئیں او پاک رسولؐ دی آل اے
جیویں مرضی ہے بابا کڈ برچھی نہیں اسمعیلؑ میں اکبرؑ ہاں میری ماں لیلٰی ہے حاجرہ نئیں میرا پیو زہراؑ دا لال اے
ماتم کر دے عزتاں والے شاہ کوں روندے بختاں والے اک ہنج بدلے جنت ڈینڈا ائے شبیرؑ بڑا لجپال اے
تیرے کلمہ گواں نے نانا میری نیزیاں نال لہائی چادر کنبدا روضہ پیغمبر دا جڈاں زینبؑ کھولے بال اے
ہائے وار ظلم دا روکن لئی تا حشر بنڑایا مولا نے عبّاسؑ دے بازو تے سوہنے اکبرؑ دا سینہ ڈھال اے
کی گزری شام بازاراں وچ مولا سجادؑ دی غیرت تے کلثومؑ رقیہؑ تے زینبؑ بن قیدی جس دے نال اے

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

دو ہی وجہ سے باطل

دو ہی وجہ سے باطل حق نہ چھپا سکا
اک ہے ردائے زینبؑ، اصغرؑ ہے دوسرا

دو بھائیوں کے لاشے رن میں پڑے ہوئے
زینبؑ کے لاڈلوں کا آخر ہے جرم کیا

بے پردہ بیبیوں کو نہ دیکھے کوئی لعیں
نوک سناں پہ زندہ قرآں بولنے لگا

کوفے میں بے اماں ہیں مسلم کے دونوں لعل
دونوں پہ کمسنی میں کیسا ستم ہوا

بے شیر کے لعینوں نے جھولے کے ساتھ ساتھ
افسوس کے سکینہؑ کا دامن جلا دیا

دو ہی وجہ سے۔۔۔۔

اک دشت کربلا نے بچایا ہے دین کو
اور دوسرا وہ موڑ ہے بازارِ شام کا

اصغر کا اک تبسم سمجھا گیا ہے یہ
دستِ حسینؑ پر تھا قرآں کھلا ہوا

شہ رگ نے کاٹ ڈالا خنجر کی دھار کو
پیاسوں کی تشنگی پہ دریا بھی رو پڑا

دو ہی سبب سے دیں یہ باقی رہا محبؔ
اک کربلا ہے ایک فدک کا ہے واقعہ

شاعر: محبؔ فاضلی

یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے

یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے
ہم کو غمِ حسینؑ میں مر جانا چاہیئے

اے کربلا ہمیں بھی تو پامالیاں ملیں
ماتم میں یہ وجود بکھر جانا چاہیئے

کٹ جائے یہ گلا یا بکھر جائے یہ بدن
کرب و بلا کی سمت مگر جانا چاہیئے

دینا ہے مرتضیٰؑ کو جو پرسہ حسینؑ کا
زیرِ لحد بھی خون میں تَر جانا چاہیئے

قاسمؑ سے کہہ رہی ہے یہ فروا کہ اب تمہیں
بس خون میں نہا کے نکھر جانا چاہیئے

یوں درد کو رگوں۔۔۔۔۔

بے پردہ گئی زینبؑ مضطر ہے ایسا غم
اس غم میں آسماں کو گر جانا چاہیئے

غربت کی شب میں بالی سکینہؑ کو ڈُھونڈنے
زینبؑ یہ سوچتی ہے کدھر جانا چاہیئے

بے پردہ ساتھ ساتھ ہوں اہلِ حرم تو پھر
عبّاسؑ کو سناں سے اُتر جانا چاہیئے

بہلولؔ جس جگہ سے قائمؑ کا ہو گزر
اُس راہ گزر پہ جاں سے گزر جانا چاہیئے

شاعر: حشمت بہلولؔ

التماسِ سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب غلام اصغر خان، صاحبِ بیاض ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

پڑھو لا الہٰ الا اللہ

پڑھو لا الہٰ الا اللہ، کہو محمدؐ پاک رسول اللہ
اونوں رَل کے ماریّاں شامیاں نے جدے نانے داپڑھدے سن کلمہ

او سارا ملک نمازی سی، پر رب نہ اوہناں تے راضی سی
بے دین اُوتھے سب قاضی سی، دتّا آلِ رسولؐ تے فتویٰ لا

لے ویرن میریاں ساراں وے، تینوں رو رو واجاں ماراں وے
عابدؑ ہتھ پھڑیاں مہاراں وے، مینوں ویکھ کے روندے شام دے راہ

سب قصّے کہانیاں کھول ویکھو، تُسی سب ناں کتاباں پھول ویکھو
سب ملکاں نوں تسی تول ویکھو، نہیئں ہونے ایسے بھین بھرا

جدوں شامی بانگاں مل گئیاں، کہوے زینبؑ نانا رل گئیاں
سب ناں دیاں سانگاں ہل گئیاں، جدوں آیا نام محمدؐ دا

پڑھو لا الہٰ الا اللہ۔۔۔۔۔

بیٹا علیؑ دا نبیؐ دا نواسہ سی، اُوہدے ہتھ وچ دین دا کاسہ سی
تِن دن دا یاروں پیاسا سی، تتّی ریت دے رولیاں دین دا شاہؑ

ویرن وے اپنا نئیں کوئی، بیٹی علیؑ دی کربل وچ روئی
پردیس دے وچ مجبور ہوئی، پائیاں ہتھکڑیاں پڑھ بسم اللہ

جاویدؔ اے زہراؑ جائیاں نیں، گودی پاک رسولؐ کھڈائیاں نیں
بن قیدی شام چہ آئیاں نیں، ہائے لٹ لیا امت نے پردہ

شاعر و سوز: ایم جاویدؔ 1948ء

حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہ ماتم میں نام آیا

حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہِ ماتم میں نام آیا دُعائیں شام سے آئیں بقیبہ سے سلام آیا
پتہ سبطِ پیمبرؐ کا بدل ڈالا غریبی نے وطن سے خط بھی آیا تو علی اکبرؑ کے نام آیا
علیؑ کی بیٹیوں اُترو درِ سعد آ پہنچا زمیں پر آسماں کے ہے اُترنے کا مقام آیا
شہہِ بے کس کے لشکر میں نہ آیا نام صغرا کا مگر اُمّ المصائب کا سرِ فہرست نام آیا
سمجھ کر باپ کی مسند گئی بیٹیؑ پیمبرؐ کی فِضا بدلی ہوئی دیکھی نظر بازارِ شام آیا
نمازوں کے تقاضوں سے مسلماں پکڑے جاتے تھے مگر ہم بے نمازوں کو ذکیؔ کا نوحہ کام آیا

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

اے حسینؑ تجھ کو سلام

زندہ ہے تیرے نام سے یہ مذہبِ اسلام
اے حسینؑ تجھ کو سلام

ہر دور میں روکا گیا، ماتم تیرا پھر بھی ہوا
دنیا پہ ہے چھایا ہوا مولاؑ میرے تیرا نظام

تڑپا زمیں پہ نوجواں کھینچی کلیجے سے سناں
ملنے لگے کون و مکاں کہنے لگے مرسلؑ تمام

کٹتا رہا سوکھا گلا پھر بھی زباں پہ شکر تھا
تو صبر کی ہے انتہا کیوں نہ کہیں گیارہ امام

تلوار یا زخمِ جگر نیزے ہوں یا تیروں و تبر
تیرے بدن کو چوم کر سب نے کیا یہی کلام

ماتم کا ہے یہ معجزہ سینہ مصلّا بن گیا
رونا عبادت کہہ دیا جاری ہے تیرا فیضِ عام

کیا تھا تکلمؔ وہ سماں رونے لگی سب بیبیاں
چلنے لگا جب کاروں کہنے لگے قیدی تمام

شاعر: ضمیر نقوی

سوز: اصغر خان

السلام السلام السلام اے حسینؑ

السلام السلام السلام اے حسینؑ
مالکِ انس و جاں، وارثِ دو جہاں

کڑیل جواں کی لاش اُٹھائی ہے آپ نے
اصغرؑ کی قبر رن میں بنائی ہے آپ نے
کس ہاتھ کو کٹا ہوا دیکھا ہے یا حسینؑ
کس مشک کو چھیدا ہوا پایا ہے یا امامؑ

تنہا کھڑا ہے دشت میں زہراؑ کا وہ پسر
جس نے رہِ خدا میں بہتر دیئے ہیں سر
بے شیر کے لہو سے امامت ہے سرخرو
تا حشر اب سجود ہے تا حشر اب قیام

السلام السلام۔۔۔۔۔

غازیؑ پکارتی رہی تجھ کو تیری بہن
پامال رن میں ہو گئی لاشِ شہہِ زمن
دیتا نہیں ہے آج کوئی اسکو حوصلہ
دینا ہے امتحان جسے جانا ہے سوئے شام

یوں ارضِ نینوا کو سنوارا حسینؑ نے
خونِ جگر سے اپنے نکھارا حسینؑ نے
سجدے میں سر کٹا کے شہہِ مشرقین نے
ارضِ بلا کو دے دیا ارضِ شفا کا نام

تم نے حسنؑ کے لال کے ٹکڑے اُٹھائے تھے
یادِ حسنؑ میں تم نے پھر آنسو بہائے تھے
سہرے کے پھول بکھرے پڑے تھے جو خاک پر
گٹھڑی میں رکھ رہے تھے انہیں چوم کر امام

شاعر:عاصم رضوی

سوز:عامر ملک وعابد ملک

خالی گھوڑا شاہؑ دا آیا اے پگ پاک رسولﷺ دی لایا اے

گھیر اپیٹن والیاں پایا اے بے وارث رج کرلائیاں نے

بابا نثارؔ حیدری

باب نمبر 14: بعدِ قتلِ شاہؑ

گلا بندھ رہا ہے بندھا لو سکینہؑ

مگر کچھ بھی ہو دیں بچا لو سکینہؑ

میر احمد نویدؔ

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں
خیمہِ سادات سے اُٹھا دھواں ہائے قیامت کا ہے سماں

ڈھل گیا دن ختم لڑائی ہوئی موت کی خاموشی ہے چھائی ہوئی چاک گریبان خدائی ہوئی خاک بسر فاطمہؑ جائی ہوئی لرزی زمیں کانپ اُٹھا آسماں
نورِ نظر راج دلارے گئے زینبِؑ دلگیر کے پیارے گئے شاہؑ کے سب انصار بھی مارے گئے آس تھی جن پر وہ سہارے گئے لوٹ لیا موت نے یہ کارواں

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں

خوں میں ہے تر شیر جری کا علم
ہو گیا شبیرؑ کا سر بھی قلم
خوشیاں منانے لگی فوجِ ستم
غم سے تباہ حال ہیں اہلِ حرم
لٹ گئی کونین کی شہزادیاں

عون و محمد نہیں اکبرؑ نہیں
سرورؑ و عبّاسِؑ دلاور نہیں
ہائے کوئی مونس و یاور نہیں
خیمہ نہیں مقنع و چادر نہیں
دشت میں ہیں آلِ نبیؐ بے اماں

مادرِ اکبرؑ کا عجب حال ہے
دیتا ہے جب کوئی تسلّی اُسے
کہتی ہے دل تھام کے روتے ہوئے
کھو گئے اس بن میں سہارے میرے
مر گیا ہائے میرا کڑیل جواں

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نوری

ماں ہوں ہر اک رنج اُٹھاؤں گی میں
روتے ہوئی خود چلی جاؤں گی میں
ڈھونڈ کے بے شیر کو لاؤں گی میں
اسکے بناء جی نہیں پاؤں گی میں
رہ گیا ہائے میرا بچہ کہاں

ہائے یہ بے چارگی یہ بے کسی
دیتا نہیں اس کو دلاسہ کوئی
درمیاں لاشوں کے اکیلی کھڑی
کہتی ہے بچی کوئی سہمی ہوئی
ڈھونڈنے جاؤں تمہیں بابا کہاں

ہے یہ گوہرؔ عظمتِ بنتِ علیؑ
سب کو سنبھالا بھی حفاظت بھی کی
غم میں شہہِ دین کے بھی روتی رہی
ممتا پہ آنچ بھی آنے نہ دی
ماں تو ہے بس عونؑ و محمدؑ کی ماں

آگئی شامِ غریباں جو رُلانے بھائی

آگئی شامِ غریباں جو رلانے بھائی اُٹھو عبّاسؑ بہن تم کو بلانے آئی
کون ڈھونڈے گا سکینہؑ کو جا کے مقتل میں موج عبّاسؑ کے لاشے کو جگانے آئی
چل گیا شمر کا خنجر جو گلوئے شہ پر ماں تڑپتی ہوئی لاشے کے سرہانے آئی
پھٹ گیا دیکھ کر فضّہ کا کلیجہ جس دم بانو جلتے ہوئے جھولے کو جھلانے آئی
اب تو چادر بھی نہیں سر پہ کہ چہرا ڈھانپوں کس طرح جائے گی عابدؑ کو اُٹھانے بھائی
میں تو زندہ تھی کہ زندہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کیسے زندہ ہوں تیرے بعد نہ جانے بھائی

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

دن ڈھل گیا ہے لوگو۔ہائے شامِ غریباں

ہائے شامِ غریباں، ہائے شامِ غریباں

دن ڈھل گیا ہے لوگوں، گھر جل گیا ہے لوگوں، زینبؑ اُجڑ گئی ہے

زینبؑ کے سر سے دیکھو چادر بھی چھین لی ہے

بیمار ایک جاں کو کیسی سزا یہ دی ہے

عابدؑ بھی رو رہا ہے، دامن بھگو رہا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

لوٹا ہے ظالموں نے زہراؑ کے گلستاں کو

دیکھو لگے طمانچے ننھی سی ایک جاں کو

بے آسرا سکینہؑ، بھائی پدر بھی چھینا، زینب اُجڑ گئی ہے

لاشے پہ جا کے باپ کے کہتی ہے یہ سکینہؑ

پھر کب ملے گا بابا مجھ کو تیرا یہ سینہ

دشمن جہاں ہے میرا، چھینا ہے پیار تیرا، زینب اُجڑ گئی ہے

ہائے شامِ غریباں۔۔۔۔

آیا سوار کوئی خیموں میں اک حجاب میں
پوچھا بتولؑ زادی نے تو کون ہے نقاب میں
بولے علی نہ گھبرا، یہ کیا ہوا ہے بتلا، زینب اُجڑ گئی ہے

روکے کہا یہ زینبؑ نے ہم لٹ گئے ہیں بابا
میدانِ کربلا میں ہم مٹ گئے ہیں بابا
ہائے ظلم کیا ہوا ہے، ہائے کیا ستم ہوا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

ناصرؔ یہ شام کیسی آئی ہے کربلا میں
کیا کیا مصیبتوں کو لائی ہے کربلا میں
بھائی بچھڑ گیا ہے، گھر بھی اُجڑ گیا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

شاعر: ناصرؔ

تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے

تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے قبلہ لہو لہو ہے کعبہ لہو لہو ہے
رکھا ہوا ہے خنجر قرآن کے گلے پر آیت لہو لہو ہے سورہ لہو لہو ہے
لاشِ پسر اٹھائے یا شاہؑ خاک اڑائے برچھی گڑھی ہے دل میں سینہ لہو لہو ہے
سائے جھلس رہے ہیں پیکاں برس رہے ہیں زینبؑ تری ردا کا سایہ لہو لہو ہے
اے شام کون آیا زنجیر کا ستایا آنکھیں لہو لہو ہے چہرہ لہو لہو ہے
چھنتے ہیں گوشوارے بہتے ہیں خوں کے دھارے دامن لہو لہو ہے کُرتا لہو لہو ہے
ہے تازیانے کھاتی زینبؑ کو ہے بچاتی اے شام سر سے پا تک فضہؑ لہو لہو ہے

تسبیح رو رہی ہے۔۔۔۔۔

جس پر زمیں ہے قائم عرشِ بریں ہے قائم تیروں کے درمیاں وہ تنہا لہو لہو ہے
ہے عرش خوں میں ڈوبا ہے فرش خوں میں ڈوبا کیا پوچھتے ہو مجھ سے کیا کیا لہو لہو ہے
ہے دھوپ کی وہ شدّت پیاسوں کی ہے وہ حالت کوزے لہو لہو ہے دریا لہو لہو ہے
یہ شامِ کربلا ہے نیزے پہ اک ردا ہے اور دُور تک صحرا سارا لہو لہو ہے
کر لے نویدؔ ماتم ہے یا حسینؑ پیہم ہر ماتمی کا غم سے سینہ لہو لہو ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

https://youtu.be/r2mly3YHg3w?si=lWhYMJGjvbC8leKX

زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو

زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو، صحرا نے چاند ستاروں کو مٹی کا کفن پہنایا ہے تیروں نے لاش اُٹھائی ہے، نیزوں نے قبر بنائی ہے تلواروں نے دفنایا ہے
نیزوں پر نیزے چلتے ہیں، صحرا میں خیمے جلتے ہیں اور شام کے سائے ڈھلتے ہیں خیموں میں ماتم برپا ہے، زینبؑ پہ غشی کا سایہ ہے اک سر نیزے پر آیا ہے
عاشور کا سورج ڈھلتا ہے، صحرا کا سایہ جلتا ہے سناٹا آنکھیں ملتا ہے زینبؑ کی ردا ہے نیزے پر، اک بار ابھی غش سے اُٹھ کر عابدؑ کو پھر غش آیا ہے

زہراؑ و علیؑ کے۔۔۔۔

خنجر سے دن کا قتل ہوا، یا کاٹا گیا سرورؑ کا گلا اے میرے خدا اے میرے خدا شبیرؑ کا سر ہے نیزے پر، یا پھر شبیرؑ کا سر بن کر سورج نیزے پر آیا ہے
ہر سمت اندھیرے چھائے ہیں، مقتل میں پڑے کچھ سائے ہیں اور رات نے پر پھیلائے ہیں یہ چاند ستارے زخمی ہیں، زینبؑ کے دلارے زخمی ہیں یا کُل عالم زخمایا ہے
تا عرش نویدؔ ہے میرا رَم، چلتا ہے نویدؔ جو میرا دم بے وجہ ہے مجھ پر اُن کا کرم کیا کاسہ لیا کیا لفظ لکھے، کیا فقر کیا کیا شعر کہے بس میں نے سبق دھرایا ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا
اے عزیزو خاندانِ مصطفےٰ لوٹا گیا

ہوتی ہے ماں کو تمنا نوجواں دولھا بنے
اُمِّ لیلیٰ کا وہ ارماں بے خطا لوٹا گیا

فاطمہؑ کی بیٹیوں کا آسرا عباسؑ تھے
زینبؑ و کلثومؑ کا وہ آسرا لوٹا گیا

حُلّے جنت کے خدا نے بھیجے جن کے واسطے
پیرہن تک اُس شہِ مظلوم کا لوٹا گیا

عصرِ عاشورہ کو دو بچے عطش سے مر گئے
نہر پر پیاسوں کے دل کا مدعا لوٹا گیا

کربلا کے بن۔۔۔۔۔

گیارویں شب روشنی دیکھی تو زینبؑ نے کہا
ظالموں لوٹوں گے اب کیا گھر بھرا لوٹا گیا

شام کے زنداں میں آکر مر گئی بنتِ حسینؑ
ماں پھوپھی بہنوں کے دل کا آسرا لوٹا گیا

بولی صغریٰؑ بی بیوں کی گودیوں کو دیکھ کر
بی بیوں ننھا سا وہ غنچہ بھی کیا لوٹا گیا

یا خدا لوٹا نہ جائے کوئی کنبہ اِس طرح
جس طرح زہراؑ کا کنبہ جا بجا لوٹا گیا

https://youtu.be/kibt9IvMxww

ہائے حسینؑ

یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں

یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں چھین کر چادر بھی اُمت تیری شرمائی نہیں
مصطفےؐ کے دین کی خاطر بتا اے کلمہ گو کیا علی اکبرؑ نے سینے پہ سناں کھائی نہیں
خون ہے تیرے ہی ہاتھوں پہ نبیؐ کے چین کا کلمہ گو تیرے لئے کافی یہ رسوائی نہیں
اے مسلمانوں چھتوں پر چڑھ کے ماتم دیکھنا رسم کیا وہ شام والی تم نے دُھرائی نہیں
چھین لی جس کی ردا تم نے سرِ کرب و بلا کیا اُسی کی شان میں یہ انّما آئی نہیں
پوچھتا ہے یہ صداؔ ہر کلمہ گو سے آج بھی کیا گواہی فاطمہؑ کی تم نے جھٹلائی نہیں

شاعر: باوا صداؔ حسین شاہ

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کیلئے

صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کے لیے آگئی شامِ غریباں گھر جلانے کے لیے
جب سے زینبؑ نے سُنا ہے آگئے بابا میرے ڈھونڈتی پھرتی ہے چادر سر چھپانے کے لیے
بازوئے غازیؑ اگر کافی نہیں تجھ کو فرات کیا رقیہؑ آئے اب بازو کٹانے کے لیے
خونِ اصغرؑ سے اگر بجھتی نہیں تیروں کی پیاس خون حاضر ہے سکینہؑ کا بجھانے کے لیے
سر سے چادر کا اُترنا موت زینبؑ کی ہے پر اب بھی زندہ ہے تو عابدؑ کو بچانے کے لیے
کربلا کے بعد اصغرؑ کے تبسم کے سوا کیا سبب بچتا ہے اکبرؑ مُسکرانے کے لیے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: منور علی نومی

ہائے مار د تا لو گاں بابا میر ا بھر ا

ہائے مار د تا لو گاں بابا میر ا بھر ا
سین غازیؑ دی وین پاوے کر بل وچ باج ر دا

اے وقت کسے تے نہ آوے جہڑا اج کر بل وچ آیا
اک سانگھ تے میری چادر سی اک سانگھ تے امبڑی جایا
میں اودے سر نوں تک دی رئی، او چادراں منگدا ریا

میں زین تے آپ سوار کیتا، بانگاں کلثوم نے پھڑیاں
جتھے ویر کھڑے سن کل تائیں، اُتھے تیریاں نوحاں کھڑیاں
آخری ویلے خیمیاں چوں، اینج ٹریا ویر میرا

کیویں نور گواں کے اکھیاں دا، اکبرؑ اکبرؑ کر داسی
کیویں لاش تے پہنچیا اکبرؑ دی کیویں ڈگ داسی اٹھ داسی
تھوڑی پہلاں جے تو آندا، اے منظر خود تکدا

ہائے مار دتا لو گاں۔۔۔۔

پوانویں سڑ کے خیمے راکھ ہوئے، نہ فیر وی پہرا چھڈیا
میں جاندی ساں توں آوے گا، پر میں نئیں تینوں سڈیا
حوصلہ رکھ کے کیتے نیں، غازی دے فرض ادا

جھہڑے تیراں نیزیاں توں بچ کر او خیر لئے سن باہواں
بڑے او کہے راکھ تے خیمیاں دی او بال سوائے مانواں
بال او سارے جگ پئے نیں، ہن آ کے آپ سوا

نو لکھ تیراں تلواراں نے او دے بدن تے ضرباں لایاں
بھر بھر کے جھولیاں شامیاں نے زخماں تے ریتاں پایاں
لاش تے گھوڑے بھج دے رئے، رہیا تکدا پور مرا

اکبرؔ آے آکھیا حیدرؑ نے زینبؑ دے ہتھ نوں چم کے
ناں حال سنا مینوں زخماں دے میں جان داہاں غم تیرے
نال زہراؑ دے تکدا رہیا میں سارا صبر ترا

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغرؔ خان

دن دسویں داڈھل گیاویرن

دن دسویں داڈھل گیاویرن آساں مک گئیاں انتظار دیاں
نقش قدماں دے ویکھ رونی آں اے امیداں نے میں بیمار دیاں

رات ایس خواب نے ڈرایااے آمسلماناں گھر جلایااے
دادی زہراؑ آپئی وین کر دی اے بھین صدقے تیرے دوار دیاں

نال کبریٰؑ سکینہؑ بھینی اے فیر میری کمی کی رہنی اے
جیویں اکبر جوانیاں ماڑے اے دعاواں نے میں لاچار دیاں

جھولا اصغرؑ داوی جلایااے ایناں بابے دادل دکھایااے
دھپاں چہ ماں رباب بیٹھی اے، اے مثالاں نے ماں دے پیار دیاں

ویکھیاں میں بارات رل گئی اے لاڑے قاسم دے مہندی رل گئی اے
فیر سنیاں میں خیمیاں دے وچ ہچکیاں کبریٰؑ پردے دار دیاں

دن دسویں داڈھل۔۔۔۔۔

چاچا غازیؑ وی مشک چائی اے یاد دادے علیؑ دی آئی اے
باہنواں مجبور کربلا دے وچ ویکھیاں حیدرِ کرار دیاں

آخری ویلے بابا ٹریا اے راہ گھوڑے دا بھین ولیا اے
چھوٹے ہتھاں دے وچ سکینہؑ دے رسیاں ویکھیاں مہار دیاں

یہ وچھوڑا کدے وی مکڑا نئیں رونا صغریٰؑ دا نال رکنا نئیں
غم شہروزؔ یہ آباد روے یہ دعاواں نے عزادار دیاں

شاعر: ملک شہروز حیدر

کُرید شامِ غریباں کی راکھ میں کیا ہے
بقا کی صبح اِسی راکھ میں دبی ہوئی ہے

میر احمد نویدؔ

کربل دی سرزمین تے

کربل دی سر زمین تے زینبؑ دی اے صدا
بے جرم ماریا اے لوکاں میرا بھرا

میرے ویر نمازی دا سِر سانگ تے چایا اے
نیزے دے نال لا لئی میری شمر نے ردا

میرے پردے دا رکھوالا دریا توں مڑ نہ آیا
جینے دیں دی بقا لئی لے بازوں وی کٹوا

پگ پاک امامت دی زینبؑ کہیا پہنا کے
اٹھ بچڑا بن مہاری دس شام والا راہ

سر ننگے بازاراں چوں ہائے شام جان ویلے
زینبؑ نوں یاد آئے عباسؑ جے بھرا

کربل دی سرزمیں۔۔۔۔

وچ شام بازاراں دے زینبؑ کہیا عابدؑ نوں
آخر میں پردہ دار آں ذرا بھیڑ تے ہٹا

ہتھ رسیاں تے سر ننگے او بی بیؑ شام آئی
سورج نے وی کیتا سی جس سینؑ دا حیا

ظلمات دے دریا وچ اسلام دی کشتی نوں
عابدؑ نے بن وکھایا کشتی دا ناخدا

جس دھرتی اتے لوگوں خونِ بتولؑ ڈُلیا
وہ مٹی بن گئی اے مومن دے لئی شفا

منظورؔ! حسینؑ ابنِ علیؑ سر جے نہ کٹواندے
کوئی نہ جگ تے کردا سجدہ اے باخدا

شاعر: منظورؔ حسین
سوز: اختر حسین اختر

جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی

جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی عبّاسؑ کہاں ہو تم
نہ سر پہ رہی چادر نہ میرا بچا بھائی عبّاسؑ کہاں ہو تم

عبّاسؑ چلے آؤ خیموں میں غریبوں کے
بھوکے اور پیاسے ہیں لوٹے ہیں نصیبوں کے
سجادؑ کو ہوش نہیں کلثومؑ ہے گھبرائی

جلتی ہوئی دھرتی پر مظلوم کی لاش پڑی
روتی ہے سکینہؑ بھی بابا کے پاس کھڑی
ہے حال یتیمانہ غربت کی گھٹا چھائی

ہائے شمر کمینے نے معصوم سکینہؑ کے
مارے ہیں تماچے بھی ہائے پھول سے گالوں پہ
آجاؤ چچا غازیؑ رو رو کے وہ چلائی

جلتے ہوئے خیموں سے۔۔۔۔

شبیرؑ پڑا رن میں کئی روز کا پیاسا ہے
تیروں ہوا چھلنی مظلوم کا لاشہ ہے
نہ کفن ملا اس کو نہ قبر ہی بن پائی

کلثومؑ نے سر پیٹا مقتل میں کھڑے ہو کے
ہائے کانپتے ہاتھوں سے زینبؑ نے رو رو کے
دستار امامت کی سجادؑ کو پہنائی

معصوم یتیموں کو پانی کی آس نہیں
غازیؑ اب اصغرؑ کے ہونٹوں پہ پیاس نہیں
شبیرؑ نے لاش اُس کی ہے ریت میں دفنائی

بچوں کو ڈرایا ہے کربل کی اداسی نے
اخترؔ یہ کہا ہو گا احمدؐ کی نواسی نے
مقتل میں ہے سناٹا اور موت کی تنہائی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے

رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے سارے
ایک ایک کر کے ستم گاروں نے مارے سارے

گھر نبی زادیؑ کا افسوس ہے برباد ہوا
لُٹ گئے دشت میں زہراؑ کے دُلارے سارے

تپتے صحرا میں یہ سادات کے لاشے تو نہیں
ہر طرف بکھرے ہیں قرآن کے پارے سارے

بنی ہاشم کا قمرؑ ڈوب گیا ہے رن میں
مل گئے خاک میں سب عرش کے تارے سارے

خالی کوزے لئے بے چین ہے پیاسے بچے
تشنہ لب رہ گئے دریا کے کنارے سارے

اب نہ شبیرؑ نہ عبّاسؑ جری باقی ہے
چِھن گئے ہائے غریبوں کے سہارے سارے

اُن مصائب کے محبؔ صرف ہیں سجادؑ گواہ
قید میں دن جو سکینہؑ نے گزارے سارے

شاعر: محبؔ فاضل
سوز: اصغر خان/عامر ملک

کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی

کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی
صرف رونے کو محمدؐ کی نواسیؑ رہ گئی

سج گئی قاسمؑ کے ٹکڑوں سے اُدھر کرب وبلا
ماں اِدھر بیٹے کی دلہن کو سجاتی رہ گئی

قید میں بالی سکینہؑ کو ملا بابا کا سر
منہ پر منہ رکھ کر جو سوئی ماں جگاتی رہ گئی

اے مسلمانوں تمہاری غیرتیں کیا ہو گئیں
تم تماشائی تھے زینبؑ منہ چھپاتی رہ گئی

چھینتا تھا شمر (لعین) چادر اور زینبؑ بار بار
اپنے چادر کے محافظ کو بلاتی رہ گئی

کیا رہا خیموں۔۔۔۔

ہر طمانچے پر سکینہؑ منہ پہ رکھ کر ننھے ہاتھ
نیل رخساروں کے غازی کو دکھاتی رہ گئی

خونِ دل عباسؑ کا سب بہہ گیا رن میں مگر
دل میں بس اک بات زینبؑ کی ردا کی رہ گئی

مادرِ اصغرؑ نہ بیٹھی سائے میں اصغرؑ کے بعد
سائے میں آئی تو زندہ لاش باقی رہ گئی

آ گئے ریحانؔ و سرور کربلا سے لوٹ کر
آج تک خوشبو بدن میں کربلا کی رہ گئی

شاعر: ڈاکٹر ریحان عظمی

نوحہ خواں: ندیم سرور

کرب و بلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین

کرب و بلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین
بے گور و بے کفن ہے زہرہ کا نورِ عین

شبیرؑ لا رہے ہیں کڑیل جواں کا لاشہ
آواز دے رہے ہیں عباسؑ کو حسینؑ

کرب و بلا کے بن میں روتی رہی سکینہؑ
بعدِ حسینؑ دکھیا پائے گی کیسے چین

خالق کی کل خدائی شبیرؑ نے بچائی
احسان ہے یہ تیرا اے شاہِ مشرقین

نوحے اذانِ غم ہیں آنسو محبؔ وضو ہیں
شبیرؑ کا یہ ماتم حق کی ہے زیب و زین

شاعر: محبؔ فاضلی

ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی

ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی

شام ہوئی تاریکی چھائی رو کے پکاری زہراؑ جائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

کیا کیا ہم پہ ظلم ہوئے ہیں بعد تمہارے اے میرے بھائی

مارا گیا ہمشکل پیمبرؐ لٹ گئی رن میں شہہ کی کمائی

تنہا میرے ماں جائے نے لاش جواں بیٹے کی اٹھائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

ایک گھڑی تو اس غربت میں ایسی قیامت کی بھی آئی

کوئی نہیں تھا مونس و یاور کوئی نہیں تھا شہہ کا فدائی

باپ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پسر کی قبر بنائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

ہائے قیامت آئی۔۔۔۔۔

گھیرے ہوئے تھے لاکھوں ستمگر اور اکیلے تھے شہہ والا
کتنی حسرت سے رورو کر دیکھ رہے تھے جانب دریا
تم نہیں آئے کیوں نہیں آئے تم کو بہن نے کتنا پکارا
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

اٹھ کر دیکھو حشر بپا ہے لوٹ رہے ہیں ہمکو ستمگر
جلتے ہیں سادات کے خیمے ایک قیامت کا ہے منظر
لوٹ کے آجاؤ میرے بھائی خاک بسر ہے آل پیمبر
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

نہ اکبرؑ ہیں اونہ قاسمؑ نہ تم ہو نہ شاہِ مدینہ
شمر طمانچے مار رہا ہے مشکل ہے بچی کا جینا
کوئی نہیں ہے روکنے والا مر نہ جائے بالی سکینہؑ
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے

مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے
عاشور کا دن ڈوبا غربت کی شب آتی ہے

زینبؑ کی سرِ مقتل اللہ رے تنہائی
بیٹے ہیں بھتیجے ہیں نہ اب کوئی بھائی ہے

اب تک نہیں آیا ہے بے شیر پسر رن سے
ماں بیٹھی ہوئی خالی جھولے کو جھلاتی ہے

بے خوف و خطر اعدا خیموں کو جلاتے ہیں
گھبرائی ہوئی زینبؑ غازیؑ کو بلاتی ہے

کڑیل علی اکبرؑ کی ماں کہتی تھی رو رو کر
کیوں سنتے نہیں بیٹا ماں کب سے بلاتی ہے

مقتل میں خموشی ہے۔۔۔۔

ساحل پہ تڑپتا ہے لاشہ میرے غازی کا
میدان میں بے پردہ احمدؐ کی نواسی ہے

اک عالمِ وحشت ہے اور چاروں طرف لاشے
رو رو کے کوئی بچی بابا کو بلاتی ہے

آ میری سکینہؑ آ، آ جان میری آجا
شبیرؑ کے لاشے سے آواز یہ آتی ہے

آلِ ابو طالب نے باطل کو مٹا ڈالا
گوہرؔ یہ ہمیں دیں کی تاریخ بتاتی ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

کربلا کربلا کربلا- میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ

کربلا کربلا کربلا کربلا کربلا کربلا

میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ، میرا غازیؑ نہ رہا یا حسیناؑ

میں ہو گئی بے ردا یا حسیناؑ، اب کس کو میں دوں صدا یا حسیناؑ

صحرا میں کتنے لاشے دیکھے تیری بہن نے مجبور کر دیا ہے مجھ کو تیرے دفن نے میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔۔
خیمے جلا کے ظالم خوشیاں منا رہے ہیں کم سن یتیم سارے آنسو بہا رہے ہیں میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔۔
زخمی جو لاش آئی لیلیٰؑ کے گلبدن کی پھر ٹکڑے ٹکڑے دیکھی تصویر بھی حسنؑ کی میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔

کربلا کربلا کربلا۔۔۔

ہاتھوں میں رسن باندھے مقتل سے جا رہے ہیں قیدی قدم قدم پر صدمے اُٹھا رہے ہیں میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
بے چین ہے سکینہؑ کرب و بلا کے بن میں سو تیر دِکھ رہے تھے بابا تیرے بدن میں میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
بازو کٹے جو دیکھے عبّاسؑ باوفا کے کربل میں گونجتے تھے یہ بین انبیاء کے میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
افضالؔ لکھ رہا ہے یہ رو کے نوحہ غم کا ہر گھر پہ سایہ ہو گا عبّاسؑ کے علم کا میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔

شاعر و سوز: افضالؔ حسین

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

مستوراں نال نئیں جنگ ہوندی

مستوراں نال نئی جنگ ہوندی خیام جلاون کیوں آئے ہو سجادؑ تو پچھ ایناں شامیاں توں ساڈے زخم دُکھاون کیوں آئے ہو
یٰسین جوانی اکبرؑ دی اگے پھل برچھی تے تُل گئی اے اودی موت دا منظر اجڑیاں دے درتے دوہراون کیوں آئے ہو
ہک ہک وارث دی خیر ہووے پردیس دے وچ بیا کیارہ گئے ایدے ساہ تے پہلے زخمی ہن زنجیر پواون کیوں آئے ہو
خیام دے لاشے کفن چہ ھن مقتل دے لاشے باج کفن ساہ گِن دے پاک جنازیاں توتُساں کفن لہاون کیوں آئے ہو
مرداں دی جنگ ہے مرداں تیئں مستورتے جنگ مُک ویندی اے تاریخ عرب دے جنگ والے دستور مٹاون کیوں آئے ہو
جونؔ آکھے سین دے خیمہ گاہ ساڈے کیتے ہے صف ماتم دی مینڈی ماں دے بیت الحزن والا دکھ یاد کراون کیوں آئے ہو

شاعر: مدد علی جونؔ

سوز: ریاض حسین، دبئ

زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے

زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے

نہ بھائی اور نہ سر پہ ردا کا سایہ ہے

روداد کہوں کیسے فریاد کروں کس سے کہتی ہے یہ رو رو کے ہائے بابا

تھے صبح تلک اٹھارہ میرے بھائی

کرتی تھی یہی نوحہ اب کوئی نہیں میرا میں رہ گئی اب تنہا ہائے بابا

روتی ہے کھڑی مقتل میں زہراؑ جائی

قاسمؑ ہے نہ اکبرؑ ہے عبّاسؑ نہ سرورؑ ہے ہم بن میں بے گھر ہے ہائے بابا

ہے گھیرے ہوئے خاموشی اور تنہائی

کچھ بے سر لاشے ہیں کچھ پیاسے بچے ہیں کچھ اجڑے خیمے ہیں ہائے بابا

زینبؑ پر ہائے وقت۔۔۔۔۔

ہے چاروں طرف اک غم کی گھٹا چھائی

مظلوم تیری بیٹی سہ روز کی ہے پیاسی سہتی ہے جفائیں بھی ہائے بابا

زینبؑ نے تیری کیا کیا نہ مصیبت پائی

برباد ہوا سب گھر اب سر پہ نہیں چادر بس خاک ہے بالوں پر ہائے بابا

اس زینبؑ پر اعدا نے قیامت ڈھائی

کہتے تھے جسے سب ہی کونین کی شہزادی ہے اب وہ فریادی ہائے بابا

دن ڈوب گیا اور شامِ غریباں آئی

اب سنتا نہیں کوئی فریاد غریبوں کی ہائے یہ بربادی ہائے بابا

غش کر گئی روتے روتے زہراؑ جائی

خاموش تھا ہر منظر یہ نوحہ سن سن کر تھی بس یہ صدا گوہرؔ ہائے بابا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

دن ڈھلیا شاماں پہ گئیاں

دن ڈھلیا شاماں پہ گئیاں اک قافلہ شام تیاری اے
ایس قافلہ دی سالار بنڑی اک بی بیؑ درداں ماری اے جدی چادر شمر اتاری اے

میں لاش تیری تے چن ویرن ہائے تینوں آخری کرن سلام آئی
تیرا وعدہ توڑ نبھاون لئی میں زہراؑ بلوہ عام آئی
منہ والاں نال لکایا اے ہوئی پردے دی لاچاری اے جدی چادر شمر اتاری اے

خاتونِ جنت ماں زہراؑ ایدی ہن حسنؑ حسینؑ بھیراں جیدے
عباسؑ جری نوکر ایدا اپئی چمدی قدم وفا جیدے
نانا مرسلؐ اے نبیاں دا ایدی دو جگ تے سرداری اے جدی چادر شمر اتاری اے

تقصیر تے نئی اے زینبؑ دی کوئی بن قیدی شام چہ آئی اے
کیوں زینت سورہئ کوثر دی بازاراں وِچ پھروائی اے
ہائے دین دا سر تے بار جدے اودے سر اُتے سنگ بارے اے جدی چادر شمر اتاری اے

دن ڈھلیا شاماں پہ۔۔۔۔۔

کائنات خدا دی روندی رئی لوکو کی حالت ہے مستوراں دی
ہائے خاک دا پردہ سر کر کے بن گئی وارث دلگیراں دی
تطہیر جناں دے گھر اتری اس گھر دی راج دلاری اے جدی چادر شمر اتاری اے

عمرانؔ اے فیض اے بی بی دا جیڑے عرشاں تے ہوندے ماتم نے
پئے زہراؑ حیدرؑ روندے تے پئے روندے مرسلؐ خاتم نے
ہائے روون حوراں تے غلماں تے رووے ذاتِ باری اے جدی چادر شمر اتاری اے

شاعر: رانا عمرانؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں سورج کی سنہری تھالی تھی
اس چاند کی دس کو سانجھ تلک شبیرؑ سے دنیا خالی تھی
علامہ نجم آفندی

کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر

کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر سجادؑ رو رہے ہیں زینبؑ سے منہ چھپا کر
اک سمت بے کفن ہے بھائی کا اس کے لاشہ عبّاسؑ کی بہن کا باقی رہا نہ پردہ اب سوچتی ہے زینبؑ مانگے کفن یا چادر
بازو کہیں پڑے ہیں لاشہ کہیں پڑا ہے زینبؑ کی بے بسی پر غازیؑ تڑپ رہا ہے روتی ہے بے کسی بھی فرشِ عزا بچھا کر
جو گھر میں دو قدم بھی پیدل نہیں چلی ہے اک دن میں وہ ہی زینبؑ عبّاس بن گئی ہے پہرے پہ آ گئی ہے تنہا علم اُٹھا کر
سجادؑ سے لپٹ کر کہتی رہی سکینہؑ احساس ہو رہا ہے میں ہو گئی یتیماں ظالم ڈرا رہا ہے نیزہ دکھا دکھا کر

کیسی یہ شام آئی۔۔۔۔۔

لاشوں کے درمیاں وہ بابا کو ڈھونڈتی ہے منہ اپنا پیٹ کر یہ فریاد کر رہی ہے قدموں میں ہی سلا دو بابا مجھے بلا کر
جب آگئے نجف سے بیٹی کو ملنے بابا زانوں پہ رکھ کے سر یہ کہنے لگی وہ دکھیا زینبؑ اجڑ گئی ہے کرب و بلا بسا کر
خیموں کے ساتھ جھولا بستر بھی جل گیا ہے ناموسِ مصطفےٰؐ کو باغی کہا گیا ہے لے جائیں گے صبح کو قیدی ہمیں بنا کر
گزرے گی کیسے یاورؔ مقتل سے شہزادی عابدؑ نے رات مومن یہ سوچ کر گزاری زینبؑ کا نام لے گا ظالم جو مسکرا کر

شاعر: یاورؔ یوسفی

سوز: منور علی نومی

لُٹ پے گئی خیمے ساڑ دتے

لُٹ پے گئی خیمے ساڑ دتے رو آکھے عونؑ دی ماں غازیؑ میرے سر دا برقعہ لوکاں نے لیا نیزیاں نال لہا غازیؑ
افسوس کہ کلمہ گو میری عظمت نوں نہ پہچان سکے میری عظمت لئی رُخ پھیر گئی بلدے خیمے دی بھاں غازیؑ
اکبرؑ دی موت دے صدمے نوں رب جانداا ے کنج سہہ گئی آں کنڈیارا طوق مہاری دا گیا جیوندیاں مار مُکا غازیؑ
تیرا بھجدے گھوڑے توں لہنا عبّاسؑ بھرا بن بانہواں دے گیا ویر حسینؑ نمازی نوں بے حد کمزور بنا غازیؑ
کُھنڈے خنجر نال ظالم نے ہائے تیرا ضرباں لائیاں نیں تاں جا کے سر توں ہویا اے میرے ویر دا بدن جدا غازیؑ
جے سن سکنا ایں تے سن میتھوں منظر شبیرؑ دے سجدے دا کیونکہ میں ٹُٹدا ویکھیا اے تیرے پیر دا آخری ساہ غازیؑ

لُٹ پے گئی خیمے ساڑ دتے۔۔۔۔

دربار دی پیشی دا سن کے سجادؑ نے غش نوں ملیا اے ایہہ سوچ کے ڈگدا اے ہر واری کتھے زینبؑ شام کُجا غازیؑ
معصوم سکینہؑ دے گیسو تے اونگلاں شمر لعین دیاں بے درد شمر دیاں اونگلاں چوں بے کس دے وال چھڑا غازیؑ
میرا ویر نمازی مار دتا چادر تطہیر لہا چھوڑی کدی سوچیا نئیں انج اُجڑن گے تیرے باجوں بھین بھرا غازیؑ
مظلوم بھرا دے ماتم دا ارمان نہ بھین نوں رہہ جاوے مجبور نیں ہتھ وچ رسیاں دے بازو آزاد کرا غازیؑ
ہر دن فیاضؔ دی زندگی دا شبیرؑ دے سوگ دا دن ہووے ہر رات عاشور دی رات ہووے کر لے منظور دعا غازیؑ

شاعر: فیاضؔ حسین

سوز: مختار حسین میجو

جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا
سب قتل ہوئے کوئی نہ رہا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

مظلوم کی تھی سجدے میں جبیں، ظالم نے چلائی شہؑ پہ چھری
جس وقت گلا بھائی کا کٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

دریا کے کنارے کربل میں، عباسؑ کے بازو قلم ہوئے
جب زین سے اُترا شاہِ وفا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

بھائی نہ رہے بیٹے نہ رہے، جب آئی شام غریبوں پہ
بے آس ہوئے جب آلِ عباؑ، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

سب ماتمی ماتم کرتے ہیں، عاشقؔ کی زباں پہ ہے نوحہ
یہ کہہ کے عالم روتا رہا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

میرا گھر جلایا لٹیار داواں

میرا گھر جلایا لٹیار داواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں عابدؑ بچاواں یا اگ بجھاواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں
یوسفؑ توں سوہنے میرے ویر مارے، میں شام چلیاں بے کفن سارے قبراں بناواں یار سیاپاواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں
میں دین بچاون وچ شام آئی، سب لوک ویکھن میری بے ردائی خطبے سناواں یا منہ لکاواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں
خیمے چہ قاسمؑ دی لاش آئی، چم چم کے ٹکڑے کہوے زہرؑا جائی ہن سہرے لاواں یا صف بچھاواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں
جس ویر دے لئی چھڈیا مدینہ، جیویں قتل ہویا بھلنا کدی نہ اونوں کفن پاواں یا شام جاواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں
ویرن دے قاتل خیمے چہ آگئے، اے حسنؔ زینبؑ عابدؑ نوں آکھے ہن جل میں جاواں یا باہر آواں رو آکھے زینبؑ کس پاسے جاواں

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: اکبر عباس

ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے

ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے میں اجڑ گئی غازیؑ
میرا بھائی بھی مارا گیا اور سر پہ میرے ماں کی چادر نہ رہی غازیؑ

مقتل میں پڑی لاشیں ہے خوفزدہ منظر
دریا سے چلے آؤ معصوم یتیموں کو ہے پیاس لگی غازیؑ

لاشوں میں کھڑی ہو کے بابا کو بلاتی ہے
کانوں سے لہو جاری اور درد کی شدت سے یہ سو نہ سکی غازیؑ

اخترؔ کہا زینبؑ نے رو رو کے خدا حافظ
تو جس کا نگہباں تھا چادر نہ رہی سر پہ میں شام چلی غازیؑ

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

اب تو آ جاؤ شہنشاہِ وفا

اب تو آ جاؤ شہنشاہِ وفا
رو رو کہتی تھی سکینہؑ رن میں
لٹ گئی ثانیِ زہراؑ کی ردا

شمر نے مارے طمانچے ہیں میرے گالوں پہ
چھڑکیاں دے کے اُٹھایا ہے مجھے
بابا کی لاش پہ رونے نہ دیا

چھین کر سب کی ردائیں اور جلائے خیمے
ایسے لٹا ہے مسلمانوں نے
نہ کیا آلِ محمدؐ کا حیا

تم کو عبّاسؑ کی طاقت پہ بھروسہ تھا بہت
قید ہونے سے بچائے تم کو
آ کے یہ شمر نے زینبؑ سے کہا

اب تو آجاؤ۔۔۔۔۔

شام جانے کیلئے قافلہ تیار ہے جو
اُن میں ایک رات کی بیاہی ہے کھڑی
ہاتھ سے اُترا نہیں ہے رنگِ حنا

توڑ دی مار کے اکبرؑ کے جگر میں برچھی
اور ستمگر نے کہا مولاؑ سے
یہ سُنا ہے کہ تو صابر ہے بڑا

صاحب العصرؑ یہ الفاظ ادا کرتے ہیں
کوئی خوبی یہ نہیں اخترؔ کی
اس کے نوحوں میں ہے زہراؑ کی دعا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

غازیؑ تیرے بغیر اج بھیناں تیریاں

غازیؑ تیرے بغیر اج بھیناں تیریاں کلیاں نیں روندیاں منہ کر دریا دے پاسے ہائے رووین پاؤندیاں
تیریاں بھیناں تے کنج دی اے غریبی آئی بعد تیرے غازیؑ کیویں ویر دی لاش تے تک لے ہائے جھڑکاں نے کھاندیاں
لے گئیاں سر توں رداواں ویر لوکاں مارے مان مک گئے سارے ہن اجڑیاں سر وچ اپنے ہائے مٹیاں نے پاؤندیاں
ایہو افسوس ہے غازیؑ چھڈ کے لاشاں نوں ٹرپئیاں سفر اں نوں ساڈے ہتھ جے قید نہ ہوندے ہائے قبراں بناؤندیاں
جدوں شبیرؑ دے گل تے تیرہ ضرباں چلیاں وچ خیمے کھلیاں اسی دور کھلو کے تینوں ہائے رہیاں بلاؤندیاں
ایس دنیا تے نہ کوئی جے قرآن ہوندا نہ مسلماں ہوندا صابرؔ جے دینِ خدا نوں ہائے اے نہ بچاؤندیاں

شاعر: مرتضیٰ صابرؔ

سوز: اصغر خان

زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے

زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے
روتی ہوئی شبیرؑ کے لاشے پہ کھڑی ہے

گھبرائی ہوئی شمر کے ظلموں سے ہے زینبؑ
قیدی بھی ہے اور شامِ غریباں کی ڈری ہے

فضہؑ نے یہ رو کے کہا سجادؑ سے جا کر
زینبؑ سرِ عریان ہے اور بھیڑ بڑی ہے

زینبؑ نے قتل بھائی کا منوانے کی خاطر
درباروں میں بازاروں میں ہر جنگ لڑی ہے

اخترؔ جو غمِ ثانیِ زہراؑ میں ہے روتا
وہ روزِ جزا نارِ جہنم سے بری ہے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے

بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے بلوے میں نبی زادی بے مقنع و چادر ہے
ناوک نے جیسے چھیدا وہ فاطمہؑ کا دل تھا ظالم نے یہی جانا حلقِ علی اصغرؑ ہے
شاید کہ نگاہوں میں اصغرؑ کا تڑپنا ہے لپٹی ہوئی جھولے سے بے شیر کی مادر ہے
برچھی ہے کلیجے میں برچھی میں کلیجہ ہے تر خون میں سرِ میداں تصویرِ پیمبرؐ ہے
عباسؑ تمھیں اُٹھ کر سید کو سہارا دو شبیرؑ کے کاندھے پر لاشِ علی اکبرؑ ہے
یارب کہیں خیمے سے زینبؑ نہ نکل آئے شبیرؑ ہیں سجدے میں حلقوم پہ خنجر ہے
کس کس کا کرے ماتم کس کس کیلئے روئے غم خوار بہتر کی اک زینبِ مضطر ہے

بے گور و کفن۔۔۔۔۔

بھائی کو بھتیجوں کو بیٹوں کو بھرے گھر کو رونے کیلئے تنہا شبیرؑ کی خواہر ہے
سقائے سکینہؑ کو کوئی یہ خبر کر دے بے حال تماچوں سے شبیرؑ کی دختر ہے
دریا پہ کوئی جا کر عباسؑ سے یہ کہدے کونین کی شہزادی مقتل میں کھلے سر ہے
اک روز جو کوفے کی کہلاتی تھی شہزادی افسوس وہی زینبؑ کوفے میں کھلے سر ہے
کس درد میں عابدؑ نے طے منزلِ کوفہ کی زنجیر کو سکتہ ہے اور طوق کو چکر ہے
وہ ریگِ بیاباں پر شبیرؑ کا اک سجدہ عظمت ہے اثرؔ دیں کی اسلام کا جوہر ہے

شاعر: اثرؔ ترابی

پڑی تھی نعش رن میں بے کفن

پڑی تھی نعش رن میں بے کفن سبطِ پیمبر کی
ہجومِ عام میں زینبؑ رہی محتاج چادر کی

اکیلی پہرے پر روتی رہی شامِ غریباں میں
نبی زادی کو یاد آئی بہت عباسؑ و اکبرؑ کی

اِدھر اکبر نے دم توڑا اُدھر صغراؑ کا خط پہنچا
بہت روئے شہِ دین دیکھ کر تحریر دختر کی

ردا چھنتی ہوئی زینبؑ کے سر سے دیکھی عابدؑ نے
نگاہوں میں رہی تشہیر زینبؑ کے کھلے سر کی

لکھا صغراؑ نے بابا بھیج دے اکبرؑ کو جلدی سے
کہ میں مرنے سے پہلے دیکھ لوں صورت برادر کی

پڑی تھی نعش۔۔۔۔۔

تماچے کربلا سے شام تک کھائے سکینہؑ نے
مسلسل تھی یہ بچی پر جفا شمرِ ستمگر کی

وہ کالی رات جنگل کی وہ وحشت ناک سنّاٹا
ابھرتی تھی صدا اک ماں کے دل سے ہائے اصغر کی

اثرؔ دین و شریعت کو رکھے گی حشر تک زندہ
حسینؑ ابنِ علیؑ نے دی جو قربانی بہتر کی

شاعر: اثرؔ ترابی

لالہٰ نثار علی قصوری

حاجیوں کے سامنے اور حافظوں کے رو برو
معنیءِ اجر بنیؐ میدان میں روندا گیا
بابا نثارؔ حیدری

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضیٰؑ کے

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضےٰؑ کے زینبؑ اجڑ گئی ہے کرب و بلا میں آ کے
مرنے کی آرزو میں جھولے سے گر پڑے ہیں اصغرؑ کو چین آیا گردن پہ تیر کھا کے
کیسے بھلائے مادر اصغرؑ کا تیر کھانا چپ چاپ رو رہی ہے جھولے سے سر لگا کے
ہاتھوں سے دل کو تھامے دوڑے ہیں شاہؑ رن کو شاید گرے ہیں اکبرؑ برچھی جگر پہ کھا کے
دم توڑتے ہیں اکبرؑ اے نامہ بر ٹھہر جا اب کیا ملے گا تجھ کو صغریٰؑ کا خط سُنا کے
پامال کر دیا ہے لشکر نے جسمِ قاسمؑ شاہؑ چن رہے ہیں ٹکڑے اپنی عبا بچھا کے
عباسؑ تم کہاں ہو مظلوم کو سنبھالو شبیرؑ تھک گئے ہیں لاشے اُٹھا اُٹھا کے

بکھرے پڑے ہیں۔۔۔۔

زخمی ہیں کان دونوں بے حال ہے سکینہؑ دریا سے کون لائے عباسؑ کو بُلا کے
زہراؑ کی بیٹیوں کی تشہیر ہو رہی ہے غیرت سے چل رہے ہیں سجادؑ سر جھکا کے
ہائے وہ شامِ غربت ہائے رسول زادی یاد آرہے ہیں پہرے عباسؑ باوفا کے
سبطِ نبیؐ کا ماتم کرتے تو کس طرح سے بازو اثرؔ بندھے تھے ناموسِ مصطفیٰؐ کے

شاعر: اثرؔ ترابی

سوز: لالہٰ عبدالواحد قصوری

ہو کا عالم ہے کہ کچھ لاشے پڑے ہیں بے کفن گونجتی ہے دشت میں اک واحسیناؑ کی صدا بابا نثارؔ حیدری

عاشور کا ڈھل جانا صغریٰؑ کا ہو مر جانا

عاشور کا ڈھل جانا، صغریٰؑ کا وہ مر جانا
اکبرؑ تیرے سینے میں برچھی کا اُتر جانا

اے خونِ علی اصغرؑ میدانِ قیامت میں
شبیرؑ کے چہرے پر کچھ اور نکھر جانا

سجادؑ یہ کہتے تھے معصوم سکینہؑ سے
عباسؑ کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا

ننھے سے مجاہد کو ماں نے یہ نصیحت کی
تیروں کے مقابل بھی بے خوف و خطر جانا

زینبؑ نے جگر تھاما، مولاؑ نے کمر تھامی
بس مار گیا سب کو عبّاسؑ کا مر جانا

عبّاسؑ گئے مارے دیتا ہے خبر بی بی
خیمے میں تیرے سر سے چادر کا اُتر جانا

محسنؔ کو رُلائے گا تا حشر لہو اکثر
زہراؑ تیری کلیوں کا صحرا میں بکھر جانا

شاعر: سید محسن نقوی شہید

کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے

کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے
میری غربت کا ہے آغاز، ذرا دیکھ آ کے

تیرے بازو ہی اصل میں تو میری چادر تھے
اب کہاں ڈھونڈوں تیرے بازو، میں بھیا جا کے

لُٹ گئی چادرِ تطہیر برہنہ سر ہوں
منہ کو بالوں سے چھپایا ہے، ذرا دیکھ آ کے

لوٹنے آئے مسلماں یتیمہ کا جہیز
یہ خبر کس طرح عابدؑ کو ، سناؤ جا کے

ساتھ بابا کے گئی کوفے کی ملکہ بن کے
کون تعظیم کرے گا ، میری کوفے جا کے

گر تجھے کرتی نہ پابند نہ ہوتی میں اسیر
ہو کے پابند چلی شام ، ذرا دیکھ آ کے

اب میرے سر سے گھٹا غم کی ہٹا دے مولاؑ
منتظر کب سے ہوں سردارؔ ، ذرا دیکھ آ کے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

درداں دی ماری زینبؑ کربل چہ وین

داردں دی ماری زینبؑ کربل چہ وین پائے
بے گور و کفن نانا امڑی میری دے جائے

دریا تے گیا غازیؑ ہن تیک نہ آیا اے
معصومہ سکینہؑ نے نوں اس غم نے ستایا اے
منگو دعاواں سارے ہائے، عباسؑ خیری آئے

اکبرؑ نوں ساری زندگی رکھیا سی میں لوکا کے
قربان ہون چلیا تک لے توں بابا آ کے
نیزے تے تیر مارن ہائے، اے لوگ نیں پرائے

ہویا اے ٹکڑے ٹکڑے حسنینؑ دا جایا اے
سب ظالماں نے رل کے اینوں مار مکایا اے
قاسمؑ دی مہندی گوئی ہائے، نہ رج شگن منائے

درداں دی ماری۔۔۔۔۔

مقتل چہ ویر میرا زخماں دے نال چور اے
روندی اے خمیاں وچ با پردہ مستور اے
سب دیاں لاشہ چایا ہائے ، کوئی اِس دی لاش چائے

رب راکھا ویر تیرا بس چلے نہ ہی میرا
مجبور میرے وانگوں ہووے نہ ہور کیہڑا
بیمار مہاری نوں ہائے ، کیوں طوق نیں پوائے

اصغرؑ دی پیاس پیاسی دنیا نوں اج وی یاد اے
شربت پلایا جس نے اُوسے علیؑ دے لال اے
منگیا امام پانی ہائے، تیراں دے میہ وسائے

شاعر و سوز: اختر حسین اختر

نجف چوں آ بابا

میرا ہو گیا قتل بھرا بابا نجف چوں آ بابا میری چادر لٹ لئی کلمہ گو اہ نے، میں کھلیاں باہج ردا بابا
رہیا شمر کمینہ کوہندہ ویر نمازی نوں رئی میں ہکلاں دیندی غازیؑ نوں میرے سامنے ستر (70) قدم دے فاصلے تے رہیا ہوندا ویر ذبح بابا
ہائے آگئی شامِ غریباں لوٹیاں پے گئیاں اسی روندیاں پٹدیاں رہ گئیاں ہر خیمہ ساڑ کے ظالم مسلماناں کر چھڈیاں خاکِ شفا بابا
جیڑا سال اٹھارہ برقعیاں دے وچ پلیا اے اوہنے پھل برچھی دا جھلیا اے رب جانے کیویں پتر دے لاشے نوں رہیا پیو نے کنڈ تے چا بابا

میرا ہو گیا قتل بھرا۔۔۔۔

بھیناں نے ٹوریا ویر نوں وانگ جنازے تے رہیا روندیاں کھڑ دروازے تے پٹ پٹ کے اپنے سراں وچ پا مٹیاں اسی کیتے ویر ودا بابا
حد مک گئی سی مظلومی دی شبیرؑ اُتے جدوں چلیا تیر صغیر اُتے بڑے حوصلے دے نال آوندے تیر ولے رہیا تکدا ویر میرا بابا
اخترؔ دکھیاری زینبؑ وین اے پوندی رئی بابے نوں سینؑ بلاندی رئی کیندی رئی آن کے تک لے مقتل وچ دکھی دیندی کنج پہرا بابا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

اب آئے ہو بابا

وہ کربلا وہ شامِ غریباں وہ تیرگی
وہ زینبؑ حزیں وہ حفاظت خیام کی
آیا وہ ایک سوار قریبِ خیام شاہؑ
بیٹی علیؑ کی غیض میں سوئے فرس بڑھی
الٹی نقاب چہرے سے اپنے سوار نے
پیشِ نگاہِ زینبِؑ مظلوم تھے علیؑ
ہر چند صابرہ تھی بہت بنت فاطمہؑ
بے ساختہ زبان پر یہ فریاد آ گئی

زینبؑ نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر اب آئے ہو بابا
جب لٹ گیا پردیس میں اماں کا بھرا گھر اب آئے ہو بابا

بابا اگر آنا ہی تھا خالق کی رضا سے اس وقت نہ آئے
جب خاک پر دم توڑ رہا تھا میرا اکبرؑ اب آئے ہو بابا

اب آئے ہو بابا۔۔۔۔

کٹ کٹ کے گرے نہر پہ جب بازوِ عباسؑ اور کوئی نہ تھا پاس
اُس وقت صدا آپ کو دیتا تھا دلاور اب آئے ہو بابا

جب فرش زمین بامِ فلک لرزہ بجا تھا اس وقت کہاں تھے
جب باپ کے چلو میں تھا خونِ علی اصغرؑ اب آئے ہو بابا

جب بھائی کا سر کٹتا تھا میں دیکھ رہی تھی حضرت کو صدا دی
سر کھولے ہوئے روتی تھی میں خیمے کے در اب آئے ہو بابا

جُب لوگ بچا لے گئے لاشے شہداء کے حق اپنا جتا کے
بس ایک تن شبیرؑ تھا پامالی کی زد پر اب آئے ہو بابا

جب بالی سکینہؑ کے گوہر چھینے گئے تھے لگتے تھے طمانچے
حسرت سے مجھے دیکھتی تھی بانوئے مضطر اب آئے ہو بابا

اب آئے ہو بابا۔۔۔۔

جب شام کے قزاق ہمیں لوٹ رہے تھے　　خیموں کو جلا کے
آپ آ گئے ہوتے تو نہ چھنتی میری چادر　　اب آئے ہو بابا

کیا آپ نے فردوس سے یہ دیکھا نہ ہوگا　　کیا حشر بپا تھا
جب پشت سے بیمار کی کھینچا گیا بستر　　اب آئے ہو بابا

ایک رات کے مہمان ہیں پھر قید سلاسل　　اب آنے سے حاصل
بازار میں ہم صبح کو جائیں گے کھلے سر　　اب آئے ہو بابا

شاہدؔ رخ حیدرؑ پر بکھر جاتے تھے آنسو　　جب کھول کے گیسو
چلاتی تھیں زینبؑ میرے بابا میری چادر　　اب آئے ہو بابا

شاعر: سید شاہدؔ نقوی　　نوحہ خواں: عزت لکھنوی

https://youtu.be/QgQF7PC79X8?si=EFAKvgtZ6OTN-3bR

تو نہ آیا غازیؑ

جب ردا سر سے چھنی میں صدا دیتی رہی تو نہ آیا غازیؑ

آل عمران کہاں، اور زندان کہاں، یہ بہن قید ہوئی تو نہ آیا غازیؑ

ہم کو پانی نہ ملے ، تیری خوشبو تو رہے

تیرے بازو نہ کٹے، چاہے مشکیزہ چھدے

یہ مگر ہو نہ سکا ، تیرے بازو ہیں جدا

ہم پہ ہے تشنہ لبی ، تو نہ آیا غازیؑ

دھوپ میں تو تھا شجر ، تجھ سے آباد تھا گھر

ہے برہنہ میرا سر ، کیا نہیں تجھ کو خبر

اے علمدار وفا ، اس بہن کو با خدا

تجھ سے ڈھارس تھی بڑی ، تو نہ آیا غازیؑ

تو نہ آیا غازیؑ----

آگئی شام الم ، لٹ گئے اہل حرم
ریت پر جلتی ہوئی ، ہوگیا ٹھنڈا علم
پرسہ دینے کے لئے ، تجھ سے ملنے کے لیے
آ گئے بابا علی ، تو نہ آیا غازیؑ

کیا کہوں شیر میرے ، بے ردا ہم کو لیے
یہ مسلماں سارے ، شہر در شہر گئے
خلقت کوفہ کبھی ، خلقت شام کبھی
بارہا ہم پہ ہنسی ، تو نہ آیا غازیؑ

کتنی بے بس تھی بہن ، اے شہنشاہ وفا
نام لے لے کے میرا ، جب یہ ظالم نے کہا
ناز تھا جس پہ تجھے ، اب بلاؤ نا اسے
اور میں روتی رہی ، تو نہ آیا غازیؑ

تونہ آیا غازیؑ----

قید خانے میں خزاں ، جب سکینہ کو ملی
دے کے کرتے کا کفن ، بچی دفنائی گئی
اس گھڑی نام تیرا ، صورت ناد علیؑ
بس میں دہراتی رہی ، تو نہ آیا غازیؑ

رویا ریحانؔ قلم ، کر کے یہ بات رقم
خون میں ڈوب گیا ، میرے غازیؑ کا علم
زخمی زینبؑ کا جگر ، خوں فشاں شاہ کا سر
آئے خیموں میں شقی ، تو نہ آیا غازیؑ

شاعر:ڈاکٹر ریحان اعظمی

سوز:رضا شاہ

ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے

ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے
میرے بھیا تمہیں مقتل سے بلاؤں کیسے

سسکیوں میں جو سکینہؑ کی صدا ہے بھیا
دل پھٹا جاتا ہے تم کو میں سناؤں کیسے

جا بجا لاشوں کے انبار نظر آتے ہیں
تیرے لاشے پہ سکینہؑ کو میں لاؤں کیسے

سر سرِ نیزہ کہیں تیروں پہ لاشہ ہے کہیں
بابا ٹکڑوں میں بٹی شام میں جاؤں کیسے

تیرے قدموں میں ہی سر رکھ کے میں سو جاؤں گی
تیرے سینے پہ لگے تیر ہٹاؤں کیسے

نیند ٹوٹے نہ سکینہؑ کی ابھی سینے سے
بولے سجادؑ سرِ شہہؑ کو ہٹاؤں کیسے

میرے لاشے سے سکینہؑ کو ہٹا لو زینبؑ
ہو گا لاشہ ابھی پامال بتاؤں کیسے

شاعر: غافر رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

اینوں قیدی نہ کرو کوئی دردی نئیں ایدا

اینوں قیدی نہ کرو کوئی دردی نئیں ایدا جیڑا پردے آن بچاوے
رہ رہ کر نہر فرات ولوں آواز عباسؑ دی آوے

میں ایں سامان ایدی چادر دا، زین توں لتھیا جیڑے ویلے دا
فیر جرتاں اے شمر کیتیاں نے، نام زینبؑ دا سرِ عام لیا
ہن لٹ کے چادر زینبؑ دی پیا نیزے تے لہراوے

ہاجرہ بن کے نئیں روئی اے، اپنے یعقوبؑ دا کیتا اے صبر
جیویں یوسفؑ دے لئے رویا نبی، لے کے کرتا تے گزاری اے عمر
انج کُرتا لے کے اصغرؑ دا ماں اکھیاں دے نال لاوے

کول شبیرؑ دے سوون ٹر گئی، ویکھ ضد کر کے سکینہؑ ویرا
اسی مستوراں اُتوں بے پردہ ، کلا سجادؑ وی بیمار بڑا
کوئی بچیا نئیں جیڑا مقتل چوں اینوں جا کے موڑ لیا وے

اینوں قیدی۔۔۔۔

منزلاں شام دیاں سوکھیاں سنِ جے تے عباسؑ ایدے نال ہوندا
موڑ بازاراں دے خطبے سارے یاں تے شبیرؑ یا غازیؑ دیندا
ہن تک تک ویرن نیزیاں تے پئی خطبے آپ سناوے

یاد عباسؑ دی جرات کر کے ابن حیدرؑ توں مدد منگدا اے
جتھے غازیؑ کا علم آوے نظر ہر عزادار فخر کر دا اے
اکبرؔ تعظیم چہ غازیؑ دی سر ماتمی دا جھک جاوے

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

ننگے سر زینبؑ ہیں اور نیزے پہ ننگے سر حسینؑ
چادرِ زینبؑ نہیں دستارِ پیمبرؐ نہیں
قیدی مولاؑ کون تھامے گا جو غش آیا تمہیں
ہاتھ زینبؑ کے بندھے ہیں اور جواں باقرؑ نہیں

بابا نثارؔ حیدری

غازیؑ دے بعد زینبؑ سر دی ردا لٹا کے

غازیؑ دے بعد زینبؑ سر دی ردا لٹا کے بڑی دیر تائیں روئی

جدوں خیمے جل گئے سن سینے علم نوں لا کے بڑی دیر تائیں روئی

ظالم تے ٹر گیا سی خیّام نوں جلا کے

زہراؑ دی لاڈلی دے ہتھاں چہ رسیاں پا کے

مخدومہ دو عالم دی والاں چہ منہ لکاں کے، بڑی دیر تائیں روئی

لکھیا اے راویاں نے گُم ہو گئی سکینہؑ

رہیا مار دا طمانچے رخسار تے کمینہ

زنیبؑ بھرا دی دھی دے چولے دی بھاں بجھا کے، بڑی دیر تائیں روئی

نیزے دے نال ظالم چادر جدوں لہائی

مینڈھی سین اپنے سر وچ کربل دی خاک لائی

عباسؑ باوفا دی گل نال مشک لا کے، بڑی دیر تائیں روئی

غازیؑ دے بعد۔۔۔۔

جدوں غش توں ہوش کیتا ویکھی عجب لاچاری
مظلومِ کربلا دا پچھیا جدوں مہاری
احوال کربلا دا سجادؑ نوں سنا کے، بڑی دیر تائیں روئی

اجڑی رباب دا میں اج کی حال سناواں
جدوں گودیاں چہ چا کے بچڑے کھڈائے ماںواں
اے بی بی لاڈلے دی جھولی چہ چولے پا کے، بڑی دیر تائیں روئی

لاشہ حسنؑ دے چن دا جس وقت خیمے آیا
کبرہؑ نوں سینے لا کے رویا بتولؑ جایا
گٹھڑی بتولؑ جائی فروادی گود پا کے کے، بڑی دیر تائیں روئی

ضامن ہے ماتمی دی محشر چہ زہراؑ جائی
دینِ خدا دی جس نے توقیرؔ ہے ودھائی
باغی نہیں نمازی شبیرؑ نوں منا کے، بڑی دیر تائیں روئی

شاعر: توقیرؔ کمالوی

لاشوں کے درمیاں ۔ سالارِ کارواں زینبؑ

لاشوں کے درمیاں ہے پہلا امتحاں سالارِ کارواں زینبؑ
کہتی ہے الحفیظ کہتی ہے الاماں سالارِ کارواں زینبؑ

لاشے تڑپ رہے ہیں تعظیم کے لئے
بی بیؑ ہے کون جس کی تکریم کے لئے
عبّاسؑ کے یہ بازو اور سینائے جواں

زہراؑ مزاج بیٹی دیں کا اصول ہے
ممنون خود خدا اور اُس کا رسولؐ ہے
آلِ نبیؐ کا کعبہ عصمت کا یہ قرآں

جو دین کی حقیقت سب کو بتا رہی ہے
کلمہ علیؑ ولی کا سب کو سنا رہی ہے
بیرؑ کا ہے قبلہ اکبرؑ کی ہے اذاں

لاشوں کے درمیاں -----

شامِ غریباں سب کی زینبؑ ہی آس ہے
شبیرؑ ہے کبھی یہ غازی عبّاسؑ ہے
زہراؑ کے گلستان کی واحد ہے پاسباں

جاری رہے گا بی بیؑ یہ ماتمی سفر
تیرے حضور حشر تک پرسے کے منتظر
یہ ماتمی حسینؑ تیرے یہ نوحہ خواں

شاعر: سہیل عمران و عمران حیدر

سوز: شاہد علی

کدی پردے آپ بناندی اے کدی بیبیاں نوں پرچاندی اے
کدی روندے بال سواندی اے اِک زینبؑ درداں ماری اے

بابا نثارؔ حیدری

لاش مظلوم کی مقتل سے

لاش مظلوم کی مقتل سے اُٹھائی نہ گئی
حیف صد حیف ہے تربت بھی بنائی نہ گئی

کاش زینبؑ کو کوئی بھائی کا پُرسہ دیتا
اہلِ اسلام سے یہ ریت نبھائی نہ گئی

بابا بابا کی صدا گونج اٹھی زنداں میں
مرتے دم تک بھی سکینہؑ کی دھائی نہ گئی

کیسی ویران تھی مدینہ کی فضا بعدِ حسینؑ
اس طرح اُجڑی یہ بستی کہ بسائی نہ گئی

کر دیئے بھائی پہ قربان جگر کے ٹکڑے
عزمِ زینبؑ ہے کہ روتے ہوئے پائی نہ گئی

لاش مظلوم کی۔۔۔۔۔

لاشِ اکبرؑ پہ جھکے کہتے تھے شہہِ شبیرؑ
ہم سے افسوس تیری پیاس بجھائی نہ گئی

کہیں دربار کہیں کوفہ کہیں شام کی راہ
کیسے کیسے تیری ہمشیر رلائی نہ گئی

جس پہ نازل ہوا قرآن نواسی اُس کی
قیدی امت کی بنی شام کے زندان گئی

شاعر:سید کاظم علی کاظمؔ سنہ ۱۹۶۵ء

https://youtu.be/7bb4vJGMCxk

ملتی ہی نہیں کوئی مثال

ملتی ہی نہیں کوئی مثال اِیسی دہر میں
بےِ گوُر و کفن بھائی تو ہمشیر سفر میں

حق فاطمہ زہراؑ کا غصب جِس نے کِیا ہے
وہ دوُست بھلا کیا ہے پیمبرؐ کی نظر میں

ترستی تھیں خواتین ملاقات کو جِس سے
زینبؑ سرِ عریاں ہے اُسی کوفہ شہر میں

خاموش چلی جاؤں بھلا شام میں کیسے
شبیرؑ کا لاشہ ہے میری راہ گُزر میں

عابدؑ نے کہا خون یونہی روتا رہوں گا
پھوپھی کی اِسیر ی نے کئیِ زخم جگر میں

ملتی ہی نہیں کوئی۔۔۔۔

چھ ماہ کے بچے کو بھی نیزے پہ چڑھایا
کیا چھوڑا ہے اُمت نے میرے بھائی کے گھر میں

بہتے ہیں غم شاہ میں جو آنسو وہ کہاں ہیں
محشر میں ملیں گے وہ تمہیں لال و گوہر میں

کیو نکر نہ اِمیرؔ آج کہے غم کا یہ نوُحہ
ہر ظلُم کا منظر ہے میری دیدۂ تر میں

شاعر: امیرؔ

نیزے تے ویر دا سر سنگ بھین اے بے چادر
شبیرؑ شمع رب دی ہمشیر اے پروانہ
بابا نثارؔ حیدری

اللہ جانیں کدوں مُڑ کے آوٗنے

اللہ جانیں کدوں مُڑ کے آوٗنے زہراؑ جائیاں شام چلیاں لوکوں
ویر دی لاش اُتوں کھا کے جھِڑکیاں اٹھیاں بھینی عبّاسؑ دیاں رون کھلیاں لوکوں

زہراؑ بَازاراں دے وِچ رو رو آکھے شامیاں نوں
بَارشاں پتھراں دِیاں ظالموں روک لوو
ایہہ نبیؐ زادیاں نے نازاں پلیاں لوکوں

رووے باقرؑ دا بابا چیتے کرکر غازیؑ نُوں
اکھاں بیمار دیا خون روون لگیاں
آیاں جد شام دیاں تنگ گلیاں لوکوں

خبرے کی منظر ہونے زینبؑ رسیاں جد پائیاں
نال قاسمؑ وی نئیں نائیوں اکبرؑ بچیاں
کیویں مستوراں گیا شام کلیاں لوکوں

اللہ جانیں کِدوں۔۔۔۔۔

کج کے مُنہ والاں دے وچ درد ستائیاں رونیاں نے
کھڑی نامحرماں وچ دیوے خُطبے زینبؑ
اک اک موڑ اُتے شاماں ڈھلیاں لوکوں

عابدؑ جدوں شِمر دے کوڑے کھَا کھَا غش کر جاَنداسی
ویر بیمار کو لے آ سکینہؑ بیندی
زخمی پیراں دیاں چومے تلیاں لوکوں

رُو رُو پُوچھدا اے اخترؔ چھوٹیاں بالا والیاں نوں
بَاپ دے سِینے اُتے سَون دی عادی نے
سختیاں سفراں دیاں کیویں جھلیاں لوکوں

شاعر: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

بڑا ارمان اے تینوں کفن پوا نہ سکی

بڑا اِرمان اے تینوں کفن پوا نہ سکی
شہیدِ کربلا تیری قبر بنا نہ سکی

یتیم بالاں نوں لَب لَب کے میں لیاندی رہیاں
تمام رات اِیں نادِ علیؑ سناُندی رہیاں
میں تیری لاش تے تائیوں حسینؑ آ نہ سکی

تیرے توں بعد لعیناں نے خیمے ساڑے نے
تیری سکینہؑ نوں ظالم طمانچے مارے نے
میں تیری لاڈلی نوں شمر توں چھڑا نہ سکی

وطن چہ مخملی مسند تے جیڑا بیندا رہیا
او فاسقاں دے بازاراں چہ کوڑے سیندا رہیا
جِدوں وی ڈِگر گیا سجادؑ میں اُٹھا نہ سکی

بڑا اِرمان اے۔۔۔۔

بیگانے دیس چہ بھُل گئی میں اپنے سارے ورم
بھُلایا پتراں دا صدمہ حسینؑ تیری قسم
او تیرا زین توں گِرنا مگر بھُلا نہ سکی

یزید تیرے لباں تے چھڑی چلائی حسینؑ
دیوار نال کھڑی رئی بتولؑ جائی حسینؑ
میں تیرے سر نوں اٹھا کے گلے لگا نہ سکی

اے لوگ کیندے نے شیعاں دی صرف عادت اِے
توقیرؔ ماتم شبیرؑ او دی سُنّت اے
او جیڑی ویر دے لاشے تے وین پا نہ سکی

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحیدالحسن کمالوی

فاطمہؑ جائیاں ویراں دیاں لاشہ تے

فاطمہؑ جائیاں ویراں دیاں لاشہ تے رووین پاندیاں
ویرناجے رسیاں نہ پاندیاں تیری تُربت بناندیاں

ہائے ویر شامی آکے میرے گھر نوں جلاندے نے
نانے دے کلمہ گوپے سر ننگے ٹراندے نے
پتھراں دیاں بارشاں چہ بھیناں تیرا عابدؑ بچاندیاں

تیرے آسرے تے غازیؑ پردیس میں وسایا
واجاوی ماریاں میں رورو کے میں بلایا
سو گیا دریادے کنڈے جاکے تینوں کیویں اُٹھاندیاں

جدوں پچھیاں ستم گاراں کیڑی علیؑ دی دھی اے
رت پاک مہاری دی انکھیاں چوں ڈل پئی اے
ماں فصہ توڑسا فصّہ دی کنڈ دے اولے رہیاں اتھر وو گاندیاں

فاطمہؑ جائیاں۔۔۔۔۔

تفصیر انما دی وارث کساء دی ہاں میں
باغی نہ آکھو لوکو دھی مصطفےؐ دی ہاں میں
اجڑیاں ہر موڑ تے رو رو کے رہیاں خطبے سناندیاں

دربار والی پیشی زینبؑ نوں مار گئی اے
نانے دے دین توں ہائے جیڑی بچڑے وار گئی اے
بے خطا نامحرماں دے کولوں رئیاں جھڑکاں نے کھاندیاں

چن پیر دا ملنگ اے نوکر تیرے بھرا دا
اصغرؔ نے عزت پائی صدقہ تیری ردا دا
ہر ویلے بی بیؑ دیاں دعاواں عرشاں توں آندیاں

شاعر و سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

غازیؑ اُٹھ ویکھ کے تیریاں بھیناں

غازیؑ اُٹھ ویکھ کے تیریاں بھیناں اُجڑ گئیاں ویرا
تیرے بعدوں قیدنا ہو گئیاں ساڈے سڑ گئے نے خیمے
اج مک گئے مان بھرا

میں تے بلایا تینوں چادر دے لین ویلے پر
اُس ویلے وین پاؤندی رئی ہائے غازیؑ غازیؑ کہہ کے
عرشاں توں ماں زہراؑ

کلثومؑ نے جدوں دا تیری موت بارے سنیا اے
اُو اُجڑی وین اے رو کرے میں بے اولاد ہو گئی
اج مر گیا پُتر میرا

کی حال میں سناواں تیری لاڈلی سکینہؑ دا
رو رو کے ناں تیرا لیندی اے جدوں ویکھدی اے چہرا
بابے دے قاتل دا

غازیؑ اُٹھ ویکھ کے۔۔۔۔۔

اصغرؑ دے سِر نوں تک کے ایہو کہندا اے فضلؑ تیرا
جے بچیاں ہون نہ رسیاں میں ویکھا کیویں بچدا اے
قاتل تیرے اصغرؑ دا

ثقلینؔ معجزہ اے اج غازیؑ دے علم کولوں
سب دنیا چادراں لیندی اے بھیناں دے واسطے پئی
اک زینبؑ دا صدقہ

شاعر: ثقلینؔ اکبر
سوز: اصغر خان

بھیناں پردیسناں دے غازیؑ تیرے باجوں

بھیناں پردیسناں دے غازیؑ تیرے باجوں پردے کون بچاوے

سر مٹیاں ہتھ رسیاں ویر دی لاش تے آکے زینبؑ وین یہ پاوے

کوئی چادر نئ ملنی ویرن کفن دی خاطر

میں واری تک غازیؑ روندا اے خون مہاری

سن کے شمر دے دعوے

توں مینوں اج تائیں زینبؑ بھین نئ صدیا

تک ویلا کی آیا اک اک شامی مینوں

زینبؑ آکھ بلاوے

ویکھ ذرا کنج کنج داسانوں شمر ستاوے

مقتل توں خیمے تائیں پانی روڑ دا آوے

بالاں نوں ترساوے

بھیناں پردیساں دے۔۔۔۔۔

بعد تیرے بالاں نے کیتا فیصلہ غازیؑ
اساں پانی نئی منگنا بھاویں پیاس توں ساڈی
جان نکل وی جاوے

مشک تیری لٹ دے وچ لے کے نال شامی
نیزے تے چک چک کے شمر سکینہؑ نوں
دورو مشک وکھاوے

زینبؑ تے چپ کر گئی اکبرؑ آئی رقیہؑ
رو پُچھدی دس ویرن زینبؑ قیدن بن کے
شام دے راہ ٹر جاوے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

زینبؑ سئیں جان دی کیہڑا شام دا اے راہ

زینبؑ سئیں جان دی کیہڑا شام دا اے راہ
دس ویر نمازی کیویں شام نوں جایئے رہیا کوئی نئ آسرہ

افسوس ہے میکوں چن ویرن تینوں بن کفنو چھڈ جاون دا
سانوں امت نے نئ وقت دیتا تیری لاش کوں وی دفناون دا
دتیاں نے رسیاں پا رہیا کوئی نئ آسرہ

میری ماں دا گھر برباد کیتا کربل وچ آن حجازیاں نے
ناطق قرآن نوں قتل کیتا پڑھ کے قرآن نمازیاں نے
بے جرم و بے خطا رہیا کوئی نئ آسرہ

ڈٹھا کبرہؑ دا جدوں سِر زخمی لیا عابدؑ روک مہاراں نوں
رب جانتا ہے جیویں شمر نے آن رولایا پردے داراں نوں
عابدؑ ہے جانتا رہیا کوئی نئ آسرہ

زینبؑ نئی جان دی۔۔۔۔

امت پردیسی سیداں تے پتھراں دامی برساندی رئی
نہ مڑ مڑ سانگ دا جنڑ غازیؑ ماں عون دی رو فرماندی رئی
رکھ ویر حوصلہ رہیا کوئی نئی آسرہ

بھر جائیاں دے حصے دے وی پتھر ماں عون دی جھلدی رئی
غازیؑ نوں ویکھ کے سانگ اوتے کلثومؑ کھڑی ہتھ ملدی رئی
ویلا کی آ گیا رہیا کوئی نئی آسرہ

شبیرؑ دی لاش تے دفن ہوئی اخترؔ تیراں تلواراں وچ
زینبؑ نوں ہر اک موڑ اُتے پئیا قتل ہونا بازاراں وچ
بن ویر دی گواہ رہیا کوئی نئی آسرہ

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی

شاعر: ڈاکٹر ریحان اعظمی

https://youtu.be/Oa04tTtyJig?si=ftOiTljeKd396VwR

پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی بن کے چلی ہے
صبر کی ملکہ زہراؑ کی پیاری شام کو قیدی بن کے چلی ہے

دیکھ رہی ہے کوئی تو آئے شانہ پکڑ کے کاش بٹھائے
نہ ہے سواری نہ ہے عماری شام کو قیدی بن کے چلی ہے

بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے ساتھ وطن سے آئی تھی لے کر
ہائے مقدر آج اکیلی شام کو قیدی بن کے چلی ہے

بیٹوں کو صدقہ بھائی پہ کر کے جس نے کئے تھے شکر کے سجدے
چھوڑ کے تنہا لاش کو اُس کی شام کو قیدی بن کے چلی ہے

جس کی کنیزیں نکلے نہ باہر بلوے میں لائے اُس کو ستمگر
ہائے یہ غربت بنتِ علیؑ کی شام کو قیدی بن کے چلی ہے

کتنے ہی قیدی جس نے چھڑائے آج وہ بی بی سر کو جھکائے
ایک ردا کی بن کے سوالی شام کو قیدی بن کے چلی ہے

سوچو وہ منظر سرور اور ریحانؔ بھائی ہو جس کا وارثِ قرآن
کیسے وہ بی بی اشک بہاتی شام کو قیدی بن کے چلی ہے

ہو گئیاں ویر ناں شام تیاریاں

ہو گئیاں ویر ناں شام تیاریاں
سر مٹیاں نال لکا کے آکھن عباسؑ نوں آ کے بھیناں اے ساریاں

تیرے باجوں سڑ دے بلدے خیام چہ بن کے پگ بابے دی عابدؑ نوں
اساں قیدیاں نے مر مر کے اتھر و صدقے کر کر کے نظراں اتاریاں

فیر غازیؑ سب توں پہلا اپناں شام دے لوکاں توں عابدؑ نوں بچاون لئی
اسی اینج تقسیم بنائی کر اک اک زہراؑ جائی او دی پہرے داریاں

رب راکھا کیویں کہئے اے گلاں آکھیاں جاندیاں ویرن جیوندیاں نوں
اکھ کھول کے ویکھ عباسؑ اے بھیناں دے آسے پاسے لاشاں نے ساریاں

بس سن لے ساڈیاں گلاں اگوں بولے نہ بولے مرضی تیرے سر دی اے
نیزے تے روک لے اینوں نئی پچھدیاں رستے تینوں اسی درداں ماریاں

کہیا فضّہ جدوں لتھدی ویکھی چادر ثانیِٔ زہراؑ دی
تک کے دریا دے پاسے غازیؑ تیراناں لے لے کے کئی واجاں ماریاں

کہیا اکبرؑ جاندی واری زینبؑ کلثومؑ رکیہؑ نے اے غازیؑ نوں
توں جانے لاشاں جانن اسی جانیے گلیاں جانن بھیڑاں بازاریاں

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

سن غازیؑ ویر آکے زینبؑ دیاں صداواں

سن غازیؑ ویر آکے زینبؑ دیاں صداواں
تیرے بعد کلماں گوواں لُٹ لیاں نے رداواں

تیرے آسرے تے آئی کربل چہ زہراؑ جائی
چدراں لٹا کے تینوں دیندی رئی دھائی
دس علماں والیاں ہنڑ میں کیویں شام جاواں

غش کر گیا مہاری جھڑکاں جدوں نے جھلیاں
چم چم کے ملدی رئیاں اودے پیراں دیاں تلیاں
بیمارؑ مر نہ جاوے کیویں ہوش میں کراواں

کبرہؑ دا داج لٹیا شگناں دے سہرے ساڑے
قاسمؑ دی بیوہ تینوں رورو کے واجاں مارے
سڑ دے ہوئے خیمیاں چوں نکلاں یا مر جاواں

سن غازیؑ ویر آ کے۔۔۔۔

زینبؑ دی عظمتاں نوں ظالم امت کی جانے
اکبرؑ دے قاتلاں نے مینوں مارے تازیانے
سر زخمی ہو گیا اے کیویں زخم میں لکاواں

مقتل چوں لبدی رئی اے امِ رباب پانی
تیرے ہو کیاں چہ مک گئی اصغرؑ دی زندگانی
چمدی رئی سکینہؑ چن ویر دیاں بانہواں

زینبؑ دے ہنجواں دا صدقہ قبول ہووے
نوحہ ثمرؔ دا سن کے راضی بتول ہووے
ہر ماتمی دے سر تے رینڑ علم دیاں چھاواں

شاعر: ثمرؔ عبّاس

میں سر عریاں ہاں، عبّاسؑ کیویں شام جاواں گی

میں سر عریان ھاں عبّاسؑ کیویں شام جاواں گی ردا دے باج والاں دا کیویں پردہ بناواں گی	شاعر: مدد علی جونؔ بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین سوز: ریاض حسین دیٔ
تیرے لاشے تے روئی نئی تے ٹرپئی شام دے پاسے ہویا وعدہ میں روون لئی تیری تُربت تے آواں گی	
میرے بابے کوں حسرت رئی میرا لہجہ اُو نئی سنیا میں وچ دربار دس ویرن کیویں خطبہ سناواں گی	
میری گردن تو ہتھ میرے جو نہیں کھولدے ڈساویرن شمر دے ظلم توں کیویں سکینہؑ نوں بچاواں گی	
اجے تائیں شمر دے قبضے چہ ہے کُج کر نئی سگدی جے واپس مل گئی چادر تیری تُربت تے پاواں گی	
ذرا نہ فکر کر ویرن جے سفر اں وچ میکوں ملیا میں اپنے حصے دا پانی وی بالاں کوں پلاواں گی	
وفا دے شہنشاہ کوں دھی علیؑ دی جونؔ آھدی رئی توشام اون دے عابدؑ کوں میں غازیؑ بن وکھاواں گی	

شام دے سفراں نوں ٹرپئیاں نے

شام دے سفراں نوں ٹرپئیاں نے باج رداواں
اجڑیاں غازی دے سر توں پوچھدیاں نے راواں

زینبؑ اے آخدی سی نہ منگا میں رداواں
شام وچوں چپ کر کے میں لنگ جاواں
چہریاں تے ہتھ رکھ لیئے کھول دو جے باہواں

سفراں چہ مر گئے نے کئی بال سختیاں توں
مانواں نے مجبور ہوئیاں رسیاں توں
رہ گئے صحرا وچ لاشے چک نہ سکیاں مانواں

ہر بی بی نوں چھپا کے باہواں چہ بیٹھ رئی اے
زینبؑ یہ پتھراں وچ سوچ دی رئی اے
اپنا دے حصّے دے پتھر وی میں کلیاں کھاواں

شام دے سفراں۔۔۔۔

پھوپھیاں نے ایہو فکراں سجادؑ مر نہ جاوے
گلیاں چوں بس قافلہ ٹردا جاوے
روک گیا جے قافلہ کِدرے روک نہ جاون سانواں

زینبؑ دی نوحہ خوانی ثقلینؔ پہلی واری
ہوئی ایدوں جدوں زینبؑ بھیڑ چہ آئی
پڑھیا سی نیزے توں نوحہ مل کے سارے شاہواں

شاعر: ثقلینؔ اکبر
سوز: اصغر خان

الوداع حسینؑ الوداع الوداع حسینؑ الوداع

ہائے ویراں زینبؑ چھوڑ چلی

ہائے ویراں زینبؑ چھوڑ چلی تیریاں پاک جاگیراں نوں کول جے ہوندی تے رورو کڈدی میں تیری لاش چوں تیراں نوں
ویروی میرے اٹھارہ کھڑی محتاج رداتوں کدی پتھر نئی اووجدے ویکھے پردے دار اسیراں نوں
اجے باقرؑ وی اے کم سِن میں وی پابندِ رسن ہاں تیرا سجادؑ ہے لاچار ویرن کیویں سانبھے گا زنجیراں نوں
وارثاں والی بے وارث ہوئی پردیساں چہ جاکے اللہ جانے کیویں زینبؑ ٹرپئی بے کفن چھوڑ کے ویراں نوں
پاک سجادؑ دی کنڈ توں چولا چایا جدوں زینبؑ روندی رئی عونؑ دی ماں تک تک کے کنڈ تے سرخ لکیراں نوں
نال سیداںؑ دے جو اخترؔ کیتی جگ نے اے ڈسادے لوکاں بازاراں چہ پتھر مارے دو جہاناں دے امیراں نوں

شاعر: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے

کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے
زمانے بھر کو حسینیؑ بنایا زینبؑ نے

بہا کے اشکِ عزا اور کہہ کے ہائے حسینؑ
بچھا کے فرشِ عزا خاک پر برائے حسینؑ
اک آسمان زمین پر بچھایا زینبؑ نے

اُلٹ کے شام کا دربار کر کے فتحِ مبیں
جہاں حسینؑ کا قاتل تھا حکمران وہیں
حسینیؑ فوج کا پرچم لگایا زینبؑ نے

چراغِ خانۂ کعبہ بجھانے آئے تھے
جہاں پر شامی اندھیرے بسانے آئے تھے
اُسی زمین کو سورج بنایا زینبؑ نے

کیا تھا ماں سے جو وعدہ۔۔۔۔۔

یزیدی خود بھی یہ کہتے ہیں ہاں نہیں ملتا
کہیں یزید کا نام و نشاں نہیں ملتا
اُسے تو خاک میں ایسا ملایا زینبؑ نے

جہاں پہ کاٹا گیا تھا حسینؑ کے سر کو
جہاں پہ لوٹا گیا تھا حسینؑ کے گھر کو
وہیں حسینؑ کا روضہ بنایا زینبؑ نے

جو چاہے دیکھ لے، خود شام جا کے یہ منظر
ہوائیں کانپتی ہیں جسکو دیکھ کر گوہرؔ
چراغ شام میں ایسا جلایا زینبؑ نے

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نومی

میری ہو گئی شام تیاری آکھے زینبؑ درداں ماری

میری ہو گئی شام تیاری آکھے زینبؑ درداں ماری
میں جاناں اے وچ بازاراں دے روندا پتر سجادؑ مہاری

اینا ماں دیاں خیمیاں نوں لو کو اگ لائی وچ صحرا دے
میں پتر سجادؑ نوں چایا اے جدوں ودھ گئے شعلے بھا دے
سجادؑ سکینہؑ نئی لبدی اصغرؑ دی بہن پیاری

اصغرؑ دی سانگ نوں تک تک کے ہائے پاک ربابؑ وی روندی
بابے دی سینے سون والی اج خاکاں تے پئی سوندی
توں صبر کریں میرا چن بچڑا تیری ودھ گئی اے بیماری

نانا تیرا دین بچاون لئی میں وچ بازار دے آئیاں
پائے واسطے پاک قرآن دے میں اتے چادراں منگدی رئی آں
وچ شام دے اوکھے سفراں دے میری کو نڑ کرے غمخواری

میری ہو گئی شام تیاری۔۔۔۔

اک موڑتے قافلہ رکیا اے زینبؑ نوں ہر دکھ بھلیا اے
سر سانگ تے ویکھ کے ویرن دا دھی زہراؑ ویہڑھ اے کیتا اے
نہ اکھیاں بند کر چن ویرن اگوں ودھ گئی بھیڑ بازاری

بازار دے بلوے عام دے وچ جدوں قیدی قافلہ آیا
تطہیر دی وارث بی بیؑ نے منہ والاں نال لکایا
سادات تے کیتی شامیاں نے پتھراں دی بارش جاری

اجڑی نوں ویر دے لاشے تے نئی رون دتا بے دیناں
جوادتے سائیں پارسیاں اونوں ٹوریا شام لعیناں
زندان چہ زینبؑ کیتی اے شبیرؑ دی ماتمداری

شاعر: سائیں افتخار

سوز: غلام اصغر

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا مقتل کی خاک بن گئی شبیرؑ کفن تیرا
اب کون بچانے کو آئے گا مدینے سے ہے دور کربلا سے شبیرؑ وطن تیرا
اک دن میں کئی لاشے نکلے ہیں تیرے گھر سے آباد اب نہ ہو گا زہراؑ یہ صحن تیرا
اجڑی ہوئی زینبؑ نے مقتل میں تیرے آکر پتھروں سے ہے نکالا شبیرؑ بدن تیرا
شبیرؑ کے لاشے سے آواز یہ آتی تھی ہر زخم سے زیادہ ہے درد بہن تیرا
ماں کہتی تھی قاسمؑ کی اُٹھ لال لگا مہندی تیرے لاشے پہ لائی ہے زینبؑ بھی شگن تیرا
اکبرؑ کا کہیں لاشہ کہیں بازو ہیں غازیؑ کے اجڑا ہے برچھیوں سے ہائے باغِ عدن تیرا

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ۔۔۔۔۔

سجادؑ مہاری کو جکڑا ہے زنجیروں سے کنبہ چلا ہے کوفے پابندِ رسن تیرا
ہر پھول کو نیزے پہ بے جرم سجایا ہے لُٹ کے بھی سر بلند ہے شبیرؑ چمن تیرا
پیاسا ہوں کئی دن سے مجھے پانی پلا دینا سُنا کیسے حرملا نے اصغرؑ یہ سخن تیرا
مظلوم کے نوحے تم بے خوف لکھو عادلؔ زہراؑ کریں گیں پختہ انشاء اللہ یہ فن تیرا

شاعر: علی عادلؔ ملک

سوز: مختار حسین میجو

سر کو جھکائے خاک پہ بیٹھا ہے اِک جواں گردن میں طوق، پاؤں سے لپٹی ہیں بیڑیاں ہے زیرِ لب نویدؔ یہی، شام، شام، شام

مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی

مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی تعظیم میں زینبؑ کے ہر لاش اُٹھی ہو گی
خیّام رہے جلتے غش طاری تھا عابدؑ پر سر ننگے حرمؑ دیکھے جب آنکھ کھلی ہو گی
احساس نہ عابدؑ ہو سکینہؑ کو یتیمی کا سجادؑ نے کس دل سے یہ بات سنی ہو گی
اکبرؑ کی شہادت پہ زمیں کانپ اُٹھی ہو گی تصویرِ محمدؐ جب مٹی میں ملی ہو گی
قسمت دے بدل یا رب احمدؐ نے کہا ہو گا کاتب نے جو زینبؑ کی تقدیر لکھی ہو گی
بازو تھے بندھے پُشت پہ زینبؑ کے رسن سے غازیؑ کی طرح اُتری پھر کیسے اُٹھی ہو گی

مخدومہِ عالم جب مقتل۔۔۔۔۔

جیسے اتارے ظالم کوئی غلافِ کعبہ زینبؑ کے سر سے چادر اس طرح ڈھلی ہو گی
تھک جائے تو یاد آتی ہے بابا کی وصیت بازاروں میں پیدل وہ جس وقت چلی ہو گی
کوئی سوچ نہ سکتا تھا کہ دخترِ زہراؑ بھی دربارِ یزیدی میں اک روز کھڑی ہو گی
حیران ہیں علیؑ آنکھوں میں عباسؑ کے آنسو! جنگ شام کی گلیوں میں جو زینبؑ نے لڑی ہو گی
بیٹی تھی محمدؐ کی اور عرب کی غیرت بھی دربار میں آئی جب تکریم تو کی ہو گی
تنویرؔ لگی آگ جو دامن میں سکینہؑ کے وہ آگ خدا جانے کس طرح بجھی ہو گی

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

ٹر پئی اے شام زینبؑ سجادؑ دے سہارے

ٹر پئی اے شام زینبؑ سجادؑ دے سہارے شبیرؑ نال کوئی نئیں نہ غازیؑ پہرے دار اے
سایہ نہیں ہے سر تے عبّاسؑ دے علم دا پتھراں دی وسدی بارش جس راہ توں قیدی لنگدا بابے دے قاتلاں توں گیا شام تائیں منگدا زہراؑ دی پاک چادر بھینی دے گوشوارے
رو آکھے فرواؑ ویکھے ٹکڑے جگر حسنؑ دے تیراں دی ہوئی بارش جھگڑے پئے دفن دے قسمت ویکھائے قاسمؑ ٹکڑے تیرے بدن دے میں تیرہ (۱۳) سال بچڑا گن گن کے دن گزارے
توں ویکھ ویر کتنا ماحول اے خراب اے کلثومؑ فرواؑ لیلیٰؑ میرے نال ہے ربابؑ اے دربار شام دا ہے تو آپ دے جواب اے پچھدا ایزید کیہڑی دھی حیدر کرارؑ اے

ہائے حسینؑ

ٹرپئی اے شام زینبؑ۔۔۔۔۔

آکھے سکینہؑ بی بی گل بانہواں پا بھرادے نبھ ویسیں قید وکھری نہ فکر کر سجادؑ اے روندی میں مرنہ جانواں رکھی بھین نوں توں یاد اے ہر شام کرساں ویرن میں تیراانتظار اے
ہمشیر مر گئی ہے زنجیراں وچ ہے بھائی رب جانے کیویں میت سجادؑ نے اُٹھائی عابدؑ نے تنہا تُربت معصومہؑ دی بنائی حیراں کھڑا ہے میت کیویں لحد وچ اتارے
تنویرؔ شام آئی ملکہ شرم حیادی بے غیر تاں نے کیتی ہائے شہر وچ منادی آکھے شمر تو پیدل ٹرنار سول زادیؑ یثرب نہیں ہے زینبؑ اے شام دابازار اے

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

سوز: اکبر عبّاس

غازیؑ تیرے بغیر میں بے آسرا رُلی آں

	شاعر و سوز: افضال حسین
غازیؑ تیرے بغیر میں بے آسرا رُلی آں اسلام بچاون لئی بن چادروں ٹری آں	
ویراں دیاں لاشاں تے کوئی وین کر سکی نہ تیرے بازوؤں داسن کے ہر موت میں بھلی آں	
کیتا وین سکینہؑ نے اصغرؑ نوں سینے لا کے نئی بھلدیاں چن ویرن تسیاں معصوم بلیلاں	
میں جائی حیدرؑ دی ہمشیر تیری ویرن اے بھین ہے باغی دی میدان وچ ہولیاں	
بڑ ظلم کمایا اے بے دین مسلماناں ساڈے خیمے ساڑن لئی دے اجازتاں کھلیاں	
چھڈ لاشاں بن کفنوں غیراں دے وانگ ٹر گئی انج خون دیاں ندیاں ریتاں دے وچ نے ڈلیاں	
افضالؔ دا اے نوحہ ظلماں دی کہانی اے کئی صورتاں نور جئیاں مٹیاں اُتے نے رلیاں	

کیویں لاش تیری نوں چھڈ کے

کیویں لاش تیری نوں چھڈ کے شام دے پاسے جاواں میں
ویری لوگ تے دیس پرایا جیواں یا مر جاواں میں

بنیاں آلِ نبیؐ تے کئیا کفن دفن توں لاشاں پئیاں
گھوڑیاں دے قدماں چوں کیویں اے جاگیر بچاواں میں

رو رو آکھے زہراؑ جائی جد میں وچ دربار دے آئی
باغی آکھن لوکی سانوں کس کس نوں سمجھاواں میں

سامنے میرے اکبرؑ اصغرؑ قاسمؑ تے عباسؑ گئے
کس کس نوں میں رواں نانا کس دا سوگ مناواں میں

بیوہ تے بچیاں دا سہارا بے بے جاوے غم دا مارا
طوق دا بار نہ جاوے جھلیا عابدؑ صدقے میں

کیویں لاش تیری نوں۔۔۔۔۔

نیزے توں سر لا کے ویرن اپنی جھولی پا لیندی
چادر لہہ گئی بانہواں بجیاں کیویں سانگ توں لاواں میں

اجڑ گیا گھر زہراؑ تیرا آ کے ویکھ لے پہرا میرا
اک دل میرا داغ ہزاراں دس کس نوں دکھلاواں میں

سر بابے دے ضرب لگائی ویر حسنؑ نوں زہر پلائی
سامنے سر شبیرؑ دا کٹیا کی کُج دیکھدی جانواں میں

اک زینبؑ تے درد بتھیرے ناصرؔ دسے کیڑے کیڑے
دکھ ہی دکھ نے وچ حیاتی جدھر چہاتی پانواں میں

شاعر و سوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

کیویں شام جاواں لے کے مظلوم قافلہ

کیویں شام جاواں لے کے مظلوم قافلہ
بے دین دی یہ نگری اُتے سر تے نئ ردا

تیرے آسرے تے آئی وطناں توں دھی علیؑ دی
سفراں چوں اجڑیاں نوں دیوا کس دا آسرا

زینبؑ دے دووے ویرن بے مثل شہنشاہ نے
ایک محسنِ خدا اے دو جا مرکزِ وفا

تیرے ور گا ہور کوئی نئ نگران پردیاں دا
پیدا نئ ہونا جگ تے کوئی غازیؑ دوسرا

جنگلاں چہ رُل گیا میں بھر جائیاں نال میرے
او کھابئیاں بچانا اے دینِ مصطفےٰ

کیویں شام جاواں۔۔۔۔۔

ویرن توں صدقے کیتے میں اپنے لال دووے
لیلیٰؑ دی آس جیویں ایہو منگدی رئی دعا

گھوڑے توں جھڑیاں غازیؑ کہرام مچ گیا اے
سیداںؑ تے ہو گئی اے ظلماں دی انتہا

افضال سینؑ تیری اے کہہ کے شام ٹر گئی
کربل ملی نہ مینوں اکبرؑ قبر دی جاء

شاعر و سوز: افضال حسین

کربلا سے جارہا ہے بے کسوں کا کارواں

کربلا سے جارہا ہے بے کسوں کا کارواں
طوق اور زنجیر میں جکڑا ہوا ہے سارباں

خوں میں تر لاشے تڑپتے ہیں سرِ دشتِ بلا
دیکھ کر مقتل کی جانب رو رہی ہیں بیبیاںؑ

مادرِ اصغرؑ پکاری چھوڑ نہ جاتی مگر
کیا کرے اصغرؑ بڑی مجبور ہے بیٹا یہ ماں

ایک بار آ کے گلے لگ جاؤ قاسمؑ ایک بار
کل نہ جانے تم کہاں ہونگے کہاں ہو گی یہ ماں

جاتے جاتے امِ لیلیٰؑ نے کہا دل تھام کر
رہ گیا اِس دشت میں ہائے میرا کڑیل جواں

کربلا سے جا رہا ہے۔۔۔۔

ہائے یہ ظلم و ستم اتنی جفا ساداتؑ پر
لاشائے سیدؑ ہے بے سر بے ردا سیدانیاںؑ

خاک بالوں میں پڑی ہے ہاتھ پابندِ رسن
ہائے کس عالم میں ہے کونین کی شہزادیاں

رہ گئی زینبؑ تڑپ کر جب سکینہؑ نے کہا
کیوں نہیں آئے ابھی تک رہ گئے بابا کہاں

جانے کیا روتی ہوئی زینبؑ نے بھائی سے کہا
لاشائے عبّاسؑ تڑپا سن کے زینبؑ کا بیاں

دیکھ کر گوہر حسینؑ کارواں کی بے کسی
خاک اڑاتی ہے ہوائیں رو رہا ہے آسماں

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نومی

ہُن میرے مان مک گئے سارے

ھن میرے مان مک گئے سارے میں کیویں شام نوں جاواں غازیؑ

نہ لہندی سر توں ردا نہ میں برباد ہوندی
جے سلامت ہوندیاں تیریاں باہنواں غازیؑ

چادراں سر تے نئیں ویر سڑ گئے خیمے
تیری مرشد زادی ویر صحراواں وچ
منگدی ظالماں توں رہ گئی رداواں غازیؑ

بعد تیرے ویرا کہندیاں مستوراں
کتھے غازیؑ اے بھرا مڑ کے نئیں آیا
کیویں دس حال تیرا ھن میں سناواں غازیؑ

ہُن میرے مان۔۔۔۔۔

تیری معصومہؑ دے وی دُر لہے گئے ویرن
خون کناں توں ویرن ھن تلک جاری اے
دیندی رئی نہر توں ہائے تینوں صداواں غازیؑ

کفن وی ملیا نئیں ویر شبیرؑ نوں ہائے
پانی وی ملیا نیئں بال رہ گئے پیاسے
کیویں بالاں نوں میں ظلماں توں بچاواں غازیؑ

پا کے رسیاں ٹرپئی زہراؑ جائی محسنؔ
ویکھ دریا پاسے رو کے فریاد کیتی
میں نہیں واقف ہاں شام دیاں راہواں غازیؑ

شاعر: محسنؔ شاہ
سوز: جوہر شاہ

میرا ویر حسینؑ سلام ہوویں

میرا ویر حسینؑ سلام ہوویں تیری بھین دی شام تیاری اے تیرا پتر سجادؑ نئی ٹر سکدا آکھے زینبؑ درداں ماری اے
سجادؑ آکھے پھوپھی اماں بیماروی ہاں مجبوروی ہاں میرے سامنے اوپیا پھر دااے جینے سانگ اکبرؑ نوں ماری اے
جدوں ٹریا قافلہ ظالماں نے اُنھاں نوں چابک مار دیتے کج بچڑے اُنھاں توں ڈگ پئے پر سفر سادات دا جاری اے
جدوں شام دیاں ملیاں بانگاں تنگ گلیاں موڑ بازار آئے ہر پاسیوں پتھر پئے وجدے نیں کیویں کٹیا موڑ مہاری اے
میرے ویر نوں باغی نہ آکھو اے ویکھو پتر رسولؐ دا اے ناطق قرآن اے ویکھو ایدی نیزے تے تلاوت جاری اے

شاعر: اختر حسین

سوز: شیراز خان، سیالکوٹ

نوحہ خواں: شاہد خان، سیالکوٹ vol. 2012

https://youtu.be/GUbBc0j46s8?si=llIYFDvddkEnrUej

میں خاک اڑاؤں یا شام جاؤں

میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں
لاشے اُٹھاؤں یا شام جاؤں، مقتل بساؤں یا شام جاؤں

ایک جانب میری رِدا ہے، ایک جانب دینِ خدا ہے
میرے لیے یہ اِک مرحلہ ہے، سجاد بولو کیا فیصلہ ہے
میں کیا لُٹاؤں میں کیا بچاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

خود کو یہیں کیا میں دفن کر لوں، اُٹھوں تو آخر کِس طرح اُٹھوں
ناقے پہ آخر کس طرح بیٹھوں، بے گور لاشے کس طرح چھوڑوں
قبریں بناؤں بازو بندھاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

عرشِ بریں کے تارے یہیں ہیں، نورِ خدا کے دھارے یہیں ہیں
سب سیدہ کے پیارے یہیں ہیں، ایک دو نہیں ہیں سارے یہیں ہیں
اُٹھ کر یہاں سے کس طرح جاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

میں خاک اڑاؤں۔۔۔۔۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

لُٹ جائے چاہے میرا بھرا گھر ،چھِن جائے چاہے یہ میری چادر

میں لا الالہ کا مقصد بچاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

تو بھی نویدؔ آ پرسہ دے آکر زینبؑ کی چادر زینبؑ کی چادر

میرا سفر تو جاری رہے گا، گِریے کا عالم طاری رہے گا

ماتم کروں یا نوحہ سُناؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

شاعر:میر احمد نویدؔ

سوز:عامر ملک و عابد ملک

نوحہ خواں سنگت:ناظم پارٹی،انجمن شباب المومنین

نہ روعونؑ دی امڑی ٹرجااج شام نوں

نہ روعون دی امڑی ٹرجااج شام نوں باہج ردادے

نہ تک اینج نہر دے پاسے نئیں آناویر عبّاسؑ اے تانگ مکادے

منہ پاک فضّہ دے اولے سین لکالے

لاسر توں ماں دابرقعہ رسیاں پالے

رکھی حوصلہ زہراؑ جائی تینوں ٹرناپینااے پیدل نال سپاہ دے

تینوں شامیاں دینے پتھراں دے نذرانے

توں بھر جائیاں سنگ رُلنااے دیس بیگانے

زینبؑ توں پر دادارااے کی کرسیں وچ بازاراں بین بھرادے

اج سورج نے وی چھڈ چھڈیاشرمانا

پئیازینبؑ نوں سروں ننگیاں شام چہ آنا

غازیؑ تیری مرشدزادی بازاراں دے وچ رُل گئی تیرے بعد اے

نہ روعونؑ دی امڑی۔۔۔۔

کہوے خیمیاں دے ول تک کے سین سکینہؑ

میرے وال نئیں چھڈدا امڑی شمر کمینہ

چاچے عبّاسؑ نوں گل کے میرے اس ظالم دے ہتھ چوں وال چھوڑادے

لوکوں نہ ویر بچے نہ دل دے ٹکڑے

جیویں زینبؑ اجڑی شالا کوئی نہ اجڑے

پتر اں ویراں دیاں لاشاں بے کفنوں چھوڑ کے ٹر پئی وچ صحرا دے

برباد گھر اں دی کر دی پہرے داری

اکبرؑ دا نہ موڑنا بنیا بیماری

پئی کلیاں بہہ بہہ رووے ہائے آن کے نئیں کوئی سن داد کھ صغریٰؑ دے

نہ روعونؑ دی امڑی۔۔۔۔

پتر اں نال رہندا اماں تے پیو داناں اے
کوئی کہندا نئیں اج زینبؑ ساڈی ماں اے
وچ کرب وبلا دے لٹ لئی کلمہ گوانے زینبؑ دی اولاد اے

مولاؑ بے شیر نوں آکھیاں راج دلارے
توں خود منگ پانی کہندے لوکی سارے
امت توں منگ لے پانی ایناں نوں اصغرؑ خشک زبان وکھادے

اخترؔ کل چڑھنی قاسمؑ دی بارات اے
بس اج دی رات پرونی کُل سادات اے
کل فجر توں ڈیگر تائیں چل جانے نیں سیداں تے وار قضا دے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

https://youtu.be/DPDVcEPbZeY

ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ

ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ
زہراؑ تیری تصویر زینبؑ زینبؑ زینبؑ

جلتی زمین پہ لاشائے اکبرؑ کو چھوڑ کر
قاسمؑ کو چھوڑ کر علی اصغرؑ کو چھوڑ کر
جاتی ہوں سوئے شام جگاتی ہوئی ضمیر   بن کر تیری سفیر

بھیا تمہارے بعد میں گھر کیسے جاؤں گی
پوچھے گی مجھ سے صغریٰؑ تو میں کیا بتاؤں گی
اکبرؑ میرا کہاں ہے ، کہاں ہے میرا صغیرؑ   ڈھونڈے گی لال و پیر

سر کیوں رکا ہے مجھ کو بتاؤ میرے اخی
دُرّے لگا رہے ہیں جو سجادؑ کو شقی
آئی ندا کہاں ہے سکینہؑ میری مشیر   بڑھنا ہے ناگزیر

ہو گئی اسیر زینبؑ۔۔۔۔۔

بھیا تمہارے سر کی قسم ساتھ جاؤں گی
وعدہ کیا ہے ماں سے تو وعدہ نبھاؤں گی
جھیلوں گی میں ہو ظلم کہ جسکی نہیں نظیر　　میں ہوں تیری ہمشیر

تجھ سا نہیں ہے حق کا کوئی اور پاسباں
تو ہے میری نصیر تو ہی میری رازداں
لکھے گا جب صبر و وفا صاحبِ ضمیر　　ہو گی تو ہی امیر

دیکھا ہو جس نے خاک پر گرتے حسینؑ کو
لختِ جگر کو فاطمہ زہراؑ کے چین کو
وا حسرتا یہ ظلم و ستم دیکھ کر ویر　　چلتا ہے دل پہ تیر

شاعر: عاصم رضوی　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

https://youtu.be/3xZO5uEh0i8

بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ

بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ حسینؑ
ظلم سے اب برسرِ پیکار ہے زینبؑ حسینؑ

سامنے ظالم کے ایسا عزم ایسا حوصلہ
فرد ہے کہ لشکرِ جرار ہے زینبؑ حسینؑ

اک رسن میں بیبیاں ہیں اور سکینہؑ کا گلا
بے ردا ہے شام کا بازار ہے زینبؑ حسینؑ

کیا کرے کیسے سکینہؑ کو بچائے شمر سے
کیا کرے اب بے بس و لاچار ہے زینبؑ حسینؑ

شہہؑ نے جب اکبرؑ کے مرنے کی اجازت ماں سے لی
بولیں لیلیٰ مالک و مختار ہے زینبؑ حسینؑ

بعدِ غازیؑ قافلہ۔۔۔۔۔

ہیبتِ غازیؑ جبیں پر حوصلہ سجادؑ کا
اب تو مثلِ حیدرِ کرار ہے زینبؑ حسینؑ

آئی ہے دربار میں خیبر شکن کی لاڈلی
مثلِ زہراؑ فاتحِ دربار ہے زینبؑ حسینؑ

تھک کے سارے ظلم بھی اب سو چکے ہیں شام کے
سر جھکائے ہے مگر بیدار ہے زینبؑ حسینؑ

مطمئین رہتے ہیں عاصمؔ مجلس و ماتم سے ہم
بانیِ مجلس ہے اور زوّار ہے زینبؑ حسینؑ

شاعر:سید عاصمؔ رضوی

ذرا روک مہاراں

ذرا روک مہاراں چن بچڑا
ایں مقتل ھئی میں زینبؑ آں
پتھراں دے ڈھیر توں دس بچڑا کیویں ویر دی لاش کوں چاواں میں گردن نال باہنواں کسیاں ہن بڑی مشکل ھئی میں زینبؑ آں
بے کفن بھیراوں کوں چھوڑ کے ٹرپئیاں شام دے پاسے میں سنگ تن (۳) بیوہ بھرجائیاں دے بڑی منزل ھئی میں زینبؑ آں
میکوں ویر عبّاسؑ توں پوچھ لنڑ دے کیویں شام ونجاں بازاراں وچ میرے مان تے سارے ٹٹ گئے ھن اے کربل ھئی میں زینبؑ آں
شبیرؑ دی لاش تے ویکھ مینوں پیا ظالم جھڑکاں دیندا اے میں بھین اٹھاراں ویراں دی اے قاتل ھئی میں زینبؑ آں

ذرا روک مہاراں۔۔۔۔۔

رخسار سکینہؑ سرخ تھئے پیا خون کناں چوں وگدا اے
میرے ویر دی لاڈلی روندی رئی بڑی مشکل ھئی میں زینبؑ آں

کیتھے لاش عبّاسؑ تے قاسمؑ دی کیتھے اصغرؑ تے کیتھے اکبرؑ دی
کسے لاش تے رج کے روئی نئیں بڑی مشکل ھئی میں زینبؑ آں

میں وسدے ویلے وچ کوفے گئی ھِن شہزادی بن بچڑا
تھی قیدی کوفے ونجناں اے بڑی مشکل ھئی میں زینبؑ آں

میکوں لاش بہتر دا فدیا جدوں امت رسولؐ دی دینا اے
پتھراں نال شام بازاراں وچ بڑی منزل ھئی میں زینبؑ آں

ہر لاش دے سر کوں ظالم نے ہائے کٹ کے نیزے چاپایا اے
میں باج ردا دے رونی آں اے مقتل ھئی میں میں زینبؑ آں

جدوں شام دیاں تنگ موڑاں تے سردارؔ نے خطبے پڑھنے ھن
سجادؑ پتر توں رت روویں بڑی منزل ھئی میں میں زینبؑ آں

شاعر وسوز: یوسف سردارؔ

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ
زینبؑ دکھیا بن کربل سے اِک داغ جگر پر لے کے چلی

اے کُل کے ولی اے شیر خدا بازارِ ستم میں دیکھ ذرا
سر زینبؑ سے چادر ہے جدا اور ہاتھوں میں رسی ہے بندھی

تن چھلنی تھا بازو بھی کٹے کچھ مشکیزے کو تیر لگے
عباسؑ وہی دریا پہ رہے اور بچی آس لگائے رہی

لگی اکبرؑ کے سینے پہ سناں تب باغِ نبیؐ پہ چھائی خزاں
صغریٰؑ نے کلیجہ تھام لیا غش کھا کے گری نازو سے پلی

اک محشر تھا خیموں میں بپا جب خنجر لے کے شمرؔ بڑھا
زینبؑ کی صدا تھی شیر خدا سرکار مدد اب آن پڑی

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

اوکھیاں راہواں تے ٹرپئی

اوکھیاں راہواں تے ٹرپئی روندیاں بنتِ علیؑ
بی بیؑ ہر موڑ تے پڑھدی جاندی اے نادِ علیؑ

والاں دا پردہ بنا کے بی بیؑ منہ تے پایا
ویر عباسؑ علمدار اونوں یاد آیا
جس ویلے سامنے اودے شام دی آئی گلی

بی بیؑ نے عونؑ و محمدؑ دا وی نذرانہ دتّا
دے کے عباسؑ تے اکبرؑ خالی جھولی نوں کیتا
ہائے زینبؑ توں مگر شام دی منزل نہ ٹلی

چاروں پاسے ہی پریشان ساریاں بیبیاںؑ نے
پا کے خاکاں او سراں چہ روندیاں پٹدیاں نے
جدوں سنیا کہ سکینہؑ ہائے زندان چلی

اوکھیاں راہواں تے۔۔۔۔

ایہو سمجھاندا ہے زینبؑ نوں اے عابدؑ پل پل
پڑھدی رئے سے جے توں خطبے تے مٹے گا باطل
نال سجادؑ ہے تیرے اے پھوپھی توں نئیں کلی

حوراں جس در دی کنیزاں تے مَلک سی نوکر
ناز زوارؔ سی چکدے جیندے حیدرؑ سرورؐ
شام بازار ہے آئی وچ نازاں دی پلی

نوحہ خواں سنگت: سائیں رحمٰن فقیر سنگت، انجمن حسینی الفقراء، حیدرآباد

https://youtu.be/ypgUUbzB-CE?si=5HcW_c6fy2ptOpok

ویر دی لاش تے رونا چاواں

ویر دی لاش تے رونا چاہواں رون نہ دیوے کوئی
میں کلی کیوں جیوندی رہ گئی میں پہلاں نہ موئی

رات ہنیری وچ گلیاں دے رون شہزادے مسلمؑ دے
اللہ جانے سن سن خبراں کناں چر ماں روئی
(دیس پرایا ظالم لوکی، کون کرے دل جوئی)

میں صدقے میں واری ویرن سوہنا پاک نمازی ویرن
سہہ سہہ دکھ تیری کمر وی جھک گئی میری چادر کھوئی

سال اٹھارہ وچ برقعے دے پالیا میں علی اکبرؑ نوں
(سال اٹھارہ نازاں دے نال پالیا میں علی اکبرؑ نوں)
سوچا رواں اُس ویلے نوں کی میرے نال ہوئی

ویر دی لاش تے۔۔۔۔

بابا بابا کہندی سکینہؑ رو وے پئی وچ مقتل دے
شمرِلعین نے لاش توں اینج اُٹھایا جی بھر کے نہ روئی

مقتل دے وچ ہائے قاسمؑ کہہ کے سید روندا سی
فروا دی جاگیر جو ویکھی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی

صابرؔ حد صبراں دی کیتی ویکھ خدائی کمبھ گئی اے
پیاسی شہ رگ حرمل بھیڑے تیراں نال پروئی

شاعر: صابر حسین صابرؔ سوز: حسن خان

بشکریہ: ناصغر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا

کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا
میں قید ہو کے چلی اور وطن ہے بیگانہ

جو گھر سے نکلی نہ واقف نہ تھی بازاروں کی
ہے ہر سو بکھری ہوئی لاشیں تھی پیاروں کی
اُسے پہن کے ہے زنجیر شام کو جانا

آ دیکھ ہاتھ بندھے میرے ہیں پسِ گردن
ہیں پہنے باقرؑ و سجادؑ دیکھ طوق و رسن
چلی ہوں عون و محمدؑ کا دے کے نذرانہ

بنائے پردہ میرا کون اب سوا تیرے
نہ سر پہ سایہ تیرا نہ رہی ردا میرے
ردا تُو بن کے میرے سر پہ غازیؑ چھا جانا

کہاں ہو تم میرے غازیؑ۔۔۔۔۔

طمانچے مار کے ظالم مجھے رُلاتے ہیں
تیری سکینہؑ کے کانوں سے خوں بہاتے ہیں
لگی ہے آگ جو دامن میں وہ بجھا جانا

مثال بن گئی دنیا میں آج تیری حیا
زمانہ روتا ہے کر کر کے یاد تیری وفا
ہر اک لب پہ علمدار تیرا افسانہ

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباالمومنین، کراچی (2000)

بُریدہ لاشوں پہ رونے والی

بُریدہ لاشوں پہ رونے والی غریب ماں کو سلام پہنچے اسیر زینبؑ یتیم بچوں کے سارباں کو سلام پہنچے
سلام اُس لاشِ بے کفن پر جو رن میں پامال ہو گیا ہے رسن میں جکڑے ہوئے اسیروں کے کارواں کو سلام پہنچے
وطن میں آواز جسکی سُن کر تڑپ کے صغراؑ یہ رو کے بولی اے اُمِ لیلیٰ کے چاند اکبرؑ تیری اذاں کو سلام پہنچے
لگا کے چہرے پہ خون جسکا حُسینؑ مقتل میں غمزدہ ہیں رباب دُکھیا کے چھ مہینے کے بے زباں کو سلام پہنچے
وہ تازیانے بھی کھا رہا ہے ہر ایک صدمہ اُٹھا رہا ہے اُنہی غریبُ الوطن غریبوں کے پاسباں کو سلام پہنچے
وہ کتنی صدیوں سے غیب میں بھی ردائے زینبؑ پہ نوحہ گر ہے ہر اک مُحبؔ کا نبیؐ کی عترت کے نوحہ خواں کو سلام پہنچے

شاعر: محبؔ فاضلی

بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا

بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا تشنہ لب بے ردا لو چلا قافلہ
سُن کے شورِ فغاں ایک کہرام ہے بر سرِ کربلا لو چلا قافلہ

رسمِ پردہ گری جس کے گھر سے چلی شاہ زادی وہی بے ردا ہو گئی
مر نہ جائے کہیں غم سے بنتِ علیؑ ہائے اب ہو گا کیا لو چلا قافلہ

اپنی صورت دکھا دو مجھے میری جان پھر خدا جانے آنا ہو یا کہ نہ ہو
آؤ اکبرؑ اُٹھو ہم کو رخصت کرو ماں نے رو کے کہا لو چلا قافلہ

ثانیئ فاطمہؑ بنتِ شیر خدا کیسے بازار میں جائے گی بے ردا
کیسے طے ہو گا وہ شام کا راستہ رو رہی ہے فضا لو چلا قافلہ

پیار سے جس کو پالا تھا شبیرؑ نے اسکو جکڑا گیا طوق و زنجیر سے
راہِ پُر خار پر پا برہنہ سفر کیسے ہو گا بھلا لو چلا قافلہ

بین کرتا ہوا۔۔۔۔۔

راکھ خیمے ہوئے سب اثاثہ لُٹا بے سہارا پیمبرؐ کا کُنبہ ہوا
شامِ غربت کے قیدی چلے شام کو لے چلے اشقیا لو چلا قافلہ

ہیں نبی زادیاںؑ سر کھلے بے ردا کیا غضب ہو گیا کیا ستم ہو گیا
بے کجاوہ سواری اور آلِ عباؑ شورِ ماتم اُٹھا لو چلا قافلہ

جنکی چاہت پہ کونین کو ناز ہے جسکا ثانی زمانے میں کوئی نہیں
چاہنے والے وہ بھائی اور وہ بہن ہو رہے ہیں جدا لو چلا قافلہ

چار جانب سے یہ آرہی ہے صدا الوداع الوداع الوداع الوداع
اپنے پیارو کے لاشوں سے ہو کر جدا خون روتا ہوا لو چلا قافلہ

حال اُس وقت کا کیسے گوہرؔ لکھے دیکھ کر سوئے مقتل سبھی رو دیئے
سب شہیدوں کے لاشے تڑپنے لگے جب یہ آئی صدا لو چلا قافلہ

شاعر: گوہرؔ جارچوی
سوز: منور علی نومی

بازار میں عباسؑ کی تصویر ہے فضّہؑ

زینبؑ کیلئے سایائے دیوار ہے فضّہؑ

حسنین اکبرؔ

باب نمبر 15: کنیزِ زہراؑ ۔ پیکرِ وفا

بازار میں بھی، دربار میں بھی، رکھا اپنے حصار میں زینبؑ کو

وعدہ جو کیا تھا زہراؑ سے وعدہ وہ نبھایا فضّہ نے

میر احمد نویدؔ

اماں فضہؑ۔ کیا شام آ گیا ہے

اماں فضہؑ بتادے مجھ کو پتھر کیوں آ رہے ہیں
کیسا ہے یہ چراغاں دل ڈوبے جا رے ہیں
کیا شام آ گیا ہے

ہونے لگی اذانیں کیسے سروں کو ڈھانپیں
بازو بندھے ہوئے ہیں خوں رو رہی ہیں آنکھیں
آنکھوں کے خوں سے رستے خوں میں نہا رہے ہیں

ہیں لوگ کس طرح کے ہم سے دعا کرائیں
اے قیدیوں دعا دو یہ دن نہ ہم پہ آئیں
لیکر دعائیں ہم سے دل بھی دکھا رہے ہیں

نیزے پہ رو رہا ہے مشکل کشا کا بیٹا
نامحرموں کے لب پر آیا ہے نام میرا
مجھ کو کنیز زادے یوں بھی رولا رہے ہیں

اماں فضہؑ۔۔۔۔۔

نیزوں پہ جتنے سر ہیں ایک سر ہے اُن میں ایسا
آنکھیں ہیں بند اُس کی اور خاک پر ہے گرتا
عبّاسؑ کا یہ سر ہے تیور بتا رہے ہیں

ماؤں کی گودیوں سے لپٹے ہوئے ہیں بچے
ہیں ہاتھ رسیّوں میں ماؤں سے ایسے جکڑے
بچے جو گر رہے ہیں وہ مرتے جا رہے ہیں

اتنا چلے ہیں پیدل کانٹوں پہ سارے قیدی
تھک جاتی چلتے چلتے چلتی اگر زمیں بھی
پاؤں کے آبلے بھی رو کر بتا رہے ہیں

کیوں قافلہ رکا ہے بجتے ہیں شادیانے
لہرا رہے ہیں اعدا خوش ہو کے تازیانے
کیوں جشن کا سماں ہے سب مسکرارہے ہیں

اماں فضہؑ۔۔۔۔۔

وہ فضل ہو کہ باقرؑ عابدؑ کی بیڑیوں پر
کرنے کو سرد بیڑی چلّو میں پانی بھر کر
وہ جلتی بیڑیوں پر پانی بہا رہے ہیں

کرنے لگا تلاوت نیزے پہ ابن حیدرؑ
ناموس مصطفیؐ کے سر پہ نہیں ہے چادر
نظروں کو اشقیاء کی سرورؑ ہٹا رہے ہیں

ریحانؔ قیدیوں میں برپا ہے شورِ گریہ
پلکوں سے کر رہی ہیں ماتم جو بنت زہراؑ
سجادؑ نوحہ خواں ہیں نوحہ سنا رہے ہیں

شاعر:ریحانؔ اعظمی

سوز:رضاشاہ

پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے

پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے
کس طرح ٹکرائی فضّہ ظلم کے طوفان سے

تازیانے جب برستے تھے امامِ وقت پر
بڑھ کر خود سہتی تھی فضّہ اپنی بوڑھی پشت پر
جاں امامت کی بچائی اِس نے اپنی جان سے

کِس طرح بازار میں جب نہ رہیں وہ ہوش میں
چادرِ تطہیر بن کر لے لیا آغوش میں
زینبؑ و کلثومؑ واقف ہے تیرے احسان سے

پیٹھ تھی زخمی بہت تو پیروں سے بہتا تھا خوں
ہر قدم پہ ظلم سہہ کے کر دیا ثابت کہ یوں
عمر لمبی مانگتی تھی دین کے سلطانؑ سے

پوچھ لو بازار سے۔۔۔۔

واقفِ تطہیریوں تھی چاہا کہ رل جائے نہ
خود بچاتی ہی رہی کہ خاک میں مل جائے نہ
سرخ موتی جو سکینہؑ کے گریں ہیں کان سے

نام جب زینبؑ کا آیا ہے نجس دربار میں
تو جلالت سے لرز کے بولی اس گفتار میں
کلمہ گو منکر ہوا ہے آج کیوں قرآن سے

کوئی مومن اِس کی عظمت کو بھلا سمجھے کہاں
زینبؑ و حسنینؑ نے جس کو ہو سمجھا اپنی ماں
رتبہ ہے افضل سلامتؔ بوذر و سلمان سے

شاعر: سلامتؔ فیروز
سوز: منور علی نومی

توں شرافت دا حوصلہ فضّہ

توں شرافت دا حوصلہ فضّہ توں اطاعت دی انتہا فضّہ
کمر تیری بنی اے سفر اں وچ سین زینبؑ دی سجدہ گاہ فضّہ

مرتبہ کی خدا توں پایا اے گودی حسنینؑ نوں کھڈایا اے
تینوں دھی آکھدے نے پاک نبیؐ بھین کیندے نے مرتضیٰؑ فضّہ

ساتھ زینبؑ دا توں نبھا گئی اے، بن کے قیدن توں شام آگئی اے
وچ بازاراں دے خطبے پڑھ پڑھ کے توں بچایا اے لا الہ فضّہ

ایسی کر کے وفا وکھائی اے، تیتھوں راضی بتول جائی اے
تینوں جھک کے سلام کردا اے کُل وفاواں دا بادشاہ فضّہ

ایہو توقیرؔ عرض کردا اے، ذکرِ شبیرؑ جو وی کردا اے
اونوں زندگی چہ سین کئی واری اپنے دربار تے بلا فضّہ

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید کمالوی

سجادؑ تیرا باقرؑ جیویں

سجادؑ تیرا باقرؑ جیویں فضہؑ دامان ودھادے میںنوں سمجھ کے نوکر دادی دی وچ قبر دے آن لہادے	فضہؑ کر دی اے دعاواں فضہؑ کر دی اے دعاواں
مریم تے آسیہ حاجرہ توں ہوئے میرے بخت سوائے نے میں چار امام زمانے دے چا گودی آپ کھڈائے نے پر صدمے میںنوں مار گئے زینبؑ دی پاک ردا دے	
بیمار اے حسرت اے میری اج آخری ویلے آوے ہا سردارِ مدینہ دی بچڑی میںنوں آ کے کفن پواوے ہا وچ بقیع دادی زہراؑ دے میری موت دی چا اطلاع دے	
کل فجر ویلے توں کیوں خبرے اجڑی دی روح گھبراندی اے میںنوں سانواں گن دی روح عابدؑ ہائے تیری یاد ستاندی اے اے ساہنواں مکنے توں پہلے کڑیاں دے کس چُھوادے	
تیرے نانے پاک محمدؐ نے جیڑی زندگی میںنوں دان کیتی کُج زہراؑ توں کُج زینبؑ توں صد شکر میں کر قربان گئی قدماں وچ ثانیءِ زہراؑ دے اج آ کے قبر بنادے	

تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ

تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ، فضّہؑ سلام تجھ پر
کہتا تھا تجھ کو بیٹی سردار انبیاء کا، فضّہؑ سلام تجھ پر

عباسؑ ہوں کہ اکبرؑ حسنینؑ ہوں کہ زینبؑ
جس نے تجھے پکارا اماں کہہ کے ہی پکارا

کی تیری جوتیوں نے انسان پر حکومت
اللہ رے عظمت اللہ رے یہ رتبہ

چلتی رہی ہمیشہ زینبؑ کے آگے آگے
ایسے بچائے رکھا زینبؑ کا تو نے پردہ

جھک کر وفائیں تیرے قدموں کو چومتی ہیں
عباسؑ کی بہن کو تو نے دیا سہارا

تو ہے حبش کی ملکہ۔۔۔۔۔

تا حشر دیگا سورج در پر تیرے سلامی
زینبؑ کے ساتھ مل کر کیا شام میں سویرا

تیرے غلام تجھ کو آئے ہیں پرسہ دینے
کر لے قبول بی بی نذرانہ آنسوؤں کا

حقدار تو نہیں ہوں خیرات مانگتا ہوں
گوہرؔ کو تیرے در سے ملتا رہے اجالا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

میر اناں فضہؑ اے لوگو

میر اناں فضہؑ اے لوگو میرے نال حسینؑ دا جایا
اسی وسدے شہر مدینے دے سانوں وقت نے شام وکھایا

تطہیر دی چار دیواری دی کھا قسماں کیندی پئیاں
میں پاک بتولؑ دے ویڑے وچ زینبؑ نوں ٹراندی رہیاں
جناں ٹوریا اے تساں گلیاں وچ اُناں میں نئیں ٹرن سکھایا

یا چھالے جاندے ہتھاں دے یا جاندی اے خود زہراؑ
شبیرؑ تے ضرباں نے چلیاں ہو قتل گیا گھر سارا
اجے چھالے وی نہ ختم ہوئے تُساں پُتر ہی مار مکایا

چدراں داد کھ بیمارؑ کیتا کدی ڈگدا اے کدی اُٹھدا اے
سو ساہ لہندا اہر موڑ اُتے فیر کدرے جا کے ٹردا اے
تساں قدم قدم تے عابدؑ نوں ہائے اتنا خون رووایا

میرا اناں فضّہؑ۔۔۔۔۔

اے چوں سالاں دی معصومہؑ تینوں کی خبراں اے کی اے
جینوں آن طمانچے ماردے او شبیرؑ دی قیمتی دھی اے
دِتی راھب نوں اولاد جینے اوناں منتاں نال اینوں پایا

اکبرؑ ہتھ کر کے غازیؑ دے سر ول فضّہؑ فرماوے
مینوں خلق وفاواں نال کیتا زہراؑ عبّاسؑ دے صدقے
میں صرف کنیزی منگی سی اونے گھر دی ماں سڈوایا

شاعر و سوز: حسنین اکبرؔ

آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر

آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے
دینِ خدا کی قسمت بنانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

کچھ قیدیوں کی سالار بن کر، اہلِ حرم کی دیوار بن کر
صبر و وفا کا پرچم اُٹھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

روتی رہے گی جس میں حزینہ، قیدی رہے گی جس میں سکینہؑ
اے رونے والو اُس قید خانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

جس نے وفا کا رتبہ بڑھایا، زینبؑ کے سر پر ہے جسکا سایہ
وہ جس کا رتبہ زینبؑ ہی جانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

کرب و بلا سے یہ جانے والی، راہوں میں درّے یہ کھانے والی
ظلم و ستم کی دیوار ڈھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

آلِ نبیؐ کے گھر۔۔۔۔۔

سجدے میں جس نے سر کو کٹایا، جس نے کفن بھی رن میں نہ پایا
اُس بے کفن پر آنسو بہانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

فضّہؑ چلی ہے بن کر سپاہی، جھٹلائی جس کی ہائے گواہی
سفیانّیت کا چہرہ دکھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

صدیوں سے اب تک ماتم بپا ہے، ہر اک محبؔ کے لب پہ صدا ہے
مظلومیت کا نوحہ سنانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

شاعر: محبؔ فاضلی　　　　سوز: راشد علی

دور ہن کوڑے چھیڑاں تے رسن دا آ گیا
کر چکے نیں امتی کم تیر تے تلوار دے
بابا نثارؔ حیدری

وین کر دی اے شام وچ فضہؑ

وین کر دی اے شام وچ فضہؑ کیویں رستہ بناواں زینبؑ دا
لوگ راہواں چہ آکھلوتے نے کیویں غازیؑ بلاواں زینبؑ دا

اے حدیثِ کساء دی بچڑی اے ایدی چادر خدا دا پردہ اے
ایہو سفر اں چہ نوحہ پڑھیا اے نیزیاں دے رداواں زینبؑ دا

کیہڑا سورہ اے سینؑ دا سایا کیہڑی آیت پردہ اے بی بی دی
مینوں سجادؑ جے اجازت دے مرتبہ میں سناواں زینبؑ دا

جگ توں ٹر دے ہوئے مینوں ایدا زہراؑ نے اے ہتھ پھڑایا سی
جیویں ہر دکھ ونڈایا زہراؑ دا ایویں ہر دکھ ونڈاواں زینبؑ دا

فضہؑ آکھے کنیز سو واری وار جانا اے علیؑ دے پتراں توں
ٹر دے رئے نال نال سانگاں تے مان رکھیا بھراواں زینبؑ دا

دل دی حسرت ہے شام وچ اکبرؑ جا کے تربت تے آپ فضہؑ دی
اپنے ہتھاں دے نال میں دیوے نام لے کے جلاواں زینبؑ دا

فضہّ تیری عظمت نوں ساڈا اسلام اے

فضہؑ تیری عظمت نوں ساڈا سلام اے
حسنینؑ وی ماں آکھن کیسا مقام اے

باقرؑ سجادؑ قاسمؑ ہتھی کھڈائے سارے
زینبؑ دے نال رل کے ہائے ویکھی شام اے

پتھراں دے وچ فضہؑ اے شامیاں نوں آکھے
جیڑا سانگ تے چڑھیاں اے حق دا امام اے

فضہؑ دے سر دا جس دم پتھراں طواف کیتا
بسم اللہ پڑھدی رہ گئی کیسی غلام اے

سب قیدیاں دا ناواں اک وار بولیاں اے
زینبؑ دے نال ہر جا فضہؑ دا نام اے

حبشہ دی توں شہزادی سفراں چہ رل کے موئی
سیداں دے ناوے لائی زندگی تمام اے

اخترؔ سجادؑ رو رو ڈگیا بےہوش ہو کے
فضہؑ دے جد مرن دا ملیا پیغام اے

شاعر و سوز: اختر حسین اختر

درازی منزلوں کی ریت کے تپتے ہوئے رستے
انوکھا سارباں ہے بیڑیاں پہنے ہوئے آیا
باباجثارؔحیدری

باب نمبر16: بیمارِ کربلا

بے پردہ حرم ہیں ساتھ ترے پردیسی دیس پرایا ہے
سجادؑ خدا معلوم تجھے اسلام کہاں لے آیا ہے
اخترؔچنیوٹی

یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا

یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا
اسیر ہو کے وہ جب شام میں گیا ہو گا

سنا ہے شام میں جاتے ہی خون رونے لگا
نہ جانے شمر نے اُس وقت کیا کہا ہو گا

گلے کے طوق نے عابدؑ کو کیا جُھکانا تھا
وہ اپنے کھوئے ہوئے لعل ڈھونڈتا ہو گا

وہ ظلم دیکھے ہیں سجادؑ نے حسینؑ کے بعد
مجھے یقین ہے کہ اب تک بھی رو رہا ہو گا

وہ یاد کرتا تو ہو گا وطن کی شاہی کو
بہن کو دفن جو پردیس میں کیا ہو گا

جو غور کی جیئے تو عابدؑ بشر نہیں لگتا
میرے خیال میں دکھ درد کا خدا ہو گا

منزلِ شام کہاں

منزلِ شام کہاں عترتِ شبیرؑ کہاں
ہائے سجادؑ کو لے آئی ہے تقدیر کہاں

خیر ہو اصغرِؑ معصوم کی دل ڈرتا ہے
کوئی للہ بتادو کہ چلے تیر کہاں

ڈھونڈنے آئے گی کس کس جگہ ماں اصغرؑ کو
دشتِ خونخوار میں ہے تربتِ بے شیر کہاں

چین سے سوئے گی زنداں میں سکینہؑ کیوں کر
اب وہ گھر بار کہاں سینائے شبیرؑ کہاں

در بدر خاک بسر حالِ پریشاں زینبؑ
مجمعِ عام میں یوں وارثِ تطہیر کہاں

منزلِ شام کہاں۔۔۔۔۔

آج شاید کہ زمانے میں علمدار نہیں
ورنہ دربار میں عبّاسؑ کی ہمشیر کہاں

ایک چادر تھی سرِ پاک پہ سو وہ بھی نہیں
بھائی کو دیگی کفن زینبِؑ دلگیر کہاں

آج کوفے میں ہے بے پردہ علیؑ کی بیٹی
ہائے شہزادئ کونین کی تشہیر کہاں

قتل شبیرؑ ہوئے لٹ گیا گھر زہراؑ کا
ننگے سر دین کی خاطر گئی ہمشیر کہاں

شاعر: محمد علی شمسیؔ

سوز: لالہ عبدالواحد قصوری

سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے

سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے
زنجیر میں جھکڑا ہوا بیمار کھڑا ہے

مارے گئے غربت میں مدینے کے مسافر
پردیس میں گھر فاطمہ زہراؑ کا لوٹا ہے

اٹھارہ برس تک جسے پالا تھا پھوپھی نے
برچھی سے کلیجہ علی اکبرؑ کا چھیدا ہے

وہ شام کا بازار تماشائی زمانہ
سر احمدِ مرسل کی نواسی کا کھلا ہے

اے زینبؑ و کلثومؑ خدا حافظ و ناصر
کہتے ہیں کہ بدلی ہوئی کوفے کی ہوا ہے

سجادؑ کو کس جرم۔۔۔۔

لے جاؤ نہ دربار میں یوں بنتِ علیؑ کو
بے پردہ و چادر ہے جہاں دیکھ رہا ہے

جائے گی تو کیا لے کے وطن جائے گی زینبؑ
عابدؑ کے سوا کون ہے جو اُس کا بچا ہے

سر پیٹ کے شمسیؔ غمِ شبیرؑ میں رونا
زہراؑ کی رضا، سنتِ محبوبِ خدا ہے

شاعر: محمد علی شمسیؔ
سوز: لالہٰ عبد الواحد قصوری

نبیؐ کی آل پر غربت میں

نبیؐ کی آل پر غربت میں یہ کیسا مقام آیا
کھلے سر زینبؑ و کلثومؑ کو لے کر امام آیا

خدایا آخر اس بیمار صغریٰؑ کی خطا کیا ہے
نہ بابا دیکھنے آئے نہ اکبرؑ کا پیام آیا

خدا معلوم کیا عباسؑ پر گزری ترائی میں
بندھے ہاتھوں سے دریا پر جو زینبؑ کا سلام آیا

جو گزری مقتلِ شہدا سے پابندِ رسن زینبؑ
زمینِ کربلا سے جانے کس کس کا سلام آیا

طمانچے کھا کے دریا کی طرف دیکھا سکینہؑ نے
نہیں معصوم کے ہونٹوں پر پھر بابا کا نام آیا

نبیؐ کی آل پر۔۔۔۔۔

برہنہ سر علیؑ کی بیٹیاں تھیں ساتھ عابدؑ کے
لہو رونے لگا جب سامنے بازارِ شام آیا

کسی نے بھی علی عابدؑ کا مرجانا نہیں دیکھا
نبیؐ کا قافلہ جب بر سرِ دربارِ عام آیا

در و دیوار سے ٹھرا کے سر غازیؑ کا ٹکرایا
لبِ ظالم پہ جب دربار میں زینبؑ کا نام آیا

ہے خاموشی سکینہؑ کے لبوں پر مرگئی شاید
تو اب زندان کس سے شمر لینے انتقام آیا

رسن بستہ سکینہؑ شام تک آئی تو تھی یوسفؔ
رہائی پانے والوں میں کہیں اُس کا نہ نام آیا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی
سوز: محمد بشیر

دیارِ شام میں سجادؑ آ رہا ہو گا

دیارِ شام میں سجادؑ آ رہا ہو گا
اُڑی ہے خاک اسیروں کا قافلہ ہو گا

علیؑ کے کوفے میں کوئی سروں ڈھانپے گا
ہر اک چہرے کو سجادؑ دیکھتا ہو گا

گئی جو کوفے میں زینبؑ بغیر غازیؑ کے
قدم قدم پہ اُسے یاد تو کیا ہو گا

جب آیا بزمِ شرابی میں نام زینبؑ کا
پسر حسینؑ کا بے موت مر گیا ہو گا

بلند نیزے پہ عبّاسؑ کے نہ سر کو کرو
برہنہ سر نظر آئی بہن تو کیا ہو گا

دیارِ شام میں۔۔۔۔

ردا بھی سر پہ نہیں ہے علیؑ کی بیٹی کے
نہ جانے شام میں کس کس سے سامنا ہو گا

ردائے زینبؑ دلگیر چھیننے والوں
نہ سوچا فاطمہ زہراؑ کا سر کھلا ہو گا

کسی نے پُرسہ نہ سجادؑ کو دیا یوسفؔ
یہ لوگ کیسے مسلماں ہیں سوچتا ہو گا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی

شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور

https://youtu.be/YzDFb7ilyHA?si=813L5a2vObc3BY0e

https://youtu.be/tBMh1aao2lA?si=NAICFAC1h3n-hyYM

سجادؑ کو بے موت یہ غم

سجادؑ کو بے موت یہ غم مار گیا ہے
بے پردہ حرم ساتھ ہے اور شام چلا ہے

نہ مار سکینہؑ کو طمانچے اے ستمگر
احساسِ یتیمی بھی بری سخت سزا ہے

وہ آ گئی زنداں سے رہا ہو کے سکینہؑ
سجادؑ کے سینے سے جو اک لاشہ لگا ہے

شکوہ نہیں زنداں سے کوئی بنتِ علیؑ کو
کیا کم ہے کہ دیواروں نے پردہ تو کیا ہے

اے شمرِ لعین کس پہ تو برساتا ہے کوڑے
عابدؑ تو بڑی دیر سے بے ہوش پڑا ہے

سجادؑ کو بے موت۔۔۔۔۔

زنجیروں کی آواز ابھرتی رہی شب بھر
اس قیدی کو کیا روگ ہے کیوں جاگ رہا ہے

ہائے یہ در و بام کیا کس نے چراغاں
یہ کس کے لئے شام کا بازار سجا ہے

یوسفؔ جسے شبیرؑ نے سینچا ہے لہو سے
اُس دین پہ سایہ کیے زینبؑ کی ردا ہے

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی

سوز: لالہٰ عبد الواحد قصوری

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا سجادؑ تیرے درد کو کیا جانے زمانہ
اے رہ گزرِ شام کہیں دیکھا ہو تو نے بے یار و مددگار محمدؐ کا گھرانہ
سجادؑ کی غربت میں وہ ڈوبا ہوا منظر مظلوم کا زنداں میں سکینہؑ کا اُٹھانا
وہ احمدِؐ مرسل کا گھرانہ سرِ محفل عابدؑ کو اشارے سے ستمگر کا بلانا
مارے گئے غربت میں سکینہؑ کو طمانچے اچھا نہیں ہوتا ہے یتیموں کو ستانا
روضے پہ دعا کرتی ہے روتے ہوئے صغریٰؑ جلدی سے میرے بھائی کو لے آیئے نانا
ہے پاؤں میں بیڑی تو گلاں طوقِ گراں میں کس دین میں ہے بیمار کو یوں کھینچ کے لانا

بے پردہ حرم۔۔۔۔

بازاروں سے نکلا تو لہو روئے گا برسوں کہدے علی عابدؑ سے کوئی شام نہ جانا
وہ آلِ پیمبر پہ برستے ہوئے پتھر منہ زینبؑ و کلثومؑ کا بالوں سے چھپانا
چھپتی رہی شہزادیاں سجادؑ کے پیچھے وہ شام کا دربار تماشائی زمانہ
ممکن نہ تھا ہوتا جو علمدار جہاں میں عبّاسؑ کی ہمشیر کا دربار میں آنا
سوئی ہے ابھی باپ کا سر گود میں لے کر اے شمر لعیں دل نہ سکینہؑ کا دکھانا
یوسف علی اکبرؑ کہیں مل جائے تو کہنا روٹھی ہوئی صغریٰؑ کو ذرا آ کے منانا

شاعر: یوسف سلمان شمسی

https://youtu.be/wOH-WIdpo4Q

دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے

دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے اجڑے گھروں کا وارث آیا
ساتھ حرم کو بازاروں میں بے پردہ سجادؑ ہے لایا

یاد آیا بابا کا زمانہ سورج کا چھپ چھپ کر جانا
شمرِ لعیں جب باندھ کے بازو زینبؑ کو دربار میں لایا

شام مدینے میں ہوتی ہے اک بیمارؑ بڑا روتی ہے
ہائے وہ صغریٰؑ لوٹ کے جس کا بھائی چچا بابا نہ آیا

ہائے سکینہؑ کو زنداں میں شمر طمانچے مار رہا تھا
وہ معصوم جسے بابا نے سینے پر دن رات سلایا

شام سے نکلے تو عابدؑ کو ایک زمانہ بیت گیا تھا
خون رہا آنکھوں سے جاری کیا امت نے روگ لگایا

دینِ نبیؐ کا بار۔۔۔۔۔

دیں کیلئے تشہیر روا کی آئی یوں بیٹی زہراؑ کی
عریاں سر ہر گام پہ پتھر غازیؑ کی ہمشیر نے کھایا

دریا پر عباؑسِ دلاور چین بھلا کیا پا سکتے تھے
شامِ غریباں اور وہ زینبؑ دشمن دنیا دیس پرایا

شام کا یہ بازار نہ ہوتا کوفے کا دربار نہ ہوتا
لوٹ کے آجاتے دریا سے جو غازیؑ عباؑس خدایا

سجدے میں سر شاہ نے کٹایا زینبؑ نے گھر بار لٹایا
طوق گلے میں ڈال پسر نے یوسفؔ یہ اسلام بچایا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی　　　　سوز: لالہٰ نثار علی قصوری

زینبؑ دا نام ہی کافی اے

ایناں شامیاں رل کے صلاح کیتی وچ قید امامؑ ستا ونڑ لئی
سجادؑ نوں خون رووا ونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

اینے ہر اک ظلم نوں سہ لینا پر فیر وی اف تک نہیں کہنا
تپدے ہوئے طوق تے بیڑیاں پا اپنے سفراں وچ ٹردے رہنا
اینوں قتل کرن دے لوڑ نئی ایدے جگر تے ضرباں لا ونڑ لئی
اینوں جیوندیاں مار مکا ونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

اینوں مارنا وی ایدی نسل دے وچ ساڈی ظلم کہانی رہنڑی اے
ایدی کمر تے داغ نے کوڑیاں دے اے ساڈی نشانی رہنڑی اے
ساری زندگی اے رت رووے گا نہ چین دی نیند اے سوویگا
اینوں سفراں وچ تڑپا ونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

زینبؑ دا نام ہی کافی اے۔۔۔۔۔

ایدے گل وچ رسیاں اینج پاؤ باقرؑ دیاں ساہواں رک جاونڑ
اے سر چاوے ساہ نہ آوے اے سر نوں جھکاوے ساہ آونڑ
کربل توں کوفہ شام تائیں پیدل بیمار ٹرا ونڑ لئی
ایدی کمر نوں ھور جھکاونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

اے پتر حسینؑ دا رہ گیا اے دکھ سارے قبیلے دا سہ گیا اے
ایدے سامنے چادراں لاواں گے پھٹ ایدے جگر تے پے گیا اے
اے غیرتاں والا عابدؑ اے ایدی غیرت نوں آزما ونڑ لئی
اینوں غش وچ ہوش کراونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

ایدی کڑیاں دُھپ وچ رہن دیؤ ایدے زخماں نوں اگ سین دیؤ
ایدی چپ تے مار گئی سانوں اے بولے گا کج کہن دیؤ
کائنات دے پاک امام نوں اج وچ شام غریب ستاونڑ لئی
یک لخت ضعیف بناونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

زینبؑ دا نام ہی کافی اے۔۔۔۔

سجاد کتھے عباسؑ تیرا تینوں چاچے تے سی مانڑ بڑا
او ویکھ اگاں سر گھوڑے تے جا اپنے سارے زخم وکھا
تیری ویکھ کے ایس لاچاری نوں او دے نال پئی روندی اے فا
تینوں اپنے ظلم وکھاونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

سجادؑ دیاں زنجیراں نوں اوس وقت ہلاندے رہنا اے
بیمارؑ امام نے جس ویلے وچ شام دے خاک تے بہنڑا اے
ہر وقت سجادؑ بے چین رہوے ایدے سامنے شکلِ حسینؑ رہوے
ایدے گل وچ طوق پواونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

ایدے سامنے اینج دے ظلم کرو منہ تے ماتم کردا جاوے
ساری زندگی شام نوں یاد رکھے ساڈے ظلماں نوں بھل نہ پاوے
پھپیاں دیاں جد بانہواں ویکھے رسیاں دے زخم نشاں ویکھے
اینوں ہائے ہائے شام کراونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

زینبؑ دا نام ہی کافی اے۔۔۔۔

اکبرؑ دا قاتل سامنے آ سجادؑ نوں اپنی شکل وکھا
اے شمر دا حکم اے تیرے لئی جناں ہووے اینوں تڑپا
اینوں ویکھن نال اذیت وچ ذرا ہور اضافہ ہووے گا
اینوں پل پل مار جگاونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

توں ظلم سفر دے ویکھے نے دربار دا منظر ویکھ ذرا
سر سامنے ویکھ حسینؑ دا اے زینبؑ بن چادر ویکھ ذرا
اکبرؑ دا قاتل ہنسدا اے اصغرؑ دے گل نوں ویکھ ذرا
تیرے صبر نوں اج آزماونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

شہروزؔ عزاداری دے وچ زینبؑ دا ناں جدوں آؤندا اے
سجادؑ نوں اے تڑپاؤندا اے بیمارؑ نوں چین نہ آؤندا اے
بندھ ایدے زخم فیر کھلدے نے سجادؑ نوں وقت نہیں بھلدے نے
اینوں مجلس وچ بلاونڑ لئی زینبؑ دا نام ہی کافی اے

شاعر: ملک شہروز حیدر
سوز: عقیل منظور

سجادؑ لئی اے مشکل

سجادؑ لئی اے مشکل اے شام دا سفر
اکبرؑ بھرا دا قاتل عابدؑ دا ہمسفر

ہویا رہا جدوں دا چپ چپ سجادؑ رہندا
پوچھے حال کوئی رو کے ناں شام دا اے لیندا
جیڑے ظلم ویکھے عابدؑ دینا نوں کی خبر

اصغرؑ دا کُرتا ویرن میری لحد وچ رکھا دے
احسان کر قبر دا عابدؑ نشاں مٹا دے
تیرے بعد آ نہ جاوے میری قبر تے شمر

آکھے ربا بؑ عابدؑ مشکل ہے میرا جینا
اصغرؑ ہے کربلا وچ رہ شام گئی سکینہؑ
ہوئی گود میری خالی کس دی لگی نظر

سجادؑ لئی اے۔۔۔۔۔

اس شام دے شہر وچ شبیرؑ رُل گئی آں
دربار ویکھ ویرن تیری موت بھل گئی آں
بیمار مر نہ جاوے زینبؑ نوں اے فکر

روندا اے خون قیدی نئیں مرض کوئی پرانی
اے شام کھا گئی اے سجادؑ دی جوانی
ہویا ضعیف یکدم بازاراں دا اثر

جن و بشر ملائک کر دے بڑی عبادت
لیکن اے لاالہ دے بنیاد اے شہادت
سجدہ حسینؑ تیرا بے شک عظیم تر

تنویؔر آوے مہدیؑ کرو مل کے سب دعا اے
رک جاوے رت اکھاں دی عابدؑ نوں چین آوے
آباد فیر ہووے اے فاطمہؑ دا گھر

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ
سوز: استاد اکبر عباس

رُکدا نئی اکھیاں چوں

رُکدا نیئں اِکھیاں چوں ہائے خون مہاری دا

غیرت ہے سبّب بنیا عابدؑ دی بیماری دا

غیور مر نہ جائے وچ شام دے مظلوم اے

ہِن نال ایں دے قیدی زینبؑ تے کلثومؑ اے

سجادؑ نہیں عادی اس بھیڑ بازاری دا

رت ودھ گئی اکھیاں دی ہو زرد گیا چہرہ

دربار اجے دور اے کر حوصلہ چن میرا

سر نیزے تے روندا اے قرآن دے قاری دا

سر ننگے دھی علیؑ دی بازاراں دے وچ ٹرنا

شبیرؑ دے قاتل توں زینبؑ دا ردا منگنا

سجادؑ توں پچھ منظر زینب دی لچاری دا

رُکدا نئی۔۔۔۔۔

میرا وقت آخری اے مینوں بابے کیتا یاد
میرے کھول رسن ویرن آ جلدی تو سجادؑ
مُک سفر گیا عابدؑ اج درداں دی ماری دا

کردی رہی تو منتاں نیئں وطن تے پہنچایا
مجبُور اینج میں ہویا تینوں کفن دی نیئں پایا
چُک لاشہ بہت رویا او بھین پیاری دا

اہلِ حرم نوں ظالم دربار وِچ بُلا کے
اُو آیتاں قُرآنی نیزے اُتے چڑھا کے
ہلیا نہ دِل کسے وی حافظ کسے قاری دا

زینبؑ اِے دین کردی نہ شِمر مار کوڑے
بیمار ہے اُولا غر بڑی دیر دا بے ہوش اے
مُک جاوے نہ ساں ظالم، سجادؑ مہارِی دا

رُکدانئیں۔۔۔۔

اے شامیوں میں زینبؑ ہاں میں بتولؑ جائی

سر ننگے ہتھ وچ رسیاں ہو قید شام آئی

ویکھو نہ اینج تماشہ ہائے میری لاچاری دا

عابدؑ دی ویکھ مجمع ہوئیاں اوکھیاں نے ساواں

باغی دی بہن آگئی اے شور وچ بازاراں

کیتا آکے وین شامی زینبؑ دی سواری دا

مرگئی تیری سکینہؑ آویں یاد تو شبیرؑ اے

عابدؑ دی اے مجبوری ہائے طوق تے زنجیر اے

کیویں لاشہ اٹھائے گا او بہن پیاری دا

اج تک نیئں اے سمجھے تنویرؔ مسلمان اے

شبیرؑ دا غم کرنا اے دین تے ایمان اے

جنّت اے صلہ ادنا ایدی ماتمداری دا

شاعر: سید ضمیرالحسن تنویرؔ

سوز: استاد اکبر عباس

سجادؑ نوں روا گئے رت شام دے بازار اے

سجادؑ نوں روا گئے رت شام دے بازار اے
اکبرؑ دی موت بھل گئی تک زخمی پردہ دار اے

جدوں مارے تازیانے سجادؑ نوں کمینہ
بیمار دی کمر تے آ رکھدی ہتھ سکینہؑ
تک کے لہو بھرادا عباسؑ نوں پکارے

رخسار ہوئے زخمی لُٹے میرے گوشوارے
ظالم نوں روک ویرن نہ اے طمانچے مارے
بابے دے سر نوں ویکھے سجادؑ بار بار اے

آئی سکینہؑ تے رب جانے کیوں اتنی غربت
وکھری بنی اے سب توں وچ شام اِس دی تربت
اے چار سالہ زندگی مشکل گئی گزار اے

سجادؑ نوں روا گئے رت۔۔۔۔

زہراؑ دیاں اے دھیاں پیدل کدے نہ چلیاں
انہاں ویکھیاں نہ پہلے اے شام دیاں گلیاں
رکدا قدم قدم تے اس واسطے بیمار اے

جرات صغیر دی، کوئی ملدی نہیں مثال
ہویا شہید نیزے تلوار تیر نال
تیرا حسینؑ اصغرؑ اسلام دا وقار اے

میرے دفن دا عابدؑ بالکل کریں نہ غم ہے
کافی میرے کفن لئی عبّاسؑ دا علم ہے
بے شک نہ کوئی آوے، نہیں کرنا انتظار اے

کُرسی نشین شرابی زینبؑ بغیر چادر
تنویرؔ کیویں بھلدا درباراں دا اے منظر
ریہا چالہی سال روندا غیرت دا تاجدار اے

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

سوز: استاد اکبر عباس

سجادؑ نوں اے منظر بھلناں نئیں

سجادؑ نوں اے منظر بھلناں نئیں زندگی ساری
زینبؑ تے سر توں چادر جدوں شمر نے اتاری

بازار شام دے وچ کیتے لوکاں نے سوال اے
پچھدے نے شام ہوئے کیڑے ظلم تیرے نال اے
کج بولدا نئی قیدی اکھیاں چوں رت اے جاری

تک حال میرا روندا نیزے تے سر بھرادا
باقرؑ دا بابا ؑ رک جا ہو بھیڑ گئی زیادہ
میں دھی بتولؑ دی ہاں ماحول ہے بازاری

دن سارا چپ ہے رہندی کرے ظلم نہ کمینہ
جدوں رات ہووے روندی بابے نوں ہائے سکینہؑ
زندانِ شام توں پچھ کیویں قید ایس گزاری

سجادؑ نوں اے منظر۔۔۔۔

اصغرؑ نوں بابے کیتا اک کُرتے وچ دفن اے

بابے غریب نوں وی ملیا نئی کفن اے

مینوں لوڑ نئی کفن دی کر دفن دی تیاری

اولاد والے رشتے مک گئے میرے سجادؑ اے

آکھے ربابؑ دھی دامنہ آخری وکھادے

دنیا توں روندی ٹر گئی اصغرؑ دی بھینڑ پیاری

مر گئی اے بہن میری وچ شام رو کے آکھے

ادھ رات ویلے عابدؑ میت سکینہؑ چا کے

رہیا دیر تائیں لبھدا اجاء دفن دی مہاری

تنویرؔ آکھے زینبؑ بھل جاندا اپناں پردا

لگدے نے تازیانے عابدؑ زمیں تے گردا

میرے ہتھ بندھے نے ویرن تیری بھین دی لاچاری

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

سوز: استاد اکبر عباس

سجادؑ بن کے قیدی جد شام شہر آیا

سجادؑ بن کے قیدی جد شام شہر آیا

کوئی ظلم تکیا ایسا اینوں خون جس روایا

اُٹھ شام چلیے عابدؑ میرے ویر مر گئے سارے

نیزے دے نال برقعے ساڈے شامیاں اُتارے

اے کہہ کے غش توں زینبؑ سجادؑ نوں جگایا

مرے بہن کوئی اینج نہ مجبور ہوئے بھائی

رب جانے کیویں عابدؑ اُس دی قبر بنائی

دو قیدیاں نے مِل کے میّت سکینہؑ چایا

ملیا وفا دا جگ توں وکھرا اینوں انعام اے

رہئے پلدے چار فضہؑ تیری گود وچ امام اے

تینوں بہن سڈیا زہراؑ دھی مصطفےؐ بنڑایا

سجادؑ بن کے قیدی۔۔۔۔۔

لے قافلہ مدینے داخل سجادؑ ہویا
کہرام ہے شہر وچ ماتم حسینؑ ہویا
قبرِ نبیؐ تے عابدؑ جد حال سب سنایا

تنویرؔ جد اُجڑ کے زینبؑ وطن تے آئی
تک حال بہن دا نئی پہچان سکیا بھائی
موتاں دے غم تے قیداں زینبؑ نوں انج مکایا

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ
سوز: استاد اکبر عباس

اے انتہائے حسرت حرف و عدد میں کب ہے
وہ علم جو چھپا ہے عابدؑ کے آنسوؤں میں
میر احمد نویدؔ

سجادؑ دی زندگی مک گئی اے

سجادؑ دی زندگی مک گئی اے ہر دکھ گیا صبر دے نال نبھا نئی اف کیتی بازاراں وچ ویکھی پیدل ٹر دی دھی زہراؑ
سجادؑ علاج توں کر اپنا اے رت اکھیاں دی رک جاوے توں بھین سکینہؑ کر اے دعا تیرے ویر دی زندگی مک جاوے جدوں موت آئی رت رک جاناں اِس مرض دی نئی کوئی ہور دوا
سجادؑ توں زینبؑ پوچھدی اے کیوں بھین تیری اج بولدی نئی میں پچھیا حال سکینہؑ توں اے روندی ہے لب کھولدی نئی کیویں بولے پھوپھی سوچ ذرا تنگ رسیاں وچ معصوم گلا
کربل توں لے کے شام تائیں ہر ظلم ستم تے چپ رہی اے دربار دے در تے رُک گئی اے حد صبر زینبؑ دی مُک گئی اے کیویں آکھاں وچ دربار دے جا ہن بھین نوں بابا توں سمجھا
ایدے درد جہاں توں وکھرے ہن غم دل وچ موت بہتّر(۷۲)دا گل طوق تے پیریں بیڑیاں ہن نالے درد زینبؑ دی چادر دا گیا بدل شباب ضعیفی وچ پیا ٹردا عابدؑ کمر جھکا

سجادؑ دی زندگی۔۔۔۔

ایدے رون تے پابندیاں نے نہیں وس لگدا کی بھین کرے ہویا حکم حسینؑ دا ناں لے کے نہ زینبؑ اُجڑی وین کرے شبیرؑ دے ماتم دی حسرت لے دل وچ گئی اے عون دی ما
آئی ویکھ میں شام تے شامیاں نوں جھیڑے ظلم ہوئے نہیں بھل سنگدی ملے مرن دے بعد سکون مینوں بس ہور تے میں کجھ نہیں منگدی توں اکبرؑ دی جاگیر دے وچ دے بھین غریب نوں قبر دی جا
تیرے سینے باجھ نہ چین آوے او خاک اُتے سوندی رہی ہے کر یاد اصغرؑ تے غازیؑ نوں وچ قیداں رو رو مر گئی اے میں قبرستان مسافراں وچ آیاں بھین سکینہؑ نوں دفنا
تنویرؔ رو آکھے عبداللہ دھی زہراؑ دی کوئی حال سنا کیویں مارے زینبؑ ویر تیرے دربار گئی کیویں باجھ ردا مینوں خبر اے قیدن رئی اے توں نہ رسیاں والے داغ چھپا

شاعر: سید ضمیرالحسن تنویرؔ

سوز: استاد اکبر عباس

غیّور سجادؑ اے رت روندا

غیّور سجادؑ اے رت روندا بازار دے وچ ، بازار دے وچ
سر ننگے ویکھی دھی زہراؑ زینبؑ دی بن گئی مقتل گاہ، بازار دے وچ

لٹوا کے گھر آ زینبؑ وطن توں دور گئی
عمران دی غیرت شام اچ ہو مجبور گئی
عباسؑ بھرادے قاتل توں رئی چادر منگدی عون دی ماں

آکھے غازیؑ بھین رقیہ جد توں شام گئیں
میں زینبؑ ہاں آکھی لوکاں نوں میرا بابا علیؑ
توں پتھر جھلیں زینبؑ بن کے نہ زخمی ہووے دھی زہراؑ

جیویں شام تائیں میں آئی ہاں سجادؑ گواہ
ہو بھیڑ گئی توں ویکھ تا سئی نہیں ٹرن دا راہ
میں پڑھ ساں نادِ علیؑ ویرن توں نیزے تے قرآن سنا

غیوّر سجادؑ اے۔۔۔۔۔

سجادؑ نوں کی بیماری ہے نہیں سمجھ آئی
دُکھ کھیڑا ہا یکلخت ضعیفی کیوں آئی
اے باوی (۲۲) سال دی عمر دے وچ ٹر دا عابدؑ کمر جھکا

فریاد عقیلؔ آئی زینبؑ دی میں اجڑ گئی
عابدؑ دی عمر دراز ہووے کج نئیں منگدی
ہتھ رسیاں والے چا زینبؑ سجادؑ لئی رئی کر دی دعا

شاعر: سید عقیلؔ تنویر
سوز: اکبر عبّاس

سجادؑ سے زینبؑ نے کہا راہ یہ بدلو!
کہتے ہیں اسی راہ میں شیریں کا بھی گھر ہے
بابا نثارؔ حیدری

قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا
تازیانے کھا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

جشن ہے کیسا یہ لوگو کیوں سجے ہیں راستے
شامیوں کے ہاتھ میں ہیں کس کے واسطے
کیا کھلے سر آ رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

رسیاں ہیں بیڑیاں ہیں طوق ہیں لنگر بھی ہیں
راہ میں کوڑے بھی ہیں کانٹے بھی ہیں پتھر بھی ہیں
پھر بھی چلتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

انبیاء جاتے ہوئے دیکھے ہیں میں نے اُس طرف
اولیاء جاتے ہوئے دیکھے ہیں میں نے اُس طرف
جس طرف سے آ رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

قید ہو کر جا رہا ہے۔۔۔۔

شرم سے زینبؑ کے پاؤں دھنس رہے ہیں کیا کرے
اور ستم یہ ہے کہ شامی ہنس رہے ہیں کیا کرے
خون روتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

بہہ رہا ہے زینبؑ و کلثومؑ کے سر سے لہو
جم رہا ہے ایڑیوں پر بہہ کے لنگر سے لہو
ہائے پتھر کھا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

زورِ باطل میں جو تھا وہ گھٹ رہا ہے اَے نویدؔ
ظلم کا بادل جو تھا وہ چھٹ رہا ہے اَے نویدؔ
اور بڑھتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: ضمیر جعفری

رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام

رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام
تو شہنشاہِ درد ہے بتلا رہی ہے شام

چلا بے کسوں کا کارواں بیمار لوگوں سارباں
ہے سنگ سرِ عریاں شہؑ لافتح کی بیٹیاں
کرب وبلا کے دشت میں برپا ہوا کہرام

مُشکل تھی بڑی وہ گھڑی دربار میں زینبؑ کھڑی
شبیرؑ کے لب پر چھڑی سجادؑ نے پہنی کھڑی
دربارِ یزیدی کے لرزے تھے در و بام

زینبؑ پُکارے بے وطن بھائی میرا ہے بے کفن
کر دے اُسے کوئی دفن میرے ہاتھوں میں باندھی رسن
ہائے کیسے سُنا ہو گا بیمارؑ نے پیغام

رُونے کیلئے کافی ہے۔۔۔۔

زنداں سیاہ پوش ہے تنہائی کی آغوش ہے
عابد کہے نہ ہوش ہے دم ٹوٹا ہے خاموش ہے
اُمّت نے سکینہؑ کو دیا موت کا اِنعام

مستوروں میں اک مرد ہے غیرت سے چہرہ زرد ہے
کربل کی جمی گرد ہے زینبؑ کا دل میں درد ہے
روتا ہے سر جھکا کے کرتا نہیں کلام

زنداں کی سویا خاک پر عادلؔ لہو پُوشاک پر
چرچے ہوئے اِفلاک پر سُلطانی لُولاک پر
ہیں جن و ملائک بھی سجادؑ کے خُدام

شاعر و سوز: علی عادلؔ ملک

اک درد کی کائنات ہے

اک درد کی کائنات ہے سجادؑ کے دل میں
غیرت کی ہر اک بات ہے سجادؑ کے دل میں

نیزوں پہ براتی تھے اور سنگ تھا دُلہا
دُلہن کی اسیری کو سالار نہ بھولا
قاسمؑ کی وہ بارات ہے سجادؑ کے دل میں

شبیرؑ کے لاشے پہ بیمار جو آیا
کر ظلم لعینوں نے لاشے سے اُٹھایا
وہ دفن ملاقات ہے سجادؑ کے دل میں

صدموں کی چٹانوں کو سینے سے لگایا
پھر اشکوں کے پانی کو ہائے خون بنایا
کیا قوتِ جذبات ہے سجادؑ کے دل میں

اک درد کی کائنات ہے۔۔۔۔۔

حیرت سے کبھی دیکھے دربار کے در کو
غیرت سے کبھی دیکھے عبّاسؑ کے سر کو
ہائے مالکِ فرات ہے سجادؑ کے دل میں

پابندِ سلاسل بھی جوہر وہ دِکھاتا
زینبؑ کا تو سایہ بھی دربار نہ جاتا
خاموش کوئی ذات ہے سجادؑ کے دل میں

زنداں میں سکینہؑ جو بابا کو بُلائے
معصومہؑ کے رونے کی آواز رولائے
عادلؔ وہ سیاہ رات ہے سجادؑ کے دل میں

شاعر: علی عادلؔ ملک

سوز: مختار حسین میجو

ایہو غم مکا گیا اے

ایہو غم مکا گیا اے سجادؑ دی جوانی رُلیا نے وچ بازاراں کیوں آیاتِ قرآنی	شاعر و سوز: علی عادل ملک
ڈیکھلا زمین تے روڑن اُنھاںنوں پے پلاون سیداں دے بال پیاسے رہ گئے نہ ملایا پانی	
ماں عونؑ دی پکارے دیوے چا کوئی چادر مشکل چہ کوئی کردے سیداں تے مہربانی	
اصغرؑ نوں یاد کردی ہر اجڑی گود ماں دی اودے قتل تے چھا گئی اے کائنات تے حیرانی	
گل چوں نہ لاوے باہنواں رو رو سکینہؑ آکھے چن ویر مار دیسی مینوں قید دی ویرانی	
رسیاں چہ ہتھ ویکھے کبریٰؑ دے مہندی والے اکھیاں چوں جاری ہوئی تائیوں خون دی روانی	
سجادؑ دے جگر نوں گل چیر گئی اے عادلؔ تاریخ دے وچ آسی دربار دی کہانی	

پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا
سفر میں قافلہ سالار خون روتا تھا

سوال چادرِ زینبؑ جو لب پہ لایا تھا
تو شام والوں نے پتھر غریب کو مارے
مہار تھام کے لاچار خون روتا تھا

سکینہؑ کہتی تھی سجادؑ کربلا لے چل
وہاں پہ دھوپ میں لاشہ ہے اپنے بابا کا
بہن کا دیکھ کے اصرار خون روتا تھا

دکھاؤں کس طرح بازار کا میں وہ منظر
گری تھی ثانیٔ زہراؑ جب اونٹ سے یکدم
وہ سر کو پیٹ کے غم خوار خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں۔۔۔۔۔

یہ شام والیاں کہتی تھی آگئے باغی
چکا لو آج ہی بدر و حنین کے بدلے
امام سن کے یہ گفتار خون روتا تھا

کوئی جو پوچھتا غم کس جگہ ملے زیادہ
تین بار دکھی شام شام شام کہے
پھر اس کے بعد وہ سو بار خون روتا تھا

ملی سکینہ کے مرنے کی جب خبر لوگو
کفن کی فکر سے عابد کا رنگ زرد ہوا
قفس کی تھام کے دیوار خون روتا تھا

وہ جن لبوں پہ محمدؐ نے تھے دیئے بوسے
جب اُن پہ ماری تھی چھڑیاں یزیدِ فاسق نے
غریب بر سرِ دربار خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں۔۔۔۔

ذرا سی دیر کو عابد ہوا تھا فرش نشین
تو تازیانے سے مارا لعیں نے یوں آکر
پھٹے لباس کا ہر تار خون روتا تھا

اے پرسہ داروں یہ توقیرؔ کیا بیان کرے
وطن میں آکے بھی عابدؑ نے چین نہ پایا
تمام عمر عزادار خون روتا تھا

شاعر:توقیرؔ کمالوی
سوز:ممتاز خان

جو تو اُٹھاتا نہ بارِ فلک حسینؑ کے بعد تو ٹوٹ پڑتا زمیں پر یہ آسماں سجادؑ ملا دی خاک میں دربار کی اذاں تو نے اذاں کے درمیاں تو نے جو دی اذاں سجادؑ	میر احمد نوید

سجادؑ دے جگر نوں بس ایہو گل مکا گئی

سجادؑ دے جگر نوں بس ایہو گل مکا گئی
زینبؑ حیا دی ملکہ کیویں شام بے ردا گئی

رب جانے طوق کنج دا مظلوم نو پوایا
اپنی کمر جھکا کے عابدؑ بازار آیا
پھوپھیاں نوں ایدی حالت بازار وچ روا گئی

سجادؑ تے سکینہؑ کر دی رہی سوال اے
بابا کدوں ملاسیں میری ماں دا پیاسہ لال اے
بابے دی ایہہ جدائی تیری بھین نوں مکا گئی

عابدؑ دا صبر جگ تے بے شک بڑا عجیب اے
کنبے دے قاتلاں سنگ ٹردا رہیا غریب اے
کل انبیاء نوں حالت غیور دی روا گئی

سجادؑ دے جگر نوں۔۔۔۔۔

پچھیاں کسے نے عابدؑ تیرے مرض دا کی نام اے
کیندا اسی خون رو کے ہائے شام شام شام اے
پیشی علیؑ دی دھی دی اونوں فیر یاد آ گئی

مجبور کتنا ہویا غیرت دا شہنشاہ اے
رہیا قاتلاں توں منگدا ہر سین دی ردا اے
پھوپھیاں دی بے ردائی اودی کمر نوں جھکا گئی

دربار شام دے وچ گونجی جدوں اذان اے
نانے دا نام سن کے غش کیتا ساربان اے
سی شور قیدیاں وچہ عابد نوں موت آ گئی

ایس گل دی کردی سی اے تاریخ وی تائید اے
باقرؑ دا بابا ہویا ہر موڑتے شہید اے
زینبؑ نوں اودی حالت اکبرؑ دا غم بھلا گئی

سجادؑ دے جگر نوں۔۔۔۔۔

مظلوم بے وطن تے بوں او کھاں ویلا آیا
ہتھکڑیاں تے جنازہ اس بھین دا ہے چایا
حصے دا پانی جیڑی اوہدی بیڑیاں تے پا گئی

کیندا اسی شامیاں نوں روے گی ہن کدی ناں
زنداں چہ روندی روندی اج مر گئی سکینہؑ
ایدا کفن کنج بناواں مینوں اہیو سوچ کھا گئی

پرسے چہ رو کے منگدا توقیرؔ ایہہ دعا اے
ہر ماتمی تے ہووے اس سین دی نگاہ اے
شبیرؑ نوں نمازی جگ توں جیڑی منا گئی

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید کمالوی

وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے

وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے
ردائیں چھینوں نہ لوگوں میرے گھرانے سے

سوال آب پہ سونے پہ اس کے رونے پہ
وہ مارتے تھے سکینہؑ کو ہر بہانے سے

بلائیں کس طرح عباسؑ کو مدد کے لئے
وہ بے ردا تھیں جھجکتی رہیں بلانے سے

سلایا جاتا تھا بے ہوش کر کے دُروں سے
جگایا جاتا تھا عابدؑ کو تازیانے سے

کچھ اسطرح سرِ کرب و بلا وہ اجڑے تھے
کہ ڈر رہے ہیں ابھی تک وہ گھر بسانے سے

کہا یہ گنجِ شہیداں میں باپ کے سر نے
مجھے سکینہؑ بلاتی ہے قید خانے سے

ردائے ثانیِ زہرہؑ میں ڈھل گیا اکبرؑ
غبار اُٹھا جو لاشوں کے تھر تھرانے سے

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

لوکورو آکھے مہاریؑ میرے وانگوں

لوکورو آکھے مہاریؑ میرے وانگوں بن کے قیدی کوئی شام چہ آوے ناں
پھپھیاں دی ردا اکبرؑ جئے ویر دے قاتل توں کوئی منگدا جاوے ناں

وچ صحرا واں ٹرٹر کے نہ ہووے کدی قیدی کوئی بیمار
فیر بھین کوئی بیمار بھرادیاں کڑیاں تے کدی پانی پاوے ناں

دیوے کسے نوں فیر سزا نہ انج دی کوئی ظالم دنیا تے
ہائے خون بھرے سر دھڑ توں جدا ہوئے ویراں دے نیزے تے وکھاوے ناں

ہووے کسے دی نہ کوئی بھین معصومہ کدی قیدی ویر دے نال
اپنے ہتھیں زندان چہ کھود کے بھین لئی کوئی قبر بناوے ناں

منگیاں دعاواں عابدؑ نے رورو کے ایہوں مرن تائیں ثقلینؔ
خالق میرے دنیا تے فیر کوئی ظالم بازار سجاوے ناں

شاعر: ثقلینؔ اکبر

سوز: اصغر خان

میرے اتھرو صاف نہ کر

میرے اتھرو صاف نہ کر مینوں شام نئی بھلدی ماں مینوں شام دیاں گلیاں یاد آون میں کیہڑے پاسے جاں
بھلنا، بھلنا نئی مینوں زینبؑ دا بازار چوں لنگنا ہائے کیویں ٹردی رئی پڑھ دی نادِ علیؑ وچ وسدے ہوئے پتھراں
تکیا، تکیا اے میں سکینہؑ نوں کھاندے ہوئے پتھر ہائے ہر پتھر تے رو رو لہندی سی غازیؑ چاچے دا ناں
ویکھے، ویکھے سارے منظر نے پر ماں نئی بُھلدا ہائے میں وچ بلوے کبریٰؑ نوں تکیا میں کیوں نہ خوں رُوواں
ہونا، ہونا نئی مظلوم بھرا میرے وانگوں دوجا ہائے کسے ویر نئی کھودیاں بہناں لئی زندان دے وچ قبراں
چُم کے، چُم کے اتھرو عابدؑ دے کہیا ماں نے اکبرؑ ہائے میں نال تیرے تکیا صبر تیرا میں وی تے قیدی ساں

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں

عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں
جس کو زینبؑ کے لئے پردہ کہیں ملتا نہیں

دیکھو نہ میرا تماشہ رو کے عابدؑ نے کہا
ساتھ میرے آئی ہے ہو کے وہ قیدی بے ردا
ننگے سر جسکو کبھی بابا نے بھی دیکھا نہیں

غم نہ کرنا تو سکینہؑ سفر میں زینبؑ کے ساتھ
سینے پہ سو جانا ماں کے جب بھی ہو جائیگی رات
لوٹ کر آئے گا اب بیٹی تیرا بابا نہیں

ڈر سے سہمی ہے سکینہؑ خون کانوں سے رواں
پوچھتی دکھلا کے عابدؑ کو طمانچوں کے نشاں
کب وطن میں جائیں گے کوئی یہاں اپنا نہیں

عابدؑ بیمار کی آنکھوں۔۔۔۔۔

دیکھتی معصوم بچوں کی نہ زینبؑ پیاس کو
دیتا جو جنگ کی اجازت بھائی تو عباسؑ کو
بے کفن رہتا نہ تو پردہ میرا اُلٹا نہیں

پہنچی ہے دربار میں جب شام کے بنتِ علیؑ
کہتی ہے دیکھو ذرا اب نانا میری بے بسی
فضہ کے وارث بھی ہیں لیکن کوئی میرا نہیں

شاعر: حسن رضا

سوز: علی عباس / استاد اکبر عباس

کربلا توں ٹرپیا آلِ نبیؐ دا کارواں
منزلاں لمیاں تے پیری ساریاں دے بیڑیاں
بابا نثار حیدری

دو صابر ہیں کائنات اندر

دو صابر ہیں کائنات اندر اک عابدؑ اک شبیرؑ اے
اک بھیناں سامنے قتل ہویا اک بھیناں نال اسیر اے

اک لاش اٹھا کے اصغرؑ دی کر نبیاںؑ نوں حیران گیا
اک چک کے لاش سکینہؑ دی اتے لبدا قبرستان رہیا
بڑی مشکل نال ہے دفن کیتے اک پتر تے اک ہمشیر اے

اک نیزے تے غم کردا اے زینبؑ دی پردے داری دا
کربل توں لے کے شام تائیں نئیں رُکیا خون مہاری دا
دو واں پیو پتراں نے ویکھی اے دکھی زینبؑ دی تشہیر اے

مظلوم حسینؑ نوں کربل وچ چپ غازیؑ ویر دی کھا گئی اے
بازاراں تے درباراں وچ سجادؑ نوں خون رواگئی اے
اوبرقعے منگدی شامیاں توں جدے گھر اتری تطہیر اے

دو صابر ہیں۔۔۔۔۔

جیڑے کربل تیرے سینے تے سجدے ساداتؑ نے کیتے نیں

زہراؑ دے پاک گھرانے دے توں خون دے آنسو پیتے نیں

توخاک توں بن گئی خاکِ شفا تیری بدل گئی تقدیر اے

اسلام نوں حسنؔ بچاون لئی شبیرؑ نے سب کج وار دتا

کج زخمی بال تے پھوپھیاں نال بیمار سجادؑ جہاد کیتا

کھلے ہتھ شبیرؑ دی فوج دے سن سجادؑ دی فوج اسیر اے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: اکبر عباس

درازی منزلوں کی ریت کے تپتے ہوئے رستے

انوکھا سارباں ہے بیڑیاں پہنے ہوئے آیا

بابا نثارؔ حیدری

پیا کمر جھکا عابدؑ رو رو کے سفر کر دا

پیا کمر جھکا عابدؑ رو رو کے سفر کر دا
اے پہلا عزادار اے زینبؑ دے کھلے سر دا

سجادؑ نوں امت نے ہر جاہ تے رلا یا اے
اینوں پھوپھیاں دہ پیشی نے روگ اے لگا یا اے
کہندا رہیا زندگی بھر ہائے شام تے پر دہ

سجادؑ نوں نئیں بھلنی ہائے شام دی اے نگری
ایدے سامنے سر ننگے زینبؑ ہے پئی ٹر دی
ایدا طوق نئیں بھاری اینوں درد ہے چادر دا

کر و شرم سجاؤ نہ تُسی لوگ بازاراں نوں
کوئی تے دیو چادر اج ثانیءزہراؑ نوں
اے منتاں علی عابدؑ امت دی پیا کر دا

هائے حسینؑ

پیا کمر جھکا عابدؑ۔۔۔۔

سجادؑ نوں معصومہؑ انج غش توں جگاندی سی
ملدا سی جدوں پانی زنجیراں تے پاندی سی
ڈردی سی نہ مر جاوے غمخوار بہتر دا

رو کہندی سی معصومہؑ مینوں کفن نہ توں پاویں
ایس چولے دے وچ عابدؑ توں بھینڑ نوں دفناویں
بے کفن رہیا لاشہ میرے بابے تے اصغرؑ دا

لکھیا اے شریعت وچ نہ پتر نوں پیو چاوے
بہہ لاش تے اکبرؑ دی شاہؑ رو کے اے فرماوے
کیویں غازیؑ اٹھاواں میں لاشہ اکبرؑ دا

جے چاہنا ایں مر کے وی نہ موت حسنؔ نوں آوے
کر شاہؑ دی عزاداری تیری زندگی بقا پاوے
رو چادرِ زینبؑ نوں جے خوف ہے محشر دا

شاعر: حسن رضا
سوز: اکبر عباس

اُمت نے قید کیتیاں ہائے پھوپھیاں بے ردا

اُمت نے قید کیتیاں ہائے پھوپھیاں بے ردا، تائیوں عابدؑ رت رویا
برداشت کر نہ سکیا غیرت دا اے خدا، تائیوں عابدؑ رت رویا

کتھے مجمع لعیناں دا کتھے زہراؑ دیاں پلیاں
منہ والاں دے نال کج کے بازاراں دے وچ کھلیاں
منگدی رئی برقعے رورو کو نین دی ملکہ، تائیوں عابدؑ رت رویا

زینبؑ دے خطبے سن کے ہنس دے سی شامی سارے
باغی سمجھ کے پتھر جدو قیدیاں نوں مارے
بالا نوں زخمی کیتا بے جرم و بے خطا، تائیوں عابدؑ رت رویا

سر ننگے پھرایا اے کُل بنیاںؑ دی غیرت نوں
کیوں کلمہ گواں کیتا شرمندہ شرافت نوں
نیزے تے رئی اے روندی عبّاسؑ دی وفا، تائیوں عابدؑ رت رویا

سجادؑ نے ویکھے ہِن اخترؔ وہ ظلم سارے
کیویں شمرِ لعیں کوڑے ایدی پاک کنڈھ دے مارے
فیر وی نہ منہ چوں نکلی امت لئی بددعا، تائیوں عابدؑ رت رویا

شاعرِ سوز: اختر حسین اختر

سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے

سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے
غیرت میں عمر ساری لہو روتا رہا ہے

کوفے سے علیؑ آئے اور شام سے زینبؑ
ہائے خاک بھرے بال ہیں نہ سر پہ ردا ہے

زہراؑ کے لٹے گھر میں پھر آج مسلمانوں
اک اور اُٹھی میت کہرام مچا ہے

بازار سے کیوں روتی آئی ہے سکینہؑ
کانوں کے زخم تازہ ہے اور خون جما ہے

لعنت ولیدل تیری تُربت پہ ہو ظالم
کیا جرم تھا سید کا زہر اس کو دیا ہے

سجادؑ مہاری کا تابوت۔۔۔۔۔

کیوں چپ ہو میرے بابا کچھ منہ سے تو بولو
میت پہ کھڑا باقرؑ ہائے روتا رہا ہے

اعجازِ امامت سے فضّہؑ کا جنازہ
سجادؑ کے باقرؑ نے یہ خود جا کے پڑھا ہے

رخصت ہوا دنیا سے جو بانو کا دُلارا
سم پیتے ہوئی حسنؑ کی یہ رسم ادا ہے

پیغام ہے اخترؔ کا سن لو اے مسلمانوں
سجادؑ کی سنت ہے یہ ماتم جو بپا ہے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم

عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم رکھ رہے ہیں یوں
پاؤں اُکھڑ نہ جائیں کہیں کائنات کے

ہر گام پر حیات کو آساں بنا دیا
شامِ ابد کو صبحِ ازل سے ملا دیا
سالارِ کارواں نے اندھیرے میں رات کے

جھولے کی راکھ سر پہ اڑاتے ہوئے چلے
اصغرؑ کو اشاروں میں سلاتے ہوئے چلے
قربان جاؤں مولاؑ تیری مشکلات کے

ٹوٹے گا کیسے عزمِ شہنشاہِ کربلا
سجادؑ گر سپر ہے تو زینبؑ ہے حوصلہ
ٹکڑے یہاں ہوئے ہیں یزیدی بساط کے

عابدؑ سنبھل سنبھل۔۔۔۔

اے شمرِ بدنہاد و بدانجام و بدگماں
معصوم کا لہو ہے نہ جائے گا رائیگاں
رستے دیکھائے گا یہ جہاں کو نجات کے

بولی سکینہؑ بھیا ذرا پاس آئیے
باقی ہے اور کتنا سفر کچھ بتائیے
کیوں خوف بڑھ رہے ہیں مجھے حادثات کے

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

رفتار توں عابدؑ دی دسدا اے نوا قیدی
گفتار کرے ظاہر انداز شریفانہ
دروازے تے زنداں دے اک قیدی نمازی اے
دن رات کرے سجدے ، سجدے وچ شکرانہ
بابا نثارؔ حیدری

میں پتر جوان حسینؑ داساں

میں پتر جوان حسینؑ داساں مینوں شام ضعیف بنایا میری غیرت کمر جھکا چھوڑی تے پیشیاں خون رووایا
اسی لوگ شریف مدینے دے کدی گلیا موڑ نہ ویکھے مستوراں تے مجبوراں نوں میں آپ بازار لے آیا
میں غیرتاں والا عابدؑ ہاں تسی صبر میرا ازماؤنہ میں بیوا بھین دے ہتھاں وچ خود شام دازیور پایا
تفسیراں پاک قرآن دیاں اج باج غِلاف دے آئیاں تساں قیدی پردے داراں نوں سر ننگے شام پھرایا
سجادؑ دی خستہ حالی داایس گل توں اندازہ کرلو جنے قیدن بھین دے لاشے نوں اک چولے وچ دفنایا
تابوت دے پاک زنجیراں نوں اکھیاں نال بوسے دے کے ثمرؔ نے اجڑیاں بیبیاں داہائے سارا حال سنایا

شاعر: ثمرؔ عباس

بشکریہ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

معمور ہاں میں مجبور نہیں

معمور ہاں میں مجبور نہیں، بازار دی بدل فضاء ڈیواں کوئی تک نہ پاوے پھپھیاں تے میں ایسی ہول ہواڈیواں
جیڑھی ہیبت توں کوہِ طور اُتے، موسیٰؑ یک دم بے ہوش ہویا جے چاواں ساں توساں شامیاں نوں او ہیبت آپ ڈکھاڈیواں
جے چاواں نال جلالت دے اینارت وچ بجھیاں اکھیاں نوں کوفے تے شام دی نگری دے سب در دیوار ہلاڈیواں
میں وانگوں فضل دے بابے دے حیدر دی تیغ داوارث ہاں بیمار ہاں پاوے چپ کر کے خیبر تے احد بھلا دے واں
مختار ہوں میں مجبور نہیں یہ طوق ورسن یہ زنجیریں گر چاہوں ٹوٹ کے گر جائیں لیکن میں آج بھی سنتا ہوں بابا کی صدائیں ینصرنا
حق مانگنے دادی زہراؑ بھی دربار گئی تھی غاصب کے یہ سوچ کہ میں خاموش رہا میرے ساتھ حرم ہیں بے پردہ
بازار میں میرے بابا نے قرآن سنایا نیزے پر گستاخ یہ امت کیا جانے ہم آلِ محمدؐ کا رتبہ

سجادؑ نے رو فرمایا اے وچ شام دے راہ

سجادؑ نے رو فرمایا اے وچ شام دے راہ میری ماں مر گئی
اے دکھ بیمارؑ نوں نئی بھلنا ہائے باج ردا میری ماں مر گئی

ہائے شام دے اُوکھیاں راواں تے مینوں سمجھ حسینؑ بچاندی رئی
ہر موڑ تے بھانویں قتل ہوئی پر میرا ساتھ نبھاندی رئی
منگدی رئی چادر قاتلاں توں ارمان رہیا میری ماں مر گئی

ہائے بعد شہادت بابے دی مینوں پُتراں وانگ سنبھالیاں اے
اے سنّت سمجھ کے ویرن دی ہر دکھ نوں جھولی پالیاں اے
ہویا اج احساس یتیمی دا میں غریب ہویا میری ماں مر گئی

دسویں دے دن توں ہن تائیں میرے سر تے امن دی چھاں کیتی
تھے ظلم ہزارا راہ پر میری ہر ایک مشکل آسان کیتی
ہن کیڑا درد ونڈاوے گا اماں فضّہ میری ماں مر گئی

کربل دے پاسے منہ کر کے سجادؑ نے رو فریاد کیتی
جیڑی حیٔ پابند شریعت دی دنیا توں صدمے لے ٹر گئی
او دی زخمی میت چاون لئی میری مدد کوں آ میری ماں مر گئی

سجادؑ نوں لو گو رہیا زندگی ساری ارمان رداواں دا

سجادؑ نوں لو گو رہیا زندگی ساری ارمان رداواں دا ہر موڑ تے کرنا چادر دا سوال اے ہائے پھوپھیاں ماواں دا
جدوں شام چہ سید لے آئے کیتا قید اوناں نوں ظالماں نے ہنسدے جد قاتل اونوں یاد اے آیا ہائے قتل بھراواں دا
اینوں موت ویراں دی بھُل گئی اے جدوں بھین سکینہؑ جھنڑ پئی اے رہے ظالم راہ تے اونٹھ تیز بھجاون غم او کھیاں راہواں دا
باقرؑ دی قید توں وی ودھ کے اینوں درد ہے بھین معصومہ دا ہے خون رووایا غم کھا گیا اینوں بے جرم سزاواں دا
جے چاچا اینداں امڑ آندا دریا توں علماں والا اے نہ مان ہاں ٹٹدا ہائے کل سیداںؑ دا غازیؑ دیاں باہواں دا
محسنؔ سجاد ہے کل غیرت کائنات دے کل غیوراں دی پھٹ جگر گیا اے صدماں نہ بھلیا ہائے شام دی راہواں دا

شاعر: محسنؔ شاہ

سوز: جوہر شاہ

روز جینا روز مرنا سفر اں وچ بیمارؑ نے

روز جینا روز مرنا سفر اں وچ بیمارؑ نے شام دے بار از توں پہلاں کئی بازار نیں
سرخ ہنجواں نال نہ رووے تے عابدؑ کی کرے شمر دے ہتھ نے سکینہؑ دے دوویں رخسار نیں
وچ قبر سووے سکینہؑ ہُن سکوں نال ایس لئے چن لئے عابدؑ قبر چوں سارے پتھر خار نیں
نیزیاں تے چادراں بن کے پھریرے کیندیاں کر تیاری شام دی عابدؑ علم تیار نے
اُتریا سی وچ قبر دے چا کے لاشہ پشت تے بچپنا زینبؑ دا کیتا انج دفن لاچار نے
بال ڈگدے رے تے اکبرؔ قافلہ ٹر دا رہیا مانواں کیویں سانبھدیاں سن قافلہ سالار نے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: شیر از خان

نوحہ خواں: شاہد خان اور شیر از خان، سیالکوٹ والیوم 2:13-2012ء

کدی موڑاں دے کدی پیشیاں دے

کدی موڑاں دے کدی پیشیاں دے رئے منظر سامنے نظراں دے
سجادؑ دے دل وچ درد رئے ہر ویلے شام دے سفراں دے

تشہیر بازار چہ ہوندی اے پئی زینبؑ شام چہ آندی اے
زینبؑ توں پہلاں آ پہنچے نے شام چہ قافلے خبراں دے

دُکھ درد کٹان لئی عابدؑ دے ساہ اور ودھان لئی عابدؑ دے
عابدؑ دے سامنے مانواں نے کدی نام لے ناں پتراں دے

اُونٹھاں توں ڈگدے بالاں لئی جیڑھی اُونٹھاں آپ بنائیاں سن
سجادؑ پتے پیا پچھدا اے اُوہناں چھوٹیاں چھوٹیاں قبراں دے

اے نیئں دسدی کنا لہو وگیا کیڑی بی بیؑ دا کی حال ہویا
تاریخ بس ایہو دسدی اے منہ بچ گئے وسدے پتھراں دے

کدی موڑاں دے۔۔۔۔

نیزے جدوں چادراں لاندے سن دوں پاسے زخم پئے آندے سن
سر زخمی ہوگئے بیبیاںؑ دے دل زخمی ہوگئے چدراں دے

اکبرؔ ہر زخم نوں سہن لئی کنڈیاں تے ٹردے رہن لئی
ہتھ بجیاں نازاں پلیاں نے ہتھ کھول دتے سن صبراں دے

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: شیراز خان

سوزونوحہ خواں: شاہد خان اور شیراز خان، سیالکوٹ

بشکریہ: تحسین عباس جعفری (tajpoint.com)

بیمار مہاری نوں ول شام نوں جانا پے گیا

بیمار مہاری نوں ول شام نوں جانا پے گیا
اکھیاں چوں رت رووے گل طوق وی پانا پے گیا

تنگ موڑتے شام بازار دے وچ اُتوں شامی پتھر وی ماردے نے
بابے نوں نیزے تے قرآن سنانا پے گیا

بیمار تے قید روا کوئی نئیں کیتی اے مظلوم خطا کوئی نئیں
نانے دے وعدے دا اقرار نبھانا پے گیا

درلا لئے پاک سکینہؑ دے ایہو غم دے حال یتیمہ دے
بھینی نوں اک چولے کلیاں دفنانا پے گیا

خادم دربار بلائیاں نے سر ننگے زہراؑ جائیاں نے
دکھ ویکھ کے پھوپھیاں دا دکھ اپنا بھلانا پے گیا

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

اے رت ہن نئیں رکنی

اے رت ہن نئیں رکنی

توحید دیاں شہزادیاں نوں انج پیدل سفر کرایا

پتھراں دامینہ وسایا

میری بھین سکینہؑ مر گئی سی میرے ہتھ پابند سن اوس ویلے

غربت دے عالم وچ رورو کڑیاں تے لاشہ چایا

رسیاں دے وچ دفنایا

اک لال سی حسنؑ داچن ور گا جدا لاشہ سی پامال ہویا

جدی ماں داسی ارمان بڑا نئیں پتر اں نوں سہرا پایا

گھٹڑی وچ لاشہ پایا

میر اعلماں والا غازیؑ سی جدے بازوواں تے سی مان بڑا

جدا لاشہ لین گیا مقتل پیاڈ گدا زہراؑ آجایا

نئیں غازیؑ نوں چک پایا

اے رت ہن۔۔۔۔۔

میری ماں دی گود ویران ہوئی میرا ویرا اصغرؑ وی ماردتا
رہیا نال فرات پیاو گدا جدی پیاس نے ہے تڑپایا
میری رت نوں سرخ بنایا

جہیڑا اپر جبرئیل تے سوند اسی اُودا لاشہ گرم زمین اُتے
بے ادبی نال اودے سر نوں قاتل نے آن کے چایا
اودی بھین دے سامنے لایا

شاعر و سوز: کاظم
بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

میں آں سجادؑ مہاری میرا قیدی نام لوونہ

میں آں سجادؑ مہاری میرا قیدی نام لوونہ

مینوں ٹُرن دا رستہ دے دیوو میرے نال نیں پھوپھیاں مانواں

میری راواں دے وچ بوُنہ

رک رک کے وچ شام بازاراں دے جینے کیتے وین رداواں دے

پاوے ہتھ وچ رسیاں پائیاں نے پر دین اسلام دی وارث اے

اینوں شام دی قیدن کہونہ

پتھراں دے نذرانے دے دے کے کرو بیشک استقبال میرا

میری قیدن بھین نوں ماروناں ایدے زخم کناں دے دکھ دے نے

اینوں ہور اذیت دونہ

لٹ لئی اے ہر آیت کوثر دی تُساں زبر تے زیر شہید کیتے

جیویں پاک قرآن دے ورقیاں نوں دتّا چاڑھ ظلم دیاں رحلاں تے

انج وَیر کیسے دے پوونہ

میں آں سجادؑ مہاری۔۔۔۔

سر ننگے جے ہوون بھیناں دے فیر چادراں منگناں سوکھا نئیں
لوکوں خون دے اتھرو رو رو کے سجادؑ دعاواں کر دا اے
میرے وانگوں اے دکھ سہونہ

غازیؑ جے چن ویرنے جیوندی جی کدی زینبؑ آکھ بلایا نئیں
تینوں رب داواسطہ موڑاں تے تطہیر دی پاک شہزادی نوں
ہنس ہنس کے زینبؑ کہونہ

نوحہ خواں سنگت: راوی روڈ، لاہور

بے ردا بنتِ علیؑ ہے شام کے بازار میں
کیا قیامت کی گھڑی ہے شام کے بازار میں
یاد کر صبحِ مدینہ حیف اے شمسِ فلک
آج تیری روشنی ہے شام کے بازار میں
اختر چنیوٹی

سجادؑ نوں دیندے نے بے جرم

سجادؑ نوں دیندے نے بے جرم سزاواں
دکھ سہہ کے وی سیدؑ نے منگیاں دعاواں

بیمار ہے مدّت توں کیویں ٹریا خدا جانے
نہیں طوق ٹرن دیندے تنگ کیتا اے زخماں نے
پیراں چوں لہو وگدا پتھریلیاں راہواں

کر ترس ستمگر ظالم میری بہن سکینہؑ تے
اینج لوگ نہیں کردے کدی ظلم یتیماں تے
کیویں تیریاں انگلاں چوں ایدے وال چھڑاواں

نہیں خون اجے رکیا کنّاں چوں سکینہؑ دا
آکھے لاڈلی بابل دی دربار لعیناں دا
دسو نامِ خدا ایدے کیویں زخم لکاواں

سجادؑ نوں دیندے۔۔۔۔۔

چُک لاشہ سکینہؑ دا ہر موڑ تے رکدا اے
سب جاندیاں راہیاں توں بیمار اے پچھدا اے
کیڑی جاتے مسلمانوں ایدی قبر بناواں

سجادؑ دی غیرت تے بازار وی رُوندا اے
تک حال یتیماں دا سردار وی روندا اے
غش آندے نے سیدؑ نوں رک جاندیاں سانواں

شاعر و سوز: سردار یوسف

اے چرخ جس کے ہاتھ میں ہو نظمِ کائنات
وہ کربلا سے شام تلک ساربان رہے
علامہ نجم آفندی

ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں

ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں
طوق ہے وزنی گلے میں پاؤں میں ہیں بیڑیاں

دیکھ لیتے ہیں جو عابدؑ اپنے بابا کی طرف
اُس گھڑی باقرؑ کی اُٹھ جاتی زمیں سے ایڑیاں

لے چلے ہیں قید کر کے ثانیِ زہراؑ کو شام
عظمتِ زہراؑ کہاں اور شام کی منزل کہاں

مار نہ ظالم تو کوڑے کچھ تو کر خوفِ خدا
بے کسوں بے وارثوں کا ہے اکیلا پاسباں

سید سجادؑ کی سرداؔر کیا حالت لکھوں
جس نے لکھ دی خون رو کر کربلا کی داستاں

شاعر: سردارؔ یوسف

سوز: سردار یونس

دردِ سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے

درد سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے ہائے روتا ہے قلم لفظ بناؤں کیسے
جن کی مادر کا جنازہ تھا اُٹھا رات کے وقت سر برہنہ سرِ بازار ! بھلاؤں کیسے
رسیاں پاؤں میں چھالے تھے طمانچوں کے نشان حسرت و یاس کی میت کو اُٹھاؤں کیسے
پابجولاں ہوں میں ہے طوقِ گراں زیبِ گلو اونٹوں سے گرتے ہوئے بچے اُٹھاؤں کیسے
زخم جو جسم پہ آئے ہیں دیکھا سکتا ہوں دل نے جو شام میں کھائے ہیں دکھاؤں کیسے
اے زمانے کے یزیدو نہ کہو نجفیؔ سے خاک کی نور سی اوقات بتاؤں کیسے

شاعر: افضل حسین نجفیؔ

اس بات پہ ہے کہرام بپا

اس بات پہ ہے کہرام بپا، شبیرؑ کے پُرسہ داروں میں باقرؑ کا بچپن بیت گیا، بازاروں میں درباروں میں
اُس شامِ غریباں کا منظر باقرؑ کو ہمیشہ یاد رہا جب چار برس کی معصومہؑ چھپتی ہے پردہ داروں میں
لاریب پیمبرؐ زادی ہے، کونین کی یہ شہزادی ہے افسوس علیؑ کی بیٹی کو، کیوں لاتے ہو بازاروں میں
شبیرؑ کے خون کی سُرخی ہے جو آج شفق پہ پھیلی ہے سجادؑ کے خوں کے آنسو ہیں افلاک کے روشن تاروں میں
سادات کا آخر جرم تھا کیا، تاریخِ مسلماں یہ بتلا سادات کو کیوں کر چنا گیا بغداد کی ان دیواروں میں
اولادِ پیمبرؐ کو اے محبؔ، دربار جو لے کر آئے تھے سب اہلِ ثقیفہ شامل تھے اسلام کے ان غداروں میں

شاعر: محبؔ فاضلی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

سجادؑ کی ہے آرزو بازار نہ آئے

سجاد کی ہے آرزو بازار نہ آئے
مخدُومہ کھُلے سر یوں دربار نہ جائے

غیور ہوں لوگوں میں کیا دیکھ رہا ہوں
امت سے رسالت کا صلہ دیکھ رہا ہوں
ہو کے یوں کوئی دختر گرفتار نہ آئے

کچھ چاک عبائیں ہیں، کُچھ سر ہیں شہیدوں کے
نہ چھوڑا ہے کُچھ میرا، امت کے لعینوں نے
کوئی اُجڑا ہوا ایسے، سالار نہ آئے

سجادؑ نے فرمایا ناموسِ رسالت ہے
کیوں چھینی ردا اِسکی، یہ فخرِ امامت ہے
اِس غم کا بھلا کیسے، جگر بار اٹھائے

سجادؑ کی ہے آرزو۔۔۔۔۔

نہ طوق یہ وزنی ہے، نہ درد زنجیروں کا
بے پردہ ہیں مستوراں اور غم ہے اسیروں کا
غم کیسے یہ غربت کا بیمار اُٹھائے

بابا کی غریبی تو تا حشر رلائے گی
ہر موڑ پہ اکبرؑ کی مُجھے یاد ستائے گی
دریا سے پلٹ کر نہ علمدار ہیں آئے

ہر ماتمی کی میں نے کر دی ہے شفاعت
اظہارؔ جسے ہو گی، اس در سے مودت
بخشش کو کسی جا بھی وہ حب دار نہ جائے

شاعر: اظہارؔ الحسن
سوز: انوار الحسن

سجادؑ مہاری ٹر دا آوندا اے

سجادؑ مہاری ٹر دا آوندا اے سنگ پچھیاں پر دے داراں دے یکدم ہر موڑ تے رک ویندا ہائے ویکھ ماحول بازاراں دے
جینوں ویکھ سورج چھپ داہاں ھن اودیاں دھیاں سر ننگے تک بھیڑ بازاری سر کمنبدے ہائے نیزیاں تے اسواروں دے
گل طوق پیر ادے وچ چھائے زنجیراں وچ باقرؑ نال اے بہو اوکھیاں راہواں دے پنیڈے ہائے پیش پئے بیماراں دے
میکو بہو ارمان میڈے ورثے وچ سر ننگے زہرہؑ جائیں نے کونین دیاں شہزادیاں ھن کیوں ٹرسن وچ اغیاراں دے
نئیں طوق روینداطول پیاایو سوچ کے رووے رت سید کلثومؑ ربابؑ ہن نال میرے کیوں ویساں وچ بازاراں دے
خورشیدؔ نبیؐ زادی روندی ہر موڑ تے پتھر جھلیندی رئی رورو کے آکھے شامیاں کو ڈیئو برقعے پردے داراں دے

شاعر: حیدر خورشیدؔ

عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے

عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے صبر و رضا کا پیکر سجادؑ بتایا ہے
سر ننگے بیبیاں ہیں اور شام کا سفر، بازار کا سفر بالوں سے بیبیوں نے منہ اپنا چھپایا ہے
بیمار کے اشکوں نے تاریخ رقم کر دی طوقِ گراں پہن کر اِسلام بچایا ہے
سجادؑ سے سکینہؑ رو رو کے کہہ رہی تھی قسمت نے بھیا ہم کو بازار دکھایا ہے
آہو فغاں میں لپٹی معصوم صداؤں نے پردیس میں رو رو کے ہائے عرش ہلایا ہے
زندہ ضمیرؔ والے صابرؔ جو رو رہے ہیں لگتا ہے بیڑیوں کا اب سوگ منایا ہے

شاعر: صابر حسین صابرؔ

سوز: ضمیر جعفری

زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا

پُرسہ ہی مجھے دے دو

زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا
میری بہن سکینہؑ مر گئی ہے کوئی کلمہ گو آ کے پُرسہ ہی مجھے دے دے

سن چار برس کا تھا اس پھول سی بچی کا، اور چاند سا چہرہ تھا
اب نیل تماچوں کے اور خون ہے کانوں پر، دفناؤں اسے کیسے

اس عمر کے بچے تو عادی ہیں کھلونوں کے، اور سوتے ہیں سینے پہ
دامن ہے جلا اسکا خوں بہتا ہے آنکھوں سے، یہ ظلم کئے کس نے

ماتم کو ترستی تھی نوحہ نہیں پڑھتی تھی سہمی ہوئی رہتی تھی
دُرّوں کی اذیت سے جیتی تھی نہ مرتی تھی اب سو گئی یہ کیسے

تابوت اُٹھانا ہے تُربت میں سُلانا ہے بے درد زمانہ ہے
زنجیر ہے ہاتھوں میں اور قبر بنانا ہے غازیؑ سے کوئی کہدے

پُرسہ ہی مجھے۔۔۔۔۔

ڈرتی تھی اندھیروں سے ہر سمت اندھیرا ہے، ہر زخم یہ کہتا ہے
کیا جرم تھا بتلاؤ گردن پہ ہوا کیا ہے کیوں زخم ہیں یہ گہرے

چلتی ہوئی کانٹوں پر یہ شام تلک آئی، ٹھوکر جو کبھی کھائی
بابا کو بلاتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی، گودی میں مجھے لے لے

ماں اور پھوپھی اُسکو لوری جو سناتی تھیں، خود اشک بہاتی تھیں
جب خاک کے بستر پہ بچی کو سُلاتی تھیں، اُٹھتا تھا دھواں دل سے

یہ خون بھرا کُرتا اب ہوگا کفن اس کا، زخمی ہے بدن اس کا
ہمشیر کی میت پر بیمارؑ یہ کہتا تھا خوں گرتا ہے آنکھوں سے

ریحانؔ وہ شہزادی غازیؑ کی جو پیاری تھی بابا کی دلاری تھی
آکر درِ زنداں پر ہر ایک سے کہتی تھی اب سوؤں گی گھر جاکے

شاعر: ریحانؔ اعظمی

قیدی نہ کوئی لوگو سجادؑ سا ہو گا

قیدی نہ کوئی لوگو سجادؑ سا ہو گا بیمار ہے زنجیروں سے آزاد نہ ہو گا
بولی سکینہ بھیا زخموں سے خون رواہے بابا ہیں میرے تنہا میرے چاچا کہاں ہیں جب تک نہیں ملوں گی دلشاد نہ ہو گا
بے حال ہے غموں سے سبطِ نبیؐ کا پیارا پیروں میں آبلے ہیں زخمی بدن ہے سارا اس غم میں رونے والا برباد نہ ہو گا
ہر قدم پہ رک کر زینبؑ کو دیکھتا ہے اہل حرمؑ کے غم میں دل خون رورہا ہے ان کی ردا کا ضامن میرے بعد نہ ہو گا
رو کر کہے یہ زینبؑ اے وقت کے شہنشاہ جانا ہے سر برہنہ بازارِ شام و کوفہ کنبہ کیسی کا ایسے برباد نہ ہو گا

ہائے حسینؑ

سو گئی ہائے سکینہؑ اوڑھ کر زنداں کی خاک
رو رہا سر پہ ڈالے گھر کا گھر زنداں کی خاک
خاک اڑاتے کس طرح مرگِ سکینہؑ پر اسیر
ہائے زنداں میں نہیں ہوتی اگر زنداں کی خاک

میر احمد نویدؔ

باب نمبر17: قتیلِ زندانِ شام

زندان اجے وی روندا اے اینوں وین سکنیہؑ دے جدوں چھیتے آندے نے
جیڑی پوچھتی رئی بیمار کولوں میکوں ویر ڈسا کدی بال وی قید نبھاندے نے

اختر حسین اخترؔ

زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ

زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ جِس سینے پہ سوتی تھی معصوم سکینہؑ
ہر وقت چمکتا تھا کربل میں مدینے میں تعویز کی مانند تھا شبیرؑ کے سینے میں گم ہو گیا وہ کیسے زنداں میں نگینہ
کر ترس ذرا ظالم بابا کو نہ روؤں گی میں گود میں مادر کی آرام سے سوؤں گی بے رحم لعینوں نے فریاد سنی نہ
ہے موت کی خاموشی تاریکیِ زنداں میں کیا جرم کیا لوگو معصوم سی مہماں نے کوئی اور تو معصومہ یوں قید ہوئی نہ
سجادؑ جو زندان سے ہو قید ختم تیری جا کہنا یہ صغراؑ سے تم کو ہے قسم میری میں دفن ہوں زنداں میں آباد مدینہ

زنداں میں سکینہؑ کو ـــــــ	پھٹ جائے نہ غیرت سے سجادؑ جگر تیرا میرے گھر کی یہ رونق ہے کہتا تھا پدر تیرا یہ سوچ کے عابدؑ کو کچھ ہوش رہی نہ
	رخسار میں نانا کو محشر میں دکھاؤں گی روداد میں زنداں کی رورو کے سناؤں گی پابندی ہے رونے پہ کہتا ہے کمینہ
	اے دشتِ اجل روک جا بیمار کو آنے دے بابا کے لئے کوئی پیغام سنانے دے شاید میری تُربت پہ وہ آئے کبھی نہ
	ہائے موت بھی حیراں تھی معصوم کی میت پہ افسوس رہی کرتی احمدؐ کی رعیت پہ تھا موت کے چہرے پہ غیرت کا پسینہ
شاعر و سوز: یوسف سردارؔ	سردارؔ سکینہؑ کو زنداں میں دفن کر کے سجادؑ یہ کہتے تھے نہ کفن ملا مر کے تا حشر رولائے گی تیری موت سکینہؑ

بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے

بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے
ماتم تیرا زنداں میں بھی ہونے نہیں دیتے

بستر تیرا سینہ تھا جسے چھین لیا ہے
اب گود میں مادر کی بھی سونے نہیں دیتے

احساس یتیمی مجھے زنداں میں ہوا ہے
میں خاک پہ سوتی ہوں تو سونے نہیں دیتے

تھک جاتے ہیں سجادؑ تو بابا تیرے قاتل
بیمار میرے بھائی کو سونے نہیں دیتے

مر جاؤں گی زندان کے اندھیروں میں سسکتی
اک کرن اجالے کی یہ ہونے نہیں دیتے

بابا یہ مسلماں۔۔۔۔

غش آتے ہیں سجاد کو پاؤں میں ہیں چھالے
بیمار کو چھاؤں میں یہ ہونے نہیں دیتے

ہائے آگ کی مانند ہیں سجاد کے زیور
زنجیر جدا تن سے یہ ہونے نہیں دیتے

بے پردہ نبی زادی ہیں بازار کھلے ہیں
کیوں بند بازاروں کو یہ ہونے نہیں دیتے

سردارؔ چلے لے کے جو سجادؑ جنازہ
شامل یہ جنازے میں بھی ہونے نہیں دیتے

شاعر وسوز: یوسف سردارؔ

تیرا باقرؑ جیوے ذرا جلدی آ

تیرا باقرؑ جیوے ذرا جلدی آ
وَکھ قید چہ میرا پیا رکدا ساہ

تینوں رات دے ویلے رئی ویر بلاندی
ڈر ڈر کے کلیاں میں رئی کرلاندی
گئیاں ترس نیں اکھیاں مینوں شکل وکھا

میرے حال تے روندے زنداں دے ہنیرے
افسوس اے ویرن کوئی کول نئیں میرے
جیڑا بابل وانگوں کدے سینے لاہ

وَکھ قید کرو نہ میں کہندی رئی آں
در کھول دروغہ میں مر دی پئی آں
بیمار بھرا نوں میرے کول بلا

تیرا باقرؑ جیوے۔۔۔۔

ہن موت نے ویراں ساڈی سانجھ مکائی
جے قید توں ہو گئی تیری ویر رہائی
دیویں قبر اصغرؑ تے پانی چھنکا

شالا وانگ سکینہؑ کوئی قید نہ ہو وے
نہ وچھڑ کے پیو توں قیداں وچ رو وے
سردارؔ تے رو کے منگدا اے دعا

شاعر: یوسف سردارؔ
سوز: یوسف سردارؔ

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

حسینؑ باقر سے کہہ رہے تھے مری سکینہؑ کو ساتھ رکھنا
سفر کے ہر موڑ پر یہ بچی تجھے دلاسے دیا کرے گی
سید محسنؔ نقوی شہید

ماں کہتی ہے رو رو کے

ماں کہتی ہے رو رو کے زنداں میں خدایا کوئی صاحبِ اولاد کفن لے کے نہ آیا
گر ہوتی ردا سر پہ تیرا کفن بناتی ماں دیکھ تیری مجبور ہے اور دیس پرایا
ہائے دُر بھی چھنے اور تمانچے بھی ہے کھائے جب سر سے سکینہؑ کے اُٹھا باپ کا سایہ
زنداں، درِ زنداں رہی معصوم تڑپتی افسوس مسلماں کو ذرا رحم نہ آیا
کانوں کو چھپا لیتی نظر آتا شمر جب معصوم کو ظالم نے ہے کچھ ایسے ڈرایا
سوتی تھی کبھی باپ کے سینے سے لپٹ کر ہائے خاک کے بستر پہ اُسے کس نے سلایا
نہ آئے مسلمان جنازہ بھی اُٹھانے ہائے آلِ محمدؐ پہ کیا وقت یہ آیا

ماں کہتی ہے۔۔۔۔۔

ظلمت کے اندھیروں میں تھی وہ آخری ہچکی سجادؑ نے جب آ کے سکینہؑ کو جگایا
اصغرؑ کو دفن شاہؑ نے بے کفن کیا تھا زنداں میں سکینہؑ پہ وہی وقت ہے آیا
محتاجِ کفن کیوں تیری میّت تھی سکینہؑ ہائے شام کے لوگوں کو ذرا ترس نہ آیا
محشر میں وہی لوگ جہنم میں جلیں گے جن لوگوں نے زہراؑ کے بھرے گھر کو جلایا
تھے ہاتھ بندھے کیسے وہ بیمار کے دونوں پھر کس طرح عابدؑ نے ہے میّت کو اُٹھایا
ہائے گلشنِ زہراؑ کی ہے نایاب کلی کو سردارؔ لعینوں نے ہے زنداں میں رُلایا

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی

زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی
مر کے نہ ملی جس کو زنداں سے رہائی

کُل چار برس سِن تھا معصوم یتیمہ کا
کس جرم میں بچی نے یہ قید نبھائی

ہر ظلم سہا جس نے بابا سے جدا ہو کے
گھُٹ گھُٹ کے مری کیسے امت کی ستائی

سوتی تھی کبھی اپنے بابا کے کلیجے پہ
ہائے موت ستمگر نے کیسے ہے سلائی

اُکھڑی ہوئی سانسیں تھیں اور جسم لرزتا تھا
سجادؑ نے زنداں سے جب لاش اُٹھائی

زنداں میں تڑپتی۔۔۔۔۔

دو کفن مسلمانوں پہناؤ سکینہؑ کو
سجادؑ رہے روتے دے دے کے دُھائی

جھکڑی ہوئی بانہوں پہ میت تھی سکینہؑ کی
کیسے علی عابدؑ نے تُربت ہے بنائی

کوئی راہِ خدا مجھ کو بتلائے مسلماں یہ
بے جرم لٹی کیسے زہراؑ کی کمائی

ممنون ہے زنداں بھی سردارؔ سکینہؑ کا
سوئی ہوئی زنداں کی قسمت ہے جگائی

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ (۱۹۹۴)

مینوں تیر ملن نئیں دیندے بابا

مینوں تیر ملن نئیں دیندے بابا کیویں سینے لاواں
تیرے سینے دا تعویذ ہاں میں اج رونی آں کھول کے بانہواں

تُسی کہندے رئے بابا سائیں تیرے باہج ویراں مینوں گھر دسدا
کیوں نال سکینہؑ بولدے نئیں میں رُوواں تے کرُلاواں

تیرے قاتل جھنکاں دیندے تک منہ تے داغ چپیڑاں دے
میں کیویں ظالم لوکاں توں اج تیری جان بچاواں

مینوں چک کے بابا گودی وچ تیرے وانگوں کون سواوے گا
میں ہیلک تیرے سینے دی کیویں خاک اُتے سو جانواں

اج شمر دے ظالم پنجیاں چوں مینوں کون چھوڑاوے باہج تیرے
جے دیویں حکم تے غازیؑ نوں میں نہر توں آپ بلانواں

مینوں تیر ملن۔۔۔۔

میں ویکھے راہ وچ ویراں دے لاشے پئے خاک چہ رولدے نے
جے ہووے کول ردا میرے ویراں نوں کفن پواواں

تیرے وانگوں وچ پردیساں دے کدے بابل رس دے ویکھے نئیں
میں رونی آں وانگ یتیماں دے ہن منگ دعا مرجانواں

اُٹھ ویکھ لے ساڈیاں خیمیاں اگ لا کے کوفی ہسدے نے
دس کیویں سڑ دیاں خیمیاں چوں میں ویر بیمار بچاواں

ایس گل دا کوئی ارمان نئیں مینوں شمرؔل چپیڑاں ماریاں نے
تیرا نازک گل میں شمر دیاں ضرباں چوں کنج بچاواں

سرداؔر کدے نہ دھیاں دے پردیس بابل مر جاون
کندھاں نال لگ لگ روندیاں نے نئیں لھبدیاں چھانواں

شاعر: یوسف سرداؔر

سوز: یونس سردار

منگوا ایہہ دعا دھیاں والے

منگوا ایہہ دعا دھیاں والے ایہہ وقت کیسے تے آوے نہ
کسے چوں سالاں دی قیدن دا پردیس چہ پئیو مر جاوے نہ

اُس بادشاہ دی توں دھی اجڑی جدے جوڑے عرش توں آئے نے
تئنوں کفن نصیب نہیں ہویا ایدے غربت دے سائے نے
میرے وانگ سکینہؑ ویر کوئی کدی بھین نوں انج دفنائے نہ

سجادؑ سکینہؑ نئیں لبدی دل زینبؑ دا بہوں گھبرایا
ایہہ باہج میرے نئیں رہ سکدی مظلوم حسینؑ نے فرمایا
میری لاش تے آکے سوئں گئی اے اجڑی نوں کوئی جگاوے نہ

کرے شمر ظلم معصومہؑ تے میری دھی جے میرے کول آوے
میرا قاسمؑ اکبرؑ تے غازیؑ کوئی سُن کے ہو کے آجاوے
کوئی شمر نوں آکے روک لوے اوہدے والاں وچ ہتھ پاوے نہ

منگوا ایہہ دعا۔۔۔۔

دستور زمانے سارے دا پیؤ دھی دے ناز مناندا اے
گئی ملن سکینہؑ بابے نوں پیا ظالم ظلم کماندا اے
دتّا شمر نے حکم سپاہیاں نوں شبیرؑ اونوں سینے لاوے نہ

سجادؔ ایہہ عابدؑ آکھدا اسی کیویں روندی چپ او کر گئی اے
در کھول شمر زندان داتوں میری بھین انج لگدا مر گئی اے
جیڑی آکھدی سی آکول میرے کیوں ویر نوں ہون بلواوے نہ

شاعر: سجادؔ بخاری

سوز: اکبر عباس

ميتھوں بھاگ چنگے نے سکینہؑ دے بابل دی چھاں پئی پاندی اے پھوپھیاں دا پیار وی ملدا سوں نالے اصغرؑ ویر کھڈاندی اے صغراؑ نوں خبر نہیں کوئی او دی بھین سکینہؑ قید ہوئی سِر مٹیاں منہ تے نیل دسن پئی مار شمر توں کھاندی اے	بابا نثار حیدری

قید زندان میں نبھائی کس طرح

قید زندان میں نبھائی کس طرح سکینہؑ نے
یہ مصیبت ہے اُٹھائی کس طرح سکینہؑ نے

چھوڑ کر آئی جیسے سوتا سو لگتے بن میں
سہہ لی اصغرؑ کی جدائی کس طرح سکینہؑ نے

ایک بھی گھونٹ نہ تھا پانی کا خیموں میں مگر
آگ دامن کی بجھائی کس طرح سکینہؑ نے

پوچھنا ہو تو یہ سجادؑ سے پوچھو اخترؔ
قید سے پائی رہائی کس طرح سکینہؑ نے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

قیداں چہ مر گئی ہائے روندی سکینہؑ

قیداں چہ مر گئی ہائے روندی سکینہؑ کسے سنیا نہ دہایاں
مظلوم دی دھی نوں کھا گئی آں زندان دیاں تنہایاں

ہائے بھین دی میت تے مجبور بیمار سی آیا
چک لاش نماڑی دی لہو اکھیاں چوں برسایا
پردیساں وچ نہ مر جائے کسے ویر دیاں ماں جائیاں

بازار چہ سیداں تے برسات ہوئی پتھراں دی
ہائے زہراؑ جائیاں تے سر خاک پئی سفراں دی
اج عرش فرش دی وارثاں تے کی گھڑیاں اوکھیاں آئیاں

کدی پوچھدی اے پھوپھیاں توں کیوں ظلم کریندن لوکی
اے رسم ہے شامیاں دی جے پتھر مریندن لوکی
اساں اجڑیاں توں کیہڑا خطرہ اے کیوں مل لے موڑ سپاہیاں

قیداں چہ مر گئی۔۔۔۔

چڑھی جنج علی اکبرؑ دی کج بال تے کج مستوراں
سر زخمی جانجیاں دے زخماں تے جمیاں دھولاں
لاڑے دا سر اے سانگ اُتے رسیاں پھوپھیاں نے پائیاں

بیمار نے رب جانے کیویں بھین دی لاش نوں جایا
کئی موڑ بازاراں دے امت نے آن ٹورایا
نہ گل چوں طوق جدا کیتا نہ ہتھ دی کڑیاں لائیاں

زنداں دے اندھیروں توں معصوم سکینہؑ ڈر گئی اے
اخترؔ جیڑی روندی سی چپ کر گئی اے
چہرے دے داغ ہن اے کون شمر چپیڑاں لائیاں

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

https://www.youtube.com/watch?v=G7O_xc0eVvg

اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں

اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں ہائے زندانوں سے

میرے بابا کو ملادو میں دعائیں دونگی سسکیاں لے کے جو کہتی تھی مسلمانوں سے

جا کے مقتل میں پکاری یہ سکینہ رو کر

بھیا قاسمؑ میرے اکبرؑ تم کہاں ہو سارے

میرے بابا کو بچالو آ کے شیطانوں سے

جب چلی گھر سے تیرے ساتھ سبھی تھے زینبؑ

عونؑ و محمدؑ و اکبرؑ یاد آتے ہونگے

لوٹ کے آئی جو ہوگی تو بندی خانوں سے

آٹھ اذانیں بیک وقت فضا میں گونجی

ثانی زہراؑ کے خطبوں کو دبانے کیلئے

شور برپا کیا دربار میں اذانوں سے

اب بھی آتی ہے۔۔۔۔

لبِ دریا سے علمدارؑ کی آئی یہ صدا
اے سکینہؑ تجھ سے شرمندہ ہے چاچا تیرا
پانی پہنچا نہ سکا ہائے کٹے شانوں سے

بولی معصومہ پھوپھی رسم ہے یہ شامیوں کی
کر کے پابندِ رسن اور کھلا کے پتھر
اس طرح کوئی تو ملتا نہیں مہمانوں سے

ساتھ گھوڑوں کے معصوموں کو دوڑایا جائے
کسی قانون یا مذھب میں کبھی ایسا سلوک
کوئی انسان تو کرتا نہیں انسانوں سے

قائمِ آلِ محمد یہ ہے اختر کی دعا
صدقہ حسنینؑ کا اے مولا صدائے ماتم
اس طرح حشر تلک گونجے عزاخانوں سے

شاعر و سوز: اختر حسین اختؔر، لاہور

سمجھ کے زہرؑ ستایا گیا سکینہؑ کو

سمجھ کے زہرؑ ستایا گیا سکینہؑ کو
قدم قدم پہ رولایا گیا سکینہؑ کو

طلب کیا کسی ظالم نے جب کنیزی میں
چھپا لیا اُسے زینبؑ نے اپنی گودی میں
نہ پوچھو کیسے بچایا گیا سکینہؑ کو

وہ پشتِ ناقہ پر تنہا وہ تیز رفتاری
سنبھلتی کیسے سفر میں حسینؑ کی پیاری
گری نہیں ہے گرایا گیا سکینہؑ کو

سرِ حسینؑ کو تکتے تھے عابدِ مضطر
تڑپنے لگتی تھی غازیؑ کی لاش دریا پر
طمانچہ جب بھی لگایا گیا سکینہؑ کو

سمجھ کے زہراؑ۔۔۔۔

وہ اپنا حالِ یتیمی سنانے آئی تھی
پدر کی لاش سے پتھر ہٹانے آئی تھی
لگا کے دُرے ہٹایا گیا سکینہؑ کو

ربابؑ بین یہ تربت پہ آ کے کرتی تھی
غریب ہو گئی کتنی حسینؑ کی بیٹی
گلی گلی میں پھرایا گیا سکینہؑ کو

حجابِ غیب کا مالک وہ درد رکھتا ہے
اُٹھائے مشک تکلمؔ تلاش کرتا ہے
کہاں پہ پانی پلایا گیا سکینہؑ کو

شاعر: میر تکلمؔ

سوز: اصغر خان

پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی

پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی طوقِ عابدؑ پہ گراتی ہے سکینہؑ پانی	شاعر: حسنین اکبر
اب تو آنکھوں میں بھی آئے تو چھُپا لیتی ہے شمر سے اتنا چُھپاتی ہے سکینہؑ پانی	
ہونٹ کھلتے ہیں تو عبّاسؑ ادا ہوتا ہے جب بھی پانی کو بلاتی ہے سکینہؑ پانی	
آبِ کوثر بھی پٹکتا ہے فصیلوں پہ جبیں جب بھی چلو میں اُٹھاتی ہے سکینہؑ پانی	
کسی مشکیزے کے بہنے سے جو اُٹھتی ہے صدا مجھ کو آواز یہ آتی ہے سکینہؑ پانی	
حال ایسا ہے کہ مُٹھی میں اٹھائے مٹی زیرِ لب بولتی جاتی ہے سکینہؑ پانی	
تشنگی ہے کہ یہ عبّاسؑ کا دُکھ ہے اکبرؔ خاک پہ لکھ کر مٹاتی ہے سکینہؑ پانی	سوز: اصغر خان

ہائے بابا ہائے بابا ہائے بابا ہائے بابا

بابا تیرے باج سکینہؑ نوں

بابا تیرے باج سکینہؑ نوں کہڑا لوریاں نال سلاوے گا
کئی دن توں پیاسی بیٹھی آں مینوں پانی کون پلاوے گا

جدوں بابا جگ تو ٹر جاوے ناں اپنا یاد نہ ریندا اے
کوئی دھی باغی دی آکھے تے کوئی چھوٹی قیدن کیندا اے
میرے اصلی نام سکینہؑ توں ہُن مینوں کون بلاوے گا

اے شام دا سفر اے سر ننگے تے میں زہراؑ دی عترت ہاں
تو آپ گواہی دے بابا میں چوں سالاں دی زینبؑ ہاں
زینبؑ دے وانگ مینوں وی چادر دا درد ستاوے گا

میں ڈردی آں کہ اے ظالم میرے ویر نوں قتل نہ کر دے وے
اے دین دے باغی اک واری مینوں فیر یتیم نہ کر جاوے
میں جاگ کے پہرے دیوانگی سجادؑ جدوں سو جاوے گا

بابا تیرے باج۔۔۔۔

ہُن سمجھ گئی کیوں کیدیاں سن پھوپھیاں نہ مشک پوا اینوں
دریا تے ٹور نہ چاچے نوں نہ ایندا علم پھڑا اینوں
نہ بھیج سکینہؑ غازیؑ نوں تیرا پئیو کلا رہ جاوے گا

چاواں نال جیڑیاں پائیاں سن جینوں چم کے توپئیاں جاناں اے
اے تحفہ تیری شفقت دا جیڑا اکھیاں دے نال لاناں اے
تیرا قاتل تیرے باج میرے کن چیر کے والیاں لاوے گا

مدت توں جیڑی جاگدی سی اج مر گئی شام دی کوٹھری وچ
وچ قبر اتاریا عابدؑ نے شبیرؑ نے چک لیا جھولی وچ
اکبرؔ شبیرؑ سکینہؑ نوں اج لوریاں نال سلاوے گا

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: استاد اکبر عبّاس

قیداں چہ رو رو کے سکینہؑ مر گئی

قیداں چہ رو رو کے سکینہؑ مر گئی اے
سر لے جاؤ ایدے بابے دا چپ کر گئی اے

اعلان ہویا اے شام والے زنداناں وچ
بڑا روندی سی بچی جیڑی او مر گئی اے

ساہواں نوں رہائی مل گئی اے پر اینوں نئیں
کدوں لاش اجی زندان وچوں باہر گئی اے

پوچھدا رہیاں اے او شامیاں نوں شبیرؑ دا سر
کیوں روندی نئیں کیتھی اج میری دختر گئی اے

میری سانج مکا گئی اے بابا باقرؑ آکھے
میرے حصّے دی زینبؑ سفراں وچ مر گئی اے

بے کفن بہن دی قبر اُتے عابدؑ آکھے
مل شامیاں توں واپس تیری چادر گئی اے

ثقلینؔ تمانچے کھاندی رئی پر ہاری نئیں
اے ظلم توں نئیں بابے دے پیار توں ہر گئی اے

شاعر: ثقلین اکرم

سوز: اصغر خان

بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی

بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی تنہا رہوں گی قید میں زنداں میں مروں گی
روتی ہوئی بہنا کو چچا چھوڑ نہ جانا یہ آخری رشتہ بھی کہیں توڑ نہ جانا پانی کیلئے آپ سے اب میں نہ کہوں گی
ہے بھیڑ قیامت کی پتھروں کی ہے برسات میں ہاتھ اٹھاؤں تو مٹ جائے کائنات یہ بد دعا جہاں کیلئے میں نہ کروں گی
بابا کو دیکھتی تھی تو آتے تھے نظر تیر اک پل میں سکینہؑ سے جدا ہو گئے شبیرؑ سینے سے لگا لو مجھے اب کس سے کہوں گی
بابا کا رستہ روک کے راہوں میں کھڑی ہے معصوم سکینہؑ پہ قیامت کی گھڑی ہے رو رو کے یہ کہتی ہے کہ جانے نہیں دوں گی

بابا تیرے بغیر-----

خیمے بھی جلا ڈالے جلا ڈالے ہیں قرآن پھر بھی یہ اپنے آپ کو کہتے ہیں مسلمان ہے بات بڑے دکھ کی یہ ناناؐ سے کہوں گی
گزری گی کس طرح سے میری شام غریباں اصغرؑ کو صدا دو نگی میں لاشوں کے درمیاں ہاتھوں میں پانی ہو گا مگر میں نہ پیوٗ نگی
میں آلِ محمدؐ کا ہوں انمول نگینہ رکھا ہے آپ ہی نے میرا نام سکینہؑ اب قیدی صغیروں کی میں سالار بنوں گی
تصویر پیمبرؐ کی دکھا کیوں نہیں دیتے بابا مجھے اصغرؑ سے ملا کیوں نہیں دیتے یہ صدمہ جدائی کا بھلا کیسے سہوں گی

شاعر: علی افضل

سوز: حسن خان

کب رہا ہو نے سکینہؑ آئی ہے زندان میں

کب رہا ہو نے سکینہؑ آئی ہے زندان میں
موت کے سامان سارے لائی ہے زندان میں

آتے جاتے آرہی ہے بیڑیوں کی یہ صدا
اے سکینہؑ غم نہ کرنا بھائی ہے زندان میں

پوچھتی رہی ہے ماں سے اپنے گھر کب جائیں گے
ہائے جس دن سے سکینہؑ آئی ہے زندان میں

در قفس کا کھل رہا ہے واسکینہؑ کا ہے شور
موت آئی یا قیامت آئی ہے زندان میں

چلتے چلتے جانے کب رک جائے دھڑکن اے نویدؔ
چند سانسیں ساتھ اپنے لائی ہے زندان میں

شاعر: احمد نویدؔ

جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا

جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا سر زنداں کی دیواروں سے ٹکراتی ہے بابا	شاعر: صابر حسین صابر
دربارِ یزیدی میں بھلا کیسے میں جاؤں ہے چاک گریبان حیا آتی ہے بابا	
کانوں سے ٹپکتا ہے لہو شانوں پہ دیکھو ظالم کی اذیت مجھے تڑپاتی ہے بابا	
یاد آتے ہیں جب شمر (لعین) کے وہ ظلم و تشدد یہ ننھی سی دختر تیری گھبراتی ہے بابا	
مر جاؤں گی پیاسی نہ کبھی مانگوں گی پانی اصغرؑ کی مجھے پیاس جو یاد آتی ہے بابا	
ہے کون میرے پاس جیوں کس کے سہارے تنہائی میری موت بنی جاتی ہے بابا	
گھر راہِ خدا میں جو لٹا دیتے ہیں صابرؔ دنیا انہیں مجرم یہاں ٹھہراتی ہے بابا	

معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے

معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے بکھرے ہوئے لاشے ہیں جدھر ڈھونڈ رہی ہے	شاعر: تنویر قمرؔ مالوی
تم ڈھونڈنے نکلی ہو سکینہؑ کو پھوپھی جان معصومہؑ تو مقتل میں پدر ڈھونڈ رہی ہے	
دو کُرتے جلے جھولے کی کچھ راکھ ہے اصغرؑ ماں تیری یہی رختِ سفر ڈھونڈ رہی ہے	
لیلیٰ سے کہو چاند سے بیٹے کو چھپالے برچھی تیرے اکبرؑ کا جگر ڈھونڈ رہی ہے	
تم جیسا مؤذن تو نصیبے سے ہے ملتا اکبرؑ تجھے اب تک یہ فجر ڈھونڈ رہی ہے	
جلتے ہوئے خیموں سے محمدؐ کی نواسی بھیا تیرا بیمار پسر ڈھونڈ رہی ہے	
اے ماتمی توقیرؔ تیری کتنی بلند ہے زہراؑ تیرے اشکوں کے گوہر ڈھونڈ رہی ہے	سوز: وحید الحسن مالوی

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا
آواز دے کے بلاؤ ہو تم جہاں بابا

تو بانہیں کھول کے اِک بار تُو بلا مجھ کو
لِٹا کے سینے پہ اِپنے قرآں سُنا مجھ کو
کہ نیند آتی نہیں تیرے بِنا بابا

ہمیشہ تیرے ہی سینے پہ بابا سُوتی ہوں
کھڑی ہوں مُوت کے صحرا میں تنہا روتی ہوں
ہے میرے کانوں سے تیرا لہو رواں بابا

وہ جِس کے پاس میرے دونوں گُوشوارے ہیں
تیری سکینہؑ کو اُس نے طمانچے مارے ہیں
یہ دیکھ چہرے پہ میرے پڑے نشان بابا

کہاں کہاں نہیں۔۔۔۔

یہ سُوچتی ہوں پلٹ کر میں کیسے جاؤں گی
بہت اِندھیرا ہے رستہ میں بھُول جاؤں گی
بچھڑ گیا ہے سکینہؑ سے کارواں بابا

خلوصِ دِل سے جو غم میں تمہارے آئے گا
تیری قسم وہ نرالی توقیرؔ پائے گا
وہ ماتمی ہو کوئی ہو گا نوحہ خُواں بابا

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحیدالحسن کمالوی

وقت نے روضے میں زنداں کو بدل ڈالا مگر
وہ جو قیدی تھی وہ بچی تو سدا قید رہی
حسنین اکبرؔ

زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا

زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا بھیا
سجادؑ سکینہؑ کو مرنے سے بچا بھیا

دیواروں سے زنداں کی ٹکرا کے میں گرتی ہوں
پھر دیر تک بھیا تنہائی میں سسکتی ہوں
آ ریت کے بستر سے بہنا کو اٹھا بھیا

جیتی تھی امامت کے میں پاک سویروں میں
اب میری گزرتی ہے زنداں کے اندھیروں میں
اس وقت بھی رسی میں ہے میرا گلا بھیا

پانی نہیں مانگوں گی بچوں کو سنبھالوں گی
ان چھوٹے سے ہاتھوں سے تیرے کانٹے نکالوں گی
اک بار سکینہؑ کو تو پاس بلا بھیا

زندان میں نہیں۔۔۔۔

جس نے مجھے مارا تھا وہ خواب میں آتا ہے
میں سو بھی نہیں سکتی کچھ ایسے ڈراتا ہے
سجادؑ مجھے دے دے بانہوں میں پناہ بھیا

سجادؑ تیرے غم میں جو اشک بہائے گا
جو حلقائے ماتم میں سر پیٹتا آئے گا
توقیرؔ دلاؤں گی وعدہ ہے میرا بھیا

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحید الحسن کمالوی

زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے

زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے
دم گُھٹ رہا ہے بھیا یہ رات آخری ہے

جلا میرا کُرتا چھینے گوشوارے، ستم گر نے مجھ کو طمانچے ہیں مارے
ستاتے ہیں مجھ کو یہ بابا کے قاتل، یہ دُکھیا مصیبت میں کس کو پکارے
بابا کے قاتلوں سے ہر گز کفن نہ لینا، ہے یہ میری وصیّت خواہش میری یہی ہے

سکینہؑ پہ بھیا کٹھن یہ گھڑی ہے، اسیری ہے مجھ پر مصیبت بڑی ہے
وطن یاد آتا ہے بھیا چلو گھر، مدینے کی راہوں پہ صغراؑ کھڑی ہے
ہر شام یہ پرندے جاتے ہیں اپنے گھر کو، کب جاؤنگی وطن میں رو کر وہ پوچھتی ہے

مری دادی زہراؑ کا رتبہ ہے عالی، یہ حق جن کی چوکھٹ سے لوٹا نہ خالی
فدک بھیک میں ہم نے جن کو دیا ہو، سکینہؑ کفن کی ہو اُن سے سوالی!
بابا کے قاتلوں سے ہر گز کفن نہ لینا، ہے یہ میری وصیّت خواہش میری یہی ہے

زندان میں سکینہ۔۔۔۔۔

جو محوِ خطابت سرِ شاہِ دیں ہے، سناں پر وہ دوشِ نبیؐ کا مکیں ہے
ہُوا ہے جو فلک سے پتھر سے ظاہر، ہے وہ خونِ ناحق جو چھپتا نہیں ہے
نیزے پہ شاہِ دیںؑ کے سر کا خطاب کرنا، مقتول کا تصرّف قاتل کی بے بسی ہے

زمین پر میں زنداں کی سوتی ہوں بابا، میں اشکوں سے دامن بھگوتی ہوں بابا
خدارا مجھے پاس اپنے بلالو، جدا ہو کے تم سے میں روتی ہوں بابا
صدیاں گزر چکی ہیں اب بھی ہر اک محبؔ کو، زنداں سے سسکیوں کی آواز آرہی ہے

شاعر: محبؔ فاضلی

سر کو جھکائے خاک پہ بیٹھا ہے اِک جواں
گردن میں طوق، پاؤں سے لپٹی ہیں بیڑیاں
ہے زیرِ لب نویدؔ یہی، شام، شام، شام

میر احمد نویدؔ

بیمارؑ سوچدا اے بھین کیویں چھڈ جاواں

بیمارؑ سوچدا اے بہن کیویں چھڈ جاواں
نکل نہ جان، ہنیرے وچ اودیاں ساہواں

تو جانناں اے میں ہر ظلم کیویں سہہ گئی آں
یتیم ہو کے تیرے آسرے تے بہہ گئی آں
ہے واسطہ تینوں باقرؑ دا نہ چھڑا باہنواں

ہنیرا ویکھ کے زنداں دا کنبنی آں ویرن
میں کھا کے تیری قسم وعدہ کرنی آں ویرن
نہ رون میرے سنے گا نہ میریاں ہاہواں

میں سن کے رونڑے تیرے ایویں روز نہ مردا
سمجھ کے آخری خواہش میں پوری چا کردا
چلے جے وس تے میں بابے دے سر نوں لے آواں

بیمارؑ سوچدا اے۔۔۔۔۔

جو چائی لاش سکینہؑ دی ہوئی فکر بڑی

اگے ای بیٹھی ساں اصغرؑ دا زخم سہہ جیڑی

میں کیویں اجڑی دی گودی وچ لاش اے پاواں

نہ سر دا تاج سلامتؔ ریا نہ اصغرؑ وی

زندان کھا گیا بے دردی او دی دُختر وی

ربابؑ وانگوں ایویں جگ تے نہ رُولن ماواں

شاعر: فیروز سلامتؔ

سوز: فہیم عباس، حیدرآباد

حسنینؔ ڈسا سجادؑ کیویں ہمشیر دی قبر کوں چھوڑ ٹورا

اکھیاں رئی بہن دی قبر اُتے کربل دی طرف مہار اے

سید حسنین شاہ حسنینؔ، ڈی آئی خان

زنجیر بندھے ہاتھوں سے

زنجیر بندھے ہاتھوں سے اک لاشہ اٹھا ہے
کانوں سے رواں خون ہے، کُرتا بھی جلا ہے

اے شمر ذرا سوچ، کیا ظلم ہے کس پر
رخسار نہیں ورق تھا، قرآن کا جس پر
ہاتھوں سے تونے ظلم کا عنوان لکھا ہے

دنیا یا کسی دین کا قانون دکھاؤ
کہ باپ کو رونا ہے کوئی جرم بتاؤ
سجادؑ مسلمانوں سے یہ پوچھ رہا ہے

نظروں کے آگے باپ کی گردن بھی کٹی ہو
کھائے طمانچے ریتِ گرم پر بھی چلی ہو
اس کمسنی میں اتنا ستم کس نے سہا ہے

زنجیر بندھے ہاتھوں۔۔۔۔

اُس ماں کو بھلا کیسے وہ یہ لاش دکھائے
بیٹھی ہو جو پہلے ہی سے اصغرؑ کو گنوائے
عابدؑ سرِ زندان یہ ہی سوچ رہا ہے

وہ کہتی رہی باباؑ کا سر دے دو خدارا
زنداں میں بنے کوئی تو جینے کا سہارا
اُمت نے طمانچوں کے سوا کچھ نہ دیا ہے

قرآنِ مصائب کی وہ معصوم سی آیت
غیرت کا خدا سینے لگائے ہوئے میت
زندان کی دہلیز پہ خاموش کھڑا ہے

یہ بات اہلِ درد ہی سمجھیں گے سلامتؔ
سجادؑ نے تا عمر کبھی دیکھی نہ راحت
چالیس برس آنکھوں سے بس خون بہا ہے

شاعر: سلامت فیروزؔ

تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا

تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا مجھ کو زندان کی تنہائی ستائے بابا
ہو گئے ہیں میرے رخسار یہ نیلے دیکھو شمر نے مجھ کو طمانچے ہیں لگائے بابا
بھیا سجادؑ کو ہیں کوڑے لگائے ظالم چاچا عبّاسؑ نہیں کون بچائے بابا
جب سے بچھڑے ہو سکینہؑ سے نہیں سو پائی نیند آتی نہیں اب کون سلائے بابا
میں تو کھاتی تھی غذا ہاتھوں سے تیرے بابا مجھ کو زندان میں اب کون کھلائے بابا
جب بھی میں دیکھتی ہوں کوزہ بھرا پانی کا ننھے اصغرؑ کی مجھے پیاس رلائے بابا

شاعر: فیروز سلامت

بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے

بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے
یہ زندگی سے بڑھ کر بابا کو رو گئی ہے

معصومہؑ ڈھونڈتی ہے بابا کا اپنے سینہ
باندھی گئی ہے پشتِ محمل سے کیوں سکینہؑ
عبّاسؑ کو صدائیں دیتی ہی وہ گئی ہے

بابا کو رونے پر یہ اُس کو سزا ملی ہے
زندان میں وہ تنہا بابا کو رو گئی ہے
زندان بھی رو رہا ہے ایسا وہ رو گئی ہے

بابا کا سر ملا ہے نہ مل سکا وہ سینہ
بابا کا سر ملا تو روتے ہوئے سکینہؑ
چہرے پہ چہرہ رکھ کے خاموش ہو گئی ہے

بابا کو روتے۔۔۔۔

بابا کو روئی زہراؑ یا روئی ہے سکینہؑ
بیت الحزن میں زہراؑ زندان میں سکینہؑ
دونوں پہ ہائے کیسی قیامت یہ ہو گئی ہے

قیدی بیمار بھائی کیسے میت اُٹھائے
ہاتھوں میں زنجیریں کیسے لحد بنائے
سانسوں کی قید سے وہ آزاد ہو گئی ہے

نظرِ رباب تیرا پُرسہ یہ حیدری ہے
دکھیا یہ ماں ہے اُسکی شاہ کی جو لاڈلی ہے
اِس شام کے شہر میں تنہا وہ ہو گئی ہے

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی

سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی چلو گھر چلیں
یہ کرتی تھی ماں لحد پر بکا میری لاڈلی چلو گھر چلیں

یہاں سے چلو چلیں کربلا وہی پر تمہیں ملیں گے چچا
ستم جو ہوئے بتانا اُنہیں دکھانا اُنہیں یہ کرتا جلا
چچا جان کو دکھانا ذرا ردا خوں بھری چلو گھر چلیں

بتانا اُنہیں سبھی سختیاں ملیں کس قدر تجھے گھڑکیاں
ہماری ردا لٹی کس طرح چھینی کس طرح تیری بلیلاں
بتانا اُنہیں بجھی کس طرح تیری تشنگی چلو گھر چلیں

پدر سے ملو تو دلجوئی ہو بتانا انہیں بہت روئی ہو
قسم لو اگر تمہارے بنا سکینہؑ کبھی کہیں سوئی ہو
لحد باپ کی ملے جب تجھے تو کہنا یہی چلو گھر چلیں

سکینہؑ اٹھو میری جاں۔۔۔۔

لحد جب ملے تجھے بھائی کی تو کہنا اسے میری لاڈلی
رہائی ملی ہمیں قید سے ہمیں اب نہیں اذیت کوئی
میرے بے زباں اٹھو گھر چلیں شبیہِ نبیؐ چلو گھر چلیں

لبِ علقمہ تو کرنا فغاں تیری جوج ہے ابھی تک روا
میری پیاس پر ہوئے جو فدا چچا تھے میرے ہیں بازو کہاں
کہاں مشک ہے کہاں ہے علم کہاں ہیں جری چلو گھر چلیں

نہ اب غم کوئی نہ افتاد ہے وہ زنجیر سے اب آزاد ہے
پھوپھی بھی تیری تیرے ساتھ ہے تیرے ساتھ ہی وہ سجادؑ ہے
میری غم زدہ شبِ غم کٹی سحر ہو چکی چلو گھر چلیں

لبوں پر تیری یہی بات تھی وطن جائیں گے کبھی ہم پھوپھی
تجھے شمر کا نہیں خوف اب ستائیں گے نہ تجھے اب شقی
نکل قید سے شروع ہم کریں نئی زندگی چلو گھر چلیں

سکینہؑ اٹھو میری جاں۔۔۔۔

غریبوں کا یہ لٹا قافلہ ودا ہو کے پھر وطن جائے گا
تجھے پائے گی جو صغریٰؑ تیری تو بیمار کو ملے گی دوا
گلے مل کے پھر بہت روئے گی وہ بہنا تیری چلو گھر چلیں

مزارِ نبیؐ لرز جائے گا بہن جب تیری کرے گی بکا
کہاں ہے چچا کہاں ہے پدر کہاں ہے بتا برادر میرا
سنانے اسے یہ رودادِ غم یہی بے بسی چلو گھر چلیں

گیا مرقدِ سکینہؑ پر گر کرے گا وہاں یہ مظہرؔ بیاں
عطا عمر کر اِسے دائمی یہ عرفان ہے تیرا نوحہ خواں
وہاں جا کے پھر کہے گا نہیں میرا دل کبھی چلو گھر چلیں

شاعر: مظہرؔ عابدی
نوحہ خواں عرفان حیدر

یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے

یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے یہی دخترِ شاہِ کرب و بلا ہے یہی ہے رقیہؑ یہی سیدہؑ ہے
وہ شامِ غریباں وہ بالی سکینہؑ کہاں شاہؑ کا سینہ کہاں وہ حزینہ عجب ہو کا عالم وہ کالی گھٹا ہے
یہ بابا کے سینے پہ ہے سونے والی یہ چھپ چھپ کے زندان میں ہے رونے والی اسی سے ہے نوحہ اسی سے عزا ہے
مدینے سے نکلی بھرے گھر کے ہمراہ مگر رہ گئی شام میں جا کے تنہا پھوپھی کو وہاں جا کے کہنا پڑا ہے
مظالم کی روئیداد اس نے سنائی اسی نے حرم کو رہائی دلائی مگر یہ خود اب تک اسیر بلا ہے

یہی ہے سکینہؑ۔۔۔۔۔

کبھی تازیانہ کبھی سیلیاں ہیں تماچے لعینوں کے اور گُھڑکیاں ہیں یہ اس کے کھیلونے یہ آب وغذا ہے
وطن کو چلے سب سوائے سکینہؑ یہ مظلوم بچی نہ پہنچی مدینہ کہاں شام و کوفہ کہاں کربلا ہے
پھوپھی ماں بہن اور لاچار بیرن بندھے سب کے بازو تو بچی کی گردن گلے سے سکینہؑ کے خوں رِس رہا ہے
رہے رونقیں مجلسِ شہہؑ کی قائم رہے جاری و ساری ماتم بھی قائم یہی سبطِ جعفرؔ کے دل کی صدا ہے

شاعر و سوز: جناب استاد سبط جعفر شہید

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی

باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی
جب بھی بابا کو پکارے گی طمانچے کھائے گی

اپنے بالوں میں بسا کر اپنی تربت کے لئے
باپ کے مقتل کی مٹی قید میں لے آئے گی

کیسی غربت ہے کہ کرُتا لائیگی بے شیر کا
اور سکینہؑ کی جگہ؛ ماں گوشوارے لائے گی

جُھریاں چہرے پہ ہونگی بال سب ہونگے سفید
شام تک بالی سکینہؑ فاطمہؑ بن جائے گی

اپنے دُر کانوں میں اُس کے دیکھ کر روئے گی وہ
ہاں مگر رَملا کو جتلاتے ہوئے شرمائے گی

نیلی پڑ جائے نہ کرنیں نیلا چہرا دیکھ کر
روشنی زندان میں جاتے ہوئے گھبرائے گی

موت ہی اکبرؔ سلا پائے گی اُس معصوم کو
اپنی آنکھوں میں جو میت باپ کی دفنائے گی

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: شیر از خان، سیالکوٹ

ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ

ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ
خون رویا ہے سکینہؑ کو سلا کر عابدؑ

کیسے باباؑ نے اُٹھایا تھا بدن اصغرؑ کا
اُٹھ نہ پایا ہے سکینہؑ کو اُٹھا کر عابدؑ

پھول سے گالوں پہ کہتے ہیں طمانچوں کے نشاں
کاش باباؑ کو دکھاتی میں بٹھا کر عابدؑ

اے مسلمانوں تمہیں اَب نہ ستائے گی صدا
بولے تربت میں سکینہؑ کو سلا کر عابدؑ

دیکھ کر خوں بھرے کرتے کو بدن سے چپکا
گر گئے خاک پہ یہ نوحہ سنا کر عابدؑ

ایک چھوٹی سی لحد۔۔۔۔۔

ایک کہرام اُٹھا روئے تڑپ کر مولاؑ
اماں زینبؑ کو گلے اپنے لگا کر عابدؑ

جس طرح سنتی تھی باباؑ سے یہ بی بی لوری
ایسے تلقین پڑھی شانے ہلا کر عابدؑ

بھول نہ پائے گا مومن یہ جدائی یاورؔ
غم سکینہؑ کا چلے دل میں بسا کر عابدؑ

شاعر: یاور یوسفی　　سوز: منور علی نومی

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

آسو جا میرے سینے تے بچڑا سکینہؑ

آسو جا میرے سینے تے بچڑا سکینہؑ

کل مٹیاں وچ مسند ہوسی اج حاضر ہے پیو دا سینہ

میرے سینے دا تعویز تاں بن اکبرؑ دی پاک اذان تائیں

کجھ مہلت صرف کرا بچڑی ترے ڈین دے پیاسے بابے تائیں

میں جانداں ہاں کہ کل کرنی میرے نال وفا اس زندگی نہ

کجھ لحظیاں دا مہمان ہاں میں سر نیزے تے اسوار ہوسی

توں پھوپھیاں دے سنگ قید ہونا نالے قیدی ویر بیمار ہوسی

تیرے باجوں مینوں چین آوے ہائے میری بچڑی کدی نہ

ہائے کمسن جان کے پھوپھیاں نے پہلے پانی تینوں دینا ایں

تو پانی لیکے مقتل وچ اصغرؑ نوں لھبدیاں ہونا ایں

جنے تیر دی پیاس بجھائی اے ہن اُس نے پانی نئیں پینا

آسو جا میرے سینے تے۔۔۔۔

بے دین جدوں دُر کھونے کن زخمی تیرے ہونے نے
تینوں کرسی قید زندان دے وچ جدوں سننے تیرے رونے نے
میرے باجوں میری بچڑی توں ہن بُوھتی دیر تاں نہیں جینا

شبیرؑ دا غم تے عبادت ہے کل جن و ملائک نبیاں دی
ہر ساہ دے نال حسینؑ حسینؑ اہیہ ریاضت پاکاں ولیاں دی
ایہو منگدا دعاواں حیدری تے کدی ہووے قضا ایہہ بندگی نا

شاعر: حمید الحسن حیدری نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

درِ زنداں کے جو کھلنے کی صدا آتی ہے
کیا سکینہؑ کو رہا کرنے قضا آتی ہے
میر احمد نویدؔ

میں ہوں زندان میں تنہا، میری فریاد سنو

میں ہوں زندان میں تنہا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا دیتی ہوں صدائیں۔۔۔۔ میری فریاد سنو

شمر کے کھا کے طمانچے میں بہت روئی ہوں

تیرے سینے کے سوا بابا کہاں سوئی ہوں

ہر طمانچے پہ پکارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا نیزے پہ تو مشکل سے نظر جاتی تھی

بل پہ پنجوں کے کھڑی ہوتی تو گر جاتی تھی

گرتی ہوں دے دو سہارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا آجاتے تو سینے سے لپٹ جاتی میں

زخمی کانوں کا لہو شانوں پہ دکھلاتی میں

بابا دیکھو تو خدارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

میں ہوں زندان میں۔۔۔۔۔

جو میرے کانوں میں ننھے گوشوارے تھے
کھینچ کر شمر نے جس طرح وہ اُتارے تھے
مرنا مجھ کو تھا گوارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

مجھ کو معلوم ہے بابا نہ وطن جاؤں گی
اب تو آواز بھی صغریٰؑ کی نہ سن پاؤں گی
یہی مدفن ہے ہمارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

چند قدم بھی جسے چلنے نہیں دیتے تھے امامؑ
دشتِ غُربت سے ستم سہتی ہوئی آئی شام
چھوڑا نہ ضبط کا یارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو

اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو بابا نہیں آئیں گے کلیجے سے لگالو
میں خاک پہ بیٹھی ہوں کوئی پاس نہیں ہے للہ کوئی نہر سے عمّوں کو بلالو
دِکھتا نہیں زنداں میں اندھیرا ہے ہر اک سو گرتی ہوں جدھر جاتی ہوں مجھے آ کے سمبھالو
مر جاؤں گی رو رو کے مجھے اسکی خبر ہے اس قیدِ مسلسل سے مجھے آ کے نکالو
اک روز ہوا شور صدا ہو گئی خاموش آواز یہ گونجی سرِ شبیرؑ ہٹالو
رو رو کے کہا عابدِؑ بیمار نے بابا ننھی سی قبر آ کے سکینہؑ کی بنالو

شاعر: عاصم رضوی

عامر ملک و عابد ملک

میںڈی سین سکینہؑ روندی اے

میںڈی سین سکینہؑ روندی اے میں کیویں قید نبھاواں گی بیمار بھرا توں فکر نہ کر مٹیاں تے میں سوں جاواں گی
بے کفن بابے دی لاش میںوں پئی یاد آندی ہے کربل وچ دفنا چھوڑیں توں کُرتے وچ ظالم دا کفن نہ پاواں گی
بے مثل گواہ میںڈا ویر اصغرؑ میںوں یاد آندی زندان دے وچ احسان چا کر توں چولے دے بے شیر دے سینے لاواں گی
نہ سو سکدی قیدی ویرن کناں چوں خون وی جاری اے ہِنڑ زخمی پیر نہ ٹر سگدی دکھ قبر تائیں لے جاواں گی
دفناوے کیویں بھین نوں شاہ ہتھ وچ ہِنڑ کڑیاں قیدی دے آئی ہوک بتولؑ دی لحد وچوں میکوں دھی دے میں دفناواں گی
ہو گئی خاموش زندان دے وچ مظلوم دی دھی ہے معصومہ محسنؔ جیڑی سین پئی آھدی ہئی بابے دا سوگ مناواں گی

شاعر: محسنؔ شاہ

سوز: جوہر شاہ

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منا لائے

کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منا لائے پردیس میں مادر کی نہ گود اجڑ جائے
یہ مادرِ اصغرؑ کی فریاد تھی زنداں میں یا رب نہ کسی ماں سے اولاد بچھڑ جائے
یا رب کسی قیدی کے رونے پہ نہ پہرے ہوں معصومہ کوئی ڈر کے زنداں میں نہ مر جائے
ہو خوف نہ ظالم کا اتنا کسی بچی کو جو لاش سے بابا کی چپ چاپ گزر جائے
ظالم نے سزا دی ہے بابا مجھے رونے کی زنداں سے سکینہؑ کی ہر وقت صدا آئے
کہرام ہوا برپا پھر شام کے زنداں میں جب لاش سکینہؑ کی سجادؑ اُٹھا لائے

یارب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو

یا رب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو پابند نہ ہوں آہیں رونے پہ نہ پہرا ہو	
تھی جس کو نیند آتی شبیرؑ کے سینے پر زنداں درِ زنداں جس کے لئے قضا ہو	
زندانوں سے آتی تھی آواز سسک نے کی جیسے کہ سکینہؑ کو زنداں رو رہا ہو	
ٹکرائے نہ وہ کیوں کر زنداں کی دیواروں سے بھائی سے اور پھوپھی سے جس کو جدا کیا ہو	
ہائے شام کی گلیوں میں روتی ہے قضا جس کو جیسے کہ سکینہؑ کا کوئی نہ جنازہ ہے	
بے کفن اسے عابدؑ تنہا ہی اُٹھا لائے کونین کا وارث ہائے جس بی بی کا دادا ہو	شاعر: افضل حسین نجفی
زندان میں اے نجفی یاد آئی سکینہؑ کی دل رو رو کہہ رہا ہے اب نہ اجالا ہو	

ہائے حسینؑ

ضیائے خونِ شہیداں کی دل کشی زینبؑ
حسینیت کے چراغوں کی روشنی زینبؑ

حسینیت کو بقا اس لئے نثارؔ ملی
یزیدیت کے مقابل نہیں جھکی زینبؑ

نثارؔ حیدری

باب نمبر 18: شریکتہ الحسینؑ

ہے شام کا بازار کہاں آ گئی زینبؑ
سایہ ہے نہ دیوار کہاں آ گئی زینبؑ

اب دیکھیں نویدؔ آ کے چھپے گا کہاں باطل
کرنے کے لیے وار کہاں آ گئی زینبؑ

میر احمد نویدؔ

ہائے شام آگیا کیا مقام آگیا

اہلِ بیتِؑ نبیؐ پر عجب وقت تھا
عصرِ عاشور کو قتلِ سرورؑ کے بعد
آگ خیموں میں شہہ کے لگاتے ہوئے
یہ ملاعین سے کہتا تھا ابنِ سعد
کس کا ڈر ہے تمہیں آؤ جلدی کرو
لوٹو سادات کو اذنِ عام آ گیا

اک رسن میں بندھے سارے چھوٹے بڑے
ان میں بوڑھے بھی تھے اور کمسن بھی تھے
بیبیاں اور باقرؑ سکینہؑ بھی تھے
کچھ کے بازو بندھے اور کچھ کے گلے
کوئی تھک کر جو بیٹھا تو ظالم وہیں
تازیانہ لئے گام گام آ گیا

ہائے شام آ گیا۔۔۔۔۔۔۔

کربلا کوفہ اور راہِ کوفہ کو بھی
کب بھلا پائے اہلِ حرمؑ جیتے جی
راہ دربار و بازار و زنداں کبھی
جس میں اشرار نے سنگ باری بھی کی
پر نہ قابو رہا جب اسی راہ میں
مشہدِ مسلمؑ تشنہ کام آ گیا

پہنچے جب شام میں لٹ کے اہلِ حرمؑ
جانے کیا بات تھی دل سنبھلتے نہ تھے
از مدینہ تا کوفہ جو لگتے رہے
زخم بھرتے نہ تھے اشک تھمتے نہ تھے
بولیں سجادؑ سے زینبِؑ خستہ تن
بیٹا سجادؑ یہ کیا مقام آ گیا

ہائے شام آگیا۔۔۔۔۔۔۔

رو کے سجادؑ نے یہ کہا اے پھوپھی
اس سے آگے کہیں اور جانا نہیں
اب یہیں سے رہائی ملے گی
ہمیں میرا بھی امتحاں پورا ہو گا یہیں
ہم سے بچھڑے گی بالی سکینہؑ جہاں
وہ مقام آ گیا ہائے شام آ گیا

کربلا کوفہ اور شام میں لٹ گیا
سب بھرا گھر بتولؑ اور حسنینؑ کا
چادر زینبؑ و ام کلثومؑ سے
پردہ امت کا اور دین کا رہ گیا
کاش آئے ندا جسکے تھے منتظر
سبطِ جعفرؔ وہ ذوالانتقام آ گیا

شاعر و سوز: استاد سبطِ جعفرؔ

جانے شام تے زینبؑ جانے

جانے شام تے زینبؑ جانے جانے شام تے زینبؑ جانے سجادؑ نوں لے ٹرپئی اے کیویں بھیڑ بازار چہ گئی اے زینبؑ جانے
ٹرپئی اے دین بچاون لئی حزیان دا داغ مٹاون لئی ویرن شبیرؑ دے سجدے نوں وچ شام دے رنگ چڑھاون لئی ہر ظلم نوں سہندی رئی اے کیویں وچ دربار دے گئی اے
کربل دی جنگ شبیرؑ لڑی وچ شام دے پر اوکھی سی گھڑی کتھے سامنا سی نامحرماں دا کتھے زینبؑ رئی خاموش کھڑی کتھے ذاکر اے بن گئی اے کیویں جھڑکاں سہندی رئی اے
اے حوصلہ عونؑ دی ماں دا اے دربار چہ وقت قضا دا اے اے جھگڑا وے نوازی نئی اے جھگڑا اج وفا دا اے عباسؑ علیؑ بن گئی اے کیویں شامیاں سامنے رئی اے
ماں زہراؑ دی دربار گئی وچ برقعے دے گفتار رئی گئی زینبؑ دی دربار دے وچ بے پردہ اے لاچار رئی اودی سند دے ٹکڑے کیتے اے چادر منگدی رئی اے

جانے شام تے۔۔۔۔۔

اک ایسا وقت وی آیا سی ظالم نے حکم سنایا سی دربار چہ قتل کرو عابدؑ زینبؑ امام بچایا سی ایدے صدقے امامت رئی اے کیویں نسل بچا اے گئی اے
اج قیدی بن کے آ ئی اے کدی ملکہ بن کے آ ئی سی سی کیتا سورج نے پردہ کوفے نے فضیلت پائی سی کتھے اوشاناں کتھے اج زینبؑ کیویں کوفے توں لنگ گئی اے
شہروز اے گل اسلام دی اے اک بی بیؑ قیدن شام دی اے او بی بیؑ دین دی ملکہ اے نالے دختر پاک امامؑ دی اے توحید ازل کر گئی اے جیویں مشکل حل کر گئی اے

شاعر:ملک شہزور حیدر　　　نوحہ خواں سنگت:ناصر اور شمس پارٹی؛لاہور،2004ء

مظلومِ کربلا کی عزادار آگئی

مظلومِ کربلا کی عزادار آ گئی
زینبؑ برہنہ سر جو بازار آ گئی

تلوار کے بغیر لڑوں گی میں ایسی جنگ
خطبے پڑھوں گی ایسے کہ دشمن بھی ہونگے دنگ
دیکھو حسینؑ تم بھی ہمارے جہاد کو
زینبؑ ہے آج بن کے علمدارؑ آ گئی

زینبؑ نے زندگی میں نہ دیکھی کوئی خوشی
روتی ہوئی وہ شام کی راہوں میں مر گئی
تنہا لحد میں بھائی کو رونے کے واسطے
سرکار پنجتن کی وہ غمخوار آ گئی

مظلومِ کربلا کی عزادار۔۔۔۔

آیا سوال جب کبھی دین کے اصول کا
آیا ہے کام خون علیؑ و بتولؑ کا
سُنت ادا بتولؑ کی کرنے کے واسطے
شبیرؑ کی بہن جو دربار آگئی

جس کے حیا سے شمس نے خود کو چھپا لیا
ام ت شقی نے قیدی اُسی کو بنا لیا
کرب و بلا کے دشت سے بازارِ شام میں
چادر لٹا کے قافلہ سالار آگئی

محشر کے روز آئیں گی جب نائب بتولؑ
تنویرؔ یہ کہیں گے خدا سے میرے رسولؐ
زندہ رکھے ہیں جس نے ارادے حسینؑ کے
یا رب وہ میرے دین کی مددگار آگئی

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ
سوز: استاد اکبر عباس

شبیرؑ تے زینبؑ دا اسلام تے احسان

شبیرؑ تے زینبؑ دا اسلام تے احسان اے اک ملکہ ہے عظمت دی اک دین دا سلطان اے
واہ اجر رسالت دا امت نے ادا کیتا تفسیر ہے سر ننگے نیزے اُتے قرآن
شبیرؑ دے لاشے تے اے وین کیتے زینبؑ محتاج کفن توں ہیں سر بھین دا عریان
بن قیدی بازاراں وچ کیوں بنتِ علیؑ آ گئی ہو وے جیندے پر دے دا عباسؑ نگہبان
خنجر دے تلے سجدہ میں بھین ادا کرناں زینبؑ تیری قسمت وچ ہن شام دا زندان
احمدؐ دے نواسے دے کوئی غیر نہیں قاتل قاری تے نمازی سن کئی حافظِ قرآن
زینبؑ نے بھرا سڈیا تعظیم کیتی غازیؑ حرؑ تیرے مقدّر تے تقدیر وی حیران

شبیرؑ تے زینبؑ دا۔۔۔۔۔

قاسمؑ تے علی اکبرؑ عباسؑ دیاں بانہواں اسلام تے بھین دے پردے کیتے قربان
لٹ چادراں کر قیدی اے شمر لعین آکھے سڈ غازیؑ نوں ہن زینبؑ کرے پردے دا سامان
حسرت ہے نگاہواں وچ گل ویر دا چم دی اے زینبؑ دا بھرا لوکوا اک لحظہ دا مہمان
تنویرؔ نہیں رکنا مظلوم دا اے ماتم زہراؑ دے لٹے گھر دا ہر دل وچ ارمان

شاعر: سید تنویرؔ نقوی

سوز: قادر علی شگن

https://www.youtube.com/watch?v=t4CmwRJsVNA&t=185s

https://www.youtube.com/watch?v=EO0qLF_YcXU&t=18s

بند اکھیاں کرنا کوے بھین تیری

بند اکھیاں کرنا کوے بھین تیری، اے شام بن گئی مقتل ہے میری
میں ویندی رئی آں ہر ضرب تیری، اے شام بن گئی مقتل ہے میری

نو لکھ دا مجمع میرے کھلے وال اے
عابدؑ توں پچھ لے ٹرنا محال اے
تیری سوہنی نبھ گئی ھن واری میری

پیدل ٹرا کے اس نوں لے آؤ
پچھدا یزید اے مینوں ڈساؤ
ایس قافلے وچ زینبؑ ہے کہیڑی

فضّہ دے وارث وی آئے نانا
زینبؑ دا وارث آیا کوئی نہ
سر ننگے روندی رئی دھی اے تیری

بند اکھیاں کرنا۔۔۔۔

چہلم مناون کربل چہ آئی
کنڈ لا قبر نوں کوے زھراؑ جائی
تک کیویں اجڑی ہے بھین تیری

ہر جا تے ویرن پتھر میں کھاندی
گر جاندا اے عابدؑ اس نوں اٹھاندی
ہو کیویں گئی اے ویرن بکھیڑی

اینج حسنؔ لٹیا زھراؑ دا گھر اے
گھوڑے دے گل وچ غازیؑ دا سر اے
ڈساں مصیبت میں کیڑی کیڑی

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: استاد اکبر عباس

زینبؑ کو ماں کا فرماں

زینبؑ کو ماں کا فرماں پردیس میں رلائے
پیاسے کو کیسے پانی پیاسی بہن پلائے

بابا تو کربلا میں اُس کے شہید ہو گئے
بازو کٹا کے چاچا دریا پہ وہ بھی سو گئے
اب کون جو سکینہؑ کو شمر سے بچائے

یارب کسی کی بیٹی نہ ایسے ہو ستائی
نہ سامنے بہن کے ہو قتل کوئی بھائی
پیاسے کا گھر نہ کوئی پردیس میں جلائے

ڈھونڈا بہت ہے شاہؑ نے صحرا میں ابنِ شبّرؑ
قاسمؑ کو جب سمیٹا بولے حسینؑ رو کر
یہ لاش لے کے خیمے شبیرؑ کیسے جائے

زینبؑ کو ماں کا فرماں۔۔۔۔۔

احمدؐ کی بیٹیوں کے بلوے میں سر کھلے ہیں
سر کو جھکائے عابدؑ خاموش چل رہے ہیں
سجادؑ کی اسیری کائنات کو رلائے

پُرسے کی اس جہاں میں ہر رسم ہے بتاتی
مرتا ہے جب بھی کوئی دنیا حسنؔ ہے جاتی
لیکن غریب زہراؑ خود پُرسہ لینے آئے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: اکبر عباس

مقتل سے جو نکلی تو دیا بن گئی زینبؑ
زینبؑ نہ رہی کرب و بلا بن گئی زینبؑ
گو عصر تلک تھی وہ لہو کی طرح خاموش
گونجی تو بہتر کی صدا بن گئی زینبؑ

میر احمد نویدؔ

ہائے خاک ہے سر میں

ہائے خاک ہے سر میں زینبؑ ہے سفر میں کب ہو گی رہا قید سے کب جائے گی گھر میں	شاعر و سوز: اختر حسین اختر
بکھرے ہوئے بالوں سے منہ ڈھانپ لو بی بی ماحول شرابی ہے تیری راہ گزر میں	
تھے تن پہ پھٹے کپڑے اور کان بھی زخمی عابدؑ نے اتارا جو سکینہؑ کو قبر میں	
ایک وقت تھا شہزادی تھی ہائے کوفہ کی زینبؑ کس حال میں آئی ہے بابا کے شہر میں	
تاریخ تیری جنگ کو دہراتی رہے گی اصغرؑ جو لڑی تو نے ننھی سی عمر میں	
جس پردے کا ضامن تھا عباسِؑ دلاور ہے زخم اسی پردے کا عابدؑ کے جگر میں	
شبیرؑ کے ماتم سے ہائے روکنے والو زینبؑ کی یہ سنّت ہے مومن کی نظر میں	

شام دے مسافراں تے شام اُوکھی آگئی

شام دے مسافراں تے شام اُوکھی آگئی
سنگ بھیناں تے بھر جائیاں دے ہائے باج ردا
چادراں لوکاں تو منگدی ثانیءِ زہراؑ گئی

رب جانے کنج برداشت کیتا اے سانگ تے علماں والے نے
ہتھ رسیاں وچ پابند تے بارش پتھراں دی
شام دی مہمان بن کے شرم دی ملکہ گئی

مسلا ہندی والیاں پتراں دی ہائے لاش کو چاہناں سوکھا نئیں
جدوں ٹریا کنڈ تے چاکے سیدؑ اکبرؑ نوں
چند قدماں دے سفر وچ ہائے ضعیفی چھا گئی

دکھ اُجڑ ئیاں ہوئیاں دھیاں دے ہوندے نے دھیاں والیاں نوں
سجادؑ لہونہ روندا تے فیر کی کردا
سجری مہندی سی ہتھاں تے شام جد کبرہؑ گئی

شام دے مسافراں۔۔۔۔

جدوں شمر گزاریاں زینبؑ نوں شبیرؑ دی مقتل گاہ کولوں

فضہؑ نے ڈسیا پتھراں ہیٹھ ہے ویر تیرا

حوصلے دے نال تکدی ویر دالاشہ گئی

کیڑاوینداا اے شام کوں راہ ویرن زینبؑ کوں آپ ڈساویرن

جنے ویکھیاں نئی نانے دے شہر دیاں گلیاں

بے کفن ویرن توں پچھدی شام دارستہ گئی

ساڈے آخری ہِن سلام ویرن زینبؑ جانے تے شام ویرن

تیری نسل کوں نال حفاظت وطن پہنچاواں گی

اپنے بچڑے تیرے اکبرؑ دامیں دے صدقہ گئی

صدقہ شبیرؑ دے صدقیاں دااخترؔ تے کرم کماغازیؑ

تینوں واسطہ پیاسے بالاں تے مستوراں دا

دور کر دے جو غماں دی ہے اُداسی چھاگئی

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ

الٰہی خیر ہووے شام دے بازاراں وچ

الٰہی خیر ہووے شام دے بازاراں وچ

بتولؑ زادیاں سر ننگے آ گئیاں

جناں دے سر تے ہووے چھاں اٹھاراں ویراں دی

کی وقت آ گیا رسیاں وہ پا گئیاں

علیؑ توں لیڑا اے جس جس نے بدلہ آجاؤ

بازاراں کوفہ دے وچ جس گھڑی اعلان ہویا

او ہوئی پتھراں دی بارش کہ فی امان اللہ

تے زخمی پھپھیاں نوں عابدؑ توں نہ پہچان ہویا

دھیاں علیؑ دیاں زخماں چہ چور ہو ہو کے

سب اپنے باپ دے بدلے چکا گئیاں

الٰہی خیر ہووے۔۔۔۔

فضہؑ دی کنڈ دے پیچھے منہ لکا کے روندی اے
ہزاراں لوکاں دے مجمع چہ عون دی امڑی
ٹری مدینے توں اے نال اپنے ویرن دے
تے گود ایس نماڑی دی کربلا اجڑی
کدی نہ اترے جیڑا فاطمہؑ دیاں جائیاں
نبیؐ دے دین نوں او رنگ لا گئیاں

اگر نہ دیندیاں پردے علیؑ دیاں دھیاں
تے دین شام توں پہلے ہی مر گیا ہوندا
جیویں بتولؑ دے گلشن نوں لٹیا لوکاں نے
قرآن پاک وی ایویں وکھر گیا ہوندا
نبیؐ دے دین دی بیڑی کدوں دی ڈب جاندی
اے بیڑی دین دی کنڈے تے لا گئیاں

الٰہی خیر ہووے۔۔۔۔

میں نال بھیناں دے دربار وچ کھلوتی آں
کراں گی ویر دا چہلم جے کربلا ہوندی
کفن خرید کے ویرن میں نئیں پوا سکدی
میں کج دی لاش میرے سر تے جے ردا ہوندی
نبیؐ دی اکھیاں دا اخترؔ پیا اے ریتاں تے
رضاواں رب دیاں کی دن وکھا گئیاں

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

گل حق دی نثارؔ توں کہدے کھری جینوں غیرت نئی جے زینبؑ دی
پچھو اوس نوں پاک محمدؐ دا کیوں کلمہ گوہ کہلاندا جے
بابا نثارؔ حیدری

آگئی بنتِ علیؑ بے ردا ہاتھ بندھے

آگئی بنتِ علیؑ بے ردا ہاتھ بندھے بھرے بازاروں میں
جس نے سورج نہ کبھی دیکھا تھا رو رہی ہے وہ گناہگاروں میں

کون جانے کہ یہ ہیں کون رسن پہنے ہوئے
بے ردا روتی ہے سجادؑ کے پیچھے چھپ کے
سسکیاں ڈوبی ہیں جِس بی بی کی ہائے زنجیر کی جھنکاروں میں

ہائے زہراؑ تیری قسمت نہ ملا حق تجھ کو
ایسی تعظیم تیری کی ہے مسلمانوں نے
تیرا حق مانگنے آئی زینبؑ ایک مے نوش کے درباروں میں

کہاں زینبؑ اور کہاں شام میں لوگوں کا ہجوم
سر برہنہ اُونچی آواز میں خطبے پڑھنا
ذکرِ مرسل کا حوالہ دے کر چادریں مانگنا بدکاروں میں

آگئی بنتِ علیؑ۔۔۔۔۔

آگ خیموں کو لگی اور تھے سجادؑ بے ہوش
رو رو عبّاس کو دیتی تھی صدائیں زینبؑ
لُوٹ لو چادریں سیدانیوںؑ کی شور برپا تھا ستمگاروں میں

کِس طرح بالی سکینہؑ آج بابا کے بغیر
سو گئی چین سے تنہائی میں روتے روتے
ہچکیاں دب گئیں معصومہؑ کی ہائے زندان کی دیواروں میں

جِس جگہ مجلسِ شبیرؑ ہو برپا اخترؔ
چھوڑ کر بقیہ وہاں روتی ہے زہراؑ آ کے
بال کھولے ہوئے سر پیٹتی ہے اپنے پیاروں کے عزاداروں میں

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

کلّیاں شہزادیاں آئیاں شام بازار

کلّیاں شہزادیاں آئیاں شام بازار باج رداواں دے
انج مسلماناں لٹ پائی نہ پتر بچے نہ بھائی
ٹرپئیاں نال بیمار باج رداواں دے

غازیؑ دی سانگ نوں لیلیٰ نے ویکھ کے کوکاں سی ماریاں
جد لوکاں سنگ برسائے اے کہہ کے باغی آئے
ہوئیاں زخمی پردے دار باج رداواں دے

دھیاں علیؑ دیاں ہتھ پا کے رسیاں پند کرکے دوردا
آئیاں بازار چہ چل کے کئی ظلم امت دے جھل کے
آکھڑیاں وچ دربار باج رداواں دے

ویرن دی لاش تے بھیناں کھلو گئیاں اے کہہ کے روپئیاں
ایسی ویرن بہوں مجبور آں لٹیاں پٹیاں مستوراں ہوئیاں
شام ولے تیار باج رداواں دے

کلّیاں شہزادیاں آئیاں۔۔۔۔

لوگو حیا کرو نہ بے ردا کرو آلِ رسولؐ نوں
دتّے برقعے آن عیسائیاں جدوں ویکھیاں زہراؑ جائیاں
ہائے مجمعے دے وچکار باج رداواں دے

عرشاں توں آن کے جناں دے نوریاں جھولے جھلائے نے
اج انٹھ نے پاج پلاں نے کلثومؑ زینبؑ رب جانے
کٹھ ہو گئیاں اسوار باج رداواں دے

اخترؔ بتولؑ دا جدوں گھر سی جل رہیا زینبؑ رو آکھیا
سجادؑ ڈسا کی کریئے ایس اگ وچ سڑ کے مریے
یا آیئے خیمیوں بار باج رداواں دے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

گھر لٹوا کے ثانیِ زہراؑ

گھر لٹوا کے ثانیِ زہراؑ آ گئی وچ بازاراں
پتھراں نال نوازی بی بیؑ شام دے بد کرداراں

شرم و حیا دی اے ملکہ لوکو باج ردا دے آ گئی
ہائے بیمار مُہاری نوں مہمان نوازی کھا گئی
اتھر و وگ پئے شہزادے دے ہائے بن کے سرخ قطاراں

ہائے معصوم سکینہؑ دا دل ظالماں انج پر جایا
سڑ دیاں بلدیاں ریتاں تے وی کئی کئی میل ٹرایا
اِس نازاں دی پلی کمسن نوں پند کر لے پیر وچ خاراں

عونؑ دی امڑی دے وانگوں جگ تے کوئی مجبور نہ ہووے
ویر دی لاش تے نہ وین کرے نہ پتراں نوں رووے
ہائے بھر جائیاں دے برقعے منگدی جا پہنچی وچ درباراں

گھر لٹوا کے۔۔۔۔

سید زادیاں ہتھ پا کڑیاں جد دربار چہ آئیاں
زینبؑ سین دی کنڈ دے اولے کھڑیاں نے بھر جائیاں
منہ والاں نالے کج کج روون ہائے لگ کے نال دیوارں

رات عاشور دی رو کے سید عابدؑ نوں فرمایا
اج دی رات مسافر ہوں میں بچڑے نوں سمجھایا
ہائے اُجڑے ہوئے اِس پور دیاں ہن تیرے ہاتھ مہاراں

شاعروسوز:اختر حسین اختر

جس ستم کی ابتدا اختر سقیفہ سے ہوئی
انتہا اس کی ہوئی ہے شام کے بازار میں
اختر چنیوٹی

نیزوں پہ آئی کربلا

نیزوں پہ آئی کربلا ہائے شام کے بازار میں آ دیکھ آ کر اے خدا ہائے شام کے بازار میں
کھوجتا پھرتا تھا میں ہے کون تو کیسا ہے تو ڈھونڈتا پھرتا تھا میں قریہ بہ قریہ کو بہ کو اے خدا تو مل گیا ہائے شام کے بازار میں
آئے جب زین العباؑ تھا ہر طرف اک شور سا کیا انبیاء کیا اولیاء سب دے رہے تھے یہ صدا زندہ خودی زندہ خدا ہائے شام کے بازار میں
اپنی سانسیں کہہ رہا ہے جس کی سانسوں کو خدا اپنی آنکھیں کہہ رہا ہے جس کی آنکھوں کو خدا خون روتا ہی رہا ہائے شام کے بازار میں
کیا عمامہ کیا ردا اے گریائے زین العباؑ لُوٹ سے ہے کیا بچا شام غریباں کی بتا جو لٹا نے آ گیا ہائے شام کے بازار میں

نیزوں پہ آئی کربلا۔۔۔۔۔

ہیں دلیلِ کبریا ہم ہی خدا کے ہیں امیں کہہ دیں ہے تو ہے ہے وہ کہہ دیں نہیں تو وہ نہیں خطبۂ زینبؑ یہ تھا ہائے شام کے بازار میں
کس کے بازو تھے رسن میں کس کا سر تھا بے ردا اے خدا میرے خدا پھر شکلِ زینبؑ میں بتا تو نہ تھا تو کون تھا ہائے شام کے بازار میں
غربت کا سماں یہ دور تک اُڑتا غبار اے خدا یہ شام کی وادی بنے میرا مزار تھی زینبؑ کی دعا ہائے شام کے بازار میں
لاالہ گر بچ گیا تھا کربلا میں اے نویدؔ سیدِ سجادؑ سے کوئی تو یہ پوچھے نویدؔ کیا بچانے آیا تھا ہائے شام کے بازار میں

شاعر: میر احمد نویدؔ　　　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے

بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے
ہر زخم پہ شکرانہ زینبؑ کے لبوں پر ہے

اک گریہ خونیں کی جاتی ہی نہیں لالی
سجادؑ کی آنکھوں کو دیکھا ہی نہیں خالی
یا خون ہے آنکھوں میں یا شام کا منظر ہے

لٹکا درِ کوفہ پر دیکھا ہے کوئی لاشہ
کیوں چوب سے محمل کی زینبؑ نے ہے سر مارا
اے وقت لہو سے کیوں زینبؑ کی جبیں تر ہے

یہ شورِ بُکا کیا ہے ماتم کی صدا کیا ہے
توحید بچائے جو وہ کرب و بلا کیا ہے
یا ہے سرِ سرورؑ یا زینبؑ تیری چادر ہے

بازار ہے پتھر ہیں۔۔۔۔۔

لے شامِ غریباں سے پُر حول بیاباں تک
بازار سے کوفہ تک دربار سے زنداں تک
بے رحم طمانچے ہیں اور شاہؑ کی دختر ہے

ٹکراتی ہے سر اپنا جائے تو کہاں جائے
معصوم سکینہؑ کو غش آئے کہ موت آئے
اُس کے لئے زنداں میں بس خاک کا بستر ہے

وہ قلب تھے کیسے جو جاں لے گئے سرورؑ کی
پتھر تو وہ ہے جس نے پتھر کی حیا رکھی
اے سنگِ حلب تجھکو کیسے کہوں پتھر ہے

جو بڑھ کے ہر اک دُرّا خود پُشت پہ کھاتی ہے
خود خوں میں نہاتی ہے زینبؑ کو بچاتی ہے
ہاں یہ ہے وہی فضّہؑ قنبر کی جو ہمسر ہے

بازار ہے پتھر ہیں۔۔۔۔

کیوں ہائے حسینہؑ کا اک شور سا اٹھتا ہے
سرِ غازیؑ کا نیزے سے کیوں خاک پہ گرتا ہے
غازیؑ کی بہن شاید بلوے میں کھلے سر ہے

مقتل نے خدا جانے کیا چھین لیا اس کا
اک ہاتھ کلیجے پر رہتا ہے دھرا جسکا
لگتا ہے مجھے شاید یہ مادرِ اکبرؑ ہے

اک کرب و بلا اوّل اک کرب وبلا آخر
کہتے ہیں نویدؔ اُس کو شبیرؑ جو ہے ظاہر
اور جو پسِ پردہ ہے وہ زینبِؑ مضطر ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ
ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

مجھ سے لوگو علیؑ کا بدلہ لو

مجھ سے لوگو علیؑ کا بدلہ لو وہ ہے زینبؑ نبیؐ کی بیٹی ہے
کلمہ پڑھ پڑھ کے سنگ مارو مجھے یہ رقیہؑ علیؑ کی بیٹی ہے

کھولو زینبؑ کے بازؤں سے رسن رسیوں سے میر اگلا باندھو
جس کو گلیوں میں تم نے کھینچا تھا دیکھو یہ اُسی کی بیٹی ہے

غازی عبّاسؑ کی بہن ہے یہ سنگ برساؤ یار دا کھینچو
اس کو زندہ زمیں میں گڑنا ہے یہ خدا کے ولی کی بیٹی ہے

جو بھی پتھر ہیں آج ہاتھوں میں مجھ پر برساؤ کہ میں حاضر ہوں
جس کے پہلو پہ در گرایا تھا یہ اُسی ماں دُکھی کی بیٹی ہے

تازیانوں کی زد پہ جب آئی تو کہا اُس نے شامیوں سے نویدؔ
جس کا احسان کائنات پہ ہے یہ ہی اُس سخی کی بیٹی ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: استاد اکبر عباس

مظلوم بھرانئیں سر تے ردا

مظلوم بھرانئیں سر تے ردا پندشام دا کتنی دور اے
نئیں واقف شام دے راہوں دی بن چادر ہر مستور اے

تیری لاش نہ انج چھڈ جاندی میں تیکوں ویرن کفن پواندی میں
کریں معاف خطا چن ویر میرا تیری بھین بڑی مجبور اے

نئیں منگدی چادر اپنے لئی بس لاش تیری تے پا جاواں
کھاواں پتھر میں سنگ بھرجائیاں دے میکوں ویرا اے گل منظور اے

جاوے جس پاسے سر اکبرؑ دا شبیرؑ دی اکھ ہے اُس پاسے
تک تک شبیرؑ تے اکبرؑ نوں پئی روندی ہر مستور اے

ہتھکڑیاں دانئیں غم کوئی تیری بھین کوں اے غم مار گیا
سر ننگے زہراؑ جائیاں دے سنگ عابدؑ پتر غیور اے

مظلوم بھرا۔۔۔۔

نہ رون دیون تیری لاش اوتے تیری دھی معصوم سکینہؑ نوں
اپنیں گال ڈسا دکھیا دا بھرا اے کس جا دا دستور اے

پئے سڑ دے خیمے سیداں دے بئیاں لاشاں چار چفیرے نے
مقتل دے وچ مقتولاں نوں بئیاں لبدا سارا پورا اے

حیدر دی جائی وچ مقتل آکھے رو رو کلمہ گوواں نوں
گل لان دیو اک وار مینو جھیڑا سنگ زخماں دے چور اے

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

پوچھا عبداللہ نے جب شام کا سب حالِ سفر
جانے کس دل سے یہ زینبؑ نے کہا! قید رہی

حسنین اکبرؔ

کجھ وی نہ رہندا دنیا تے جے سین دعا کر دی

کجھ وی نہ رہندا دنیا تے جے سین دعا کر دی زینبؑ دی آہ کدی وی نہ رد ذاتِ خدا کر دی	شاعر: ضغفر حسین
نہ لتھدے بازو غازیؑ دے نہ لاش حسینؑ پامال ہوندی ہائے سفر وی شام بازاراں دے نہ باج ردا کر دی	
نہ برچھی لگدی اکبرؑ نوں ہائے قاسمؑ نہ تقسیم ہوندا ہتھ چک زینبؑ جے اک واری ول عرشِ اولیٰ کر دی	
بڑی صابر ہے دھی حیدرؑ دی ہائے پتر بھتیجے ویراں نوں اک اک کر کے ول مقتل کوں رئی سین ودا کر دی	
ہر موڑ تے آلِ احمدؐ تے پتھراں دی بارش ہوندی سی امت کیا خوب رسالت دا رئی اے اجر ادا کر دی	
جدوں خنجر چلایا شمر لعیں رکھ کے سر تے قرآن نوں اج ظالم نہ ماری ویر میرا رئی بھین صدا کر دی	
درباراں تے بازاراں وچ ٹر نا زینبؑ منظور کیتا رئی دین دی نصرت وچ لوکوں ہر چیز فدا کر دی	

مُعمولی گال نیئں اُنٹھ تُوں لاہنا زینبؑ دا

مُعمولی گال نیئں اُنٹھ تُوں لاہنا زینبؑ دا
پیا چُپ کر کے کنڈ تے چابک کھانا زینبؑ دا

مینوں کوئی نیئں دیندا امیں منگ منگ تھک گئیاں
عباسؑ دی لاش کولوں ونج برقعہ منگنا زینبؑ دا

اِک جاء تے رُک گئی اِے ربّ جانے کیا لبدی
پتھراں دے ڈھیر وچوں شبیرؑ نوں لبھنا زینبؑ دا

متاں اِی جا دفن ہو وے متاں اُو جا دفن ہو وے
مٹیاں تے بِہہ بِہہ کے اِصغرؑ نوں لبھنا زینبؑ دا

پییا لاش بہتر (72) اے کسے لاش دا سر کوئی نیئں
شرما کے لاشاں چوں رُک رُک لنگھنا زینبؑ دا

پسے گردن ہن باہنواں سجادؑ رِہیا ڈیندا
ایں حالت وچ جھکنا شبیرؑ نوں چمناں زینبؑ دا

جدوں اک سووی مستوراں

جدوں اک سووی (120) مستوراں، ہو قیدی شام نوں چلیاں
سجادؑ بیمار مہاری اے، جنوں طوق تے کڑیاں پئیاں

اے پاک علیؑ دی دھی لوگو، جیڑی وچ بازار دے آئی اے
تطہیر دی وارث اے بی بیؑ، جدی آیت قرآن چہ آئی اے
نانے دادین بچاون لئی، بِن چادر سنگ بھر جائیاں

بی بیؑ دی عظمت سمجھی نہ، ایناں شام تے کوفے والیاں نے
لٹو پر دے قتل کرو سیّدؑ، دتا حکم سقیفے والیاں نے
سجادؑ دی زخمی کنڈ کر کے، ہائے ٹوریا آن سپاہیاں

ہائے نہر دے پاسے منہ کر کے، بی بیؑ سڈ مارے پئی غازیؑ نوں
آجا ہن ضامن پر دے دا، پئی آکھے ویر نمازی نوں
ایناں ظالم کوفی شامیاں نے، ساڈے سر توں چادراں لائیاں

جدوں اک سووی۔۔۔۔۔

معصوم سکینہؑ ویر دیاں، زنجیراں نوں چم چم رووے
سر ننگے پھپیاں بھیناں سنگ، نہ قیدی ویرن کوئی ہووے
ہائے وچ بیمار نوں کڑیاں وچ پئیاں روون امبڑی جائیاں

کیویں شام دے سفر عبور کیتے، جو ٹریا نہ کدی گھر دے وچ
بیمار دی وچ اسیری نوں پئیاں مٹیاں جمیاں سر دے وچ
ہن باجوں تیرے ویر غازیؑ، کی ظلم ہنیریاں چھائیاں

دربار شرابی وچ مجمعے، منہ والاں نال لکائے نے
دربار یزیدی وچ بی بیؑ، پڑھ خطبے آپ سنائے نے
افسوس ہائے ایناں مسلماناں، کیویں نعیمؔ خالی پرتائیاں

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

جنگ نئیں کرنی مختار بھرا

جنگ نئ کرنی مختار بھرا میں وچ دربار دے آئی کھڑی آں رت روندا پچھڑا نچ جاوے اِس آس تے کڑیاں پائی کھڑی آں	
تلوار دی لوڑ سی کربل وچ ھُن جنگ دے زاویے بدل گئے میں ٹور کے نال سکینہؑ کوں تبلیغ دا ذمہ چائی کھڑی آں	
عبّاسؑ دی تیغ تے چھوڑا اودی اے چُبدے وار نئ جھل سکدے اج فضل تے وی غازیؑ والی میں خود پابندیاں لائی کھڑی آں	
توڑے جنگ کربل دی مُک گئی اے نئ سلسلہ رُکیا لاشاں دا راہواں دے وچ معصوماں دے میں کئی لاشے دفنائی کھڑی آں	
اگے کربل دے میدان دے وچ بے کفن جنازے چھوڑ آئی آں دادے عمران دی نسل وچوں ھن اِک سجادؑ بچائی کھڑی آں	
توں سِر نئیں ویکھنا جاندی ہاں نئیں ویکھنا چاھندا باہج ردا میں خود سجادؑ دی کنڈ اولے سِر اپنا ویر لکائی کھڑی آں	
گوہرؔ مختار کوں سین آکھے بے کفن بھرا دی بہن ہاں میں چادر دی جا سِر پتھر تے میں شامِ غریباں پائی کھڑی آں	شاعر و سوز: گوہر حسین

عباسؑ ہن آگیا شام دا بازار اے

عباسؑ ہن آگیا شام دا بازار اے
زہراؑ دا کنبہ میرے نال اے سجادؑ بیمار اے

ڈتا اے حکم شمر نے پیا دا سارے ٹرون
ہے نوں میلا دی منزل کیویں عبور کرون
اساں ڈے بال جو بیمار ہن سفر ڈتا مار اے

تماشا جوڑ کھڑے سارے شامی راہواں اُتے
میں برقعے منگدی رہیاں اساں کوں کیں نہ ڈتے
نوحاں بتولؑ دیاں سر ننگے ہن پر دے دار اے

سکینہؑ بی بی مینڈی دھی نئ اے ٹر سگدی
او تیڈی سانگ تلے رو رو کھڑی ایویں آھدی
چھڑا توں میکوں مینڈا چاچا یتیم لاچار اے

عباسؑ ہن آگیا۔۔۔۔

سجاد اکھیاں توں شاہ خون روندا آندا اے
او زخمی بال جو چھڑ پوندن چاندا آندا اے
او ٹر نئ سگدا میڈا بچڑا زنجیراں دا بار اے

ڈوکھے ھن موڑ بازاراں دے تنگ ھن گلیاں
دیواراں نال لگن غازیؑ امن دیاں پلیاں
توساں ڈی چپ دے اندر چپ ہاں غلام لاچار اے

بھرا دے سر کوں میںڈی سینڑ پئی ڈیھدی اے
علیؑ دی دھی پئی محسنؔ اے رو کے آھدی اے
ونجاں میں کیویں میںڈا ویرن ہے آیا دربار اے

شاعر: محسن شاہ، سکھر　　　سوز: جوہر شاہ، سکھر

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں

بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ
آلِ نبیؐ کو ظالم در در پھرا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

سیدانیاںؑ تو شہہؑ کے ماتم میں رو رہی ہیں
اور بے حیا ستمگر خوشیاں منا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

اِک اشک پر ہیں جن کے دونوں جہان صدقے
ہنس ہنس کے شام والے اُن کو رولا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

بے خوف ہو کے ظالم غاصب غلام زادے
شہہؑ کی یتیم بچی پہ ظلم ڈھا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

بیمار ساربان سے گھبرا کے بولی زینبؑ
ہم بے ردا کھُلے سر دربار جا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

اِک ماں تڑپ تڑپ کے فریاد کر رہی ہے
سجادؑ کے ستمگر دُرے لگا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

پھر وقت آگیا ہے دنیا میں آج گوہرؔ
اہلِ ستم جہاں میں پھر سر اُٹھا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

شاعر: گوہر جارچوی

اوس بھرا دیاں بھیناں بن چادر شام

اوس بھرا دیاں بھیناں بن چادر ہائے وچ شام بازار نے آئیاں
جس ویر نے بھیناں دے پیراں دی اُڈی خاک تے پردے داری لئی چادراں پائیاں

موڑ پہلا سی اجے ہر پاسے ہو گئی پتھراں دی شام وچ بارش
رہیاں سامنے عابدؑ دے آوندیاں ودھ ودھ کے پتھر کھاندیاں زہراؑ جائیاں

تیراں تلواراں توں جیہڑے بال بچ گئے ڈگ ڈگ کے اونٹاں توں مر گئے
لنگ لنگ کے بالاں توں اُونٹاں نے قیدن مانواں دے سامنے قبراں بنائیاں

ویر معصومہؑ دا کنڈیاں تے پیراں نوں رکھ رکھ ٹردا آیا سی
کیڑا اکڈ دا کنڈیاں نوں ویر دے کیتے ہتھ قیدی ہمشیر دے آن سپائیاں

آکے دربار اندر تکیا سی بھین نے ہوندا ظلم ویر دے سِر تے
اونوں اپنی مصیبتاں سی بھل گئیاں جدوں ویر دے لب تے ظالماں ضرباں لائیاں

پئیاں اک دوجے نوں گل لا کے روندیاں نالے وین اے ہو کر دیاں نے
بے گورو کفن چھڈ کے آ گئیاں لاشاں اپنے ویراں دیاں ناں دفنائیاں

کیویں ثقلینؔ لکھے منظر وہ شام دا بازار وچ سکینہؑ جدوں
وسدے ہوئے پتھراں نوں ویکھ کے حسرت نل سر تے غازیؑ دے نظراں جمائیاں

شاعر: ثقلین اکبر

سوز: اصغر خان

اماں ایہو بازار اے ایہو بازار اے

اماں ایہو بازار اے ایہو بازار اے جس کیتا اے علی عابدؑ کوں ڈاڈا بیمار اے
توں ول ول چادراں منگدی ہے ایتھے بر قعے لوک لوٹیندے ہن نیئں ماں دے وال لکا سگدا عابدؑ لاچار اے
میں جے جاتوں لنگدا اہاں سب پوچھدن زینبؑ کہیڑی اے تیرے پردے کیتھے نیئں جس دی کوئی دیوار اے
کوئی چابک مار ٹریندا اے کوئی پتھراں ناں مریندا اے ہنڑ عابدؑ شہر عبور کرے کیندے سہارے
مینڈی اکھیاں سب کچھ بھل ویسن تیرا شام چہ ٹرنا نہ بُھل سی میرے جگر تے غیرت کیتے ہن درداں دے وار اے
توں ملکہ شرم حیاء دی اے ایتھے کل ماحول شرابی اے تیکوں ویکھن کاں جمع تھی گئے بدکار سارے
اے شام ہے سارا چن بچڑا میں دھی حیدر کرارؑ دی آں نوشاد بازار عبور کیتے زینبؑ تیار اے

آئی باج ردا بازار دے وچ

آئی باج ردا بازار دے وچ آئی باج ردا بازار دے وچ رئی امت توں منگدی اک چادر لولاک دی جیڑی شہزادی
جیڑی فدک توں سی محروم رہی حق منگدی ٹر گئی دنیا توں حق پر دے دا او منگدی اے ہم منصب جیڑی زہراؑ دی
تطہیر دی آیت ہاں اُجڑی کدی گھر توں باہر نئی آئی ہے کتنا باقی پند عابدؑ میں واقف نئی ہاں اِس راہ دی
کی عظمت سی کی حالت اے کی لیکھ لکھائے اُجڑی نے مخدوم دی دھی مخدومہ اے نالے دُختر ہے محرومہ دی
بازار دے ہر اک موڑ اُتے بے دیناں پتھر وسائے نے فضہؑ دے اولے لُک دی اے جیڑی آیت ہے فی القربا دی
سفر اں توں وَل کے نانے دے روضے تے سلامت سینٹر کہیا آئی نسل بچا کے ویرن دی میں نسل مُکا عبداللہ دی

شاعر: فیروز سلامت

چادراں سر تے نئیں زخم پیراں

چادراں سر تے نئیں زخم پیراں چہ بڑے　　　پھتراں خاراں دے
کیویں ٹریاں ہوسن بھینی مظلوم دیاں　　　وچ بازاراں دے

رات نوں جینا دی امڑی دا جنازہ اٹھیا
آکے جبرئیل سدا جینا دے در تے رکیا
اونا مستوراں نوں پینڈے کرنے پے گئے　　　سنگ اشراراں دے

نال بابے دے جیڑی سین نہ بولے لوکوں
بعد زہراؑ دے رہی فضہ دے اولے لوکوں
اللہ جانے کیویں بول دی رئی ہوسی　　　نال خوں خواراں دے

رو سکینہؑ نے کہیا روکو نہ رت رون دیوں
میرے سجادؑ نوں دو گھڑیاں ذرا سون دیوں
کوئی جگ دنیا تے پیش انج نئیں اوندا　　　نال بیماراں دے

چادراں سر تے نئیں۔۔۔۔

ہویا اعلان یتیمہ نوں ستایا جاوے
مار کے کوڑے مہاری نوں ٹرایا جاوے
بین گونجن لوکو فاطمہؑ جائیاں دے وچ بازاراں دے

تنگ بازار اندر رو پئیاں پھپھیاں مانواں
سر تے عابدؑ تے جدوں کیتیاں پتھراں جھاواں
رنگ تبدیل ہوئے ویکھیاں دنیا نے نیزے اسواراں دے

کول سجادؑ دیاں وین یہ پاوے زینبؑ
باج چادر دے کیویں شام نوں جاوے زینبؑ
ویر غازیؑ وی نئیں لگے مجمعے بچڑا بد کرداراں دے

ایہو توقیرؔ صدا رو کے دعاواں کردا
مانواں بھناں دا روے شالا سلامت پردا
کہو آمین توں سی رہن آباد سدا گھر عزاداراں دے

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحید الحسن کمالوی

ہائے ماں پیاری ماں دِس میں کی کِراں

ہائے ماں پیاری ماں دس میں کی کِراں
نہ توں دنیاتے نہ بابااے نہ ویراں دی چھاں

میں شرم دی ملکہ میرے ٹر گئے سارے
مینوں امڑی دیوے ہُن کون سہارے
پہرے تے کھڑی آں دریا تے سمیاں
میری چادر دا نگراں

زہراؑ دا آیاَ پا سے توں وِین اے
تیرا دُکھڑا اسن کے امڑی بے چین اے
مینُوں مار گئے نے پتراَں دے صدمے
میں کیڑے پاسے جاں

ہائے ماں پیاری ماں۔۔۔۔۔

میں بنتِ علیؑ آں عصمت دی کلی آں
صحراواں اندر بے پردہ کھڑی آں
میں کیوں نہ رووواں مینوں ڈِس دی اے
اِکبرؑ دے قتل دی تھاں

ہے بھیڑ بازاری وَدھ گئی بیمارِی
کھڑا عابدؑ روے ہائے زاروزاری
اُونوں مار گئے نے پھپھیاں دے صدمے
کڑیاں دے رون نشان

توقیرؔ اے رہنا شبیرؑ دا ماتم
ناطق قرآن دی تقدیر دا ماتم
جینا نے مل کے اسلام دی خاطر
کر جڈیا گھر قربان

شاعر:توقیرؔ کمالوی
سوز:وحید کمالوی

خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبروزینبؑ

خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبروزینبؑ علیؑ امام کی سجدوں میں آرزوزینبؑ
ہے ''ز'' سے زینتِ اجداد ''ی'' سے یکتا ہے تو''ن'' سے یہ نبوت کی محسنہ ٹھہری جو ''ب'' کے راز کو کھولوں تو ''ب'' علیؑ مولا تھی بابِ علم کی بیٹی معلمہ ٹھہری نساء میں فاطمہ زہراؑ ہے ہو بہو زینبؑ
مجھے حسینؑ کی بے مثل سجدہ گاہ کی قسم کہیں نہ ہوتیں نماز و قرآن کی باتیں بتوں کی پوجا بھی پھر سے بحال ہو جاتی نہ کرتے لوگ دہر میں ایمان کی باتیں سنانے خطبے جو جاتی نہ کوبہ کوزینبؑ
جنابِ اکبرؑ ذی جاہ کی پرورش کر کے مقامِ آمنہؑ خالق سے پا گئی بی بیؑ جنابِ عابدِؑ بیمار کی بقاء کے لئے دیارِ شام میں سر ننگے آ گئی بی بیؑ علیؑ کی طرح تھی باطل کے روبروزینبؑ
عجیب عالمِ غربت تھا شام میں لوگو رسن میں قید تھی بالوں سے منہ چھپائے ہوئے چہار سمت سے ہونے لگی تھی سنگ باری ہوئی جو داخلِ بازار سر جھکائے ہوئے بچاتی دین کو ہو گئی لہو لہو زینبؑ

خیالِ فاطمہؑ۔۔۔۔۔

ہجومِ عام سے گزری تو ایک عورت نے علیؑ کی بیٹی کو پتھر اٹھا کے مارا تھا بہا جو خون تو چہرے پہ اک نقاب بنا یہ پردہ دار کی فتح کا اک اشارہ تھا چلی تھی جانبِ دربار سرخ رو زینبؑ
جنابِ سیدِ سجادؑ ایک دن لو گو چلے تو گر پڑے اگلا قدم اٹھا نہ سکے یوں شمر لعں کوڑے کو لہراتا آ گیا یکدم حرم ضعیف کو ملعون سے بچا نہ سکے عجیب یاس سے تکتی تھی چار سو زینبؑ
کبھی سکینہؑ کو دیتی رہی دلاسے تو کہیں ربابؑ کا غربت میں غم بٹاتی تھی کبھی سجادؑ کے اشکوں کو صاف کرتی تھی کہیں وہ فرواؑ کو اپنے گلے لگاتی تھی بڑی کٹھن تھی جو کرتی تھی جستجو زینبؑ
دیارِ غیر میں توقیرؔ پردے داری کو بتولؑ زادی نے کچھ اس طرح بچایا تھا نقاب بالوں کا منہ پر تو سر پہ خاکِ شفا زباں پہ لہجۂ شیرِ خداؑ سجایا تھا علیؑ کے لہجے میں کرتی تھی گفتگو زینبؑ

شاعر: توقیر کمالوی

سوز: وحید کمالوی

تیرا ممنون ہے خدا زینبؑ

تیرا ممنون ہے خدا زینبؑ ، توں امامت دا آسرا زینبؑ
ایہوں تاریخ دی گواہی اے ، توں اے اسلام دی بقا زینبؑ

ویر نے لا الہٰ بچایا اے ، وچ سجدے دے سر کٹایا اے
توں بچایا حسینؑ دا مقصد ، کیتی اپنی نسل کوہا زینبؑ

خونِ حیدرؑ دا جوش اک پاسے، حق بچاون دا ہوش اک پاسے
تیرے ایمان نے کہیا ہوسی ، جا کے سجادؑ نوں بچا زینبؑ

تنگ موڑاتے سینؑ کھڑ گئی اے، فیر ایسا قرآن پڑھ گئی اے
شام دے خونخوار لوکاں نے سمجھیاں تینوں مرتضیٰؑ زینبؑ

جدوں لٹ لئی شمرؑ نے پاک ردا، اینج پائی توں سر چہ خاکِ شفا
تیری چادر دا قرآن ضامن ہے، گئی اے دربار باردا زینبؑ

ہور دنیاتے ایسی سینؑ نئیں، تیرے جئی ہور کوئی بھین نئیں
ساتھ شبیرؑ دا نبھا گئی اے ، بن کے عبّاس باوفا زینبؑ

ماتمی تے نہ آوے اوکھی گھڑی، اے نہ محتاج ہوے سین کدی
اھنے رکھنا اے روزِ محشر تائیں ، جاری ماتم دا سلسلہ زینبؑ

شاعر: توقیر کمالوی

لٹیاں ہویاں رداواں

لٹیاں ہویاں رداواں کوئی موڑ جاویں آ کے
سفر اں تے جان بھیناں ویر اں نوں کفن پا کے

ویر اں دے درد لہہ کے پتر اں دے زخم سہہ کے
مستور اں بیٹھیاں نے کائنات نوں لٹا کے

لاشے حسینؑ تے ہائے کر دی اے وین زینبؑ
کہندے نے مینوں نہ روا کبرؑ دا سر ویکھا کے

بچیانہ لعل تیر اکیتے جتن بتھیرے
رکھیامیں ہر نظر توں اکبرؑ بچا بچا کے

آنی نئیں ساڈی منزل لگدا اے ویر مینوں
ایناں نے مار دینا عابدؑ ٹرا ٹرا کے

لٹیاں ہویاں رداواں۔۔۔۔۔

آکھے سکینہؑ کیویں سینے دے نال لاواں
اصغرؑ دے نرم تن توں ریتاں گرم ہٹا کے

احسان کیتا زینبؑ اُمّت تے مصطفےٰؐ دی
ہائے سڑ دیا خیماں چوں سجادؑ نوں بچا کے

چپ مار گئی اے اونوں زینبؑ تیرے بھرا دی
دریا تے جیڑا لتھیا بازو قلم کرا کے

توقیرؔ نئیوں بھلنا سجادؑ تیرا آونا
ہائے کال کوٹھری چوں چھوٹی جئی لاش چا کے

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: مختار حسین میجو

دکھی زینبؑ نوں ستایا لوکاں

دکھی زینبؑ نوں ستایا لوکاں

بھیڑ بازاراں چہ، سِر ننگے پھرایا لوکاں

خون روندا اے مہاری، ویکھ سر پھوپھیاں دا

ہائے بیمار نوں، اج خون رلایا لوکاں

مارو مارو اینوں پتھر، اے ثانی زھراؑ اے

ہر گلی موڑ تے، بازار سجایا لوکاں

کر گئی غش اودوں زینبؑ، اے ویکھ کے منظر

ہتھ دے وچ رکھ کے جدوں سر نوں وخایا لوکاں

قید کیتا گو مسلماناں، نبی زادی نوں

او نبی پاک دی اج روح نوں رلایا لوکاں

ہے میری آل میرے دین دی، وارث آصفؔ

جو نبی پاک دا، فرمان بھلایا لوکاں

مقتل نبیؐ دی آل دا بازار بن گیا

مقتل نبیؐ دی آل دا بازار بن گیا زینبؑ دی موت شام دا بازار بن گیا
بنتِ بتولؑ خطبہ ادا کیتا اسطرح جو مصطفیٰؐ دے دین دی تلوار بن گیا
اسلام دے وقار نوں ویکھن بلندیاں عباسؑ مثلِ جعفرِ طیّار بن گیا
حرمل دا تیر جھیل کے لختِ دلِ ربابؑ دنیا دے کُل شہیداں دی دستار بن گیا
غش توں جگان واسطے عابدؑ بیمار نوں افسوس تازیانہ مددگار بن گیا
اُس نوں صِلہ ملے گا جنابِ رسول توں ناصرؔ جو اہل بیت دا حُبدار بن گیا

شاعر: ناصرؔ

سوز: ضمیر جعفری

قیدی گھن آؤ قیدی گھن آؤ

توساں ایویں استقبال کرو رنگ پوشاکاں دے لال کرو
ودھ خوب بازار سجا کے قیدی گھن آؤ

دیوہ تحفے شہر دے وسدیاں کوں ملو گل ناں لا کے لوکاں کوں
ہر گھر تے مشعل جلاؤ دن عید دے وانگ مناؤ
بھڑ کیلے کپڑے پا کے قیدی گھن آؤ

بلواؤ نجس شرابیاں کوں نہ چادراں دیوہ باغیاں کوں
نہ کوئی ترس وکھاؤ جا جا کے انتھ رکواؤ
بازار دارش ودھوا کے قیدی گھن آؤ

جدوں داخل تھیون شام دے وچ پہلے بازار عوام دے وچ
جاری مئے نوشی کر دیوہ ہر شخص دے ہتھ پتھر دیوہ
ہر گھر توں پتھر وسا کے قیدی گھن آؤ

قیدی گھن آؤ۔۔۔۔

بازار جدوں کر پار آون کجھ دیر تائیوں دربار آون
کجھ شاماں ایویں رک رک کے رسیاں دی تار وچ لوک لوک کے
بازار اذان سنا کے قیدی گھن آؤ

کج بازی کھیڈ توں شطرنج دی ول پیشی ہوسی اینج دی
ہر اک داناں چاچا گھن سوں وت مانڑ ولے دارج پوچھ توں
جلدی دربار سجا کے قیدی گھن آؤ

طاہر آعلان اے سن سن کے رکھ کمر تے ہتھ شاہ چک چک کے
سر سٹ کے رت روپیندا اے وتھ نجف دے پاسے ونیدا اے
جدوں ول ول زور دا آکھے قیدی گھن آؤ

اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ

گستاخی نال تونام نہ پوچھ کونین دیاں سرادارں دے

بی بی فضہ رورو کہندی اے،

اج زینب آئی بن قیدن اے نہ اس دی شان بھلاؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ دربار شرابی اے ایدا نام نہ بلاؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ
اکھیاں وچ خون دے اتھرو ہو جانے دل دے ٹکڑے تطہیر دی وارث نوں بازار نہ پھراؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ
احمدؐ دی پاک نواسی بابا ایدا علیؑ اے اینج کلمہ گوؤنہ می پتھراں دے وساؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ
ہائے شام دے اوکھے راہ توں سنگ جانے وچ ہنیرے آئی بیباں بے پردہ دیوے سارے بجھاؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ
ہائے ملکہ شرم حیادی وچ شام رل گئی اے کروخوفِ خدالوگو زینبؑ نوں نہ ستاؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ
جس درتے ہوئے سوالی رب دی اے کل خدائی اس درتے آن علیؔ اپنا نصب پاؤ، اکھیاں وی جھکاؤ پردہ وی بناؤ

اے کونڑ اے ایداناں کیا

اے کونڑ اے ایداناں کیا اے اے سوال یزید کریندا اے
بی بی زینبؑ روندی رہ گئی
اٹھ اٹھ کے ممبر توں چا انگل اشارے ڈیندا اے
بی بی زینبؑ روندی رہ گئی

رب جانے کتنے ڈیں گزرے بی بی زینبؑ پانی پیتا نئیں
ہک بہہ کوں درباری بھر جام شراب پلیندا اے

اے شاہی نئیں تیرے بابے دی ھن قیدن بن کے آئی اے
کتھے ویر عباسؑ اے وی اینج بے غیرت جھڑکیندا اے

اکبرؑ دا قاتل رسدا اھاں ڈے ڈے انعام منیدا اھاں
بؤں اوکھے زینبؑ دے ہائے جگر تے وار کریندا اے

اے کونڑاے۔۔۔۔۔

میرے ہتھ پابند وچ رسیاں دے پر درد نظارہ لگدا ھاں
بد معاش کوں بلوا ہن سین دے وال ڈسیندا اے

تھلے سر شبیرؑ مسافر دا اوتے تخت تے ظالم بیٹھا ہاں
زلفاں وچ ہتھ پا کے گستاخی نال ہاں لیندا اے

حیران ہے کیوں نہ نکل گیا سجادؑ دا دم دربار اندر
کئی واری زینبؑ کوں باغی دی بھینڑ سڈیندا اے

ھک دوں گھنٹے دی گال نہیں نوشادؔ کھڑی رہی کئی گھنٹے
کوئی نہ دے بین دی جاء ایہو ول ول حکم سنڑیں دا اے

بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی

بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی سال بھر مالِ غنیمت میں رِدا قید رہی	شاعر: حسنین اکبر
کر لیا لوگوں نے عباسؑ کے سر کو قیدی ہائے یوں فاطمہ زہراؑ کی دُعا قید رہی	
سر کے بالوں میں جمی، پیروں کے چھالوں میں چھپی ساتھ ہر قیدی کے یوں کرب و بلا قید رہی	
وقت نے روضے میں زنداں کو بدل ڈالا مگر وہ جو قیدی تھی وہ بچی تو سدا قید رہی	
شامِ بازار میں ٹھہری رہی عابدؑ کی حیات زندگی ایک ہی منزل میں سدا قید رہی	
پوچھا عبداللہ نے جب شام کا سب حالِ سفر جانے کس دل سے یہ زینبؑ نے کہا! قید رہی	سوز: اصغر خان
فرشِ ماتم پہ دُعا ہوتی کہ ماتم اکبرؑ آنکھ بہتی رہی ہونٹوں پہ دُعا قید رہی	

یہ کس نے کہا بے کس ولاچار ہے زینبؑ

یہ کس نے کہا بے کس ولاچار ہے زینبؑ

عباسؑ کہیں حیدر کرارؑ ہے زینبؑ

آجائے گا پھر لوٹ کے حیدرؑ کا زمانہ

بچوں کی طرف ایک قدم بھی نہ بڑھانا

اے شام غریباں ابھی بیدار ہے زینبؑ

اے ظالم کہاں اب یہ تیرا راج رہے گا

نہ تخت رہے گا نہ تیرا تاج رہے گا

مظلوموں کے لشکر کی علمدار ہے زینبؑ

وہ دیکھ چلی زینبیؑ خطبات کی تلوار

وہ دیکھ تہہ وبالا ہوا شام کا دربار

حیدرؑ کی طرح بر سرِ پیکار ہے زینبؑ

یہ کس نے کہا۔۔۔۔

جو ثانی زہراؑ ہے مشیت کی نظر میں
خود جس کیلئے منزلیں رہتی ہیں سفر میں
وہ اعلیٰ نسب قافلہ سالار ہے زینبؑ

وہ دیکھ دعا ہو گئی مظلوموں کی مقبول
شبیرؑ کا قاتل نظر آنے لگا مقتول
غازیؑ کی بہن ہے بڑی جیدار ہے زینبؑ

بے موت مرا جاتا ہے ہر غاصب و غدار
باطل کیلئے گرم ہوا موت کا بازار
اس وقت یقیناً سرِ بازار ہے زینبؑ

ہوں لاکھ مخالف یہ زمانے کے ستمگر
ممکن نہیں اس غم کو کوئی روک لے گوہرؔ
احمدؐ کے نواسے کی عزادار ہے زینبؑ

شاعر: گوہرؔ جارچوی

اُن بیبیوں کا رتبہ

اُن بیبیوں کا رتبہ پوچھے کوئی خدا سے جن بیبیوں کے بیٹے گزرے ہیں کربلا سے
مقتل میں ہر مجاہد کہتا تھا ہاتھ اُٹھا کے جینا تیری رضا سے مرا تیری رضا سے
صغریٰؑ نے اس بھروسے ہر قافلے کو دیکھا شاید کوئی مسافر آیا ہو کربلا سے
اے شیر خوار کر لے ماں کو سلامِ آخر تجھ کو بلا رہے ہیں تیرے لہو کے پیاسے
کوفے کے پاس آ کر کہتی ہے شاہ زادی کوئی گلہ نہیں ہے اِس شہرِ بے وفا سے
اخترؔ کو اس جہاں میں اخترؔ کو اُس جہاں میں کوئی کمی نہیں ہے مولا تیری دعا سے

سوز: ضمیر جعفری

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ

زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ
اے کلمہ پڑھنے والوں نہ بازار سجاؤ

مصداقِ یُریداللہ نواسی ہے نبیؐ کی
حسنینؑ کی ہمشیر ہے بیٹی ہے علیؑ کی
کچھ خوفِ خدا لوگو کرو پردہ بناؤ

کتنے ہی درد لے چلی کرب و بلا سے
رنگ لال ہوا بالوں کا امت کی وفا سے
پتھروں سے نہ مارو یہ ستم لوگوں نہ ڈھاؤ

سن لو یہ آ رہی ہے اذانوں کی صدائیں
زہراؑ کی بیٹیوں کے نہیں سر پہ ردائیں
یہ اجرِ رسالتؐ ہے مسلمانوں بتاؤ

زینبؑ ہے سر۔۔۔۔۔

مظلوم کی بیٹی پہ یتیمی کا یہ عالم
بہلاتے تمانچوں سے رہے بی بیؑ کو ظالم
معصومہؑ ہے پیاسی اسے پانی تو پلاؤ

روتا ہے لہو عابدِؑ بیمار کو دیکھو
ہے طوق و رسن قافلہ سالار کو دیکھو
زخمی ہے زیادہ یوں نہ زنجیر ہلاؤ

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

اُسی کے سینے میں دم تھا اُسی کے گلے میں تھا زور
جو یا حسینؑ کی آواز اُٹھا سکی زینبؑ
نویدؔ انبیا اس کے لیے ہیں شکر گزار
زمیں پہ فرشِ عزا جو بچھا سکی زینبؑ

احمد نویدؔ

یہ زینبؑ نے اعلان کیا

ان جکڑے ہوئے ہاتھوں کی قسم غازیؑ کی بہن کا وعدہ ہے

ماتم ہو گا ماتم ہو گا ماتم ہو گا ماتم ہو گا

یہ زینبؑ نے اعلان کیا بازاروں میں درباروں میں

بھائی کا میرے ماتم ہو گا بازاروں میں درباروں میں

نہ تخت رہا نہ تاج رہا نہ ظلم رہا نہ راج رہا

اک شور ہے ماتم داری کا بازاروں میں درباروں میں

نہ قاتل ہے نہ باطل ہے اے دنیا آ کے دیکھ ذرا

شبیرؑ کے ماتم کی ہے صدا بازاروں میں درباروں میں

ہم ڈھوک کے سینہ کہتے ہیں ہم رُکنے نہیں دینگے ماتم

ہر حال میں یہ ماتم ہو گا بازاروں میں درباروں میں

یہ سینے نہیں دیواریں ہیں یہ ہاتھ نہیں تلواریں ہیں

لو آ گیا لشکر زینبؑ کا بازاروں میں درباروں میں

یہ زینبؑ نے اعلان۔۔۔۔۔۔

او شامیوں ہمت ہے رو کو مظلوم بہن کو بھائی کا
ہم دینے آئے ہیں پُرسہ بازاروں میں درباروں میں

دے حکم اگر تو شہزادی ان بہتے ہوئے اشکو کی قسم
ہم خوں کا بچھا دیں فرشِ عزا بازاروں میں درباروں میں

اس شام کے اس بازار سے ہی یہ کہہ کر گزری تھی زینبؑ
غازیؑ کا علم لہرائے گا بازاروں میں درباروں میں

پابندِ رسن مجبور ہوں میں اے شیعہ کھلے ہو ہاتھ تو پھر
شبیرؑ کا تم ماتم کرنا بازاروں میں درباروں میں

زینبؑ کی تمنا ہے گوہرؔ ہو ایسا قیامت کا ماتم
خود دیکھنے آئے کرب و بلا بازاروں میں درباروں میں

شاعر: گوہرؔ جارچوی
سوز: منور علی نومی

زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے

زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے زندان کا وہ ویرانہ سجادؑ نہ بھولے
یاد رہا عابدؑ کو وہ منظر بنتِ علیؑ تھی ہائے کھلے سر سادات کا درّے کھانا سجادؑ نہ بھولے
ایک رسن میں بارہ گلے تھے اہلِ حرم دربار چلے تھے پتھروں کا سر پہ آنا سجادؑ نہ بھولے
زینبؑ پہ دشوار گھڑی ہے بھیڑ میں بے پردہ کھڑی ہے زینبؑ کا اشک بہانا سجادؑ نہ بھولے
زندان کی تاریک فضائیں یاد رہی بچوں کی آہیں دکھیا کی قبر بنانا سجادؑ نہ بھولے
قید کو عابدؑ بھول نہ پائے بین سکینہؑ کے یاد آئے مظلومہؑ کو دفنانا سجادؑ نہ بھولے
ہائے محبؔ پیاسے وہ بچے خاک پہ جو اونٹوں سے گرے تھے پیروں میں اُن کا آنا سجادؑ نہ بھولے

شاعر: محبؔ فاضی

علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ

علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ پیامِ حق یوں سنا رہی ہے
ضمیرِ آدم پکار اُٹھا صدائے معبود آ رہی ہے

ہمک کے گردن پہ تیر لے لو چراغِ احمدؐ بجھے نہ اصغرؑ
یہی تو ایک روشنیٔ حق ہے جسے یہ دنیا بُجھا رہی ہے

چمکتی تیغوں میں لال اپنے نہ بھیجو زینبؑ انہیں نہ بھیجو
پڑے ہیں کُشتوں کے ڈھیر رن میں اجل کھڑی مسکرا رہی ہے

جو ہو سکے تو اے امِ لیلیٰؑ پسر کی میت پہ تم نہ جانا
سِناں کا پھل گھر بنا چکا ہے جوانی منّت بڑھا رہی ہے

پڑی ہے خیموں میں لوٹ اکبرؑ گوہر سکینہؑ کے چِھن رہے ہیں
کہاں ہو عباسؑ عونؑ و قاسمؑ سکینہؑ تم کو بلا رہی ہے

آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے

آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے
بھرے بازار میں بے پردہ نبی زادیؑ ہے

اشک آنکھوں میں ہے ہاتھوں میں رسن خاک بسر
ہائے کس حال میں کونین کی شہزادی ہے

جب یہ اعلان سنا روئی تڑپ کر زینبؑ
غازیؑ عبّاسِ دلاور کی بہن آتی ہے

ہائے یہ کون سے قیدی ہیں کہ جن کے غم میں
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

کوئی زینبؑ کی مدد کے لئے آتا ہی نہیں
دے کے غازیؑ کو صدا خود ہی تڑپ جاتی ہے

آسماں کانپ رہا۔۔۔۔

جس کی آواز رولاتی ہے لہو عابدؑ کو
کون ہے محوِ فغاں کون یہ فریادی ہے

ہائے یہ کیسی یتیمی ہے کہ شہہؑ کی بیٹی
باپ کی یاد میں رونے پہ سزا پاتی ہے

سن کے یہ بات کے دربار میں جانا ہے ابھی
غمزدہ بنتِ علیؑ اور بھی گھبراتی ہے

شہزادی کا میری راج وہاں پر گوہرؔ
کل بھی تھا آج بھی وہ شام کی شہزادی ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

شام کا بازار روئے پردے دار

شام کا بازار روئے پردے دار ہاتھ و گردن میں رسن ہے پاؤں میں ہے خار
مارتے تھے عابدِؑ مظلوم کو پتھر شقی کھینچ کر زنجیرِ عابدؑ ہنستے تھے اعدا سبھی ایک صدا گونجی فضاء میں آ گیا بازارِ شام پڑ گئی اہل حرم میں واحسینا کی پکار
عزمِ سرورؑ دینِ احمدؐ کی علم بردار تھی بعد غازیؑ کربلا سے قافلہ سالار تھی گزری ہر لاشے سے زینبؑ شہہؑ کے لاشے پر گری لاشۂ سرورؑ سے اٹھنا تھا بہت دشوار
منہ کے بل بالی سکینہؑ ریت پر جس دم گری بانوئے مضطر کی نظریں نوک نیزہ پر پڑی صبر کے آنسوں گرے شبیرؑ کے سجادؑ پر جھک گیا اس بوجھ سے پھر صبر کا پروردگار

شام کا بازار روئے۔۔۔۔

کچھ قدم پر رہ گیا تھا منزلِ ظلمت کدہ جس جگہ کرنا تھا عابدؑ کو کلامِ حق ادا کھینچ کر لائے گئے دربار میں آل عباء بے ردا آل نبیؐ تھے اور تماشائی ہزار
رو رہا تھا طوقِ عابدؑ چوم کر خونِ حسینؑ آہنی زنجیر بھی سجادؑ سے کرتی تھی بین بیڑیوں کی بے بسی بھی کہہ رہی تھی یا حسینؑ تازیانوں سے صدائیں آرہی تھیں بار بار
کس قدر بالی سکینہؑ پہ ہوئے ظلم و ستم روک نہ پایا کوئی سجادؑ کے بڑھتے قدم ہے یقین ظالم کا ہوگا اس جہاں میں احتساب ہم امام وقت کا بس کر رہے ہیں انتظار

جگ توں دکھیاری ہائے زینب

جگ توں دکھیاری ہائے زینبؑ

رووے درداں ماری ہائے زینبؑ

تیری بھین پیاری ہائے زینبؑ

جُل پئیاں گرم ہواواں نے

گل کیتی بھین بھراواں نے، ہُن شام تیاری

پابند رسن وچ بانہواں نے

نہ سر تے پاک رداواں نے، ماحول بازاری

ہائے شام دے آں بازاراں وچ

کیویں نال تیرے درباراں وچ، سجادؑ مہاری

پئے کفر دے فتوے بولدے نے

قرآن دے پارے رول دے نے، کربل وچ قاری

جگ توں دکھیاری۔۔۔۔۔

نانے دادین بچاون لئی

ہڈیان دا داغ مٹاون لئی، چادر وی واری

ہے بابا شیر خدا وانگوں

غازیؑ دی پاک وفا وانگوں، تیری سالاری

بالی نوں تمانچے مارے نے

دُر انج لعین اُتارے نے، ہویاں خون اے جاری

میرے تھی گئے قتل بھراواں بابا

ہُن مددنوں چھیتی آ بابا، صحرا چہ پکاری

عمرانؔ اے دان اے زینبؑ دا

ماتم ارمان اے زینبؑ دا، اے پرسہ داری

شاعر: عمرانؔ فیض

سوز: راجہ سخاوت

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

خیبر شکن دی دھی آں

خیبر شکن دی دھی آں زینبؑ ہے میرا نام ویکھن گے لوگ سارے فتح کراں گی شام	
میں فاطمہؑ دی دھی آں میرا نانا مصطفیٰؐ اے مولودِ کعبہ جیڑاں میرا بابا مرتضیٰؑ اے جبرائیلؑ جے ملائک اس در دے نے غلام	شاعر: سلامت فیروز
چن ویر آکھدے نے جیڑے لوگ تینوں باغی ثابت کراں گی اج میں میرا ویر ہے نمازی آکھن گے لوک سارے حق دا اے توں امام	
بابے نال کھل کے جس گل کدے نہ کیتی شرم و حیا دی ملکہ تیرے نال جیڑی بیتی فاسق دے نال جس دم کرنی پئی کلام	
سر تے ردائے پرچم وچ شام میری ہونی آواز بھی بے پردہ نئی ویر میری ہونی بابے علیؑ دے لہجے وچ کرنا میں کلام	سوز: منور علی لودی

بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا

بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا
کیسا غضب کیسا ستم یہ ہو گیا میرے خدا

آیا تھا ایک منظر لیلیٰؑ کے سامنے
کڑیل جواں کھڑا تھا مرنے کے واسطے
کیسے کہے اکبرؑ تجھے ماں الوداع میرے خدا

ایسا شہید رن میں کوئی نہیں ہوا
جیسا شہید قاسمؑ مقتل میں ہو گیا
روندا گیا ٹکڑے ہوا گھڑی بنا میرے خدا

جلتا رہا ہے جھولا روتی رہی ہے ماں
اصغرؑ تمہیں سلانے ماں جائے گی کہاں
جلتی زمیں بستر تیرا کیوں ہو گیا میرے خدا

بنتِ علیؑ بازار میں ہے۔۔۔۔

کیسا یہ امتحاں تھا کیسی تھی وہ گھڑی
یلغار قاتلوں کی ننھی لحد پہ تھی
نیزوں سے جب اصغرؑ کو بھی ڈھونڈا گیا میرے خدا

پردے کا پاسباں تھا عباسؑ باوفا
وہ بھی کٹا کے بازو دریا پہ سو گیا
کوئی نہیں زینبؑ کو دے جو آسرا میرے خدا

کرتا رہا ہے ماتم صدیوں سے یہ جہاں
دیتا رہا صدا یہ ماتم کا ہر نشاں
بارہ علیؑ سارے ولی تیرا پتہ میرے خدا

شاعر: سید عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

رہنمائی: استاد اکبر عباس، لاہور

سر نیزیاں تے کجھ قیدی نیں

سر نیزیاں تے کجھ قیدی نیں او قافلہ یارب کدھر گیا
اوراواں اج تک روندیاں نے جتھوں چن زہراؑ دا گزر گیا

کوفے دی جاگیر دی وارث بن چادر تطہیر دی وارث
کجھ برقعے کجھ چادراں قیدی منگدا شام چہ اپڑ گیا

موڑاں اُتے خلقت عام اے عابدؑ پچھیا ایہو شام اے
پھپیاں دے سنگ رل کے قیدی شام اچ جھلدا پتھر گیا

بے شک ظالم ظلم کمائے زینبؑ صدقے پتر کُہائے
میں اجڑی جس ویر دی خاطر اوویر وی میتوں وچھڑ گیا

نہ چادر نہ سر تے سایہ قافلہ اک دربار چہ آیا
پاک شریف گھرانے کوں ماحول شرابی ٹکر گیا

اجڑے گھر دی خاک لوا کے زینبؑ روندی ویر کُہا کے
وسدا گھر ماں زہراؑ دا اٹھ پہر وچ کیویں اجڑ گیا

اے غیرتِ مریمؑ

اے غیرتِ مریمؑ تیرا بازار میں جانا نہ بھول سکے گا اسے تا حشر زمانہ
آہ زینبؑ و کلثومؑ کی چھنتی ہیں ردائیں جاؤ ارے لوگوں میرے غازیؑ کو بلانا
تو دخترِ زہراؑ ہے نواسی ہے نبیؐ کی سر ننگے تیرا شام کے بازار میں جانا
اب خاک پہ سوئے گی سکینہؑ تیری کیسے تھا تو نے سکھایا اسے سینے پہ سلانا
مر جاتے ہیں شوہر تو پناہ دیتے ہیں بھائی کبراؑ کہاں جائے نہ رہا کوئی ٹھکانہ
اٹھتی نہیں بابا سے تیری لاش علی اکبرؑ تھا تو نے ہی بیٹے میرے لاشے کو اٹھانا
جس در پہ سلامی دیا کرتے تھے شبیرؑ رک جاؤ مسلمانوں وہی گھر نہ جلانا

اے شام دے لوکو میں ملکہ ھاں

اے شام دے لوکو میں ملکہ ھاں ہویا قتل نمازی ویر میرا میں بن چادر رہ گئیاں
میں ناصرہ دین رسول دیاں پر کلمہ گواں رول دتّا اس دین دی خاطر شام دے وچ میں خطبے پڑھدی رہیاں
جدوں چن زہراؑ دا قتل ہویا وچ مقتل تپدیاں ریتاں تے افسوس میں ویرن پابند ساں کھڑی ستر قدم تے رہیاں
دربار دا صدمہ حشر تائیں نئی پاک سجادؑ نوں بھل سکدا جدوں چایا ظالماں ناں میڈا ہائے اکھیاں رت روپئیاں
ہائے چوں سالاں دے بالاں نے رب جانے کنج دے ظلم سہے وکھ رہ کے پورتوں رورو کے زندان دیاں سختیاں سہیاں
اک ویرن پاک نمازی اے دوجا علماں والا غازیؑ اے افسوس ہے ویرن اِس گل دا کیوں شام چہ میں آگئیاں
نہ سین ربابؑ نے چین ڈٹھا اصغرؑ نوں ٹور کے مقتل ول گیا اینج دا پانی پین جنے نہ مڑ کے ساراں لئیاں

بنتِ زہراؑ بھرے بازاروں سے

بنتِ زہرہ بھرے بازاروں سے کیسے گزری ہے بے ردا لوگوں ہوئے رخصت حسینؑ کربل سے اُس کا ہر گام کربلا لوگوں
کُلِ ایمان کی یہ زینت ہے مثلِ زہراؑ رسولؐ کی بیٹی اس کا دربارِ میرِ شام آنا یہ قیامت ہے باخدا لوگوں
داغِ ہذیان بھی مٹایا ہے دین ناناؐ کا بھی بچایا ہے دخترِ ناطقِ قرآن بن گئی تیس پاروں کا حاشیہ لوگوں
جلتے خیموں کے اونچے شعلوں سے کیسے سجادؑ کو بچایا ہے کیوں نہ ممنون ہو خدا ان کا یہ امانت کا آسرا لوگوں
ہائے چودہ سو میل میں پیدل ہر گلی موڑ اور بازاروں میں اُس کی عباسؑ پر نگاہیں تھیں اور اشکوں کی انتہا لوگوں
فیضِ عمرانؔ لکھ تو بی بیؑ کا اُس کے خطبوں سے دین باقی ہے مجلسِ ماتم اور یہ گریا سب اسی کی ہے یہ عطا لوگوں

شاعر: عمران حیدر

سوز: ارشاد

قُل کَفیٰ محوِ سفر تھی

"قُل کَفیٰ" محو سفر تھی" اِنَّمَا "ا بھی ساتھ تھی
بے کفن کا سر چلا تو بے ردا بھی ساتھ تھی

قبرِ سرورؑ پہ بہن بھائی کا کرتا لائی تھی
شام کا منظر بھی تھا اور کربلا بھی ساتھ تھی

اکبرؑ و اصغرؑ کو لے کر ساتھ سوئے یوں حسینؑ
ابتداء بھی ساتھ تھی اور انتہا بھی ساتھ تھی

بھائی کے مقتل کی مٹی بہن کی چادر ہوئی
شام کے زندان میں خاکِ شفا بھی ساتھ تھی

شام کی جانب چلا جب کاروانِ سیّدہؑ
سر بریدہ ہی سہی لیکن وفا بھی ساتھ تھی

شاعر: سید محسن عقیلؔ　　　　نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

شام دے لوکاں لُٹ لیا قافلہ

شام دے لوکاں لُٹ لیا قافلہ

ہائے آلِ محمدؐ نوں دیندے رئے سزا

بازار عبور نئیں ہوندا کنج جاوے گا دربار اے

غش کر گیا ہائے پیو باقرؑ دا سر ننگے پردہ دار اے

ہر موڑ تے عابدؑ دا بن گئیاں آسرہ

مہمان نوازی دے وچ ہائے پتھر وسے شرفاتے

کر لاٹ بتولؑ دی جائیاں دا جدوں پہنچیا عرشِ اولیٰ تے

سر سانگ تے روندا رہیا ویکھ کے اے حوصلہ

سکد اٹریا دنیا توں جیندی آواز نوں بابا

پہچان ذرا بے دردی کی رشتہ بھین بھرا دا

تیرے لوکاں مار دِتا زینبؑ دا اے بھرا

شام دے لوکاں۔۔۔۔۔

ہائے عین شباب دے عالم ہویا وچ سجادؑ ضعیف اے
سنگ مانواں پھپیاں نئیں ٹر دے مر ویندے پتر شریف اے
سن وین سکینہؑ دے روپیا اے شہنشاہ

رو آکھیا زینبؑ عابدؑ ہائے ویر حسینؑ نئیں بھلدا
میں ویکھیا ریت گرم تے او پتر امیر دا کسدا
جیڑا اسحر حقیقت دا دس گیا اے راستہ

فریاد محمدؐ صلی اللہ سر ننگے زہراؑ جائیاں نے
گھر آخری سڑ دا فاطمہؑ دا اکھی ویکھیا موت ستائیاں نے
بابا نثارؔ حیدری

بؤ او کھیاں لنگیاں نے ہائے شام دیاں راواں

بؤ او کھیاں لنگیاں نے ہائے شام دیاں راواں
جدوں رسیاں چہ تکیاں نے ہائے ہمشیر دیاں باہواں

جبرئیل روند اتکیاں ہائے شام بازاراں وچ
جدوں گل وچوں سنیا اے ہائے سجادؑ دیاں ہاواں

ہر موڑ تے رک رک کے آکھے شام دے لوکاں نوں
معصومہؑ دے گل رسیاں ہائے ہویاں پتھراں دیاں چھاواں

خاتون قیامت ہے ہائے شام بازاراں وچ
دربار ہے ناری دا ہائے سجادؑ کیویں جاواں

بے چین ہوئی زہراؑ سن خطبے او زینبؑ دے
جو لٹیاں نے کربل وچ ہائے او منگدی اے رداواں

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے

یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے
بے سہارا ہے تیرا دین بچانے والے

تھا وہ دربار مگر لوگ وہی تھے نانا
تجھ پہ ہذیاں کا جو الزام لگانے والے

کوفہ اور شام کا دستور نرالا دیکھا
قتل کرتے ہیں وہ مہمان بلانے والے

کیوں لرزتی ہے زمیں اور اداسی کیوں ہے
کون ہے شام کے بازار میں آنے والے

ڈر کے ظالم کے تماچوں سے سکنیہؑ نے کہا
اب تو آجاؤ ہمیں پانی پلانے والے

سوز: اکبر عباس

لوے خبراں کوئی بیمار دیاں میں تھک پئی آں

لوے خبراں کوئی بیمار دیاں میں تھک پئی آں
اجے پیشیاں ملکیاں نئیں دربار دیاں میں تھک پئی آں

نہ گھر چوں باہر آئیاں نہ سفر بازار چہ کیتے
میری زندگی دن لوکوں نہ قید دے وچ سن بیتے
میری اکھیاں واقف نئیں بازار دیاں میں تھک پئی آں

جدے خیمے کول نہ پڑھیاں کسے غیر نے آن قرآن اے
او فاسقاں نال کلام کرے ہووے سامنے پتر جوان اے
اے غیر تاں عابدؑ نوں ہائے مار گئیاں میں تھک پئی آں

میرا باب العلم ہے بابا ہر حرف میرا شمشیر اے
غازیؑ دی جلالت میں ہاں میری جرتاں وچ شبیرؑ اے
سجادؑ ویکھی ضرباں گفتار دیاں میں تھک پئی آں

لوے خبراں کوئی۔۔۔۔

نہ کھچیاں جانڑ مہاراں ہر قدم اُتے غش کھاوے
شالا جگ تے نہ کوئی قیدی گل طوق زنجیراں پاوے
ٹُک چلیاں ساہواں نے سالاردیاں میں تھک پئی آں

سجادؑ دی اکھیاں چوں ہائے پئی ڈُلنے یاقوت اے
غم دفن ایناوچ میراہرا تھروا ک تابوت اے
شالا قیداں نبھ جاون غم خواردیاں میں تھک پئی آں

کر صبر میراہن بچڑا تیرے لئی اے درد تمام اے
تیری کربل منزل نئیں سی تیرا آگیا مقتل شام اے
تیری جنگ نوں ضرورتاں نئیں تلواردیاں میں تھک پئی آں

دربار دے در تے عادلؔ رووے سانگ تے کئیں مقتول اے
منظور نئیں پیشی زینبؑ دی، سجادؑ دا قتل قبول اے
پئیاں تسیاں زباناں ہائے، اے پکاردیاں میں تھک پئی آں

شاعر وسوز: علی عادلؔ ملک

ذرا سوچو اگر زینبؑ نہ ہوتی

کہاں ہوتا نظامِ دینِ قدرت، تقدس بہنوں کا نہ ماں کی عزت
مقدر ذلت و رسوائی ہوتا، فنا ہو جاتی ہر بشر کی غیرت

یزیدی فکر کا طوفان ہوتا، حقیقی دین کا فقدان ہوتا
خود اپنے آپ سے قسم با خدا، بہت شرمندہ یہ انسان ہوتا

جو اس کے خطبوں کا اثر نہ ہوتا، یزدیوں کو کچھ بھی ڈر نہ ہوتا
بھلا ہی دیتی دنیا کربلا کو، یہ ماتم آج یوں گھر گھر نہ ہوتا

دیکھائی راہ بخشش کے نشاں کی، جو خود ہے لامکاں اُس کے مکاں کی
قرآنِ صبر تو شبیرؑ ٹھہرا، ہاں ہوتی کون یٰسین اِس قرآں کی

ہاں کس کی بے ردا تشہیر ہوتی، سروں پہ چادرِ تطہیر ہوتی
بنا کر کون نا ممکن کو ممکن، شریکِ مقصدِ شبیرؑ ہوتی

امامت کا حسیں کردار بن کر، سراپا حیدرِ کرار بن کر
ردا سے کاٹ کر بیعت کی گردن، یوں آتی کون ذوالفقار بن کر

سلامتؔ ہر قدم پہ ظلم سہہ کے، جو آئی ظلم کے کانٹے سمیٹے
مٹا کے نسل اپنی راہِ حق میں، ہاں دیتی کون اپنے دونوں بیٹے

شاعر: سلامت فیروز

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین ۲۰۰۷

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے
بنتِ زہراؑ ترے پردے کا خیال آتا ہے

درمیاں لاشوں کے تنہا نظر آتے ہیں حسینؑ
جبکہ عاشور کے سورج پہ زوال آتا ہے

موت کس سوچ میں ہے لاشہِ اکبرؑ پہ کھڑی
کیا پیمبرؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے

یہ علمدار کا بیٹا ہے کہ پانی جو ملے
جا کے بیمار کی زنجیروں ڈال آتا ہے

بڑھ کے عباسؑ کلیجے سے لگا لیتے ہیں
جب سکینہؑ کی یتیمی کا خیال آتا ہے

جب کبھی غیرتِ۔۔۔۔

نیام میں رہنے دو تلوار حسینؑ ابنِ علیؑ
موت کی بات کو اصغرؑ تیرا ٹال آتا ہے

مٹھیاں بھینچ کے پھیری ہے زباں ہونٹوں پر
آج ششماہِ کو حیدرؑ کا جلال آتا ہے

اے خلافت! ہمیں حق چھننے کا افسوس نہیں
بس گواہوں کی شرافت کا خیال آتا ہے

اس کی تعریف ہے یہ کہ ہے سگِ بابِ بتولؑ
ورنہ اختؔر کو کہاں کوئی کمال آتا ہے

شاعر: اختؔر چنیوٹی

علیؑ کی بیٹی تیری غریبی

علیؑ کی بیٹی تیری غریبی سوال چادر جواب پتھر
پھرا رہے ہیں تمہیں مسلماں بنا کے قیدی زمیں پہ در در

رسن میں بازو بندھے ہیں بی بی سفر کی مٹی ہے تیرا پردا
کوئی نہیں ہے جو لا کے دے دے نبیؐ کی بیٹی کو ایک چادر

نہ کوئی محمل نہ ہے عماری سفر یہ کیسا ہے کربلا سے
قدم قدم چل کے رو رہی ہے قضا سے غیرت لپٹ لپٹ کر

سجا ہوا ہے ہر ایک کوچہ گلی گلی میں کیا چراغاں
عجب نہیں کہ تڑپ رہیں ہوں علیؑ کی مسند نبیؐ کا منبر

صدائیں دیتا رہا منادی ہیں سارے باغی ہیں سارے باغی
پکارا غازیؑ کو تو نے رو کر کبھی صدا دی اے میرے اکبرؑ

اذان دیتا تھا جب مؤذن جو نام لیتا تھا مصطفےٰؐ کا
جگر کو تھامے رسول زادی یوں خون روتی رہی زمین پر

گزرنا مومن تو سر جھکا کر کبھی جو جانا ہو شام و کوفہ
برہنہ سر تھی علیؑ کی بیٹی کوئی نہیں تھا مدد کو یاورؔ

شاعر: یاورؔ یوسفی

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شبابُ المومنین

سوز: منور علی خان (نوری)

میں دھی آں حیدرؑ دی ماں فاطمہ زہراؑ اے

میں دھی آں حیدرؑ دی ماں فاطمہؑ زہرا اے میرے نانے اُتے رب نے قرآن اتاریا اے
میں او ویلے مر گئیاں جدوں گھر چوں باہر آئیاں اے میرا جنازہ اے جیڑا شام چہ آیا اے
جیڑی رونق ہے ساڈے گھر دی او وی قید خانے وچ مر گئی اونوں اودے چولے دا اساں کفن پوایا اے
سر ننگے شام چہ آئیاں میرے نال نناں بھر جائیاں سائل ہاں چادر دی اے ملک پرایا اے
جس ویلے شام چہ آئیاں بن قیدی زہراؑ جائیاں سجادؑ مہاری نوں ہائے خون رلایا اے
آ ویرن میں رُل گئیاں جس ویلے شام چہ آئیاں عباسؑ دلاور نوں ہمشیر بلایا اے
پتھراں دے نے نذرانے ہائے فاطمہؑ دی جائی تے نہ مارو مسلمانو! اساں دین بچایا اے

دس میکوں ذرا غازیؑ کیویں قید نبھاواں

دس میکوں ذرا غازیؑ کیویں قید نبھاواں سر تے ردا وی کوئی نئیں کیویں وال لُکاواں
کی کی دساں میں غازیؑ تیرے بعد جو ہویا بچیاں توں نکھڑ گئیاں بچیاں دیاں مانواں
تیرے قاتلاں نے ہنس کے کبرہؑ دا داج لٹیا بُھل گئے جلال تیرا لٹیاں نے رداواں
سفراں نوں ٹرپئیاں میں تیرا درد چھپا کے گل لاندی لاش تیری پابند نے بانہواں
زینبؑ تو بن کے حیدرؑ ظلمت دی رات ویکھی پہرے کدی میں دیواں کدی بال سواواں
مجبوری ویکھ میری ہویا نصیب کوفہ منزل ہے شام میری پتھریلیاں راہواں

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، 1998

سِر میرے تے چادر کوئی نئیں

سر میرے تے چادر کوئی نئیں سورج دا رُخ ویر بدل دے
صاحبِ امر ہے چن زہراؑ دا یا میری تقدیر بدل دے

ٹھنڈے نئیں ہو سکدے تیرے اک اک گھنٹ پانی دے نال
وس لگ دے تے بھین سکینہؑ میرے گرم زنجیر بدل دے

منیا اے نئیں پیو لکھوایا توں وی پیو اے چاچا سائیں
لکھ دے نام مسافراں دے وچ توں اپنی تحریر بدل دے

ایس گلوں پیا چھوڑی ویندا اے میریا اللہ بابا میکوں
شکل میری ماں زہراؑ والی توں میری تصویر بدل دے

رکھ قرآن کوں سر تے بی بی آکھیاں حرمل نوں کئی واری
نازک ہے میرا اصغرؑ بچڑا بُوہ وزنی اے تیر بدل دے

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی۔ سال 2000

دربار چہ حکم پڑھیندے رئے

دربار چہ حکم پڑھیندے رئے مجبوراں کوں سنڑ ویندے رئے درباری کھل کھل ہنسدے رئے ماں پتر دے نیر بہیندے رئے
ہئے ظالم پہلا حکم ڈتا زینبؑ دی چادر لے آؤ دربار دے وچ درباریاں کوں زینبؑ دا کفن ڈکھیندے رئے
ہئے ظالم دوجا حکم ڈتا اگے بڈھڑی اے پیچھے کون کھڑا زہراؑ دی دھی کوں ویکھن لئی فضہؓ کوں مار ہٹیندے رئے
ہئے ظالم تیجا حکم ڈتا گھن آؤ قاتل اکبرؑ دا اینعام توں رُس رُس ویندا ہا او کوں منتاں نال منیندے رئے
ہئے ظالم چوتھا حکم ڈتا گھن آؤ نابینا صحابی کوں آواز سنے ہا زینبؑ دا سیداں دے سجن منگیندے رئے
ہئے ظالم پنجواں حکم ڈتا ول دیوو جھڑک سکینہؑ کوں اے روندی اے ہر شام ویندی ایکوں روون توں ہٹویندے رئے
ہئے ظالم آخری حکم ڈتا اینا قیدیاں کوں ھُن قید کرو ناشادؔ زندان دی چھت نال ہے بہوں اوکھے وقت نبھیندے رئے

رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤ نگی

رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤ نگی
حسینؑ حال تمہیں شام کا سناؤ نگی

یہ شام والے کریں چاہے صد ہزار ستم
نہ لڑ کھڑائیں گے بھیا تیری بہن کے قدم
علیؑ کی بیٹی ہوں بن کر علیؑ دکھاؤ نگی

میں بھُول سکتی ہوں اپنی ردا کا لُٹ جانا
یوں نسل جعفرِ طیارؑ کا بھی مٹ جانا
کسی گھڑی نہ تیری بےِ کسی بھلاؤ نگی

نظر کے سامنے ہو گا تمہارا زخمی بدن
کبھی بنوں گی علیؑ اور کبھی بنوں گی حسنؑ
تیرا پیام میں کچھ اِسطرح پھیلاؤ نگی

رہائی ہو گی تو۔۔۔۔۔

کچھ اسطرح سے کرونگی تلاوت قرآں
نمازی مانے گا شبیرؑ تم کو سارا جہاں
بغیر تیغ کے میں انقلاب لاؤں گی

میرے عباسؑ سے کہدو تمہیں خدا کیلئے
بہن کا وعدہ ہے غازیؑ تیری وفا کیلئے
گلی گلی میں تیرا میں علم لگاؤں گی

حسینؑ تیرے غموں میں جو رونے والے ہیں
تیری قسم یہ نرالی توقیرؔ والے ہیں
گناہگار ہوں لیکن میں بخشواؤں گی

شاعر: توقیر کمالوی
سوز: وحید کمالوی

ہائے حسینؑ

فاطمہؑ کی قبر پہ بنت علیؑ ہے نوحہ خواں   ماں سے بیٹی کہہ رہی ہے کربلا کی داستاں
گر پڑی غش ہو کے زینبؑ قبر پہ ماں کی نثارؔ   کب تلک ماں کو سناتی وہ ستم کی داستاں

بابا نثارؔ حیدری

باب نمبر 19: اہلِ حرمؑ کی وطن واپسی

پئی روندی تے شرماندی سی میں زینبؑ ہاں فرماندی سی
زینبؑ نہ پچھانی جاندی سی دِل صغریٰؑ دا حیران رہیا

بابا نثارؔ حیدری

رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی

رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی
بنا حسینؑ کے وہ کیسے گھر گئی ہو گی

اے نانا تیرے نواسے کو تیری امت نے
دفن کیا ہے یا عریاں ہی بن میں چھوڑ دیا
بتولؑ زادی یہی بات سوچتی ہو گی

لٹیں تھیں دشت میں جو چادریں سیدانیوں کی
لوٹائیں عابدِؑ بیمار کو لعینوں نے
علیؑ کی لاڈلی حسرت سے دیکھتی ہو گی

وہ چھ ماہ کے بچے کو تیر مارا تھا
وہ شیر خوار کا لاشہ سناں پہ آیا تھا
بتولؑ لحد میں منہ اپنا پیٹتی ہو گی

رہائی قید سے۔۔۔۔

پڑے تھے لاشے جوانوں کے دشتِ کربل میں
پڑا تھا غازیؑ کا لاشہ بغیر شانوں کے
جوان بھائی کے شانوں کو ڈھونڈتی ہو گی

گیا جو قافلہ مقتل میں آلِ احمدؐ کا
ویران دشت میں ہر بی بی اپنے پیاروں کو
کڑکتی دھوپ میں رو رو کے ڈھونڈتی ہو گی

گئی تھی ساتھ تمہارے سکینہؑ کربل میں
کہاں ہے بھیا مجھے کیوں نظر نہیں آتی
بیمار صغریٰؑ یہ عابدؑ سے پوچھتی ہو گی

سنی جو بالی سکینہ نے ، خبر یہ اخترؔ
کہ سب چلے ہیں مجھے چھوڑ کر مدینے کو
معصومہ قبر میں تنہا ہی رو رہی ہو گی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

ہتھ رسیاں چوں آزاد ہوئے

ہتھ رسیاں چوں آزاد ہوئے ماتم کر دی ہمشیر گئی
سجادؑ پیا نوحہ پڑھدا اوہدے گل دی لتھ زنجیر گئی

جنہوں سال اٹھارہ پالیا میں اوہدے خون دی خوشبوئی آوے
کئی واری خاک نوں میں چمیاں آ اکبرؑ دی جاگیر گئی

قربان میں تیرے حوصلے توں کلا پیاسا لڑیا وچ کربل
نو لکھ دے ماریا لشکراں نے ہو ظلماں دی آخیر گئی

عبّاسؑ دے پاک حجاباں وچ میں گھر دی پار دہلیز کیتی
اوہناں شہر پھیرائے بے پردہ تیری زینبؑ بن راہگیر گئی

بابے دے سینے تے جُڑیا اصغرؑ پامال توں ہو کے
تیری پاک شہادت دنیا تے بن دین دی اے تشہیر گئی

جیویں وکھرے وکھرے حرف ہوندے اُنویں قاسمؑ ٹکڑے ٹکڑے
کربل وچ لاش اے بنڑے دی بن شبّرؑ دی تحریر گئی

ہتھ رسیاں چوں آزاد۔۔۔۔۔

سجادؑ دا خون وی آ و سیا کربل دی تپدی ریت اُتے
ہن خاکِ شفاء وچ شامل ہائے سجادؑ دی ہو تا ثیر گئی

شبیرؑ دے قاتل نئی مارے رہیا دل دے وچ ارمان گیا
کربل چوں ہائے سنگ اشہل دے دکھی غازیؑ دی شمشیر گئی

تیری ہیبت توں تیرے قاتل نے کہیا اللہ اکبر سنگ تیرے
سر نیزے تے جدوں چڑھن لگا تیری عرشاں تے تکبیر گئی

ہر قدم تے غازیؑ یاد آیا جہیڑا اِک محافظ چادراں دا
میرے توں پہلاں شام اندر نیزے تے تطہیر گئی

شبیرؑ دی قبر تے منہ رکھ کے عادلؔ زینبؑ نے وین کیتا
تیرا دُھپ تے لاشہ سی ویرن جدوں ہو کے شام اسیر گئی

شاعر: علی عادلؔ ملک
سوز: مختار حسین میجو

قافلہ قید سے جو چھوٹ کے وطن جانے لگا

شاعر: عاصم رضوی

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

قافلہ قید سے جو چھوٹ کے وطن جانے لگا بھائی کی یاد میں زینبؑ کو بھی غش آنے لگا
کھولی جانے لگی بی بیؑ کے جو ہاتھوں سے رسن یاد بانو کو سکینہؑ کا گلا آنے لگا
کون اب آ کے جلائے گا دیا زندان میں یہ تصوّر دلِ مادر پہ ستم ڈھانے لگا
طوق گردن کا کٹا، کٹ گئی بیڑی لیکن زخم گردن کا مگر خون میں نہلانے لگا
جب سنا مادرِ اکبرؑ نے وطن جانا ہے خوف صغریٰؑ کے سوالات کا دِہلانے لگا
آ گئی مشکِ سکینہؑ اور علم آیا تو بازوئے شاہِ شہید اں کا خیال آنے لگا
یاد عبّاسؑ کی آئی جو دمِ رخصت تو ایک دریا سا غم و یاس کا بل کھانے لگا

اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں

کوفہ کو فتح کر کے عزادار آئے ہیں
قیدی ہلا کے شام کا دربار آئے ہیں
اشکوں کی نذر لے کے دل افگار آئے ہیں
زنداں سے چھٹ کے صاحبِ آزار آئے ہیں

قربانیوں کو صبر سے مُحکم بنا دیا
سب کو تمہارے درد سے مَحرم بنا دیا
ہر اہلِ دل کو صاحبِ ماتم بنا دیا
ماتم زدوں کے قافلہ سالار آئے ہیں

جس جس نے دل پہ داغ لیا تھا وہ ساتھ ہے
اکبرؑ کو صبر جس نے کیا تھا وہ ساتھ ہے
اصغرؑ کو نذر جس نے دیا تھا وہ ساتھ ہے
صورت دکھاؤ طالبِ دیدار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدؑ۔۔۔۔۔

تھے جس کے منتظر وہ خزینہ کہیں نہیں
وہ غم نصیب شاہِ مدینہ کہیں نہیں
سب ہیں تمہاری بالی سکینہؑ کہیں نہیں
کھو کر اُسے یہ بیکس و ناچار آئے ہیں

ساحل پہ کوئی روکنے والا نہیں رہا
کیا قافلہ حضورؐ کا پیاسا نہیں رہا
اب گھاٹ پہ فرات کے پہرا نہیں رہا
لے کر خبر یہ آپ کے غم خوار آئے ہیں

فریاد و اشک و آہ کی رخصت بھی مل گئی
ہاتھوں کو قید و بند سے فرصت بھی مل گئی
ماتم کی غم زدوں کو اجازت بھی مل گئی
مجلس کریں گے دھوم سے زوّار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدؑ۔۔۔۔۔

ارمانِ دلِ نبیؐ کے دل آرام ہے کوئی
اہلِ وطن سے جانِ وطن کام ہے کوئی
نانا کی قبر کے لیے پیغام ہے کوئی
یثرب کی سمت جانے کو تیار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں
زنداں سے چھٹ کے صاحبِ آزار آئے ہیں

شاعر: علامہ نجم آفندی

کربلا کے واقعہ کو ایک مدت ہوگئی
سیدِ سجادؑ کی آنکھوں میں اب تک شام ہے

اثر ترابی

سُن ویر بھین تیری ہر ظلم سہہ گئی اے

سُن ویر بھین تیری ہر ظلم سہہ گئی اے
قیداں تے ٹُک گئیاں نے کیویں جیوندی رہ گئی اے

کیویں ڈسا میں تینوں جیڑی میرے نال ہوئی
مجبور ساں میں ویرن رج کے نہ تینوں روئی
تیری بھین نوں تے ویرن حسرت اے رہ گئی اے

پتھراں چوں تیرا لاشہ دس ویر کیویں کڈدی
ہوندی ردا جے سر تے تیری لاش ویر کج دی
تیرے بعد خمیاں تے ہائے لوٹی پے گئی اے

باہنواں چہ پا کے رسیاں جدوں ٹوریا سپاہیاں
غازیؑ نوں یاد کر کے ہائے روئیاں زہراؑ جائیاں
سانوں قید کر کے امت بازار لے گئی اے

سُن ویر بھین تیری۔۔۔۔

میرے سر توں ظالماں نے ہائے کھو لیا سی پردہ
نیزے تے ویر تیرا سر سی قرآن پڑھدا
مینوں شام دی اے منزل بڑی اوکھی پے گئی اے

تینوں یاد کر کے ویرن روندی رئی سکینہؑ
وکھ قید کر دتّا سی زندان وچ لعیناں
سینے تے سون والی زندان چہ رہ گئی اے

کر لے قبول مولاؑ سردارؔ دی دعا نوں
دیواں میں روز پرسہ ہائے ملکائے حیا نوں
نیزے دے نال چادر جیدی سر توں لہہ گئی اے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

اُٹھ مل گن بھینی آئی اے   اُٹھ مل گن بھینی آئی اے

شام دی قیدن آئی وے پردیسیاں ویرن

شام دی قیدن آئی وے پردیسیاں ویرن
میری تھی گئی قید رہائی وے پردیساں ویرن

بعد تیرے میری چادر لا کے
امت نے گل وچ ریساں پا کے
چا شہر بشہر پھرائی وے پردیساں ویرن

اپنے پتر تے کول سومائے نے
مینڈے بچڑے کیتھے دفنائے نے
کئیں قبر نظر نئیں آئی وے پردیساں ویرن

شمر دیاں جھنکھا توں اینج ڈر گئی
قید دی وچ گھبرا کے مر گئی
تائیوں شام دے وچ دفنائی وے پردیساں ویرن

شام دی قیدن۔۔۔۔۔

ڈوھڑے

آیا اکبرؑ دی جاگیر دے وچ وہ تھی کے سجادؑ رہا اے
اُٹھ ویکھ میں جیندی گن آیا تیری پالن والی ماں اے
تیری ماں کوں موت مکا گئی اے بازار دی نجس فضا اے
اُٹھی آپ لاہا وچ محمل دے تھی گیا کمزور بھرا اے

سجادؑ دی بھین سکینہؑ کوں کئی وکھری موت ہے آئی
کیں ظالم ایں دے دُر لاہے کیں گھوڑیاں نال بجھائی
تاں رہی ساری زندگی ہے وہ شمرلؔ توں ڈردی جے جھنکھا نال اُٹھائی
سجادؑ آدا اے مینکوں نئی بھلدا جیویں شام دے وچ دفنائی اے

نوحہ خواں سنگت: حیدر آباد پارٹی۔

https://www.youtube.com/watch?v=hmFeDxax2Vg

آج قبرِ مصطفٰےؐ پر

آج قبرِ مصطفٰےؐ پر ایک ہجومِ عام ہے
آگئی زینبؑ مدینے میں بپا کہرام ہے

جھک گئے ہیں نوجوان کی لاش پر رن میں حسینؑ
کیا علی اکبرؑ کے ہونٹوں پر کوئی پیغام ہے

نامہ بر کو لاش بیٹے کی دکھا کر بولے شاہؑ
یہ ہے صغریٰؑ کی تمنا اس کا اکبرؑ نام ہے

کہتی تھی فضّہ چھینی جاتی ہے زینبؑ کی ردا
یا علیؑ آؤ مدد کرنا تمہارا کام ہے

اپنے سائے سے بھی شرماتی تھی جو بی بی سدا
آج اُس کا سر کھلا ہے اور ہجومِ عام ہے

بے ردا زینبؑ ہے سورج آج کیوں چھپتا نہیں
وہ مدینہ تھا نبی کا یہ دیارِ شام ہے

کربلا کے واقعہ کو ایک مدت ہو گئی
سیدِ سجادؑ کی آنکھوں میں پھر بھی شام ہے

شاعر: اثر ترابی

سوز: لالہ عبدالواحد قصوری

ہائے ہائے اے لٹیاں وچ کربل دے

ہائے ہائے اے لٹیاں وچ کربل دے تیریاں پردے داراں
رو آکھیاں زینبؑ روضے تے میں رولیاں وچ بازاراں

رات پئی تے دل گھبرایا میں دریا ول آکھ سنایا
عباسؑ بھرا آ ویکھ تے سئی میں بن گئی آں پہرے داراں

میرے سر توں چادر لے گئے میں فریاداں کردی رہ گئی
تطہیر دی وارث بے پردہ ہائے کوئی نہ جانے ساراں

ظلم اے شکلِ نبی تے ہویا دل برچھی دے وچ پرویا
آکھے وعدہ مینوں معاف کریں میں صغریٰؑ سخت لاچار آں

پتر بھتیجے ویر پیارے وار و واری مر گئے سارے
شبیرؑ دا دردی کوئی نہیں ہائے دشمن لوک ہزاراں

ہائے ہائے اے لٹیاں۔۔۔۔۔

ریت اُتے زہراؑ دا چن سی ٹکڑے ٹکڑے سارا بدن سی
دل پاک رسولؐ دا چیر دتّا ہائے تیراں تے تلواراں

ویکھ اثرؔ کیوں سبطِ نبی نوں چھٹیاں لکھ لکھ ابنِ علیؑ نوں
کیوں کوفیاں ماریاں سید نوں کیوں رُل گئیاں پردے داراں

شاعر: اثرؔ ترابی
سوز: لالہٰ نثار علی قصوری

https://youtu.be/_2UNqBJyePg

پوچھا عبداللہ نے جب شام کا سب حالِ سفر
جانے کس دل سے یہ زینبؑ نے کہا! قید رہی
حسنین اکبرؔ

ول آئے ہِن وطن تے شام وچوں

ول آئے ھن وطن تے شام وچوں تیری امت دے مہمان ناناؐ مہمان نوازی وچ بھل گئے تیرے کلمے دی پہچان ناناؐ
پڑھ نادِ علیؑ میں بنتِ علیؑ تھیاں داخل سڑ دے خیمیاں وچ بڑی مشکل نال بچایا اے تیرے پُتر دا پُتر جوان ناناؐ
تیرے کلمہ گو خوش ہوندے رئے تیرے پیاسے پُتر کوں کوندے رئے جیویں خنجر چلایا ظالم نے خود خنجر ہویا حیران ناناؐ
تیرے آل دے استقبال کیتے بازار سجائے مسلماناں پئی بھیڑ تے پتھر وسیندے رئے ہائے کل حافظ قرآن ناناؐ
ڈٹھا حوا ،حاجرا ،مریم نے میکوں باج ردا بازاراں وچ دس میں کوئی زنداں رہ گئی ہاں کل نبیاں دا سلطان ناناؐ
میں لوح محفوظ تے بن چادر اینج خون دے نال لکھا آئی آں ھن کوئی فاسق نئیں کرسکدا تینڈے دین دا کوئی نقصان ناناؐ

شاعر:سائیں رفاقت مداحؔ

سوز:عامر ملک وعابد ملک

میں لٹ گئی ناناؐ

میں لٹ گئی ناناؐ میں لٹ گئی ناناؐ کرب وبلا کے رن میں گھر لٹ گیا میرا
کڑیل جوان اکبرؑ میرا گیسوئں والا وہ شیر جس کو میں نے اٹھارہ سال پالا تیروں سے ہوا چھلنی اس شیر کا سینہ
ظالم نے تیر مارا معصوم کے گلے پر پیاسہ لہو میں ڈوبا بے شیر علی اصغرؑ مقتل مین رورہا تھا بھائی میرا تنہا
کیسی تباہی لایا عاشور کا سویرا کبرا کی مانگ اجڑی قاسمؑ کا لٹا سہرا بے جرم گیا مارا اک رات کا دولہا
وہ جس کا نام پیاسے بچوں کی آس تھا جس کو لقب ملا تھا سقائے سکینہؑ وہ بھائی لبِ دریا مارا گیا پیاسہ

میں لٹ گئی نانا۔۔۔۔۔

بچوں کو جس پہ میں نے صدقے کیا تھا نانا جو میرا بھائی مجھ کو تھا جان سے پیارا پامال ہوتے دیکھا اُس بھائی کا لاشہ
لوٹا ستم گروں نے میرے گھر کو جلایا اہل ستم نے نانا اُس در کو جلایا رہتا تھا جس پہ نانا عباسؑ کا پہرا
جس بچی کا بستر تھا میرے بھائی کا سینہ کہتا تھا میرا بھائی جسے پیار سے سکینہؑ زندان میں کھو آئی زینبؑ وہ نگینہ
بلوے میں لعین لائے جس وقت رسن بستہ تھا حال عجب گوہرؔ عباسؑ کی خواہر کا مجمع تھا ہزاروں کا زینبؑ تھی بے ردا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

ناناؐ وچ پردیس دے لُٹیا میرا گھر

ناناؐ وچ پردیس دے لُٹیا میرا گھر لوکاں نے
مینوں بازاراں چہ کروائے سفر لوکاں نے

میں محمدؐ دی نواسی ہاں دسیندی رہیاں
واسطہ تیرا وی ناناؐ میں پویندی رہیاں
فیر وی مار دِتے میرے پُتر لوکاں نے

جیڑی گردن نوں رہیا چُمدا توں ناناؐ سائیں
جو اُدا حال ہویا بُھلنا نہ محشر تائیں
اُس گردن تے چلا چھوڑے خنجر لوکاں نے

جینوں برقعے چہ کئی سال پلیندی رہی آں
آپ جاگاں اُکو سینے تے سویندی رہی آں
چیر چھڈیا اُودا کربل چہ جگر لوکاں نے

ناناﷺ وچ پردیس دے۔۔۔۔

مینوں پہچانو میں زہراؑ دی پلی زینبؑ ہاں
بھین حسنینؑ دی ہاں بنتِ علیؑ زینبؑ ہاں
کیسا دِتا اے رسالت دا اجر لوکاں نے

رہیاں پتھراں دیاں برساتاں چہ خطبے پڑھدی
ویر نوں رونہ سکی دنیا توں ناناﷺ ڈردی
میرے خطبے دا لیا کج نہ اثر لوکاں نے

کیویں بازاراں دے حالات سنادے اخترؔ
ثانیِ زہراؑ تے وسدے رہے جس دم پتھر
آلِ احمدﷺ دا کیویں کیتا قدر لوکاں نے

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ

کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں

کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں بے ردا روتی رہی نانا مسلمانوں میں	شاعر و سوز: یوسف سردار
مار ڈالا تیرے شبیرؑ کو بے جرم و خطا پھرے دیتی رہی نانا میں بیابانوں میں	
مجھ کو بازار کا منظر نہ کبھی بھولے گا خطبے پڑھتی رہی میں کس طرح بیگانوں میں	
بیٹھے دربار میں تھے مل کے شرابی سارے با حیا کوئی نہ تھا وقت کے سلطانوں میں	
میں بھی روتی رہی دربار میں زہراؑ کی طرح اُس سقیفہ کے بنائے ہوئے ایوانوں میں	
گھر تیرا لوٹ کے پڑھتے رہے کلمہ ظالم نام لیتے رہے نانا تیرا اذانوں میں	
گرچہ کافر ہیں شیعہ پر یہ کہو تم کیا ہو جھانک کر دیکھ تو لو اپنے گریبانوں میں	

السلام علیک یا سیدہؑ

ہائے پردیس میں لٹ گئی ہے بہن ہائے بھائی میرا رہ گیا بے کفن
بلوہِ عام ہے سر پہ چادر نہیں بھائی کے خون سے سرخ ہے یہ زمین ہائے باندھی گئی بازوؤں میں رسن
ہر مصیبت کو تنہا اُٹھاتی ہوں میں مجھ کو رخصت کرو شام جاتی ہوں میں تازیانوں سے زخمی ہے میرا بدن
حشر تک ہم کو روئے گی کرب و بلا ہائے اہلِ حرم ہو گئے بے ردا ہو گیا رن میں برباد میرا چمن
ہائے اجڑی بہن کی ہے حسرت یہی بھائی کی لاش پر ہائے رو نہ سکی بے کفن بھائی ہے اور میں بے وطن

السلام علیک ۔۔۔۔۔	میرے عونؑ و محمدؑ مارے گئے اور سکینہؑ کے گوہر اُتارے گئے میرے قاسمؑ کا ٹکڑے ہوا ہے بدن
	ہائے اکبرؑ کا سینہ بھی چھلنی ہوا فرش سے عرش تک ایک کہرام تھا لاش اکبرؑ کی لائے جو شاہِ زمن میرے غازیؑ کے بازو ہوئے جو قلم خون میں تر بہ تر تھا جری کا علم بے اماں ہو گئی بنتِ خیبر شکن
شاعر: محبؔ فاضل	ہائے اصغرؑ کا جھولا جلایا گیا پانی تیروں سے اس کو پلایا گیا خاک پر سو گیا ہائے تشنہ دہن
	سلسلہ شہؑ کے ماتم کا جاری رہے آخری سانس تک پُرسہ جاری رہے ہو زباں پر محبؔ یا حسینؑ و حسنؑ

بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے

بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے کرتا لہو بھرا ہوا بھائی کا لائی ہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں اُٹھو اُٹھو زینبؑ سے کربلا کا ذرا ماجرا سنو
اماں ہمارے رنج و مصائب ہیں درد ناک، اماں ہمارے قلب و جگر ہو چکے ہیں چاک اماں ہمارے نانا کی امت نے کی دغا اماں ہمارے خون کو سمجھے ہیں سب روا کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔
اماں ترس کے رہ گئے پانی کو ہم تمام اماں دیا نہ ہم کو کسی نے بھی اک جام اماں ہمارے مرد تہہِ تیغ ہو گئے اماں نہا کے خون میں بے چارے سو گئے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربتِ۔۔۔۔

اماں پڑے ہیں نہر پہ عباسؑ روٹھ کر ،اماں سکینہؑ سوتی ہے زنداں میں بے پدر اماں کہاں سے اکبرؑ مہ رو کو لاؤں میں اماں کہاں سے اصغرؑ ناداں کو پاؤں میں کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں وہ میرے عونؑ و محمدؑ میرے پسر میدانِ کربلا میں پڑے ہیں کٹا کے سر اماں لہو میں ڈوب کے قاسمؑ بھی چل بسے اماں حسنؑ کو منہ نہ دیکھانے کے ہم رہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں حسینؑ کرب و بلا ہی میں رہ گئے اماں حسینؑ سارے مصائب کو سہہ گئے اماں حسینؑ مر گئے بے یار و بے وطن اماں حسینؑ کو نہ میسر ہوا کفن کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربتِ۔۔۔۔

اماں ہماری چادریں بھی چھن گئیں تمام اماں ہماری حال پہ ہنستے تھے اہلِ شام اماں وہ شامِ غربتِ شبیرؑ آہ آہ اماں وہ رات کالی وہ سنسان قتل گاہ کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں یہ حالِ عابدِ بیمارؑ ہو گیا ظالم سپاہ نے لے لیا بستر غریب کا اماں قدم قدم پہ اسیری رُلا گئی گردن میں طوق پاؤں میں زنجیر آ گئی کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں وہ بیبیوں کا تڑپنا وہ شور و شین اماں رہی گی یاد وہ آہ و بکا وہ بین اماں رباب روتی ہے اصغرؑ کو صبح و شام اکبرؑ کو یاد کرتی ہے لیلیٰ تشنہ کام کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربت۔۔۔۔۔

بازو کے نیل دیکھئے اماں خدا گواہ مقتل کی گرد بن گئی افشاں خدا گواہ اماں یہ بے بسی یہ قیامت کی بے بسی اماں ہمارے حال پہ روتی ہے بے کسی کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں بتایئے تو میں اب جی کے کیا کروں کس طرح اب حسینؑ کی فرقت کا غم سہوں آئی فغاںؔ ندا کہ سرِ حشر ہم بھی اب کُرتا لہو بھرا ہوا رکھ دینگے پیشِ رب بیٹی تمہارا بھائی شہِ مشرقین ہے بیٹی تمہارے صبر میں فتحِ حسینؑ ہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔

شاعر: حسن علی شیوجی فغاںؔ نوحہ خواں: حسن عباس احسن، حیدرآباد، دکن

https://www.youtube.com/watch?v=m08XjVr7iMU

زینبؑ اُجڑ کے آگئی

زینبؑ اجڑ کے آگئی رو آکھے کھول باہنواں لٹیاں گئیاں رداواں
اٹھ حال ویکھ میرا دکھ ونڈدیاں نیں مانواں کنڈ دے زخم وکھاواں

جدوں پاکے رسیاں ٹرپئی چادر جدوں اُتر گئی زینبؑ او ویلے مرگئی
میں ہاں بتول زادی کج تے کرو حیاواں سر ننگے کیویں جاواں

امت نے قید کیتا مجبور اینج دی ہوئی چادر نہ سر تے کوئی
میت تیری توں ویرن کیویں پتھر ہٹاواں کیویں کفن پواواں

دریا دے کنارے تے اک لاش دیوے ہوکے زینبؑ نوں آکھے روکے
ہتھاں دے نال پردہ تیرا سینؑ کنج بناواں کٹیاں گئیاں نیں باہنواں

زینبؑ نو ں آکھے فضّہؑ توں شان اے ودھایا ماں کہہ کے ہے بلایا
میری سینؑ منگ دعا چا تیرا ساتھ اینج نبھاواں نوکر تیری صداواں

رووے صغریٰؑسن کے اک جنج دا حال اے

رووے صغریٰؑسن کے اک جنج دا حال اے
جہیڑا روندے روندے زینبؑ نے حال سنایا

بیمار مہاریؑ جنج لے کے ٹریا
تک جنج دی حالت ہر قدم تے رویا
نانے دی اُمت اس جنج نوں بہت ستایا

ہائے جنج اکبرؑ دی بازار چہ لائے
تعظیم کرن لئی پتھر ورسائے
لاڑے دیاں مانواں رسیاں دا زیور پایا

کُج شگن مناون جنج قید چہ آئی
ہائے جیوندیاں مر گئی ماں درد ستائی
لاڑے دے سر نوں جدوں سانگ توں آن لہایا

رووے صغریٰؑ سن کے۔۔۔۔۔

وچ جنج دے سکینہؑ نوں روندیاں تکیا
اودا ایویں رونا جدّوں سہ نہ سکیا
لاڑے نے اونوں نیزے دے کول بلایا

وچ قافلے لبدی سی اپنا اصغرؑ
جا ماریا کنڈ تے اُجڑی اپنا سر
جدّوں جلیا جھولا صغریٰؑ دے سامنے آیا

جہیڑی جنج کردی سی ہائے اکبرؑ اکبرؑ
کدی لکھ نئیں سکدا اسی توں او منظر
ہر حرف سلامتؔ لاڑے دی ماں لکھوایا

شاعر: فیروز سلامتؔ

سوز: فہیم عباس، حیدر آباد

سجادؑ نوں روہائے اور و پچھدی

سجادؑ نوں روہائے اور و پچھدی اکبرؑ نے خط کوئی گھلیا اے
والاں تے پھوپھی زینبؑ نے اے کس دا خون ملیا اے

نہ چاچا غازیؑ ڈسدا اڈسدے نئ ویر میرے
مینوں بُھل کے ویر اکبرؑ کیتھے لالے نے ڈیرے
لبنا میں چھتی ویر ڈسا ایویں میرا وقت ڈھلیا اے

جدا چولا سی توں گھلیا او وی پیاسا ٹر گیا اے
نیزے تے تک کے اوس نوں روندی رئی قضا اے
گیا پانی پین سنگ بابے او کھا کے تیر ولیا اے

تیرے بابے نے وچ مقتل جدوں برچی نوں ہتھ پایا
منظر اے تک کے صغرا دل نبیاں دا گھبرایا
نا پچھ کیویں تڑپیا او وچ برقعے جھبڑا پلیا اے

سجادؑ نوں روہائے۔۔۔۔۔

برچھی دے درد نالے تیرا درد سی زیادہ

رو کہندا اٹریا جگ توں پورا ناہویا وعدہ

رو آکھدا اسی تک بابا راہ صغراؑ بھین ملیا اے

کربل چہ تیرا بابا کیتا میں خود سوار اے

اینوں کفن وی نہ ملیا اے درد مینوں مار اے

ضرباں اے گن دی رئی میں جد خنجر ظلم دا چلیا اے

وچ کربلا دے لٹیاماں فروادا ہے چین اے

توسن نہ سکدی صغراؑ جیڑے کیتے کبرہؑ وین اے

جدوں خون لاڑے قاسم دا رتی ریت نال رلیا اے

خورشیدؔ رئیا کردا جدے پردے دا حیا اے

اوسے دی آل کیتی امت نے بے ردا اے

وچ شام تیرے عابدؑ نے کی کی ظلم نہ جھلیا اے

شاعر: حیدر خورشیدؔ

سوز: نزاکت علی

دکھ گئے نے زخم میرے

دکھ گئے نے زخم میرے گل چوں توں لا دے باہواں
صغریٰؑ میں واری جاواں
پھٹ طوق دے نے ڈونگے رک جاندیاں نے ساہواں
کئی وار غش میں کھاواں

اکبرؑ بڑا سی پیارا روندا جہان سارا
اودے باجو ساڈے پیوں دا ہوندا سی نہ گزارا
دل چاندا نئیوں میرا برچھی دی گل سناواں
دکھی بھین نوں رواواں

افسوس تیرا اکبرؑ آیا نہ لین تینوں
اودی جوانی لٹ گئی دکھ کھا گیا اے مینوں
جے تائیں میں جیواں صغریٰؑ اس سوگ نوں مناواں
دے ویر نوں دعاواں

دکھ گئے نے۔۔۔۔

چاچا عباسؑ تیرا بِن جنگ دے ٹر گیا اے
او لاشہ بن کے وی ہائے خیمے نہ مڑ گیا اے
بڑا مان سی جنا تے او کٹ گیا نے باہواں
رج کیتیاں وفاواں

اصغرؑ غیور تیرا منگدا رہیا اے پانی
کھا تیر بن گیا اے اک درد دی کہانی
کربل چہ سوچے بابا کیڑی جاء تے دفناواں
نہ ربابؑ نوں وکھاواں

کلی اونٹ تے سکینہؑ صحرا دے وچ پھرائی
بچیاں ہتھاں چوں صغریٰؑ رت ڈُل کے بار آئی
معصومہؑ بھین میری رئی دیندی یہ صداواں
شالا ویر مر نہ جاواں

دکھ گئے نے۔۔۔۔

بابے نے کیتا سجدہ خنجر دے ہیٹھ آ کے
رئی ویکھدی سکینہؑ مقتل چہ کول جا کے
آکھے شمر توں کیویں بابا تینوں بچاواں
تیرے وال میں چھڑاواں

کربل چہ آن چہلم پھوپھیاں نے ہائے منایا
بابے دی قبر تے ہائے ایہو آ کے وین پایا
بھلیاں نئی ویر سانوں تیرے قتل دیاں تھاواں
او تیراں دیاں چھاواں

آکھے سجادؑ عادلؔ آ صغریٰؑ میری بھین اے
اجڑے گھراں چہ کریئے اج ماتمِ حسینؑ اے
بابے دا نام لے کے اینج دے میں وین پاواں
پتھراں نوں وی رواواں

شاعر: علی عادلؔ ملک
سوز: مختار حسین میجو

حیران نہ ہو صغریٰؑ میں زینبؑ ھاں

حیران نہ ہو صغریٰؑ میں زینبؑ ھاں
میکوں مار دتا تیرے پیو دے درداں

ہوئے وین بڑے صغریٰؑ تیراناں لے کے
جدوں ٹریا مقتل نوں تیرا ویر جواں

ایناں اجڑے گھراں اندر کدی وسداسی
جینوں لٹیاں وچ کربل رل مسلماناں

بے مثل شہادت سی تیرے اصغرؑ دی
جدے قتل اُتے رویا خود تیر کماں

گل عونؑ و محمدؑ دی نہ پوچھ میتھوں
شبیرؑ دا بن صدقہ ہو گئے قرباں

حیران نہ ہو صغریٰؑ۔۔۔۔۔

سفر اں وچ روندی رئی رج بابل نوں
آئی موت سکینہؑ نوں جا وچ زنداں

دربار تھئی پیشی تیری پھوپھیاں دی
رہیا سانگ تے ہائے پڑھدا شبیرؑ قرآں

کیتے سفر رکوع اندر تیرے عابدؑ نے
بیمار دی اکھیاں چوں رہیا خون رواں

ہُن حسرت اے بی بیؑ ایہو عادلؔ دی
تیری تربت ویکھن لئی کدی شام نوں جا

شاعر: علی عادلؔ ملک

سوز: مختار حسین میجو

گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا

گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا کس طرح جلایا زینبؑ نے بس آہ بھری اور گُھٹ گُھٹ کے بیٹوں کو پکارا زینبؑ نے	شاعر: منیر احمد نوید
پھر کوئی ہوک اُٹھی دل سے پھر شامِ غریباں یاد آئی حجروں میں عونؑ و محمدؑ کے دیکھا جو اندھیرا زینبؑ نے	
کس طرح سے زینبؑ اور صغراؑ اک دوسرے کو پہچانے گی صغراؑ کے بال سفید ہوئے کیا کالا جوڑا زینبؑ نے	
غش آنے سے پہلے دونوں نے اک دوجے کو بس تھام لیا صغراؑ نے جو دیکھا زینبؑ کو، صغراؑ کو جو دیکھا زینبؑ نے	
اک شور اُٹھا اجڑے گھر میں ہائے اکبرؑ ہائے اصغرؑ صغراؑ نے سنبھالا زینبؑ کو، صغراؑ کو سنبھالا زینبؑ نے	
بھائی کی یاد میں جیتے جی آنکھوں سے بہایا اک دریا بیٹوں کی یاد میں جیتے جی آنسو نہ بہایا زینبؑ نے	
نبیوںؑ کی وراثت کے وارث کی امانت دار بہن تھی نویدؔ توحید کے بار کو شانوں پر تنہا ہی اُٹھایا زینبؑ نے	

ویرانی ویرانی ویرانی ویرانی

ویران گھروں کی ویرانی

ویران گھروں کی ویرانی زینبؑ کو اور رولائے
چالیس گھروں میں جا جا کر کس کس کا سوگ منائے

اک آنگن میں امِ سلمیٰ صغریٰؑ کے آنسو پُونچھے
دل پر اپنے پتھر رکھ کر بی بی سے آ کر بولے
صغریٰؑ اُٹھ جا ان رستوں سے اب کوئی نہیں جو آئے

اک آنگن میں فضّہ بیٹھی ہر لمحہ یہی سوچے
جا کر زہراؑ کی تُربت پر کیا بات کنیز یہ بولے
کیسے زینبؑ دربار گئی کیا زہرا کو بتلائے

اک آنگن میں بیمار پسر آنکھوں سے خون بہائے
بازاروں کا ہر اک منظر اشکوں میں ڈھلتا جائے
سجادؑ بہت صابر ہے مگر اب کتنا صبر دکھائے

ویران گھروں۔۔۔۔۔

اک آنگن میں بیٹھی ہے وہ یٰس کا سورہ کھولے
وہ ذکرِ نبیؐ کے لفظوں میں ہمشکلِ نبی کو ڈھونڈے
روضے پہ نبیؐ کے آجائے جب یاد اکبرؑ کی آئے

اک آنگن میں عبد اللہ اور زینبؑ بیٹھے ہیں تنہا
وہ عونؑ و محمدؑ کے غم میں اک دوسرے کو دیں پرسہ
دے داد پدر ہر حملے پر جب مادر جنگ سنائے

کل تک اکبرؔ اک زہراؑ تھی جو بین کیا کرتی تھی
بابا کی جدائی کے غم میں وہ آہیں بھرا کرتی تھی
اور آج بنی ہاشم کے مکاں سب بیت الحزن ہے ہائے

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو

بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو بھولی نہیں میں
اپنے بندھے ہاتوں کو بیمار کے زیور کو بھولی نہیں میں

اُٹھتی ہوئی آندھی کو وحشت کو بیاباں کو
چھپتے ہوئے سورج کو تاریکی کو میداں کو
چلتے ہوئے خنجر کو نیزے پہ ترے سر کو بھولی نہیں میں

معصوم سکینہؑ کو بڑھتے ہوئے نیزوں کو
رستے ہوئے گالوں کو بے رحم طمانچوں کو
رستے ہوئے کانوں کو کھنچتے ہوئے گوہر کو بھولی نہیں میں

لہراتے ہوئے نیزہ ہائے شمر کا وہ بڑھنا
آ آ کے مرے پیچھے ہر بی بی کا وہ چھپنا
شعلوں میں گھرے گھر کو چھنتی ہوئی چادر کو بھولی نہیں میں

بازار کے منظر۔۔۔۔۔

جس رات میں تنہا تھی اُس رات کے ڈھلنے کو
ٹوٹے ہوئے نیزے کو اُس رات کے پہرے کو
بچوں کے سسک نے کو اور راکھ کے بستر کو بھولی نہیں میں

یاد آجاتا ہے اک ماں کا وہ خاک میں دھنس جانا
اور آگ کے شعلوں میں وہ ماں کا جھلس جانا
جلتے ہوئے جھولے سے لپٹی ہوئی مادر کو بھولی نہیں میں

فضّہ کو مرا بھائی ماں کہہ کے بلاتا تھا
دم اُس کا مرے بھائی کے نام پہ جاتا تھا
رُتبے میں جو ماں بن کر آئی اُسی مادر کو بھولی نہیں میں

اک چاند تھا بدلی میں چھپتا تھا نکلتا تھا
پردہ درِ خیمہ کا اُٹھتا کبھی گرتا تھا
وہ خیمہِ لیلیٰؑ سے ہائے رخصتِ اکبرؑ کو بھولی نہیں میں

بازار کے منظر۔۔۔۔

ہے آج بھی وہ گریہ، ہے آج بھی وہ زاری
ہے آج بھی پتھر کے سینے سے لہو جاری
روتے ہوئے پتھر کو پتھر پہ رکھے سر کو بھولی نہیں میں

یاد آتا ہے دلہن کو غش کس طرح آئے تھے
اک گھڑی شہہِ والا جب کاندھوں پہ لائے تھے
اُس لاش کی گھڑی کو اُس خوں بھری چادر کو بھولی نہیں میں

ان شام کی گلیوں کو جن سے کھلے سر گزرے
جس در سے گزرنے میں تھے سولہ پہر گزرے
دربار کے اُس در کو اور شامیوں کے شر کو بھولی نہیں میں

آتی ہے نویدؔ اب بھی آواز یہ زینبؑ کی
ہے مجھ کو قسم صدیوں سے سوکھے ہوئے لب کی
پیاسے علی اصغرؑ کو سوکھے ہوئے ساغر کو بھولی نہیں میں

شاعر: میر احمد نویدؔ

نہ شام کا زنداں یاد رہا

نہ شام کا زنداں یاد رہا نہ اپنا کھلا سر یاد رہا
بھائی کے گلے پر چلتا ہوا زینبؑ کو خنجر یاد رہا

دو منظر شامِ غریباں کے سجادؑ کی آنکھ نہیں بھولی
اک سر نیزے پر یاد رہا اک سر بے چادر یاد رہا

بس یاد رہا تو سواری کا وہ مقتل سے خالی آنا
نہ اس کو تمانچے یاد رہے نہ اس کو گوہر یاد رہا

نہ درد تھما نہ ہاتھ ہٹا اک پل بھی ماں کا سینے سے
لیلیٰؑ کو برچھی یاد رہی لیلیٰؑ کو اکبرؑ یاد رہا

کیسا پانی کیسا سایہ جب دیکھو دھوپ میں بیٹھی ہے
سائے میں جانا بھول گئی بس ماں کو اصغرؑ یاد رہا

نہ شام کا زنداں۔۔۔۔۔

صغراؑ کی گود میں اصغرؑ کا جا کر نہ کسی صورت آنا
زنداں میں سکینہؑ کو ہر دم رخصت کا منظر یاد رہا

خوں رستے ہوئے زخموں کی قسم قیدی بازار نہیں بھولا
نہ یاد رہی بیڑی اس کو نہ طوق نہ زیور یاد رہا

عابدؑ سے نہ پوچھا صغراؑ نے بس خوں روتے اسے دیکھا کی
بازار کا منظر کیا پوچھے سجادؑ کو کیوں کر یاد رہا

وہ آگ میں جلنا جھولے کا وہ شام ربابؑ نہیں بھولی
آنا وہ عدو کا آگ لئے خیموں کے اندر یاد رہا

ماتم کرتا سینے میں دھڑکتا دل ہر دم کہتا ہے نویدؔ
شبیرؑ کا غم دھڑکن کی قسم اس دل کو برابر یاد رہا

شاعر: میر احمد نویدؔ

کچھ ایسے وقت میں زنجیر پہنی عابدؑ نے
کہ اس گھرانے سے صدیوں یہ سلسلہ نہ گیا

علامہ نجم آفندی

باب نمبر 20: ظلم کا تسلسل

حضرت امام جعفر صادقؑ، باب الحوئج حضرت موسیٰ کاظم اور غریب الغرباء حضرت امام علی رضاؑ کے نوحے

کیوں آلِ محمدؐ کے لئے وقف جہاں میں
تلوار ہے زندان ہے اور زہرِ وغا ہے

بابا نثار حیدری

جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے

جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے پھر فاطمہؑ کے گھر میں فرشِ عزا بچھا ہے	شاعر: محبؔ فاضل
کاظم تڑپ تڑپ کر یہ بین کر رہے ہیں افسوس میرا بابا مجھ سے بچھڑ گیا ہے	
مثلِ حسنؑ جگر ہے جعفرؑ کا ٹکڑے ٹکڑے حاکم نے زہر ہائے معصوم کو دیا ہے	
ہر ظلم سہہ رہے ہیں جعفرؑ امامِ صادق فرزندِ سیدہؑ پر کیسا ستم ہوا ہے	
ہر ظلم کلمہ گو نے ساداتؑ پر ہے ڈھایا اولادِ مصطفیٰؐ پر غربت کی انتہا ہے	
قیدِ ستم میں جعفرؑ روتے ہیں شاہؑ دین کو مولا کی چشمِ تر میں صحرا کربلا ہے	سوز: عامر ملک و عابد ملک
کہدو محبؔ یہ جا کر کم ظرف مفتیوں سے سب سے بڑی عبادت ماتم حسینؑ کا ہے	

زنداں چہ موسیٰ کاظمؑ ایس غم نوں

زنداں چہ موسیٰ کاظمؑ ایس غم نوں یاد کردا
کر یاد سکینہؑ نوں ہائے شام شام کردا

برداشت کر لئی اے میں دھیاں دی جدائی
زندان چہ موسیٰ کاظمؑ دیندا ریئاں دوھائی
دادی زینبؑ دا مینوں ہائے بھل دانئیں اے پردا

کر یاد اُس دکھ نوں میں چودہ سال رویا
جس غم چہ ہائے عابدؑ رت چالی سال رویا
کیویں کیتا سر شمر نے ہائے نیزے نال بے پردا

زندان دا ہنیر اسیدؑ کوں منہ لوکاوے
پچھدا رضاؑ دا بابا غم کیڑا تینوں کھاوے
روندی سکینہؑ ٹر گئی سر نیزے تے اصغرؑ دا

زنداں چہ موسیٰ کاظمؑ۔۔۔۔۔

دھیاں نے رو کے پچھیا ہتھ کیوں لُکائے بابا
کیڑے حال قید و یکھی او حال تے سنا جا
پا کڑیاں کفن وچ وی کیوں شام شام کر دا

آیا نہ راس جعفرؔ سیّداںؑ نوں اے بغداد اے
سیّداںؑ دا دو جا قیدی مر کے ہویا آزاد اے
جیڑا یاد کر کے برچھی صغراؑ دے ہو کے بھر دا

شاعر: جعفرؔ عباس بخاری　　　　استاد اکبر عباس

ہائے زندگی موسیٰؑ کاظمؑ دی بغداد دی قید مکا گئی اے
بے وارث پُل اُتے کیوں میت اِدی تنہا پئی اے
سید ضمیر الحسن تنویرؔ

رضاؑ دا باباؑ توں آیا ایں ٹر وی چلیا ایں

رضاؑ دا باباؑ توں آیا ایں ٹر وی چلیا ایں
ڈسا چا مولاؑ کدوں تئیک ہن جدائیاں نیں
اٹھاویں عیداں گزر گئیاں انتظاراں وچ
آ ویکھ روندیاں دھیاں دیاں دھائیاں نیں

ڈٹھا ہے خواب تساں دے میں آوَن توں پہلا
مکاہن نانے کوں دیندے میں انبیاء دیکھے
حبیب حر تے ابوذر بلال قنبر وی
گریبان چاک تے روندے میں بن قباء دیکھے
سنے نیں بقیہ وچوں وین دادی زہرا دے
سراں چہ پائیاں نیں خاکاں بتولؑ جائیاں نے

https://www.youtube.com/watch?v=JmA6WXut2cU

رضاؑ دا باباؑ۔۔۔۔۔

غریب دھیاں نے رو رو کے پیو توں پُچھیا اے
ہتھاں کوں بابا تو چادر چہ کیوں لکایا اے
ایہناں ہتھاں دا جے سایہ نصیب نئیں سانکوں
خدا توں بعد ساڈے سر تے کیندا سایہ اے
توں چودہ سال پچھوں آیا ایں اج وی قیدی اے
ڈسا چا بابا اے زنجیراں کیوں پوائیاں نیں

میں کیا ڈساواں تقاضہ ہے عین فطرت دا
ایہہ پیو تے دھیاں دا رشتہ عجیب ہوندا اے
پتر تے ہوندے نے بنیاد باپ دادا دی
دھیاں دا جگ تے انوکھا نصیب ہوندا اے
سمجھ گیئاں ایہہ ملاقات اج اخیری اے
سراں تے جوکھاں یتیمی نے آوسائیاں نیں

رضاؑ دا باباؑ۔۔۔۔

تو بعد مدتاں دے آیا ایں چھوڑ چلیا ایں
ڈسا کے جاویں کیہڑے دیس ہن تیاری اے
تیڈے توں بعد سخی لال مولا جعفرؑ دا
بڑی بے چین اساں زندگی گزاری اے
کوئی تے حال ڈسا کیوں خاموش ہیں مولا
کیہڑے ڈناں تے اجاں ہونیاں رہائیاں نیں

ملے رہائی اوکوں صدقہ موسیٰ کاظمؑ دا
کوئی وی قیدی عزادار جو تیرا ہووے
ملا دے صدقہ میڈی سین دی جدائی دا
وچھڑ گیا جے کسے بھین دا بھرا ہووے
او بیبیاں دیاں غازیؑ توں جھولیاں بھر دے
جناں جناں نے تیرے در تے آساں لائیاں نے

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

بشکریہ: - ALAJAL YA IMAM E ZAMANA as youtube channel

رب جانے کیویں کاظمؑ نے اے قید نبھائی

رب جانے کیویں کاظمؑ نے اے قید نبھائی بغداد دے زندان وچوں چوداسال دے بعدوں ملی مر کے رہائی
کاظمؑ نوں جدوں زہر دتّا دل ٹکڑے ٹکڑے ہویا قیدی پُتر نوں ویکھن لئی ماں حسنینؑ دی روندی بقیہ توں ہے آئی
کمر جُھکا کے سیّد نے زندان چہ زندگی گزاری فیر وی ایس حالات چہ شاہ نوں وچ زندان دے ظالم ہائے زہر پلائی
دھیاں رو رو کین پیّاں بابا وطناں تے آجا جیوندے جی اے مار دے وے گی اک نہ اک دن سانوں اے تیری جدائی
اینج دی غربت ویکھی اے سرکار رضاؑ دے بابے زنجیراں وچ جکڑی میّت جیڑی زندان چہ لو کو مزدوراں نے چائی
امّت نے کاظمؑ تے کیتے ظلم بشارتؔ اینج دے شام دی قیدن پُل بغداد تے باج ردا دے ہائے دیندی دہائی

شاعر: بشارتؔ

سوز: اصغر خان

کتنا غریب ہویا بغداد وچ امام اے

کتنا غریب ہویا بغدار وچ امام اے

مظلومیت دا ایدی ہر پاسے ذکرِ عام اے

جس حالت رکوع وچ چودہ برس گزارے

مشغول وچ عبادت سجدے چوں سر نہ چاوے

اللہ ہی جاندا اے کر دائیں او کلام اے

حاکم دا حکم آیا زنجیر نہ لہاؤ

رنگ زرد ایدا ہووے اینج داز ہر پلاؤ

تاریخ اینوں رووے لوؤ ایسا انتقام اے

زہراؑ نے رو کے لوکوں یثرب چہ وین پایا

درداں دی شد تاں دا جس تے رہیا اے سایا

قیداں چہ جس نوں ملیا نہ دو گھڑی آرام اے

کتنا غریب ہویا۔۔۔۔

قم دی شہزادی آکھے میرا غریب بابا
دن عید دا ہے آیا اج مڑ قریب آیا
توں اپنی خریت دا کوئی بھیج دے پیغام اے

دنیا تے ماتمی جے پاکاں نوں یاد رکھے
باب الحوائج اونوں دنیا تے شاد رکھے
اظہارؔ اونوں کردا عرشِ پریں سلام اے

شاعر: اظہارؔ الحسن

سوز: انوار الحسن

بغداد دے وسدیاں کفن پایا اِنوں سمجھ کے اجر رسالت دا
آہ قسمت اُجڑی زینبؑ دی بن کفن دے چھوڑ بھرا گئی اے
سید ضمیر الحسن تنویرؔ

ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں

ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں
امت نے محمدؐ کی بیٹیؑ کو ستایا کیوں

میرے لال میں زہراؑ ہوں تیری لاش پہ آئی ہوں
میں تنہا نہیں آئی زینبؑ کو بھی لائی ہوں
میں لوگوں سے پوچھوں گی یہ ظلم کمایا کیوں

کیا خوفِ خدا نہ تھا ظلمت کے خداؤں میں
جب طوق تھے گردن میں زنجیر تھی پاؤں میں
پھر اتنی بلندی سے لاشے کو گرایا کیوں

بغداد میں کیا سارے اہلِ ایمان نہ تھے
وہ لوگ درندے تھے یا پھر انسان نہ تھے
ایوب نے تنہا ہی لاشے کو اٹھایا کیوں

شاعر و سوز: اختر حسین اختؔر

کاظمؑ امام نوں ملی کس جرم دی سزا

کاظمؑ امام نوں ملی کس جرم کی سزا
بابا رضاؑ دا قید گیا ظلم دی نبھا

تنگ اتنا قید خانہ تاریخ ہے گواہ
کروٹ بدل نئ سکدا وارث رسولؐ دا

ملی زہر ترے ایام تڑپدا رہیا امام
وارث قریب نہیں کوئی جہیڑا کرے دوا

میت تے وین کیتے جنابِ بتولؑ نے
ہن تاں کوئی غریب دے زنجیر جو لوہا

روئے امامِ دیں دی زیارت دے واسطے
بغداد والے پل تے جنازہ رکھا گیا

کاظمؑ امام نوں ملی۔۔۔۔۔۔

بے وارثاں دے وانگ نہ ایں کوں دفن کرو
رک جاؤ پڑھسیں آ کے جنازہ ایں دا رضاؑ

ویکھے نشاں بدن تے زنجیراں تے زہر دے
چُم داغ رویا خون ہے بیمارِ کربلاؑ

روضہ نبیؐ توں قیدی بنایا امام نوں
کیتا نہ کجھ رسولؐ دا اُمت حیا

ملدا پیا ہے اجر رسالت دا نانا ویکھ
آئی جنابِ زینبؑ و کلثومؑ دی صدا

تنویرؔ ہویا مر کے رہا بے وطن اسیر
ظلم و ستم دی ہو گئی سیدؑ تے انتہا

شاعر:سید تنویرؔ نقوی

سوز:اکبر عباس

بغداد دے قیدی نوں

بغداد دے قیدی نوں جدوں اجڑیاں دھیاں نے
رو رو کے وداع کیتا
پئیاں کردیاں بابا بابا، سن کنبھ گیا عرش خدا دا
گل نالوں جدوں شاہؑ نے دھیاں نوں جدا کیتا

کربل دی کہانی نوں اینج وقت نے دُہرایا
لگدا سی جیویں مڑ کے فیر دورِ یزید آیا
بابے دے ہتھی ہتھکڑیاں، دھیاں رون بوہے تے کھڑیاں
سجادؑ دی سنت نوں کاظمؑ نے ادا کیتا

زنجیراں سنے چایا مزدوراں نے میّت نوں
سر خاک پئی زہراؑ تک پتر دی حالت نوں
اج فضلؑ دا باباؑ آوے، آ طوق گلے دا لاوے
مظلومؑ مسافر دا امت نہ حیا کیتا

بغداد دے قیدی نوں۔۔۔۔

زنداں دے وچ جس نے زندگی اے لنگاں چھوڑی
اوہدی لاش مسلماناں راہواں چہ رولا چھوڑی
کوفے چہ علیؑ کُرلائے، بقیع چوں وین سی آئے
دل توڑیا احمدؐ دا زہراؑ نوں خفا کیتا

کیسے رولدیاں نئیں ویکھی اینج لاش اسیراں دی
بازاراں وچوں آوے جھنکار زنجیراں دی
مڑ جان سپاہی کھڑ کے، ہتھ نبض اوتے تر تر کے
پک موت دا ہو گیا سی فیر کیوں نہ رہا کیتا

اج غافل ماتم توں نہ کوئی پرسہ دار ہووے
متاں نال تیرے روندا کھڑا پاک بیمارؑ ہووے
اُس اجڑی نوں پرچاوناں اے جنے شام چہ روندیاں آوناں اے
ہر چوک عبور اخترؔ جنے باہج ردا کیتا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

ہائے موسیٰ کاظمؑ ہائے موسیٰ کاظمؑ

ہائے بے خطا جو پائیاں سزاواں کر کر کے ماتم مکایاں نے ساہواں

جیویں قیداں کٹیاں زہرہؑ دے لال اے زہرہؑ رونی اے ہائے چودہ سال اے زنجیراں کیتا اودا ایسا حال اے کج وال کھل گئے زینبؑ بے حال اے ہائے بے خطا جو پائیاں۔۔۔۔۔
بڑے اوکھے ویلے سیداں گزارے ہائے وارو واری بچھڑے نے وارے زہرہؑ تے زینبؑ اُتے لیلیٰ فروا ہتھوں لٹائے اپنے سہارے ہائے بے خطا جو پائیاں۔۔۔۔۔
مزدوراں اودا جدوں چایا لاشہ ہائے آئی زہرہؑ پھڑ زخمی پاسہ دینِ محمدؐ دا اے خلاصہ نئ کوئی جیڑا دیوے دلاسہ ہائے بے خطا جو پائیاں۔۔۔۔۔
مولاؑ تے گزری کیسے قیامت زندان رویا تک اودی حالت حال رکوع وچ ایسی عبادت رب دی قسم نہ ویکھی سلامتؔ ہائے بے خطا جو پائیاں۔۔۔۔۔

شاعر: سلامتؔ فیروز

مزدور جنازہ چاکے لے پل بغداد تے آئے

مزدور جنازہ چاکے لے پُل بغداد تے آئے
اک قیدی مر گیا قید دے وچ کوئی آ زنجیر لہاوے

رہیا چودہ سال رکوع دے وچ سیدؑ وچ قید دے دین لئی
اینوں سمجھ بے وارث بے دیناں دیتا زہر امام نوں پین لئی
ایدا اہے کوئی لگدا تے آ کے ایدی لاش نوں گھر لے جاوے

دستور زمانے دالو کوں جدوں قیدی مر جائے قید دے وچ
اودا کفن دفن لگدے کر کے فیر آپ لہاندے لحد دے وچ
اے میت اے موسیٰ کاظمؑ دی اینوں غیر نہ کوئی ہتھ لاوے

مزدوراں توں پچھیا طوسیٰ اے کس بیمار نوں چایا جے
اے کربل والے سیداںؑ دا چھیویں امام دا جایا اے
ایدی دھیاں کوں اطلاع دیوو یا آپ رضاؑ آ جاوے

مزدور جنازہ چا کے۔۔۔۔۔

عبّاسؑ دے بازو قلم ہوئے بچیاں دی تس بے چین کیتا
سر ننگے کر مستوراں نوں نالے کربل قتل حسینؑ کیتا
کس جرم چہ آلِ محمدؐ توں اے ظالماں ظلم کمائے

دیتا حکم سپاہیاں نوں ظالم اینوں ہور وی سخت سزا دیوو
نہ جاوے اپنے گھر دے ول اینوں ہور زنجیراں پا دیوو
کیویں نعیمؔ سقیفے والیا نے چن چن کے سیدؑ نے مارے

شاعر و سوز: نعیمؔ سچیاری

بغداد دے وسدیاں کفن پایا اِنوں سمجھ کے اجر رسالت دا
آہ قسمت اُجڑی زینبؑ دی بن کفن دے چھوڑ بھرا گئی اے
سید ضمیر الحسن تنویرؔ

ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ

ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ ہائے موسیٰ کاظمؑ ہائے تیر الاشہ یادِ حسنؑ میں خونِ جگر سے لپٹا ہوا تھا ہائے تیر الاشہ
جلتی زمیں تھی لاشہ پڑا تھا مشکل میں میرا مولا رضاؑ تھا کیسے اُٹھاتا، کیسے اُٹھاتا اک تیر الاشہ
دے دیتے اجازت غازیؑ کو سرورؑ جلتے نہ خیمے چھنتی نہ چادر بازو نہ کٹتے کنبہ نہ لُٹتا اُٹھتا نہ کیونکر ہائے تیر الاشہ
چودہ برس جو قیدی رہا تھا نظروں میں منظر تھا کربلا کا عابدؑ نظر میں زینبؑ رسن میں اس غم میں تڑپا ہائے تیر الاشہ
خنجر چلا تھا پیاسا گلا تھا گودی میں میری بیٹا میرا تھا دیکھا تھا میں نے اک وہ بھی منظر دیکھا ہے میں نے ہائے تیر الاشہ
جس نے اُٹھایا اک ایسا لاشہ برچھی میں بیٹا جس کا جگر تھا وہ کربلا سے آیا اُٹھانے اکبرؑ کا بابا ہائے تیر الاشہ

شاعر: عاصم رضوی　　　سوز: عامر ملک، عابد ملک و حسنین ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

مظلُوم بےِ وطن یہ میرا مولا رضاؑ ہے

مظلُوم بےِ وطن یہ میرا مُولا رضاؑ ہے ہائے جِس کو زہر لوگو مُسلماں نے دیا ہے	شاعر و سوز: لال حسن حیدری
سب آنکھیں کرو بند دُہائی ہے دُہائی اِک بی بیؑ عزاداروں یہاں شام سے آئی لِپٹی ہے جنازے سے نہیں سر پر رِدا ہے	
آئے ہیں جنازے پہ نبیؐ شاہِ اُمم بھی کلثومؑ رقیہؑ بھی ہے معصُومہِ قمؑ بھی وہ بی بیؑ ہے کربل میں جِلی جسکی عبا ہے	
مامون عباسی کی عنایت ہے یہ لوگو ہائے آلِ پیمبرؐ سے عداوت ہے یہ لوگو سیّدوں پہ ذرا دیکھو یہ اُمت کی جفا ہے	
روتے ہیں فرشتے بھی زمیں اور زماں بھی ہائے لوح و قلم عرشِ بریں کون و مکاں بھی خیرُ النساء کے لعل کے ماتم کی صدا ہے	

یا امامِ رضاؑ ایہو ارمان رہیا

یا امامِ رضاؑ ایہو ارمان رہیا
جنگلاں چہ رُل گئی اے نہ تینوں مل سکی ہے
تیری بہن معصومہؑ ایہو ارمان رہیا

چھڈ کے مدینہ آئی مولا رضاؑ دی خاطر
ہائے فاطمہؑ معصومہ آگئی اے قم چہ آخر
اے وین کر دے کر دے دنیا توں ٹر گئی اے
مینوں ملیا نہ بھرا ایہو ارمان رہیا

تو اے غریب پرور نالے ہویا اَج غریب اے
وقتِ آخیر نئی سی تیری بھین کوئی قریب اے
نہ بھیناں وین کیتے میت تے تیری مولاؑ
روندی رئی قضا ایہو ارمان رہیا

یاامامِ رضاؑایہو۔۔۔۔

مامون کیتی سازش مولا رضاؑ دے نال اے
دتا زہر پر نہ کیتا امام دا خیال اے
ہر دور وچ اے مولا سہہ گئی نبیؐ دی آل اے
امت دی ہر جفا ایہو ارمان رہیا

ہر ماتمی دی مولاؑ ہووے دعا قبول اے
منظور ساڈا پُرسہ شالا کرے بتولؑ اے
ہن تک وی کیوں نہ آیا نرجسؑ دا لال مولاؑ
مہدیؑ اے پیشوا ایہو ارمان رہیا

کربل چہ جیویں کیتا سجدہ حسینؑ جوہرؔ
پیتا زہر رضاؑ وی دینِ خدا دی خاطر
توحید بچ گئی اے پر ظلماں وچ رئی اے
اولادِ فاطمہؑ ایہو ارمان رہیا

شاعر: آصف جوہرؔ

سوز: اکبر عباس

اے ہوا جا کے رضاؑ نوں دیویں اے سنیڑا

اے ہوا جا کے رضاؑ نوں دیویں اے سنیڑا
تینوں لبھدی جے میں مر گئی کون چاوے گا جنازہ
آن کے راہواں چوں میرا

ایناں کنڈیاں تے ٹرن دی میں کدوں عادی ساں
کون دسّے گا ایناں نوں میں سید زادی آں
میرے پیراں دیاں تلیاں دے لے لے کے بوسے رووے
مینوں وجد ائے سنگ جیڑا

آخری ساہواں تے رو رو کے اے بی بی نے کہیا
یا غریب الغرباء یا معین الضعفاء
اے آس میری اے ویرا بن جاوے جا قبر دی
تیرے روضے دا اے ویڑا

اے ہوا جا کے۔۔۔۔

ڈگ پئی آں میں راہواں تے تیرا ناں لے کے
کر مدد موسیٰ رضاؑ العجل کہہ کہہ کے
تیرے حجر دی قیدن نوں ویکھ ویکھ ویر روندا اے
ایناں جنگلاں دا ہنیرا

دے کے ہنجواں دا غسل مینوں کفن پا جا ویں
واسطہ بابے دا لاش تے آ جا ویں
بسم اللہ میں پڑھ پڑھ کے جانواں گی دنیا توں
تکدی چہرہ میں تیرا

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

میدان ہے محشر کا عدالت پہ خدا ہے
انصاف طلب بنتِ رسولِ دوسراؐ ہے

اختتامیہ

اے عادلِ مطلق میں تیرے پیش ہوں کرتی
اُمت نے ہمیں اجرِ رسالت جو دیا ہے

نثار حیدری

ہو سلام آخری ساڈا سیدہؑ

الوداع الوداع سیدہؑ

ٹینڈا سر کٹیا میںڈا گھر لٹیا دوویں اجڑیا بھین بھرا سیدہؑ
چکی پیس کے زہراؑ نے پالا جیسے سر نیزے پہ اس کا چڑھا سیدہؑ
مینوں یثرب والے آکھن گے آئی بھائی بھتیجے کوہاں سیدہؑ
ظلم اتنا ہوا رو پڑے انبیاء غم کی تجھ پہ ہوئی انتہا سیدہؑ
میں کفن دے وچ وی رووانگی میری لٹ لئی اے شمر ردا سیدہؑ
جس جگہ پہ محمدؐ نے بوسے دیئے کند خنجر اُسی پہ چلا سیدہؑ
تیری ماں تھی بتولؑ اور نانا رسولؐ ملا کیسا تجھے پھر صلا سیدہؑ
تیرے ممنون ہیں کُل رسول اور امام بنی دین کی تو ہی بقا سیدہؑ

ہائے رنگلی جوانی اکبرؑ دی ہائے تشنہ دہانی اصغرؑ دی
جیڑی بن وچ ہوئی اے تباہ سیدہؑ

اکبرؑ اصغرؑ پیۓ روندے ہِن قاسمؑ دے ٹکڑے ترفدے ہِن
پیۓ روندے کل شہداء سیدہؑ

گھبرائے گی زینبؑ

گھبرائے گی زینبؑ ، گھبرائے گی زینبؑ
بھیا تمہیں گھر جا کے کہاں پائے گی زینبؑ

کیسا یہ بھرا گھر ہوا برباد الٰہی کیا آئی تباہی
اب اس کو نہ آباد کبھی پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ

گھر جا کے کسے دیکھے گی قاسمؑ ہیں نہ عبّاسؑ اکبرؑ سے بھی ہے یاس
اپنے علی اصغرؑ کو کہاں پائے زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ

پوچھیں گے جو سب لوگ کہ بازو پہ ہوا کیا یہ نیل ہے کیسا
کس کس کو نشاں رسی کے دکھلائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ

پھٹ جائے گا بس دیکھتے ہی گھر کو کلیجہ یاد آؤ گے بھیا
دل ڈھونڈے گا تم کو تو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ

گھبرائے گی زینبؑ۔۔۔۔

بن بیٹوں کے کہلائی تو کہلائی میں لیکن　　یہ کیسے ہو ممکن
بن بھیا کے کہلائی تو مر جائے گی زینبؑ　　گھبرائے گی زینبؑ

بے پردہ ہوئی قید بھی خواہر نے اٹھائی　　پر موت نہ آئی
کیا جانئیے کیا کیا ابھی دکھ پائے گی زینبؑ　　گھبرائے گی زینبؑ

شاعر: چھنولال دلگیرؔ(تاریخِ پیدائش:۱۷۸۰)

شاعر کے تعارف کیلئے مندرجہ ذیل لنک پر جائیں

https://www.youtube.com/watch?v=Q7TBrcnQZBw

https://www.youtube.com/watch?v=afDtSf0E-LM

https://www.youtube.com/watch?v=uv_QEsNVF-4

سلامِ آخر

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا
غریب دیتے ہیں پرسہ تمہارے پیاروں کا

سلام ان پر جنہیں شرم کھائے جاتی ہے
کھلے سروں پہ اسیری کی خاک آتی ہے

سلام بھیجتے ہیں اپنی شہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے مرتے وقت گھر سرور

مسافرت نے جسے بے بسی یہ دکھلائی
نثار کردیے بچے نہ بچ سکا بھائی

اسیر ہو کے جسے شامیوں کے نرغے میں
حسینیت ہے سکھانا علیؑ کے لہجے میں

سکینہؑ بی بی تمہارے غلام حاضر ہیں
بجھے جو پیاس تو اشکوں کے جام حاضر ہیں

یہ سن یہ حشر یہ صدمے نئے نئے بی بی
کہاں پہ بیٹھی ہو خیمے تو جل گئے بی بی

جناب مادرِ بے شِیر کو بھی سب کا سلام
عجیب وقت ہے کیا دیں تسلیوں کا پیام

پہاڑ رات بڑی دیر ہے سویرے میں
کہاں ہو شام غریباں کے گھپ اندھیرے میں

ابھی کلیجے میں اک آگ سی لگی ہو گی
ابھی تو گود کی گرمی نہ کم ہوئی ہو گی

نہیں اندھیرے میں کچھ سوجھتا کہاں ڈھونڈیں
تمہارا چاند کہاں چھپ گیا کہاں ڈھونڈیں

نہیں لعینوں میں انساں کوئی خداحافظ
درندے اور یہ بے وارثی خداحافظ

نہ اس طرح کوئی کھیتی ہری بھری اجڑی
تمہاری مانگ بھی اجڑی ہے کوکھ بھی اجڑی

سلام محسنِ اسلام خستہ تن لاشوں
سلام تم پر شہیدوں کے بے کفن لاشوں

بچے تو اگلے برس ہم ہیں اور یہ غم پھر ہے
جو چل بسے تو یہ اپنا سلام آخر ہے

شاعر: سید آلِ رضا
نوحہ خواں: ناصر جہاں

روزِ محشر

<table>
<tr><td>روزِ محشر خدا کے سامنے جب بے ردا بنتِ زہراؑ جائیں گی
ہچکیاں سسکیاں وہ لے لے کر نوحہ شبیرؑ کا سنائیں گی</td><td rowspan="5">شاعر: حُر اور عمران ستار
ناظم: پیارعلی، انجمن شباب المومنین
سوز: عقیل حسین</td></tr>
<tr><td>سن کے زینبؑ کی آہ و زاری کو ہائے روتی رہی ہے ماں زہراؑ
کچھ تبرکات کربلا والے ساتھ لائیں ہیں اپنے ماں زہراؑ
لرز جائے گا حشر کا میدان خون بھرا کرتا جب دکھائیں گی</td></tr>
<tr><td>کیسا تھا امتحان یہ تیرا جس میں گھر لوٹا میرا سارا گیا
دین تو بچ گیا تیرا اللہ بھائی میرا حسینؑ مارا گیا
آج محشر کے روز بھی زینبؑ پرسہ شبیرؑ کا کرائیں گی</td></tr>
<tr><td>تیرے پیارے نبیؐ کی امت نے میرے بھائی کو مجھ سے چھین لیا
واسطے میں نے لاکھ تیرے دیئے پھر بھی سر سے ردا کو چھین لیا
کوئی میری مدد کو نہ آیا رو کے زینبؑ یہ کہتی جائیں گی</td></tr>
<tr><td>نصرتِ دین کے لئے اللہ میرے بھائی نے دے دیا اکبرؑ
جب بچا نہ کوئی جواں اُس کا ہائے چھ ماں کا دے دیا اصغرؑ
بے مثل بن گئی یہ قربانی دین کو رنگ جو لگائیں گی</td></tr>
</table>

دُعا

برائے نبیؐ یا علیؑ یا بتولؑ — برائے دو ریحانِ باغِ رسولؐ
سجادؑ و باقرؑ شہِ اولیاء — جعفرؑ و کاظمؑ برائے رضاؑ
برائے تقیؑ یا نقیؑ یا حسنؑ — برائے ظہورِ امامِ زمنؑ
مولا جو شاہ کے عزادار ہوں — نہ محتاج ہوں اور نہ بیمار ہوں
جو بیمار ہوں وہ پائیں شفا — جو ہوں قید مومن وہ ہوئیں رہا
ہمیشہ رہے زور اسلام کا — عدالت و مرغوب حکام کا
شہِ دیں کا یہ ماتم جاری رہے — صدآحشر تک یہ پرسہ داری رہے

مشکل کشاء دو جگ کا مشکل کشائی کر
ہر اک محب مولائی کی حاجت روائی کر
فلک کے روندے ہوئے دینا کے ٹھکرائے ہوئے
ہم بھی آئے ہیں تیرے در پہ ہاتھ پھیلائے ہوئے

از قلم: باباصدا حسین شاہ

التماسِ دعا